54-36

مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار فیصل آباد

خطباتِ بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری

مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار• فیصل آباد
54-36

خطباتِ بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خطبات بہاولپوری

جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوم

طبع اول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکتوبر 1998ء

طبع دوم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ستمبر 1999ء

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز فیصل آباد

اشاعت فنڈ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 70روپے

ناشر: عبدالغفار
فیصل آباد

ملنے کے پتے

- مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد فون:631204
- مکتبہ نور حرم 60/ نعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر 5
کراچی نمبر 47 فون:4965124
- اتفاق سٹیل کارپوریشن حاجی آباد فیصل آباد فون:781493
- مسجد اقصیٰ اہل حدیث چوک ون یونٹ بہاول پور

فہرست مضامین

خطبات بہاولپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ وہ قرآن و سنت کے دلدادہ، صبر و عزیمت کے پیکر جو تبلیغ دین کے سلسلہ میں نہ کبھی جھکے، نہ ڈرے اور نہ ہی ان کے پاؤں کبھی ڈگمگائے، نہ لرزے، نہ کپکپائے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ شرک و بدعت میں مستغرق اور بدعملی کی شکار انسانیت کو راہ راست پر گامزن کرنے میں صرف ہوا۔ گویا آپ فرمان رسول ﷺ " جو مسلمانوں کے کاموں کا اہتمام نہ کرے وہ ان میں سے نہیں اور جس کی صبح و شام اللہ، اس کی کتاب (قرآن)، اس کے رسولؐ، اس کے امام اور عام مسلمانوں کی خیرخواہی میں نہ گزرے وہ ہم میں سے نہیں (رواہ طبرانی عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ) " کا عملی نمونہ تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں انہوں نے جانی و مالی قربانیاں پیش کیں وہاں میدان تقریر و تحریر میں بھی بے مثال خدمات سر انجام دی ہیں۔ یہ کتاب موصوف کی پرتاثیر تقریروں کا تیسرا مجموعہ ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل خطبات جلد اول، دوم چھپ کر منصہ شہود پر نمودار ہو چکی ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ جلد چہارم بھی کتابت کے مرحلے سے گزر رہی ہے جونہی اس کی کمپوزنگ مکمل ہوئی اسے بھی شائع کر دیا جائے گا ان شاء اللہ! موصوف کے مشن کے مطابق کتاب کا اشاعتی فنڈ حسب سابق لاگت ہی ہے۔

قارئین کرام انسان سہو و نسیان سے مبرا نہیں ' سبحان ذات صرف خدائے واحد کی ہے اس لئے اگر آپ دوران مطالعہ کوئی غلطی ' کوئی کمی و کوتاہی محسوس کریں تو از راہ کرم مطلع فرمائیں اور اس کی بہتری کے لئے مفید مشوروں سے محروم نہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کی اشاعت میں کسی طرح سے بھی تعاون کرنے والوں کو بہتر اجر عطا فرمائے جو کہ اپنے بندوں کی مساعی کا بڑا ہی قدردان ہے! (آمین)

عبدالغفار عفی عنہ

فیصل آباد

خطبہ نمبر36

إن الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة فى النار

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

و سارعوا الى مغفرة من ربكم و جنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقين (3: آل عمران: 133)

میرے بھائیو! انسان کے لئے اپنے مقام پر پہنچنے کے لئے جس طرح سے راستے کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور ہم اس کے لئے بہت کوشش کرتے ہیں کہ جہاں ہمیں جانا ہے اس راستہ کا صحیح علم ہو اور صحیح راستے پر جائیں تاکہ کہیں بھٹک نہ جائیں۔ وقت بھی ہمارا کم صرف ہو اور پہنچ بھی ہم جلدی جائیں اس طرح سے یہ دنیا کا سفر طے کرنے کے لئے ہمیں راستہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا راستہ صحیح ہے یا نہیں۔ یہ بات تو بالکل بدیہی ہے اور بدیہی کا مطلب یہ ہے کہ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا تعلق اپنے ادراک سے' اپنے محسوسات سے ہے کہ ہر آدمی اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ جب ہم کسی جگہ جانا چاہتے ہیں تو پہلے ہم اس کے راستے کا علم حاصل کرتے ہیں اگر راستہ صحیح ہوگا تو ہمارا پہنچنا جو ہے وہ آسان ہوگا اور اگر راستہ غلط ہوگا اور جتنا راستہ غلط ہوگا اسی مناسبت سے ہم اپنے مقصود سے دور جا پڑیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ چونکہ ہمیں سفر کرنا پڑتا ہے' کہیں نہ کہیں جانا آنا پڑتا ہی ہے۔ لمبا سفر ہو

یا چھوٹا سفر ہو راستے کا تعین ' راستے کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اس طرح سے زندگی میں مذہب کا صحیح ہونا زندگی گزارنے کا طریقہ صحیح ہونا بھی از بس ضروری ہے۔ ہمارا آج کل کا پڑھا لکھا طبقہ اس اصول کو تو مانتا ہے کہ لاہور جانا ہو تو راستہ صحیح ہونا چاہیے 'شارٹ ہونا چاہیے ' صاف ستھرا ہونا چاہیے ' اس میں الجھنیں نہ ہوں ' اس میں خطرہ نہ ہو۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ مذہب بھی صحیح ہونا چاہیے ورنہ آدمی بھٹک جائے گا ' اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا تو کہتے ہیں مذہب تو سب ٹھیک ہیں ' جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے۔ آپ اس سے اندازہ کریں کہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ یہ بھی ایک قطعی سفر ہے۔ سمجھنے والا سمجھتا ہے ' غور کرنے والا اگر غور کرے تو یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ دنیا بھی ہمارا ایک سفر ہے۔ جب سے بچہ ہوش سنبھالتا ہے زندگی گزرتی جا رہی ہے۔ زمانہ جو ہے وہ متحرک ہے۔ زمانہ ٹھہرتا تو نہیں۔ یہ انگریزی والے کہتے ہیں Time Flyes ٹائم اڑتا ہے۔ کبھی رکتا نہیں ' کبھی بھی رکتا نہیں۔ زمانہ چلا جا رہا ہے چلا جا رہا ہے اور یہ دنیا ہے۔

اب دیکھ لو! جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے آج دو دن کا ہو گیا۔ پھر تین دن کا ہو گا پھر چار دن کا ہو گیا۔ زمانہ گزرتا جا رہا ہے ' زندگی گھٹتی جا رہی ہے۔ اور سفر اپنا طے کرتا جا رہا ہے۔ پہلے بچہ تھا کچھ ہوش نہیں تھی۔ وہی بچہ دس پندرہ سال کے بعد ایک جوان بن گیا۔ اسے کچھ مدت کے بعد دیکھو تو اس کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ کچھ مدت کے بعد دیکھو وہی بوڑھا ہو گیا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ سفر تو ہے۔ وقت کٹتا جا رہا اور عمر گزرتی جا رہی ہے۔ یہ سفر ہے۔ اگر زندگی صحیح راہ پر گزری صحیح طریقے پر گزری تو امید ہے کہ اس کا مقام : جہاں اس کو پہنچنا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

میرے بھائیو! ہم دنیا میں آئے ہی اس لئے ہیں۔ آپ مانتے ہیں ' جانتے ہیں ' کوئی شبہ نہیں ' کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا

کر کے جنت میں داخل کر دیا تھا۔ مائی حوا بھی ساتھ تھی' دونوں میاں بیوی (آدم علیہ السلام اور مائی حوا) نے غلطی کر لی۔ اللہ نے جس چیز سے منع کیا تھا وہ اس شے سے نہ رکے۔ انہوں نے یہ غلطی کر لی' پھل کھا لیا۔ اللہ نے وہاں سے نکال دیا۔ سزا کوئی نہیں دی' معاف کر دیا۔ فرمایا: اب جاؤ! جا کر دنیا میں رہو۔ اب محنت کر کے آؤ۔

اب دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہوا؟ یہ کہ اگر دوبارہ گھر پہنچ گئے جو اصلی گھر ہے جہاں ہمارے ماں باپ کو پہلے Settle کیا گیا تھا اگر وہاں پہنچ گئے تو ٹھیک اور اگر وہاں نہ پہنچے تو برباد ہو گئے۔ یہ ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ یہ بات عرض کی ہے کہ یہ دنیا صرف اس لئے ہے کہ ہم دنیا میں رہ کر اپنی آخرت کو ٹھیک کر لیں۔ ہم دنیا میں جب ہوش سنبھال لیں تو ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ باپ (آدم علیہ السلام) والی جگہ مجھے مل جائے' میں باپ کا وارث ہو جاؤں۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا' دوزخ کو بنایا۔ جنت میں اتنی گنجائش رکھی' اتنی گنجائش رکھی کہ جتنے انسان ابوجہل سے لے کر بالکل آخری انسان تک جو کافر ہو اس کے لئے بھی جنت میں اللہ تعالیٰ نے حصہ رکھا ہے۔ اسی طرح دوزخ بنایا۔ دوزخ میں اپنے رسول سے لے کر آخری نیک سے نیک انسان تک کے لئےدوزخ میں حصہ رکھاہے۔ جتنے انسان تھے ان کے لئے جنت میں گنجائش رکھی۔ جتنے انسان تھے ان کے لئے دوزخ میں گنجائش رکھی۔ (ابن ماجة کتاب الزهد باب صفة الجنة عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ) اور بھیج دیا سب کو دنیا میں کہ جاؤ جا کر اب دنیا میں محنت کرو اور دوبارہ اس جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اگر تم نے اس کو حاصل کر لیا اور اس میں پہنچ گئے تو کامیاب۔ اور اگر تم نے اس کو حاصل نہ کیا تو دوزخ میں چلے جاؤ گے۔ دوزخ میں بھی پوری گنجائش رکھی۔

ایسے ہی مہمانوں کی دعوت کے لئے ہم اندازہ کرتے کہ مہمان کتنے آئیں

گے۔ تین سو' تین سو مہمان آئیں گے اور حالانکہ یہ بھی تجربہ ہے کہ اگر تین سو کو دعوت دیں تو شاید ڈیڑھ سو آئیں' پونے دو سو آئیں' دو سو آئیں۔ کبھی پورے نہیں آتے۔ لیکن انتظام جتنوں کو ہم دعوت دیتے ہیں اتنوں ہی کا کرتے ہیں۔ تو بالکل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دونوں میں پوری گنجائش رکھی ہے۔ پورے انسانوں کی دوزخ میں اور پورے انسانوں کی جنت میں۔ چونکہ جنت انعام والا مقام ہے اس لئے جنت میں جو گنجائش ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ تو اب ہم دنیا میں آئے ہیں اسے خوب توجہ سے سن لیجئے گا' یہ دل بہلاوے کی بات نہیں ہے' وقت کٹائی کی بات نہیں۔ یہ چونکہ ہم باہر گانے سنتے ہیں باہر ہم اور باتیں سنتے ہیں لوگ ہمیں محظوظ کرتے ہیں۔ یہاں مسجدوں میں آتے ہیں اور آخر مولوی بات کیا کرے گا؟ جنت دوزخ کی اور کرے گا کیا؟

میرے بھائیو! یہ وہ چیز ہے جس کے بغیر گزارہ نہیں۔ اس جیسا ٹھوس علم کوئی نہیں' اس جیسی ٹھوس بات کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ سب کھیل اور تماشہ ہے۔ آپ جو کچھ بھی دنیا میں کریں۔ جو کچھ بھی دنیا میں کریں وہ سب کھیل تماشہ ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا: و ما ھذا الحیوۃ الدنیا الا لعب و لھو (29 : العنکبوت : 64) اگر انسان نے اس دنیا میں آکر اپنی آخرت ٹھیک نہ کی' جنت کے حصول کی کوشش نہ کی تو دنیا کھیل تماشہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ سب بیکار ہے' کوئی اس کا مقصد نہیں۔ اور اگر آپ کا محور' آپ کا مدار' آپ کی کوشش' آپ کی راہ جنت کی تلاش ہے تو پھر آپ کے لئے یہ کھیل تماشہ نہیں۔ بلکہ یہ آپ کے لئے کمائی ہے۔ بچہ چھوٹا گھر سے نکل جاتا ہے جونہی سورج نکل آتا ہے ناشتہ واشتہ کیا' روٹی دوٹی کھائی' بچہ بھی نکل جاتا ہے بڑا بھی نکل جاتا ہے۔ باپ کماتا ہے' محنت کرتا ہے' شام کو پیسے لے کر آتا ہے اور بچہ کھیل کر گھر چلا جاتا ہے۔ سوچئے! غور کریں' پھر پوچھے بچے سے کہ تو نے سارا دن کیا کیا؟ ابا جی! کھیل کر آیا ہوں اور بڑے (یعنی باپ) سے پوچھو

صاحب! آپ نے کیا کیا؟ بھئی نوکری کر کے آیا ہوں' دکان پر سارا دن بیٹھ کر آیا ہوں' محنت کر کے آیا ہوں' مجھ پر بوجھ ہے ناں۔ بیوی کا بھی' بچوں کا بھی' اپنی جان کا بھی۔ بچے نے تو ابے سے لے کر کھا لینا ہے۔ امی سے لے کر کھا لینا ہے۔ اس کو بچہ کہتے ہیں۔ اور اس کو بڑا کہتے ہیں۔ اس کو بے سمجھ کہتے ہیں اور اس کو سمجھ والا کہتے ہیں جو کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے۔ جو کام کرتا ہوا سوچتا ہے اس کو سمجھ والا کہتے ہیں۔ اور جو کھیل کر زندگی گزارتا ہے' سارا دن کھیل کر ختم کر دیتا ہے اس کو بچہ کہتے ہیں۔ اب دنیا میں آپ دیکھ لیں اگر انسان نے یہ نہ سوچا کہ ہم دنیا میں آئے کیوں ہیں ؟

میرے بھائیو ! دنیا میں بیاہ شادی ہے' دنیا میں موت ہے' غم ہیں' خوشیاں ہیں' دنیا میں کاروبار ہیں' دنیا میں سارے دھندے ہیں۔ یہ سب ابتلا ہے' یہ سب چکر دنیا کے نظام کا ہے۔ اصل مقصد جو ہے وہ کیا ہے؟ جب انسان مر جاتا ہے ساری باتیں جو ہیں وہ اس بات پر آ کر مرکوز ہو جاتی ہیں کہ اس نے کیا کیا؟ اس کی آخرت ٹھیک ہوئی یا آخرت برباد ہوئی ؟ یہ جنت کا خریدار بن گیا یا دوزخ اس نے خرید لی؟ یہ ایک بزرگ آدمی کی بات ہے' یہ ایک سمجھ والے آدمی کی بات ہے۔ یہ بچوں والی بات نہیں ہے۔ اگر اس کے بغیر آپ زندگی گزارتے ہیں۔ آپ بچے ہیں بے شک آپ پچاس سال کے ہوں' بے شک آپ بہت بڑے افسر ہوں' بے شک آپ فلاسفر ہوں' بے شک آپ کچھ بھی ہوں۔ اگر آپ نے یہ سبق حاصل نہ کیا' اس نکتے کو آپ نے نہ سمجھا تو آپ بچے ہیں۔ خواہ کچھ بھی آپ کیوں نہ بنتے پھریں اور اس بات کو جانچ کر آپ اپنے دل میں خود ہی سوچیں کہ آج ساری دنیا پاگل اور بچہ نہیں بنی ہوئی ؟ کسے فکر ہے کہ میری آخرت ٹھیک ہو جائے میں دنیا سے جاؤں تو جنت میں جانے کے قابل ہو جاؤں۔ یہ نہ ہو میں دوزخ میں چلا جاؤں۔ دیکھیں جو دنیا میں اپنی زندگی برباد کرتا ہے۔ ہم اس بچے کو کہتے ہیں کہ بیٹا! پڑھ لے ورنہ روئے گا۔ اگر تو نے تعلیم

حاصل نہ کی' کوئی خوبی' کوئی کمال پیدا نہ کیا تو پھر تو روئے گا۔ ہم بچے سے یہی کہتے ہیں ناں ؟ کہیے ! یہ سبق ہر ماں باپ بچے کو نہیں دیتا ؟ یہ اچھا سبق ہے یا برا سبق ہے؟

بالکل یہی سبق ہمیں اسلام دیتا ہے۔ قرآن دیتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ دیتے ہیں' دین دیتا ہے۔ کہ دیکھ ! اگر تو نے اپنی آخرت کو ٹھیک نہ کیا تو روئے گا۔ ہم بیس پچیس سال کی عمر تک بچے کی تعلیم' بچے کو بلانا' اس کی تربیت کرتے ہیں کہ یہ کوئی کام سیکھ لے' کسی اچھی لائن میں جائے' اس کی زندگی اچھی گزر جائے گی۔ وہ زندگی کونسی ؟ جو پچیس تیس سال بعد کی زندگی ہے۔ کب تک کی ؟ ساٹھ سال تک۔ پہلے تیس سال جو ہے وہ محنت میں گزارے' تعلیم حاصل کرے' کوئی ہنر سیکھ لے' کوئی کام سیکھ لے۔ تاکہ اس کی زندگی جو بعد والی ہے اچھی گزر جائے۔ بالکل یہی سبق ہمیں اسلام سکھاتا ہے۔ کہ تم دنیا میں آئے ہو اس زندگی میں کچھ کما لو۔ کچھ حاصل کر لو تاکہ تمہاری بعد کی زندگی اچھی گزر جائے۔ ورنہ روؤ گے۔ پچھتاؤ گے۔ پھر کوئی فریاد سننے والا نہیں ہوگا۔ کسی قسم کا کوئی مداوا' کوئی علاج نہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ دوزخی بار بار کہیں گے فلو ان لنا کرۃ (26 : الشعراء : 102) اے کاش ! اللہ ہمیں ایک دفعہ دنیا میں واپس بھیج دے ! فنکون من المومنین (26 : الشعراء : 102) اب ہم ایمان والے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بلا کر اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ گنہگار شرم کے مارے اپنا سر نیچے کئے ہوئے ہوں گے۔ ناکسوا رؤسھم (32 : السجدۃ : 12) اپنے سر نیچے کئے ہوئے ہوں گے۔ خدا سے کہیں گے ربنا ابصرنا و سمعنا (32 : السجدۃ : 12) اللہ ! اب ہم نے اپنی آنکھوں سے دوزخ کو دیکھ لیا۔ اپنے کانوں سے ہر بات سن لی کہ فرشتے بھی ہیں' اللہ بھی ہے' دوزخ بھی ہے' سب کچھ سن لیا' سب کچھ دیکھ لیا۔ فارجعنا نعمل صالحا (32 : السجدۃ : 12) اللہ ! اب ہمیں دنیا میں

واپس بھیج دے۔ نعمل صالحا (ایضا) اب ہم جا کر اچھے عمل کریں گے۔ انا موقنون (32 : السجدة : 12) اب ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا جواب دیں گے۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا (32 : السجدة: 13) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں اب دوبارہ تمہیں دنیا میں بھیج کر پھر جنت میں لانے کے قائل کروں تو مجھے یہ پاپڑ بیلنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں تمہیں ویسے نہ جنت میں بھیج دوں۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا اگر ہر آدمی کو ہدایت ہی دینی ہوتی تو پھر ہم دنیا میں پہلے ہی دے دیتے' تمہیں دوسری طرف جانے ہی نہ دیتے۔ تمہیں پہلے ہی جنت دے دیتے۔ ہمیں تو امتحان لینا تھا سو امتحان میں تم فیل ہو گئے۔ اب اگر تم کہو کہ اب ہم نے پرچہ دیکھ لیا ہے' اب ہمیں دوبارہ لکھنے کے لئے دے دو۔ اب ہم فیل ہو گئے ہیں ہمیں دوبارہ امتحان کے لئے بیٹھنے دو۔ اب کوئی فائدہ نہیں' اب تو بالکل بے کار ہے۔ بالکل عبث ہے۔

میرے بھائیو ! یہ قرآن...... اللہ اکبر ..... یہی باتیں بار بار کہتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہاں جا کے یہ حسرت دل میں بار بار ابھرے گی کہ کاش ! دنیا مجھے ایک بار نصیب ہو جائے اور میں اب جا کر ٹھیک ہو کر زندگی گزاروں گا اور جنت کی تیاری کر لوں گا۔ بلکہ وہاں جا کر یہ پچھتاوا بھی ہو گا کہ یااللہ ! جنہوں نے ہمیں دنیا میں گمراہ کیا تھا' غلط راستے پر ڈالا تھا یااللہ ! ان کو پکڑ لے فزده عذابا ضعفا فی النار (38 : ص : 61) اللہ ! ان کو عذاب زیادہ دے ! دیکھو! نظر تو آئیں گے۔ اب دیکھو ! مثلا میں ہوں' آپ کے سامنے۔ آپ جمعہ پڑھتے ہیں' اگر میرے جمعے سے اللہ آپ کو نیک بنا دے' اللہ آپ کو سمجھ دے دے۔ تو آپ میرے لئے دعائیں کریں گے۔ وہاں بھی اور یہاں بھی۔ بغیر میرے کہے۔ قدرتی طور پر آپ کے دل سے دعا نکلے گی اور اگر گمراہی کی صورت ہو میں آپ کو کوئی پیر پکڑاؤں' میں آپ کو اور قلابازی کھلاؤں' میں آپ کو اور چکر دوں جیسے دنیا گمراہ کرتی ہے۔ آپ اس کو بھول تو نہیں جائیں گے۔ وہ بھی دوزخ میں

آپ بھی دوزخ میں ۔ ایک پہلے چلا گیا' دوسرا بعد میں آئے گا۔ جو نئی آئے گا۔ آپ کہیں گے لعنت ہو تجھ پر! ایک جل رہا ہے دوسرا بعد میں آ رہا ہے۔ وہ کہے گا لعنت ہو تجھ پر! وہ کہے گا مجھ پر لعنت کیا کرتا ہے ؟ دونوں پر ہی ہے۔ دونوں ہی جل رہے ہیں۔ اور تیرے جلنے سے کیا فائدہ ؟ کہیں گے یااللہ ! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ وہ کہیں گے یااللہ ! ہم نے کوئی زبردستی تو نہیں کی۔ قرآن مجید میں یہ مضمون بہت جگہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب و لعنھم لعنا کبیرا (33 : الاحزاب : 68) یااللہ ! ان کو دگنا عذاب دے۔ و لعنھم لعنا کبیرا ان پر بڑی لعنت کر۔ اللہ تعالیٰ کیا فرمائیں گے۔ لکل ضعف (7 : الاعراف : 38) فکر نہ کرو۔ ہر ایک ہی کے لئے دگنا ہے۔ لکل ضعف ہر ایک کے لئے ہی دگنا ہے۔ اب کیا یہ مولوی قرآن نہیں پڑھتے ؟ یہ قرآن کی آیتیں وہ پڑھتے نہیں ہیں؟

دورہ تفسیر ہوتا ہے۔ اب رمضان شریف آئے گا ایک مہینے میں سارے قرآن مجید کا دورہ تفسیر نکال دیں گے۔ رمضان شریف کے بعد پگڑی باندھ دیں گے۔ یہ دورہ تفسیر کر گیا' یہ عالم ہو گیا۔ یہ سکھائیں گے کیا؟ نعتیں ۔ نعتیں پڑھ رہے ہیں۔ آسمان اور زمین کے قلابے ملا رہے ہیں ۔ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اللہ نے قرآن میں کیا بیان کیا؟ ھولاء الذین اغوینھم کما غوینا (28 : القصص : 63) یااللہ ! جیسے ہم گمراہ تھے ویسے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ پھر وہ ان کو گالیاں دیں گے۔ وہ ان کو گالیاں دیں گے۔ یہ بھی وہاں لڑائی ہوگی۔ پھر یہ بھی یہاں پچھتاوا ہوگا۔ مولوی بہت بڑا ذمہ دار ہوتا ہے۔ بہت بڑا ذمہ دار ہوتا ہے۔ آخر ذہن بناتا ہے۔ اب جو ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں اگر کوئی مسلسل آتا ہو یا اکثر و بیشتر آتا ہو تو لازمی اس کا ذہن بن جاتا ہے۔ اور ذہن ستھرا بنا دیا' ذہن اسلامی بنا دیا' خالص محمدی ذہن بنا دیا تو بنانے والا بھی خوش قسمت اور جو بن گیا وہ بھی خوش قسمت۔ اور اگر

بالکل ہی برباد کر دیا' بالکل دین سے دور کر دیا بنانے والے پر بھی لعنت اور بننے والے پر بھی لعنت۔ وہ اس کو گالیاں دے گا۔

میرے بھائیو! ہم جو کچھ اس دنیا میں کرتے ہیں اس کا وہاں نتیجہ نکلے گا۔ یہ ویسے ہی سلسلہ ختم نہیں ہو جائے گا۔ دوستوں کا معاملہ "سورہ صافات" میں ہے۔ جنتی جنت میں چلے جائیں گے' بیٹھے ہوں گے' باتیں ہوں گی۔ ہنسی کی' خوشی کی باتیں ہوں گی۔ قال قائل منهم انی کان لی قرین (37 : الصافات : 51) ایک ان میں سے کہے گا: ارے! دنیا میں میرا ایک دوست ہوتا تھا' اس کی دکان پاس تھی' یا ہم دفتر میں اکٹھے کام کرتے تھے۔ یا کوئی اور ہمارا ملنا جلنا اور محلہ داری تھی اس کو دیکھیں وہ کہاں ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہا۔ ہم محلے والے تو سارے اکٹھے ہو گئے۔ ہم دفتر میں جو اکٹھے کام کرتے تھے وہ تو سارے یہاں آ گئے وہ نظر نہیں آ رہا وہ کہاں ہے؟ قال قائل منهم انی کان لی قرین (37 : الصافات : 51) ہمارا دنیا میں ایک ساتھی ہوتا تھا یقول وہ مجھ سے کہا کرتا تھا یقول انک لمن المصدقین (37 : الصافات : 52) ارے! تو بھی مانتا ہے اس مذہب کو' تو بھی وھابی ہو گیا ہے۔ جیسے اکثر کہتے ہیں۔ وہ یہ کہا کرتا تھا۔ آؤ ذرا اس کو دیکھیں تو سہی۔ دوست اٹھ کر چل پڑیں گے۔ جنت میں ہو تو فٹافٹ نظر آ جائے۔ وہاں تو ملاقاتیں ہوں گی۔ وہ کہیں گے جنت میں تو نظر نہیں آتا چلو چل کر دوزخ میں دیکھیں کہ اگر یہاں نہیں تو وہاں ہو گا۔ چنانچہ وہ چلیں گے۔ آگ ان کو نہیں جلائے گی۔ بلکہ یاد رکھئے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر مومن گنہگار ہو' نمازی ہو' بشرطیکہ اس کی نماز اللہ کو قبول ہو اگر وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا بھی دوزخ اس کی پیشانی کو نہیں جلائے گی۔ وہ جو سجدے والی جگہ ہے یعنی' پیشانی... دوزخ اس کو نہیں جلائے گی۔ سزا بھگتنے کے بعد کسی کی سفارش سے یا اللہ اپنے فضل سے اس کو نکال دے گا۔ جھلسا ہوا۔ نکالنے والے جو ہوں گے مثلا میرا کوئی دوست ہو گا میں چاہوں گا کہ اسے نکالوں

۔ اس کی پیشانی لائٹ مارے گی۔ وہ اس کی چمک سے نظر آئے گا اور میں اسے نکالوں گا اس سے۔ کوئی دوست جس کو اللہ یہ شرف دے گا وہ اپنے احباب کو وہاں سے نکالے گا۔ وہاں سے نکال کر اللہ تعالیٰ انھیں ایک نہر میں ڈبوئے گا۔ اس طرح سے نکل آئے گا جیسے کندن ۔ نوجوان .... بالکل خوبصورت ...... آگ کی جو جلن ہو گی ' جو جھلس ہو گی بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ فرمایا جیسے پانی کے قریب دانا اگ آتا ہے۔ اربوں سال ہرا بھرا' تازہ اس طرح سے وہ اس نہر سے نکل آئے گا۔ تو دوزخ میں مومن کو اب کوئی تکلیف نہیں۔ اب وہ چاہیں گے کہ ہم دوزخ کے قریب جائیں۔ اب ساتھی کو دیکھیں جو دنیا میں ہمارا ساتھی ہوتا تھا۔ وہ چلے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان ملاحظہ کرانے کے لئے جیسے ہنڈیا میں چاول پکتے ہیں' دال پکتی ہے' اس طرح سے وہ دوزخ میں پک رہا ہوگا۔ جب آگ کا ابالا آئے گا' آگ اس کو نیچے سے اوپر لائے گی۔ خدا اس دوزخی کو دکھانے کے لئے اوپر لائے گا۔ وہ دیکھیں گے...... اوہو ! وہ اوپر کو آیا۔ (صحیح مسلم باب الایمان باب اثبات رویۃ المومن فی الآخرۃ ربھم سبحانہ و تعالی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ و تفسیر ابن کثیر سورہ الصافات) اسے دیکھ کر وہ ساتھی کہے گا قال تاللہ ان کدت لتردین (37 : الصفت : 56) اس کو دیکھ کر کہے گا ان کدت لتردین قریب تھا تو مجھے بھی برباد کر دیتا۔ لو لا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین اگر اللہ کا فضل' اگر اللہ کا احسان مجھ پر نہ ہوتا تو میں بھی آج تیرے ساتھ یہاں دوزخ میں آ جاتا۔ لیکن دنیا میں میں نے تجھ سے دوستی نہیں لگائی۔ بس کام ہی اکٹھے کرتے تھے۔ کبھی مل گئے۔ لیکن دوستی نہیں لگائی تھی۔

اس لئے میرے بھائیو! یاد رکھو۔ آپ کی دوستی کیسی ہے؟ یہ ہمیشہ دیکھ لیا کرو کہ آپ کی سوسائٹی کیسی ہے۔ آپ کے دوست کون ہیں۔ اپ کے دائیں بائیں' آگے پیچھے کون ہیں؟ اگر وہ اچھے ہیں تو ان شاء اللہ العزیز آپ خوش

قسمت ہیں اور اگر آپ کی سوسائٹی گندی ہے تو یہ دنیا ہی میں سرٹیفکیٹ ہے آپ کے دوزخی ہونے کا۔ کبھی سوچا آپ نے میرے دوست کیسے ہیں ؟ میرے ملنے والے کیسے ہیں؟ میں نے لڑکی کن کو دی ہے۔ میں لڑکی کن سے لینا چاہتا ہوں۔ میرے رشتہ دار کیسے ہیں؟ میرا اٹھنا بیٹھنا کن میں ہے' میری دل لگی ' میری مصروفیات کس کے ساتھ ہیں۔ میرا دل کس سوسائٹی میں خوش ہوتا ہے' یہ دنیا میں معیار ہے اپنے آپ کو جانچنے کا۔ جنت میں جانے کا' کہ میں جنت میں جانے والا ہوں یا دوزخ میں جانے والا ہوں۔ تاللہ ان کدت لتردین اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے بھی برباد کر دیتا۔ لو لا نعمت ربی (37 : الصفت : 57) اگر میرے رب کی نعمت نہ ہوتی' اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا لکنت من المحضرین (ایضا) میں بھی تیرے ساتھ یہاں موجود ہوتا۔ تو وہ فضل کیا ہے ؟ دوست کھینچتا ہے کہ آج فلاں پکچر (Picture) لگی ہوئی ہے۔ آج چلو دیکھیں۔ اس میں حج دکھا رہے ہیں۔ اس میں فلاں چیز دکھا رہے ہیں۔ بھئی ! تیرا ٹکٹ میں لوں گا۔ چل تو۔ یہ دوست دوستی کا حق ادا کرتا ہے۔ میں تیرا کرایہ دوں گا۔ تیرا خرچہ میں اٹھاؤں گا۔ چل تو۔ اور اگر وہ خوش قسمت ہے اللہ تعالیٰ اسے بچانا چاہتا ہے تو وہ کہے گا۔ تیرے کرائے کو بھی سلام' تیرے انعامات کو بھی۔ تیری نعمتوں کو بھی سلام۔ بس معاف کرنا۔ میں نہیں جاتا۔

اور اگر وہ مرنے والا ہے ' ہلاک ہونے والا ہے۔ میں نے کبھی دیکھا تو تھا نہیں۔ چل اب اچھا تو اگر اصرار کرتا ہے تو چل دیکھتے ہیں۔ دوست کی بات کو کیا رد کریں۔ چل میں بھی چلتا ہوں ۔ یہ برباد ہو گیا۔ دیکھو ناں اس کے لفظ وہ جنتی جو خوش قسمت تھا وہ کہتا ہے۔ لو لا نعمۃ ربی (ایضا) اگر میرے رب کا فضل مجھ پر نہ ہوتا کہ میں تیری باتوں میں نہیں آیا لکنت من المحضرین (37 : الصفت : 57) میں بھی آج یہاں حاضر ہوتا تو یہ سب کچھ وہاں دوزخ میں ہوگا۔ آخرت میں اس کا احساس ہوگا۔ لیکن ہمیں یہاں سوچنا چاہیے ابھی عمر

ہے ابھی زندگی ہے۔ ابھی وقت ہے سنبھلنے کا۔ اپنے آپ کو بچانے کا۔ اس کے لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم پہلی چیز یہ حاصل کریں' یہ سبق یاد کریں۔ میرے بھائیو! دنیا کے معاملات میں ہم بہت سوچتے ہیں' بڑے دوراندیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن قوموں کو تباہ کیا' ان کے بارے میں فرمایا: وکانوا مستبصرین (29 : العنکبوت : 38) عادی' ثمودی' فرعون' قارون ان کے بارے میں ہے وکانوا مستبصرین وہ بڑے دوراندیش تھے' بڑے دوربین تھے۔ اب دیکھ لو کل کو عذاب آئے۔ امریکہ والے اڑتے پھریں' روس والے اڑتے پھریں۔ اب وہ دور بین نہیں۔ دور اندیش نہیں ہیں۔ پانچ سال پہلے ہی سے سوچ لیتے ہیں کہ حالات ایسے ہوں گے' ہمیں یوں کرنا چاہیے' انداز یہ ہو رہے ہیں ہمیں یوں بچنا چاہیے۔ دنیا کے اعتبار سے بہت دوراندیش اور دین کے اعتبار سے بالکل اندھے۔ کچھ پتہ ہی نہیں۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ ہمارے ہاتھ میں کیا ہے۔ ہمارے پاس کیا ہے؟

میرے بھائیو! یہی حال ہمارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: یوم یتذکر الانسان ما سعی (79 : النازعات : 35) جس دن آدمی کو جو کچھ اس نے دنیا میں کیا ہے بالکل سامنے آ جائے گا وہ یاد کرے گا۔ و برزت الجحیم لمن یری (79 : النازعات : 36) خدا دوزخ کو سامنے لے آئے گا۔ آپ کبھی انسان پر غور کریں گے کہ انسان کی تخلیق کیسی عمدہ ہے۔ بڑی پیچیدہ ہے۔ دیکھئے میں نے جیسے شروع میں کہا کہ ہم دنیا کے سفر کرتے ہیں۔ آپ نے دو میل سفر طے کر لیا۔ آپ آگے کو منہ کر کے کھڑے ہو جائیں۔ دو میل کا سفر طے کر کے آپ کو پچھلا راستہ یاد ہوگا۔ پچھلا راستہ آپ کی وہ جو آپ کی اندرونی آنکھیں ہیں' دل کی آنکھیں ہیں وہ پچھلا راستہ جو آپ نے طے کیا ہے دیکھ لیتی ہیں۔ وہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوگا۔ وہاں کی چیزیں جو کچھ تھا... دائیں بائیں' جہاں تک آپ کی نگاہ کام کرتی تھی... منہ آپ آگے رکھیں' پچھلا

جو دو میل کا سفر آپ نے طے کیا بالکل وہ آپ کے سامنے ہو گا۔ بالکل اسی طرح ہی سے آپ نے زندگی کے دس سال گزار لئے۔ زندگی کے پندرہ سال گزار لئے۔ ماضی آپ کو بالکل یاد ہے۔ جب کبھی جائیں گے تو یاد آئے گا کہ ہم بھی کبھی کھیلا کرتے تھے۔ جب بچے تھے ہم یہاں کھیلا کرتے تھے۔ آپ کو یہ بھی یاد ہو گا فلاں جگہ ہم نے یہ کام کیا تھا' فلاں جگہ ہم نے یہ کام کیا تھا۔ یاد ہوتا ہے ناں یہ ! چلو کچھ بھول بھی جائے تھوڑا بہت اکثر و بیشتر آدمی کو اپنا ماضی یاد رہتا ہے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ۔ اقرء کتابک (17: الاسراء: 14) اے بندے ! آگیا؟ بندہ کہے گا یااللہ ! آگیا۔ تو لے آیا ورنہ ہم کب چاہتے تھے۔ ہم میں سے کوئی چاہے گا؟ کبھی بھی نہ جائے۔ خصوصا جس نے اپنی آخرت برباد کر لی وہ کبھی جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ البتہ مومن جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

جس نے تیاری کی ہو وہ چاہتا ہے کہ امتحان ہو اور جس نے وقت برباد کیا ہے وہ زور مارتے ہیں کہ امتحان نہ ہو۔ جسے امتحان دینا ہوتا ہے جسے پاس ہونا ہے جو سمجھتا ہے کہ میرا سال ضائع نہ ہو وہ چاہتا ہے کہ میرا امتحان ہو جائے۔ اس نے محنت کی ہے۔ بالکل اسی طرح سے مومن جس نے جنت کی تیاری کی ہے' جس نے اپنی دنیا کی زندگی سوچ سوچ کر گزاری ہے۔ جب موت قریب آ جاتی ہے وہ گھبراتا نہیں ' وہ ٹھیک ہوتا ہے۔ اور جس نے وقت ضائع کیا ہے وہ ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ امتحان ملتوی (Postpone) ہو جائے۔ جب ہم یہ آوازیں سنتے ہیں کہ سکول اور کالج کے لڑکے جب یہ مطالبے کرتے ہیں کہ امتحان Postpone ہونا چاہیے میں سوچا کرتا ہوں کہ دیکھو آخر یہ امیروں کے لڑکے ہیں ان کے والدین بھی ہیں' وہ یہ سنتے بھی ہیں کہ بچہ کہتا ہے کہ امتحان Postpone ہو جائے کیا وہ یہ نہیں سوچتے کہ امتحان وہ اس لئے پوسٹ پون کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی تیاری نہیں ہے۔ فیل ہو جائیں گے۔ ان کو یاد نہیں

آتا کہ آخر ہمیں بھی کبھی اللہ کے پاس جانا ہے ہے۔ اس کی طرف کبھی انکی نگاہ' کبھی ان کا ذہن اس طرف جائے کہ ہمیں بھی مرنا۔ مرتے ہی امتحان کا نتیجہ نکلے گا۔ آپ نے دنیا میں کیسی زندگی گزاری ہے؟ آپ کامیاب ہیں یا ناکام ہیں۔ یہ مرنے سے ہی طے ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے جو نیک ہوتا ہے' جنت میں جانے والا ہوتا ہے جونہی موت کا یقین ہو جاتا ہے وہ موت سے بھاگتا نہیں۔ ویسے تو موت سے ' تکلیف سے ہر کوئی ڈرتا ہے' آپ کے کانٹا بھی چبھ جائے تو آپ ہاتھ آگے بھی کر رہے ہیں' پاؤں آگے بھی کر رہے ہیں کہ کانٹا نکال دے۔ ہائے! سی ' سی بھی کرتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے تکلیف ہے۔ اس تکلیف سے آپ ڈرتے بھی ہیں۔ لیکن سمجھتے ہیں کہ کانٹا نکالنا ہے اس لئے پاؤں بھی آگے کرتے ہیں۔ موت سے ہر کوئی ڈرتا ہے لیکن مومن موت سے بھاگتا نہیں ہے۔

مومن موت سے بھاگتا نہیں۔ جب اس کا یقین ہے کہ مرنا ہے۔ اس کو اپنا مستقبل نظر آتا ہے۔ اس نے تیاری کی ہوتی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے بلکہ جونہی جان نکالنے والے فرشتے آ جاتے ہیں اس کا ایمان مزید بڑھ جاتا ہے۔ اب تو ایمان ہی ناں کہ فرشتے جان نکالتے ہیں' وہ آکر یہ پوچھیں گے' فرشتے ایسے ہوتے ہیں۔ بعض تو کہتے ہیں کہ یہ افسانے ہیں۔ مولویوں نے باتیں بنا رکھی ہیں۔ لیکن اگر جان نکلتے وقت فرشتے آگئے اور ادھر مومن کا ایمان تھا کہ فرشتے ہیں اور وہ جان نکالتے ہیں اور اس طرح سے وہ آتے ہیں اور یہ ہوتا ہے۔ اور جب وہ آئے تو اس کا ایمان اس سے Telly کر گیا۔ وہ جو واقعہ تھا حقیقت بن گیا۔ آپ کے ایمان میں اور جب اس حقیقت میں مطابقت ہو گئی تو آپ کا دل خوش ہو جائے گا کہ میں دنیا میں جو کچھ سمجھتا تھا وہ بالکل ٹھیک نکلا۔ آپ موت کے لئے تیار ہوں گے۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے مومن کی موت اس کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ مومن کی موت بہت بڑی نعمت ہے۔ (رواہ البیهقی فی شعب الایمان' مشکوۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض

و ثواب المرض عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) یہ دروازہ ہے جس سے گزر کر بندہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موت سے اللہ نے نبیوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ کہئے ! کوئی نبی ایسا ہے یا ہوگا جس پر موت نہ آئے۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ وہ بھی آئیں گے۔ اللہ کے رسول نے قسم کھا کر فرمایا وہ بھی آئیں گے' آکر مریں گے' ان پر موت آئے گی۔ یہاں دفن ہوں گے اور پھر قبر سے اٹھیں (رواہ الجوزی فی کتاب الوفاء مشکوۃ کتاب الفتن باب نزول عیسی علیہ السلام عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جب اللہ نے موت سے نبیوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو آپ اس سے اندازہ کرلیں موت کوئی بری چیز نہیں ہے۔ جب تک آدمی موت کے دروازے سے گزرتا نہیں وہ اپنے مقام پر کبھی پہنچ نہیں سکتا۔ یہ تو مشرک لوگ ہیں' جاہل ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بزرگ مرتے ہی نہیں وہ تو پھرتے ہیں رہتے ہیں پاگلوں کی طرح۔ اب دیکھ لو جاہلوں کا تصور کیا ہے؟ کہ جی ! بزرگ تو پھرتے ہی رہتے ہیں۔ تو رات کو آرام سے سو جائے اور بزرگ پاگلوں کی طرح پھرتا ہی رہے۔ کس قدر غلط تصور ہے۔ عقل کے بھی خلاف ہے' قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہے۔ اللہ اکبر ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا سے چلا جاتا ہے یہاں آنے کا دوبارہ نام ہی نہیں لیتا سوائے شہید کے۔ ایک شہید ہے جو خدا سے کہتا ہے یااللہ ! مجھے دنیا میں واپس بھیج دے جو لذت' جو مزہ شہادت میں ہے وہ اور کسی چیز میں ہے ہی نہیں۔ میں دوبارہ جا کر شہید ہو کر پھر آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کیا فرمائیں گے اللہ کے بندے ایک دفعہ امتحان پاس کر کے دوبارہ امتحان پاس کرنا ہے؟ کوئی عقل کی بات ہے یہ ؟ جب تو نے ایک دفعہ ایک امتحان پاس کر لیا تو پھر کہتے ہو مجھے دوبارہ اس امتحان میں بٹھا دے۔ اللہ کے بندے تو شہید بن کر ایک دفعہ آگیا ہے۔ تیری شہادت قبول ہو گئی ہے تو نے درجہ حاصل کر لیا ہے۔

اب تو آگے انعامات کی طرف چل ۔ تو دوبارہ امتحان کی طرف جاتا ہے ؟ یہ ان شہداء کی بات ہے۔ اس لئے خدا شہید کو واپس نہیں کرتا۔ (رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والرباط ' مشکوۃ کتاب الجہاد فصل اول)

شہید آرزو کرتا ہے۔ وہ اپنا خیال ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو رد فرما دیتے ہیں کہ نہیں آگے چل' ترقی آگے ہے۔ پیچھے آنے میں ترقی نہیں ہے۔ لیکن آج کل کا جاہل ' مشرک' بدعتی وہ کیا کہتا ہے؟ " بزرگ رات کو پھرتے ہی رہتے ہیں۔ " یہ دنیا جو مصیبتوں کی جگہ ہے' یہ دنیا جو پلیدی کی جگہ ہے جو گندگی کی جگہ ہے۔ بزرگ اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں... تو آدمی جب اس دنیا سے چلا جاتا ہے ' پھر آگے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ حتی کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں اس کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ اس کا آخری مقام ہوتا ہے۔ لیکن دنیا دار کے بارے میں فرمایا: و لتجدنهم احرص الناس على حيوة و من الذين اشركوا يود احدهم لو يعمر الف سنة و ما هو بمزحزحه من العذاب ان يعمر (2 : البقرة: 96) یہ یہودی' یہ مشرک دنیا کی زندگی پر اتنے حریص ہیں کہ ہر ایک چاہتا ہے کہ میری زندگی ایک ہزار سال تک ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں ان کو ایک ہزار سال کی عمر دے بھی دوں تو کیا دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں گے ؟

موسیٰ علیہ السلام کے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آیا۔ یہ بھی حدیث میں آتا ہے ناں ! ہمارا اردو دان طبقہ جب یہ بخاری شریف کی حدیث پڑھتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا' اس نے کہا کہ میں آپ کی جان نکالنے کے لئے آیا ہوں ..... یہ بخاری شریف میں حدیث ہے...... موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب وفات موسیٰ علیہ السلام) اور حدیث

بالکل صحیح ہے۔ وہ (اردو دان طبقہ کے لوگ) کہتے ہیں دیکھو جی! حدیثوں کا کوئی اعتبار ہے کہ ملک الموت کے موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ اب ہر ایک ہی کہے گا کہ ہاں بھئی! یہ تو بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ ملک الموت جو اتنی طاقت والا کہ سب کی جان نکالے اور موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے؟ کوئی ماننے کی بات ہے۔ بالکل غلط ہے۔ جبکہ حدیث میں صاف اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے اور بخاری شریف کی حدیث ہے اور بالکل اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔

لیکن واقعہ کیا ہے؟ یہ ایک امتحان تھا۔ فرشتہ انسانی شکل میں آیا' موسیٰ علیہ السلام کو یہ علم نہیں ہے کہ یہ فرشتہ ہے۔ اور اللہ نے بھیجا ہے اور یہ ملک الموت ہے۔ سچ مچ ہی میری جان نکالنے کے لئے آیا ہے۔ اور قاعدہ بھی یہ ہے کہ جب کسی نبیؑ کی موت کا وقت آتا ہے فرشتہ آکر پہلے اجازت لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل بیٹھے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ فلاں فرشتہ آیا ہے اور آپ کے پاس آنے کی اذن چاہتا ہے اور آپ ﷺ سے یہ اجازت مانگتا ہے کہ میں آپ کی جان نکالوں کہ نہیں؟ تو پھر آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا اور مشورہ کرنے کے بعد کہا کہ ٹھیک میں تیار ہوں۔ (البیهقی فی دلائل النبوة' مشكوة كتاب الفضائل باب ہجرة الرسول ﷺ الى المدينة ووفاته عن جعفر بن محمد رحمہ اللہ)

.... تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس امتحان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا۔ اور وہ انسانی شکل میں آئے ....اور آپ کو پتہ ہے کہ بنی اسرائیل کیسی قوم تھی: بالکل ہمارے جیسے تھے جیسے پاکستانی۔ بالکل ایسے ہی۔ آپ بنی اسرائیل کی تاریخ پڑھ لیں اور پاکستانیوں کی 35 سال کی تاریخ پڑھ لیں۔ یقین جانیے! بالکل حرف بحرف جیسے پاؤں کا ایک جوتا دوسرے جوتے کے

برابر ہوتا ہے بالکل ایسے ہی پاکستانی یہودیوں کے برابر چلتے ہیں جیسے کہتے ہیں پہلے بھٹو تھا اب کون لیڈر آئے گا؟ کوئی ہے نظر آتا ؟ نظر تو کوئی نہیں آتا' اب ضیاء آگیا۔ کوئی ہے ضیاء کے بعد سنبھالنے والا یعنی قوم ساری جانتی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا اچھا نہیں جو ملک کو سنبھال سکے۔ جسے دیکھو لاکھوں روپے خرچ کر کے ممبر بن رہا ہے۔ اب نیتیں کیا ہیں ؟ تھوڑی دیر میں ہی آپ کے سامنے کل کھل جائے گا۔ کیسی ؟ جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔ ہر ایک یہ چاہے گا بھاڑ میں جائے پاکستان ' پاکستان برباد ہو میرا جہنم بھر جائے۔ میں نے 20 لاکھ خرچ کیا ہے' میں پہلے وہ پورا کروں گا پھر کیا کیا؟ سودے بازیاں ہوں گی۔ کیا کیا ؟ مکاریاں ہوں گی۔ کیا کیا؟ فریب ہو گا۔ پھر عوام کی حالت عوام کی بلا سے کہ کوئی اچھے کامیاب ہو یا کوئی نالائق کامیاب ہو تو بتا کہ ہماری سڑک بنا کر دیتا ہے کہ نہیں۔ تو بتا میں کل کسی کو تیرے پاس مار کر آؤں میری سفارش کرے گا کہ نہیں۔ یہ سودے ہوتے ہیں۔ ہم تجھے ووٹ دے دیں گے' پھر تو چاہے کہ کسی کا گلا کاٹ' کسی کی عزت لوٹ۔ جو تیری مرضی کر۔ پھر تجھے ووٹ دے دوں گا۔ مجھے گارنٹی دے دے کہ مجھے کیا دے گا؟ یہ پہلے الیکشن میں لوگ کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے ہی ووٹ دے کر سینٹ کے ممبر چننے تھے۔ ایک صاحب بتا رہے تھے وہ سینٹ کے امیدوار بن گئے ممبرشپ کے لئے جن کو انہوں نے الیکشن میں کامیاب کروایا تھا۔ یہ قومی اسمبلی کے لئے وہ ان سے ملے کہ میں سینٹ کے لئے امیدوار ہوں۔ مجھے ووٹ دینا۔ وہ کہنے لگے تھیلے میں کچھ لایا ہے کہ نہیں۔ تین تین لاکھ روپیہ ایک ایک ووٹ کا یہ ممبر مانگتے تھے۔ جو پہلے کامیاب ہوئے کہ ہم نے پچاس پچاس لاکھ خرچ کر کے الیکشن جیتا ہے تو بتا اگر ہم تجھے ووٹ دے کر سینٹ کا ممبر بنائیں تو تو ہمیں کیا دے گا؟ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو کہتے ہیں کہ میں عوام کا نمائندہ ہوں۔ خدا کا شریک عوام کا نمائندہ ' خدا کا شریک جو یہ فیصلہ کر دے کہ اسمبلی کی بات اوپر رہے گی خدا کہتا رہ جائے۔ میرے بھائیو کبھی غور

کریں۔ اللہ جانتا ہے میں یہ صرف تفریحا بات نہیں کرتا۔ بڑے غور و فکر کے ساتھ میں نے جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے لے کر آج تک لیڈروں کی زندگی کا' ان کی سیاست کا' تمام کا بہت گہرہ مطالعہ کیا ہے۔ بہت تلخ تجربہ حاصل کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن پڑھو اور بنی اسرائیل کی تاریخ دیکھو جو جو کل یہ یہودی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھلاتے تھے...... تو آیا ملک الموت انسانی شکل میں' آکر کہنے لگا اے موسیٰ! میں تیری جان نکالنے کے لئے آیا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مارا کہ تو میری جان نکالنے والا کہاں سے آگیا۔ اور پھر چونکہ وہ انسانی شکل میں تھا اور اب انسان جب انسانی شکل میں ہے اس کی آنکھ انسانی ہے اس کے لوازمات انسانی ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ پاخانہ' پیشاب' بھوک پیاس نہیں ہے لیکن چونکہ وہ انسانی شکل میں ہے۔ اب دونوں کی طاقتوں کا' موسیٰ علیہ السلام کی ایمانی قوت' موسیٰ علیہ السلام کی روحانی قوت اور پھر ادھر اس انسان کی طاقت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مارا تو اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اپنی اصل شکل میں ہو تو اللہ کے رسول ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے پانچ سو پر ہیں' پوری فضا جو ہے جبرائیل کے ساتھ بھری ہوئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو بخار ہو گیا۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الفضائل باب المبعث و بدء الوحی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) لیکن جب انسانی شکل میں آگیا تو پھر موسیٰ علیہ السلام کی طاقت اس سے زیادہ تھی۔ تھپڑ مار دیا۔ فرشتے نے اللہ سے جا کر کہا کہ یااللہ! تیرا تو Test رہا میرا تو کام ہو گیا۔ اب کیا دیر تھی وہاں۔

امریکہ والے مزے کرتے ہیں' فرانس والے مزے کرتے ہیں۔ ہمارے جو لڑکے ادھر سے ہو کر آتے ہیں عیش کرتے ہیں.... آزادی..... مزے کرتے ہیں اور اگر کسی نے اسلام کے فلسفے کو سمجھا ہو تو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا ہے۔ الدنیا سجن المومن (رواہ مسلم کتاب الرقاق فصل اول عن

ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ اور ہم کیا چاہتے ہیں ؟ آزادی .... اور آزادی کے معنی مادر پدر آزاد ' بالکل آزادی جو چاہے آپ کریں' جو چاہیں آپ کریں۔ کوئی پابندی نہ ہو۔ سب آزاد اور اللہ کہتا ہے کہ الدنیا سجن المومن دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ اب قید خانے کا آپ اندازہ کر لیں۔ صرف ایک آنکھ کو لے لیں۔ آنکھ پر پابندی ہے۔ معاشرے میں عورتیں بھی ہیں۔ کتنی بے پردگی ہے ؟ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بارش ہوتی ہے دو گھنٹے ہو' تین گھنٹے ہو' بارش ہو رہی ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بارش کا پہلا حصہ زیادہ مفید تھا یا پچھلا حصہ زیادہ مفید تھا۔ (رواہ الترمذی فی کتاب الفضائل باب الثواب الامۃ عن انس رضی اللہ عنہ) فرمایا کہ بالکل یہی حالت میری امت کی ہے۔ پہلے صحابہ کا بھی بڑا درجہ ہے' ان کی بڑی شان ہے لیکن امتحان یہ اتنا مشکل ہے' اتنا مشکل ہے کہ اس کا تصور بھی ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ دیکھئے ! آج کل اللہ کا حکم وہی ہے کہ تم اپنی آنکھوں سے غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھو۔ عورتوں کے محاسن کو نہ دیکھو' عورت کالا برقعہ پہنے ہوئے' خوبصورت لباس پہنے ہوئے' فیشنی برقعہ پہنے ہوئے آ رہی ہے نہ دیکھو اس کو' کیونکہ نگاہ کو روکنا' عورت کے محاسن سے نگاہ کو روکنا یہ ایک مسلمان کے ذمے فرض ہے۔ و قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (24 : النور : 30) اے نبیؐ ! آپ مومنوں سے کہہ دیں کہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں..... راستہ دیکھیں یہ نہ ہو کہ ادھر سے چکارا پڑھا' ہاں ! ہاں ! یہ کالج کی لڑکی جا رہی ہے۔ ادھر سے دیکھا یہ میم جا رہی ہے۔ فلاں بیگم صاحبہ جا رہی ہے۔ نہ ... یغضوا من ابصارھم مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ اس طرح سے و قل للمومنات یغضضن من ابصارھن (24 : النور : 31) جو عورتیں مومن ہیں ان سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہ کو نیچی رکھیں........ کیسے قید خانہ ہے کہ نہیں ؟ اس کے علاوہ کھانے پینے کا دھندہ دیکھ

لو۔ مولوی ہے ۔ جو آیا رگڑ گیا۔ ختم ہے' گیارھویں ہے' تیرھویں ہے' ساتواں ہے' قل خوانی ہے' فلاں خانی ہے۔ رگڑتا چلا گیا۔ اور ویسے جو پیسہ جس طرح سے آیا رگڑتا چلا گیا۔ یہ مولوی اور دوسرے دنیا داروں کا حال جو آیا رشوت کا ہو' سود کا ہو' حرام خوری کا ہو' سٹے کا ہو' کوئی طریقہ ہو پیسہ آسئے۔ پیسہ آئے۔ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ جیل ہے۔

لقمہ حلال کا منہ میں ڈالنا' حرام کا لقمہ منہ میں نہ ڈالنا بڑی نیکی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' کما کر لاتے حضرت ابوبکر صدیق ان کی کمائی چونکہ اپنے تھے۔ وہ کماتے حضرت ابوبکر صدیق کھا لیتے۔ جیسے آپ نے نوکر رکھے ہوئے ہوں۔ ان سے کام کروائیں۔ جب بھی وہ کھانے کی کوئی چیز لا کر دیتا تو پوچھا کرتے تھے کہ کہاں سے لایا ہے۔ کیسی چیز ہے؟ ایک دفعہ خیال نہ رہا۔ دودھ تھا پی لیا۔ غلام کہنے لگا کہ آج آپ نے مجھ سے پوچھا نہیں کہ یہ کیسا ہے' کہاں سے لایا ہے؟ کہنے لگے کیوں ؟ کوئی گڑبڑ ہے مجھے خیال نہیں رہا۔ کہنے لگا میں جاہلیت میں لوگوں کو دھوکے دیا کرتا تھا۔ غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا' تیرا چھوکرہ گم ہو گیا ہے۔ اچھی طرح یوں کر' یوں کر ' اس طرح سے کر کے لوگوں کو میں دھوکے دیا کرتا تھا اور پیسے بٹورتا تھا۔ پرانے زمانے کا کام کیا ہوا کسی کے ذمے کچھ میرے پیسے تھے۔ انہوں نے مجھے دودھ دے دیا۔ میں نے لا کر آپ کو پلا دیا۔ وہ کہنے لگے ارے ظالم ! ... اسی وقت حلق میں انگلی ڈالی اور قے کر ڈالی۔ ارے ظالم! تو نے مجھے بتایا نہیں اور وہ دودھ لا کر مجھے دے دیا۔ (صحیح بخاری کتاب الاحادیث الانبیاء باب ایام الجاہلیت عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) ..... اب اندازہ کیجئے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے کہ نہیں۔ سوچتے جایئے ! اتنی پابندی ہے مومن پر اتنی پابندی ہے' اتنی پابندی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل صحیح ہے کہ الدنیا سجن المومن (ایضا) کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ یہ امتحان کی جگہ ہے۔ اور اتنی اس

میں رکاوٹیں ہیں' اتنی پابندیاں ہیں' اتنے پرہیز ہیں کہ جن کی کوئی حد نہیں اور جس نے پرہیز کیے۔ جنت میں ...... اللہ اکبر! اب دیکھئے دنیا میں خدا شراب سے روکتا ہے کہ شراب کے قریب نہ جانا اور قرآن میں اللہ کہتا ہے کہ و سقٰھم ربھم شرابا طھورا (76 : الدھر : 21) رب خود شراب پلائے گا۔ لیکن وہ شراب کیسی ہوگی؟ نہ اس سے سر چکرائے گا نہ بکواس کرے گا نہ عقل میں خرابی آئے گی۔ نہ فتور ہو گا نہ بدذائقہ ہوگی۔ لذة للشاربین (37 : الصافات : 46) شراب میں لذت بھی ہوگی۔ اس کے نشے میں سرور ہو گا' (یہاں اس دنیا میں) اس کے نتائج سے انسان محفوظ ہو تو اور بات ہے لیکن شراب خوش ذائقہ کبھی نہیں ہوتی۔ اس میں کبھی یہ سکوائش ڈالتا ہے' کوئی سوڈے کی بوتلیں ڈالتا ہے کوئی کچھ۔ کیوں؟ بدذائقہ جو ہوتی ہے۔ لیکن اللہ اپنی شراب بیضاء لذة للشاربین (37 : الصافات : 46) وہ شراب سفید رنگ کی ہوگی۔ پینے والوں کو لذت دے گی۔ نہ اس سے سر درد ہوگا اور نہ اس سے بکواس ہو گا۔ اور نہ کوئی اور کسی قسم کا نقصان ہو گا۔ وسقٰھم ربھم شرابا طھورا (76 : الدھر : 21) اللہ اپنے بندوں کو' مومنوں کو شراب پلائے گا۔ خود اپنی طرف اللہ نے نسبت کی کہ خدا پلائے گا۔ پھر وہاں کوئی پابندی نہیں۔ حدیث میں آتا ہے بازار ہوں گے۔ مومن سیر کے لئے نکلے گا۔ جنت میں اعلیٰ تصویریں ہوں گی۔ یہاں تصویروں سے روک دیا' وہاں اعلیٰ سے اعلیٰ تصویریں ہوں گی۔ آدمی چاہے گا کہ میری شکل ایسی ہو۔ فرمایا اسی وقت اس کی شکل ویسی ہو جائے گی۔ جیسی شکل و صورت چاہے گا۔ جیسا حسن چاہے گا اللہ دے دے گا۔ جتنی دنیا میں پابندیاں ہیں اتنی اللہ تعالیٰ وہاں آزادیاں دے گا۔ عیش ہو گا' کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها باب سوق الجنة' مسند احمد ج 3 ص 284) سو میرے بھائیو! اس دنیا کو سمجھ لینے کے بعد پھر اس کے لئے تیاری کرے۔ اور میں آپ

سے عرض کروں کہ ہماری حالت تسلی بخش بالکل نہیں۔ یہاں ہم جمعہ پڑھتے ہیں لیکن ہم پر دنیا سوار ہے۔ جو شغل جو کاروبار کسی کا ہے جمعہ پڑھ کر جا کر وہ اسی میں لگ جاتا ہے۔ ہم کبھی بیٹھ کر یہ نہیں سوچتے کہ یہ میرا کاروبار ٹھیک ہے کہ نہیں ؟ اور اگر کمانے سے پہلے آپ اپنے کاروبار پر نگاہ نہیں ڈالتے' آپ اپنے کاروبار کو نہیں دیکھتے۔ جو آتا ہے کھاتے جاتے ہیں یہ تو جنتیوں کا طریقہ نہیں۔ یہ پاس ہونے والوں کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ فیل ہونے والوں کا انداز ہے۔ اگر آپ بازار میں سڑک پر چلتے ہوئے اپنی نگاہ کو نہیں بچاتے یہ جنت میں جانے والوں کا طریقہ نہیں۔ یہ ان لوگوں کو طریقہ ہے جنہوں نے برباد ہونا ہے۔ ہلاک ہونا ہے۔ اگر آپ کھاتے وقت نہیں دیکھتے کہ یہ کیسا کھانا ہے : حلال ہے یا حرام ہے ؟ کس قسم کا کھانا ہے تو یہ کوئی اچھا انداز نہیں ہے۔ یہ برباد ہونے والا طریقہ ہے۔

میرے بھائیو ! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سب کچھ بیان کیا ہے۔ قرآن سے محبت کرو۔ قرآن کو پڑھو۔ اس کے معیار کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ آپ سے ایک عرض کروں۔ دیکھئے ہم اکثر غریب ہیں۔ غریب کا بڑا درجہ ہے۔ اگر نیک ہو تو۔ لیکن اگر غریب کی خصلتیں اگر امیروں والی ہوں یعنی غریب اگر غریب ہوتے ہوئے بھی اس کا دل ہر وقت للچاتا رہتا ہے..... اے کاش ! میں بھی امیر ہو جاؤں تو جس کھڈے میں امیر جائے گا اسی میں غریب جائے گا اور اگر غریب اپنی غریبی پر مطمئن ہے اور امیروں کو دیکھ دیکھ کر اسے ترس آتا ہے کہ یااللہ ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے ایسا امیر نہیں بنایا تو پھر آپ خوش قسمت ہیں۔ دیکھئے قارون کو..... قرآن نے یہ بیان کیا ہے فخرج الی قومه فی زینته (28 القصص : 79) ایک دن اس نے اپنی نمائش کی۔ جلوس نکالا۔ فخرج الی قومه فی زینته اس نے اپنی نمائش کی' اپنے نوکروں کی۔ جو اس کا عملہ تھا۔ اور پھر اس کے بعد سج دھج کا جو سامان تھا اس کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

: قال الذین یریدون الحیوۃ الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون (28 : القصص : 79) جب اس کا جلوس دیکھا۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ قارون بے ایمان ہے۔ ظالم ہے' بہت برا ہے۔ فرعون کا وزیر ہے' سب کچھ جانتے ہیں لیکن جب اس کی وہ شو دیکھی' اس کی دنیا کی وہ سج دھج دیکھی۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قال الذین یریدون الحیٰوۃ الدنیا جو دنیا دار مسلمان تھے وہ کہنے لگے یلیت لنا مثل ما اوتی قارون (ایضا) اے کاش ! ہمیں بھی ایسا مل جائے جیسا قارون کو ملا ہے۔ انه لذو حظ عظیم (28 : القصص : 79) یہ بڑی اچھی قسمت والا ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ تو کہیئے ! میرے بھائیو ! جو یہ ریڑھی پر اپنی دکانداری کرتا ہے اور وہ جو کارخانے میں بیٹھتا ہے شوگر ملز والا دونوں کی نیتوں میں اور ارادوں میں کوئی فرق ہے۔ اگر اسے کہہ دیا جائے کہ چل تجھے وہاں بٹھاتے ہیں۔ یہ کہے گا۔ ہا ! میری قسمت ! میں ایسا خوش نصیب ! میں ایسا خوش نصیب ! ..... یہ بالکل تیار ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ خوب سن لیجئے گا۔ کسی جگہ کوئی شیطنت ہو رہی ہے' کوئی میلہ ہو رہا ہے' خلاف شریعت کوئی کام (ناچ گانا' سینما' کوئی بیہودگی) ہو رہی ہے اور آپ وہاں جا نہیں سکے.... نوکری کی وجہ سے .... کسی اور وجہ سے لیکن آپ کا دل چاہتا ہے میرا موقع لگ جائے میں بھی وہاں جاؤں۔ خدا فرشتوں سے کہتا ہے جو وہاں اس میٹنگ میں ہیں ان کی بھی لسٹ بنا لو اور جو بے ایمان چارپائی پر پڑا ہے اس کو بھی ساتھ ہی رکھو' اس کا دل بھی ویسا ہی ہے۔ اس کی نیت بھی وہی ہے۔ اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لو۔ اور ایک پھنسا پھنسایا چپڑاسی تھا۔ افسر پلید تھا۔ چپڑاسی کو جانا پڑ گیا' وہ ساتھ بیٹھ گیا۔ اندر جو گندگی انہوں نے کرنی تھی وہ کر رہے ہیں۔ وہ ڈیوٹی پر باہر بیٹھا ہوا سامان کی حفاظت کے لئے۔ یہ مجبور ہے اور دل سے برا جانتا ہے۔ یااللہ ! میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اللہ میری جان چھڑا دے' اللہ میں پھنسا ہوا ہوں اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ دل سے برا جانتا ہے۔

خدا فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم لسٹ بنانے لگے ہو۔ جو جو یہاں ہیں ان کی لسٹ بنا لو' اس کا نام یہاں نہ لکھنا یہ خوش نہیں ہے اس حال پر۔ یہ پھنسا ہوا ہے۔ یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن اس کا دل ان کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ پھنسا ہوا بیٹھا ہے۔ یہ مجبورا بیٹھا ہے۔ اس کا نام اس میں نہ لکھنا۔ ہمارا حال کیا ہے؟ ہم ہیں بھی غریب لیکن دل وہی ہے جو ایک سرمایہ دار کا ہے۔ جو ایک خون پینے والے ظالم کا ہے۔ بالکل ہمارا دل وہی ہے۔ عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے۔

میرے بھائیو! میں نے آپ کے سامنے جو معیار رکھا ہے' میں کئی دفعہ آپ کو ایسے نکتے بتاتا ہوں کہ اگر آپ ان پر اپنے آپ کو لانے کی کوشش کریں وہ آپ کے لئے ایک آسان معیار ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس پر لا کر جانچ سکتے ہیں۔ اور دیکھئے اگر یہ طبقہ دنیا دار طبقہ ' یہ بے دین طبقہ' یہ جو اونچا طبقہ ہے۔ اگر یہ آپ کی نگاہوں میں جچتا ہے' اگر یہ آپ کو اچھے لگتے ہیں' آپ اپنے بچوں کے نام ان کے ناموں پر رکھتے ہیں' آپ کو!! کہ ہائے میری لڑکی ان کے گھر چلی جائے۔ کوئی رشتہ ادھر ادھر ہو جائے! ادھر ہمارا آنا جانا ہو جائے' ان سے تعلقات ہو جائیں ۔ اگر وہ آپ کو اچھے لگتے ہیں تو آپ سمجھ لیں جیسے وہ پلید ویسے آپ پلید اور اگر آپ ان سے بیزار ہیں کہ یااللہ! ان سے دور رکھ یااللہ! ان سے دور رکھ۔ آپ ان سے دور رہتے ہیں وہ آپ کو برے لگتے ہیں..... وہ کوٹھیوں والے ' وہ سرمایہ دار ' وہ بے دین طبقہ خواہ وہ دنیا میں کتنی بھی زیادہ سے زیادہ عزت والے کیوں نہ ہوں اگر وہ آپ کو برے لگتے ہیں تو سمجھ لیں کہ ان شاء اللہ العزیز آپ بچ جائیں گے۔ اور اللہ کا شکر ہے میں یہ جو معیار آپ کو بتا رہا ہوں میں اس معیار پر اپنے آپ کو دیکھتا ہوں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ یااللہ! یہ لوگ اے جی ' فلاں فلاں بن گیا۔ ہمیں دل میں ایک ذرا بھی خیال نہیں آتا ۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ یہ سولی چڑھ گیا۔ جو فلاں بن گیا وہ سولی چڑھ گیا۔ تو خوش ہوتا ہے کہ وہ بن گیا۔ وہ تو سولی چڑھ گیا۔ اور جو وہاں

نہیں چڑھا وہ شاید بچ جائے۔ یہ معیار ہے اگر وہ آپ کو برے لگتے ہیں تو ان شاء اللہ العزیز آپ بچ جائیں گے۔ آپ اچھے ہیں اور اگر آپ کو وہ اچھے لگتے ہیں ۔ وہ چڑھا ہوا ہے اور آپ نیچے ہیں دنوں ایک ہی Catogory کے ہیں' دونوں ایک ہی کھاتے کے ہیں۔ آپ بھی گئے اور وہ بھی برباد

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 37

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

و اقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن قل لا تقسموا طاعة معروفة ان اللہ خبیر بما تعملون ○ قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تھتدوا و ما علی الرسول الا البلاغ المبین (24 : النور : 53 ۔ 54)

میرے بھائیو ! جیسا کہ ہر جمعہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نجات کے لئے کوشش کرنا بہت ضروری ہے' کامیاب ہی وہ آدمی ہے جس کی نجات ہو اور جس کی نجات نہ ہو خواہ دنیا میں وہ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو' کتنا بھی خوش حال کیوں نہ ہو وہ کامیاب نہیں ' وہ ذلیل ہے۔ وہ بدبخت ہے جو کہا جائے اس کے بارے میں وہ تھوڑا ہے۔

نجات کا طریقہ کیا ہے ؟ اس کے کوئی مختلف طریقے نہیں ہیں جس طریقے سے مرضی کام کر لو نجات ہو جائے گی۔ نجات کا صرف ایک طریقہ ہے۔ اور وہ نبی ﷺ کے پیچھے چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا یہ فرمایا ہے یس ○ و القرآن الحکیم ○ انک لمن المرسلین ○ علی صراط مستقیم (36 : یس : 1 ۔ 4) اللہ قرآن کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اے محمد !

تو نبی ہے اور تو صراط مستقیم پر ہے۔ اور پھر خدا لوگوں سے کہتا ہے : وان تطیعوہ تھتدوا (24 : النور : 54) لوگو! اگر نبی کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور ہدایت ہی اصل چیز ہے۔ ہدایت کے معانی آدمی کو صحیح راستے کا علم ہو جائے' آدمی اس راستے پر پختہ ہو کر چلنے لگ جائے۔ حتی کہ منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اس کو ہدایت یافتہ کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو ہدایت کا پتہ ہی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کو پتہ ہوتا ہے اور وہ چلتے نہیں ہیں۔ اور بعض چلتے ہیں تو راستے سے مڑ جاتے ہیں' بھٹک جاتے ہیں۔ اس طرح سے آپ کو دنیا میں طرح طرح کے لوگ نظر آئیں گے۔ بعض آپ کو بالکل اس قسم کے نظر آئیں گے جو کافر دین سے دور ہیں مذہب کا نام تک نہیں لیتے۔ اور بعض آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو مذہب پر ہیں لیکن غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ اور بعض راہ پر چل رہے ہیں لیکن رک رک کر' اڑ اڑ کر۔ ان کی زندگی جو ہے بہت اونچ نیچ والی ہے۔ اور بہت کم لوگ آپ کو ایسے ملیں گے جو راستہ (صراط مستقیم) پر ہیں' اور بالکل استقامت سے اس راستے پر چل رہے ہیں۔ ان کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ وہ کنارے لگ جائیں گے۔ وہ ان شاء اللہ العزیز منزل مقصود پر پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

آدمی کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ مجھے راہ راست دکھائے' اس پر چلائے' اس پر پکا رکھے حتی کہ میری موت آ جائے۔ پھر آدمی کامیاب ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہدایت یافتہ ہونے کے لئے تین جگہ تین Set مقرر کئے ہیں کسی جگہ فرمایا فان اسلموا فقد اھتدوا (3 : آل عمران : 20) پس اگر اسلام قبول کر لیں تو ہدایت پا جائیں گے ..... اور اگر فان حاجوک (3 : آل عمران : 20) اے نبی ! اگر یہ کافر تیرے ساتھ بحث کریں۔ یہودی' عیسائی' مشرکین مکہ فان حاجوک (3 : آل عمران : 20) اگر یہ تیرے ساتھ بحث کریں تو ان سے کہہ دے فقل اسلمت وجھی للہ (3 : آل عمران : 20)

تم جو مرضی بنو' جو مرضی مذہب اختیار کرو میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے آگے جھکا دیا ہے۔ میں تو اللہ کا بندہ بن گیا ہوں فمن تبعن (3 : آل عمران: 20) جو میرا پیروکار ہے وہ بھی ایسا ہی ہوگا وہ بھی سوائے اللہ کے کسی کی نہیں مانے گا۔ جو اللہ کہے گا اسی کی مانے گا۔ و قل للذین اوتوا الکتاب و الامیین (3 : آل عمران: 20) اے نبی! پھر تو اہل کتاب سے' یہود و نصاری اور مشرکین مکہ سے کہہ دے اسلمتم (ایضا) بھئی! مسلمان ہوتے ہو کہ نہیں؟ اللہ کے فرمانبردار بنتے ہو کہ نہیں؟ فان اسلموا اگر وہ اللہ کے فرمانبردار ہو جائیں فقد اھتدوا (ایضا) وہ ہدایت والے ہوں گے..... ہدایت والا ہونا ہی نجات پانا ہے۔ یہاں اللہ نے یہ بیان کیا اور اس کی وضاحت کی۔ دیکھو یہاں اسلام کو ہدایت کہا ہے۔ فان اسلموا (آل 3 : عمران: 20) اگر وہ اللہ کے فرمانبردار بن جائیں' مسلمان ہو جائیں۔ فقد اھتدوا وہ ہدایت پا جائیں گے.... اور پھر اس کے بعد آگے تجزیہ کیا ہے۔ فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا (2 : البقرۃ: 137) اللہ صحابہ کی جماعت سے مخاطب ہوتا ہے.... رسول اللہ سمیت جو اس وقت موجود تھے .... دنیا کے لوگ عرب کے' عجم کے' مکے کے یہود و نصاری' ہندوستان' پاکستان' دنیا کے کسی ملک کے فان امنوا اگر دنیا کے لوگ ایمان لے آئیں۔ کیسا؟ بمثل ما امنتم بہ جیسے اے صحابہ! تم ایمان لائے ہو وہ ایمان لائیں فقد اھتدوا (2 : البقرۃ: 137) پھر ہدایت پائیں گے۔

تو اب نتیجہ کیا نکلا؟ آدمی کو اپنی نجات کے لئے اپنے راستے کو دیکھنا چاہیے اور اس کے تعین کیلئے صحابہ کو دیکھیں۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ ایمان وہ کام دے گا جو صحابہ جیسا ہوگا۔ عقائد و نظریات وہ اپنائیں جو صحابہ رکھتے تھے ...... اور آپ دیکھیں گے کہ آج دنیا میں لوگوں کے عقائد بہت عجیب عجیب ہیں۔ بڑے مختلف عقائد ہیں۔ ہر ملک میں لوگ مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں یہ حنفی عقائد کے تحت اللہ کے بارے میں نظریہ بڑا غلط ہے۔ اللہ

کہاں ہے ؟ اللہ کون ہے ؟ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ایک Nature ہے اللہ قدرت کا نام ہے۔ اللہ جو ہے کوئی ایسی ذات نہیں ہے جس کی ہستی ہو' جس کا وجود ہو۔ حالانکہ صحابہ کا یہ عقیدہ نہ تھا' قرآن بھی بیان کرتا ہے' صحابہ کی گفتگو' ان کی مجلسوں سے صاف طور پر واضح ہے کہ اللہ کی ایک ذات ہے' اللہ بندے کو اپنے پاس بٹھائے گا' اللہ بندے سے گفتگو کرے گا' نیک لوگ اللہ کا دیدار کریں گے' نیک لوگ اللہ کو دیکھیں گے۔ اور آج کل لوگوں کا نظریہ کیا ہے؟ آپ چلے جائیں' دیکھ لیں' کوئی مولوی آپ کو اس عقیدے کا نظر نہ آئے گا' عوام کا تو خیر کہنا ہی کیا؟ ہمارے سکول اور کالج جہالت سے بھرے پڑے ہیں' سب کا اللہ کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ " وہ لا مکاں ہے " لا مکاں کے کیا معنی ہوتے ہیں ؟ یہ کہ وہ کہیں بھی نہیں ہے۔ لا مکاں کے معنی کیا ہیں ؟ ..... وہ کہیں بھی نہیں ہے۔ مطلب ہے ہی نہیں۔ جو کہیں بھی نہ ہو وہ ہے کہاں؟ جاہلوں میں یہ بات بڑی مشہور ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے' اسلام کی تعلیم یہ ہے ' صحابہؓ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اللہ عرش پر ہے' اللہ لا مکاں کہاں ہے' اللہ تو عرش پر ہے' اللہ کا ایک مکاں ہے۔ Head Quarter وہاں سے وحی آتی ہے۔ وہاں سے حکم ملتا ہے۔ یدبر الامر من السماء (32 : السجدۃ: 5) آسمان سے حکم آتا ہے۔ پھر اس کا اللہ نفاذ کرتا ہے۔ اللہ کی ایک ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی۔ یا موسی اے موسیٰ! اقبل (28 : القصص: 31) آگے آ ولا تخف اور نہ ڈر انی لا یخاف لدی المرسلون (27 : النمل: 10) میرے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔ انی انا اللہ (28 : القصص: 30) اے موسیٰ میں اللہ ہوں ...... اب اندازہ کریں خدا کے بارے میں ...... اے موسیٰ! انی انا اللہ اے موسیٰ میں اللہ ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی اور چیز کہہ سکتی ہے کہ میں اللہ ہوں۔ درخت کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ ہوں' پتہ کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ ہوں۔ صرف

اللہ ہی کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ ہوں انی انا اللہ میں اللہ ہوں .... اور اللہ بھی کیسا لا الہ الا انا (20 : طٰہٰ : 14) جس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ فاعبدنی موسیٰ ! میری عبادت کر۔ اگر اللہ ایک نیچر (Nature) ہے' ایک پاور (Power) ہے اور ایک انرجی (Energy) ہے اگر اللہ صرف طاقت کا نام ہے تو طاقت تو انجن میں بھی بہت ہوتی ہے اور جاہل کہتے ہیں اس کے اندر بھی اللہ ہے۔ اندازہ کرو یہ نظریہ کتنا عام ہے اور یہ سارا جہالت کا نظریہ ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو معراج ہوا اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ ہے۔ اب دیکھو ناں ! کون نہیں مانتا سوائے معتزلیوں کے' دہریوں کے' ملحدوں کے کہ حضور ﷺ کو معراج ہوا۔ اب معراج کے کیا معانی ہیں ؟ یہ کہ اللہ نے آپ کو اوپر بلایا' اللہ سے ملاقات ہوئی۔ پردے کے پیچھے سے گفتگو ہوئی۔ یہ نہیں کہ آمنے سامنے گفتگو ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو کہتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب معنی قوله تعالٰی و لقد راه نزلة اخری عن مسروق) گفتگو ہوئی اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی' رسول اللہ ﷺ پچاس نمازیں فرض کروا کے نیچے آگئے۔ اوپر سے آسمان پر آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ملے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔اے محمد ! آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھے گی۔ یہ بہت بھاری کام ہے۔ خدا سے جا کر تخفیف کا سوال کر۔ اللہ رحم فرمائے' اس بوجھ کو ہلکا کر دے۔ پھر حدیث میں صاف آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پھر اوپر گئے اور رب سے کہا یااللہ ! اس میں تخفیف کر دے۔ یہ تو بہت بوجھ ہے۔ اللہ نے پھر پینتالیس کر دیں' پھر آپ نیچے آ گئے' پھر موسیٰ علیہ السلام نے واپس کیا۔ پھر آپ گئے' پھر اللہ نے چالیس کر دیں۔ پھر آپ آ گئے' پھر واپس گئے۔ پھر اللہ نے پینتیس کر دیں حتیٰ کہ پھر تیس ہوئیں پھر پچیس ہوئیں پھر بیس

ہوئیں ' پھر پندرہ ہوئیں' پھر دس ہوئیں پھر پانچ ہوئیں ۔ جب آپ پانچ نمازیں لے کر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے محمدؐ! میرا تجربہ ہے لوگ پانچ بھی نہیں پڑھیں گے۔ خدا سے کہو اور ہلکا کردے۔ فرمایا اب مجھے شرم آتی ہے۔ میں نہیں جاتا۔ پانچ پکی ہو گئیں..... تو آپ اندازہ کیجئے! خدا ہے ناں وہ لامکاں ہے؟ اب اتنی دفعہ اوپر گئے۔ اگر نیچے بھی خدا ' ادھر بھی خدا' ادھر بھی خدا' تیرے اندر بھی خدا' میرے اندر بھی خدا' تو پھر اوپر جانے کا تک ہی کیا ہے؟ کیسی بے وقوفی کی بات ہے؟ تو اللہ نے فرمایا فان امنوا بمثل ما امنتم به (2 : البقرۃ: 137) اگر لوگو تمہارا وہ عقیدہ ہوا تمہارا ایسا ایمان ہو جیسا کہ میرے نبی کے صحابہ کا ایمان ہے' میرے نبی کا ایمان ہے۔ (فقد اھتدوا تو ہدایت پا جاؤ گے۔ دیکھو کمال ..... مجھے تو حیرانی ہوتی ہے خصوصا دیوبندیوں پر' عام جاہلوں کو تو پتہ بھی نہیں جو مولوی ان کے بڑے بڑے ہیں' خاص ہیں' ان کے بڑے بڑے اکابر گنے جاتے ہیں ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ خدا کا دیدار ہوگا اور پھر دوسری طرف کہتے ہیں خدا کوئی جسم ہے ؟ خدا کوئی ہستی ہے؟ بھئی جب دیدار ہوگا ' بندے اللہ کو دیکھیں گے کوئی ذات ہوگی تو دیکھیں گے ۔ دیکھو ! آپ جب کسی کو دیکھیں گے تو ایک طرف وہ ہوگا ایک طرف آپ ہوں گے اور جو چاروں طرف ہو اس کو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ جو چیز ہر جگہ ہو' چاروں طرف ہو اس کو دیکھ سکتے ہیں ؟ اس کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اب مثلا آندھی ہے۔ ہوا ہے آپ ہوا کو نہیں دیکھ سکتے۔ آندھی کو دیکھ سکتے ہیں کہ آندھی کیا ہے ؟ وہ ذرات وہ جو رنگ ہوتا ہے۔ ہوا کو آپ نہیں دیکھ سکتے۔ اب ہوا چاروں طرف ہے۔ ادھر بھی ادھر بھی۔ اس لئے ہوا کو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ ہوا کو آپ محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ یہ جو آندھی کو دیکھتے ہیں۔ اس کے اندر گردو غبار ہوتا ہے جو آپ کو نظر آتا ہے۔ اسی طرح سے آگ ہے۔ آپ کوئلہ کو دیکھیں گے۔ وہ جو ذرات میں سرخی آجاتی ہے۔ اس کو دیکھیں

گے ؟ Heat اس کو آپ نہیں دیکھ سکتے اور حقیقت میں آگ اس Heat کو کہتے ہیں جو گرم کرتی ہے۔ جو جلاتی ہے۔ یہ جو آپ کو سرخ سرخ نظر آتی ہے وہ اور چیز ہوتی ہے اور آگ جو ہے وہ اس کے اندر ہے' یعنی Heat..... اسی طرح سے اللہ کی ذات ہے۔ جس کو آپ دیکھیں گے۔ جس کا دیدار ہو گا اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ مجھ سے خدا نے پوچھا فیما تختصموا ملاء الاعلی ایک دفعہ آپ صبح کی نماز کے لئے آئے' دیر ہو گئی ' لوگ بہت پریشان تھے' بڑے بے چین تھے۔ آپ ﷺ آئے جلدی جلدی نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ صحابہ سارے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا میں لیٹ کیوں ہو گیا تھا میں تمہیں بتاؤں۔ مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے خواب کی حالت میں اللہ کو دیکھا۔ مجھ سے خدا نے پوچھا فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں ؟ میں نے کہا یا اللہ! تو بہتر جانتا ہے مجھے تو کوئی پتہ نہیں۔ پھر اللہ نے میری کمر پر یہاں اپنا ہاتھ رکھا۔ اللہ نے اپنا ہاتھ رکھا جس سے مجھے سینے میں ٹھنڈک محسوس ہوئی اور میرے لئے سارے طبق کھل گئے اور مجھے نیچے سے ہی اوپر کا سارا منظر نظر آنے لگ گیا۔ فرشتوں کا بیٹھنا' ان کا گفتگو کرنا وغیرہ۔ پھر مجھ سے خدا نے پوچھا کہ اب بتا ! فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ پھر میں نے بتایا فرشتے جھگڑتے ہیں کہ جو سردیوں میں نماز پڑھے گا اللہ اسے کتنا ثواب دے گا؟ جو سلام کہے گا اللہ کتنا ثواب دے' فلاں نیکی کا اللہ کتنا اجر دے گا؟ فرشتوں میں یہ بحثیں ہو رہی ہیں۔ اب دیکھئے نبی علیہ السلام کے دل میں اللہ کا تصور کیا ہے ؟ نبی ﷺ کے دل میں اللہ کا تصور کیا ہے کہ اللہ نے آپ کی پشت پر ہاتھ رکھا جس سے آپ کو سینے میں ٹھنڈک محسوس ہوئی اور سارا کچھ آگے کھل گیا۔ آپ کو نظر آنے لگ گیا۔ (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر سورۃ ص: مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ الفصل الثالث عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) اور خدا شیطان سے کہتا ہے اے شیطان'

تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آدم (علیہ السلام) تو بڑی عزت والا' بڑی کرامت والا ہے۔ خلقتہ بیدی (38 : ص: 75) میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔ تو نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے کہا تو نے آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ ما منعت ان تسجد لما خلقتہ بیدی (ایضا) تو نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔ اب یہ خدا اپنے بارے میں کہہ رہا ہے لیکن آج کل کا مولوی' آج کا پڑھا لکھا آدمی یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کہے اللہ کے ہاتھ ہیں۔ اب جب اللہ خود کہے تو تمہیں ڈر لگتا ہے۔ اس میں کوئی بے عزتی ہے' کوئی توہین ہے۔ بات تو وہ بری ہے جو آپ اپنی طرف سے کہیں۔ دیکھو ناں سلف کا' صحابہ کا' ائمہ کا طریقہ کیا پیارا طریقہ تھا کہ جو اللہ کہے مانو اور بس۔ اللہ نے کہا میرے ہاتھ ہیں۔ بالکل کہو کہ ہیں۔ امنا و صدقنا کوئی پوچھے کہ ہاتھ کیسے ہیں؟ ہم کہیں کہ ہمیں کیا؟ جب اس نے بتایا ہی نہیں' ہم کیا بتا دیں لیکن تم کہو ہاتھ نہیں ہیں۔ اس سے طاقت مراد ہے۔ اس سے قوت مراد ہے۔ ہم کہیں تو پاگل ہے' تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اللہ ہاتھ کہہ رہا ہے اور تو طاقت مراد لے رہا ہے۔ سو میں آپ سے عرض کر دوں دنیا بڑی بگڑ گئی ہے۔ آج کل کے لوگوں کو' آج کل کے مولویوں کو' آج کل کے عوام کو دیکھ کر یہ نہ کہو کہ میں ایسا ایمان لے آؤں۔ جیسے آج کل کے عوام کا ہے۔ اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے؟ فان امنوا (2 : البقرۃ: 137) عرب کیا؟ عجم کیا؟ ہندوستان کیا؟ چین کیا؟ جاپان کیا؟ یہ ملک کیا؟ وہ ملک کیا؟ اگر دنیا کے لوگ ایمان لائیں ...... کیسا ایمان؟ بمثل ما امنتم (ایضا) جیسے اے نبی! اے نبی کے صحابہ! جیسے تم ایمان لائے ہو فقد اھتدوا (2 : البقرۃ: 137) ہدایت پا گئے' پھر اب یہ بات طے ہے کہ ہمیں عقیدہ وہ رکھنا چاہیے جو عقیدہ صحابہ کا ہے۔ صحابہ کا عقیدہ کیا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنھم حنفی نہیں تھے' صحابہ شافعی نہیں

تھے' صحابہ مالکی نہیں تھے' صحابہ حنبلی نہیں تھے' صحابہ وھابی نہیں تھے۔ صحابہ کچھ نہیں تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے والے' قرآن و حدیث کو ماننے والے۔ اگر تم حنفی بن گئے تو کیا معاملہ تم وھابی بن گئے تو کیا معاملہ ؟ اب دیکھو ناں ! ہمارے مولویوں کو دیکھ لیں' کتابیں دیکھ لیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب دیکھ لو اور دوسرے جو ہیں ان کو دیکھ لو۔ وہ کہیں گے ہم مذھبا اسلام پر ہیں' ہمارا مذہب اسلام ہے' پر میرا مسلک حنفی ہے' میرا مشرب چشتی ہے...... اور اب صحابہ رضی اللہ عنھم نہ چشتی تھے' نہ حنفی تھے' نہ قادری تھے' نہ نوری تھے' نہ غیر نوری کچھ بھی نہ تھے۔ صرف محمدی۔ محمد ﷺ کے پیچھے چلنے والے تھے۔

میرے بھائیو ! بالکل توبہ کر لو۔ یہ بات میں آپ کو لگا کر نہیں کر رہا' خدا کی قسم ! اس لئے کہ آپ کی نجات ہو جائے۔ جب تک آپ آج کل کے ان طریقوں کو چھوڑیں گے نہیں ...... جو گندے لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں' بے دین لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ لوگوں نے غلط مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ نجات ہو گی نہیں' بالکل نہیں ہوگی۔ اللہ کے بارے میں عقیدہ اتنا صاف اور واضح ہونا چاہیے کہ اللہ ایک ذات ہے جو اللہ نے اپنے بارے میں کہا ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے۔ اللہ نے اپنی پنڈلی کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اللہ کی پنڈلی ہے' اللہ نے کہہ دیا ہے۔ ٹھیک ہے' امنا و صدقنا اللہ نے اپنے قدم کا ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ قیامت کے دن دوزخ سے پوچھے گا' جب سب دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو خدا پوچھے گا: یوم نقول لجھنم ھل امتلات و تقول ھل من مزید (50 : ق : 30) یہ قرآن ہے۔ یوم نقول لجھنم جس دن ہم جہنم سے کہیں گے ھل امتلات کیا تو بھر گئی ہے کہ نہیں ؟ اللہ نے جہنم سے وعدہ کیا تھا کہ میں جہنم کو بھروں گا۔ لاملئن جھنم (7 : الاعراف : 18) اے جہنم ! تو خالی نہیں رہے گی۔

میں تجھ کو بھر دوں گا۔ اب خدا جہنم سے پوچھے گا' دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال کر هل امتلات کیا تو بھر گئی ہے؟ تو جہنم کیا کہے گی ؟ هل من مزيد یااللہ ! اور لا۔ میں بھری نہیں۔ اور اس طرح بھری ہوئی ہو گی جیسے کوئی بڑے جوش میں ہوتا ہے۔ بہت جوش میں ہوتا ہے۔ تكاد تميز من الغيظ (67 : الملک : 8) قرآن کہتا ہے۔ غصے سے ایسے ہو گی جیسے کوئی چیز پھٹ جائے۔ دوزخ کا یہ حال ہو گا۔ دیکھو ناں ! یہ بوائلر انجن جو ہوتے ہیں اگر وہ پھٹ جائیں تو کتنا نقصان ہے ؟ دوزخ کیا کوئی چھوٹی موٹی چیز ہے؟ دوزخ اگر پھٹ جائے۔ تكاد تميز من الغيظ قریب ہے کہ غصے کی وجہ سے وہ پھٹ جائے۔ اس قدر غصے میں اور جوش میں ہو اور خدا پوچھے گا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی اور لا اور لا۔ اور ہیں دوزخی ؟ تو پھر خدا اپنا قدم دوزخ میں ڈالے گا۔ جیسے آپ نے دیکھا نہیں۔ یہ کتا جو بہت زہریلا ہو بہت زہری ہو' جو قابو ہی نہیں آتا۔ مالک جب اپنا پاؤں اوپر رکھ دیتا ہے تو وہ بچھ جاتا ہے۔ دم بھی ہلاتا ہے اور لیٹ جاتا ہے' بالکل سیدھا ہو جاتا ہے۔ سب اس کا غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو حدیث میں آتا ہے بخاری شریف میں حدیث ہے خدا اپنا قدم دوزخ میں رکھے گا۔ دوزخ کہے گی میں بھر گئی ہوں قط قط قط (رواه البخاری فی كتاب التفسير سوره ق' و مسلم فی کتاب صفة الجنة باب النار يدخلها الجبارون عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ) بالکل ٹھنڈی ہو جائے گی' اپنے ٹھکانے آ جائے گی۔ اب یہ نبیؐ بیان کرنے والا ہے۔ قرآن میں موجود ہے' بخاری شریف میں موجود اور پھر ہم کہہ رہے اللہ کا کوئی جسم ہے؟ ہم اپنا فلسفہ لڑائیں تو بے وقوفی نہیں ؟ جب خدا نے کہہ دیا اگر تمہارا ایمان ایسا ہے جیسا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ امام غزالی آپ نے نام سنا ہو گا ناں ! دیکھ لو متکلمین میں سے تھے' وہ بہت بڑے فلاسفر تھے' فلسفہ' منطق' ان علوم میں مانے ہوئے چوٹی کے امام تھے' ساری عمر فلسفیوں سے بحثیں کرتے رہے۔ پھر تاویلیں کرتے رہے۔ جہاں کہیں اسلام

میں کوئی ایسی بات آ گئی تو تاویل کر دی۔ ہاتھ کی تاویل کر دی' بدن کی تاویل کر دی۔ کبھی کوئی تاویل کر دی' کبھی کوئی تاویل کر دی' تھے تو عالم۔ دل ڈرتا تھا۔ اللہ کہتا ہے میرا قدم ..... میں تاویل کرتا ہوں کہ اس سے یہ مراد ہے۔ اللہ کہتا ہے میرے ہاتھ ہیں.... میں اس کی تاویل کرتا ہوں کہ اس سے قدرت مراد ہے۔ جب مرنے لگے' وقت قریب آ گیا۔ بخاری شریف منگوا لی اور اپنے سینے پر رکھ لی' جب عین موت کا وقت قریب آ گیا تو کہنے لگے کہ یااللہ ! میرا اس کتاب پر ایسا ایمان ہے جیسے بوڑھی عورتوں کا ایمان ہوتا ہے۔ آپ نے بوڑھی عورتوں کو دیکھا ہے وہ بحثیں نہیں کرتی۔ بوڑھی عورتیں جو ہیں وہ بحثیں نہیں کرتی۔ جو کوئی بات سنا دے وہ سن لی۔ بس مان لیا۔ ہم تو کہتے ہیں یہ کیسے ہے' کیسے ہو سکتا ہے' یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ بوڑھی کو تو جو کہہ دو وہ بے چاری ویسے ہی مان لے گی۔ .... تو انہوں نے کہا کہ میرا تو حدیث پر ویسا ہی ایمان ہے۔ جو میں نے حدیث میں تاویلیں کی ہیں میں سب سے تائب ہوتا ہوں' سب سے توبہ کرتا ہوں۔ میں اس کتاب پر' اس حدیث پر ایمان لاتا ہوں' جیسے بوڑھی عورت ایمان لاتی ہے۔

یہاں ایک کمشنر آیا تھا' میرے خیال میں پچیس سال کی بات ہے۔ اس کی عورت کو یہ خیال ہوا کہ بہت بگاڑ ہو رہا ہے۔ تو میں شہر کے شریف لوگ جو ہیں .... افسر وغیرہ' امیر لوگ.... میں ان کی عورتوں کو جمع کر کے کوئی پروگرام رکھوں۔ کسی مولوی سے تقریر کرواؤں۔ تو اس نے اپنے خاوند سے کہا کوئی مولوی لاؤ۔ تو خیر بات چلتی چلتی مجھ تک پہنچی۔ مجھے کسی نے کہا کہ آپ وہاں تقریر کے لئے چلیں۔ میں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہاں اجتماع ہو گا' عورت مرد ہوں گے۔ جب میں نے وہاں دیکھا صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں' ساری عورتیں۔ اب دیکھ لیں امیر گھرانے کی عورتیں.... سب پھول بنی ہوئی' سب سجی ہوئی۔ اب شرم کے مارے ان کی طرف .... تقریر کرتے ہوئے آدمی سامعین

کی طرف دیکھتا ہی ہے اب میں ادھر.... دیکھوں تو مروں۔ نیچے کو سر کر کے بولوں حافظ بن کر۔ میں بڑے تردد میں' کشمکش میں کہ میں کیا کروں۔ خیر میں نے کنٹرول کیا۔ "عورت کی ذمہ داریاں اور اس کے حقوق" اس پوائنٹ Point پر گفتگو کرنی تھی۔ میں نے جیسے تیسے گھنٹہ پون گھنٹہ کے قریب تقریر کی۔ اس کے بعد کمشنر کی بیوی کہنے لگی اگر کوئی آپ سے سوال کرنا چاہے تو آپ جواب دیں گے۔ میں نے کہا "ہاں! بڑی خوشی سے" جس نے کوئی سوال کرنا ہو۔ تو اب چونکہ کالج کی لڑکیاں سب گئی ہوئی تھیں' کالج کی جو پروفیسرز ہیں وہ بھی اور باقی عورتیں بھی۔ اب لگے سوال ہونے ادھر سے ادھر سے۔ ایک بوڑھی مائی اٹھ کر کہنے لگی جو کہا ہے اس پر عمل کر لو کچھ نہ کہو' سوال نہ کرو۔ جو اس نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔ دیکھو! مائی کا خیال۔ باقی کالج کی لڑکیاں تھیں وہ لگی اپنی اپنی ہانکنے کہ مولوی ہے اس کو اڑائیں' اس کو پاگل بنائیں' اس کو یوں کہیں' اس کو یوں کہیں وہ سوالات کرنے لگ گئیں۔ اور بوڑھی عورت کہنے لگی بھئی جو سن لیا ہے اس پر عمل کرو۔ سوال نہ کرو' بحث نہ کرو۔ تو عورتوں کا جو سیانی ہو جاتی ہیں ان کا یہ حال ہے۔ پھر سوالوں کے لئے جو ہوتے ہیں آزاد قسم کے اور یہ مجھے تجربہ ہے ناں ہے کہ کالج کے لڑکے ہوں اور داڑھی والا مولوی پڑھانے چلا جائے پھر آپ جانتے ہی ہیں کیا حال ہو گا۔ وہ کہتے ہیں داڑھی والا تو ویسے ہی پاگل ہوتا ہے۔ اب یہ ہمیں پڑھانے آیا ہے تو اسے پاگل بناؤ۔ پھر وہ طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے۔ ایک لڑکی کالج کی کھڑی ہو کر کہنے لگی کہ آپ ہمیں پردے کے لئے کہتے ہیں تو آپ ہمارے سامنے کیوں آئے ہیں؟ اب اندازہ کریں۔ میں نے کہا میں تو ایسے ہی آیا ہوں جیسے ڈاکٹر علاج کرنے کے لئے آتا ہے۔ آخر وہ بھی تو گھر آ ہی جاتا ہے۔ میں تو اس انداز سے آیا ہوں۔ بھلا ہماری عمر گزر گئی پڑھاتے بھلا ہمارے سامنے کیا سوال کرنا تھا۔ کسی نے کچھ سوال کیا' جیسا اس نے سوال کیا ویسا میں نے

جواب دے دیا۔ لیکن میں آپ کو بوڑھی مائی کی بات بتا رہا ہوں کہ اس کا انداز کیا تھا؟ کہ بحثیں نہ کرو' سوال نہ کرو' جو سن لیا اس پر عمل کرو..... تو امام غزالی کا یہ حال تھا جب فوت ہونے لگے تو بخاری شریف سینے پر رکھی کہ یااللہ! میرا اس کتاب پر ایسا ہی ایمان ہے' کوئی تاویل نہیں' کوئی توڑ مروڑ نہیں' کوئی کچھ نہیں۔ جو اس کے اندر آگیا ہے۔ میرا ایمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے کہہ دیا۔ چنانچہ امام مالکؒ کہا کرتے تھے اللہ کے بارے میں جو قرآن و حدیث میں پڑھو سنو اس پر ایمان لے آؤ۔

خدا عرش پر ہے۔ کوئی پوچھے کیسے ہے؟ بیٹھا ہے' کھڑا ہے' لیٹا ہوا Rest کر رہا ہے؟ عرش نے اٹھایا ہوا ہے کیا حالت ہے؟ کہو مجھ کو کچھ پتہ نہیں۔ یہ امام مالکؒ اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہیں۔ الاستواء معلوم خدا کا عرش پر ہونا معلوم ہے۔ الرحمن علی العرش استوی اللہ عرش پر ہے۔ کوئی پوچھے کیسے ہے؟ و الکیف مجھول (شرح عقیدہ طحاویہ اردو ص 168) اور کیفیت کا کچھ معلوم نہیں۔ اس کا کچھ پتہ نہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے۔ کیسا ہے؟ ہاتھ مرد جیسا ہے' شیر جیسا ہے' بلی جیسا ہے' کیسا ہاتھ ہے؟ ہمیں پتہ نہیں۔ اللہ نے ہاتھ کہا ہم ہاتھ پر ایمان لاتے ہیں۔ آگے کیسا ہے ہم نہیں جانتے۔ امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں حدیث میں آتا ہے' اور بالکل صحیح حدیث ہے۔ بخاری شریف کی۔ کہ جب پچھلی رات ہوتی ہے' تہجد کا وقت ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر آتا ہے اور لوگوں کو آواز دیتا ہے کہ نمازیں پڑھنے والو! جاگ کر عبادت کرنے والو! مانگو جو کچھ مانگنا ہے۔ یہ وقت ہے دعا کا۔ تم مانگوں میں تمہاری سنوں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ (صحیح بخاری' کتاب التہجد' باب الدعاء و الصلوۃ من آخر اللیل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھے کہ کیسے آتا ہے' جب آتا ہے تو عرش کو خالی چھوڑ کر آسمان دنیا پر آجاتا ہے؟ وہ کہتے ہیں جب تم سے کوئی پوچھے کہ وہ کیسے آتا ہے تو

تم کہو کہ تو بتا اللہ ہے کیسا پھر میں بتاؤں گا اللہ ایسے آتا ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ کیسا ہے' کیسے بتائیں اس کی کیفیت کیسی ہے۔ جو اس نے کہہ دیا مان لیا۔ قصہ ختم۔ اللہ کے بارے میں ایمان کیسا ہونا چاہیے جو قرآن و حدیث میں آ گیا بس۔ اپنی طرف سے اضافہ نہیں۔ دیکھو اللہ اپنے بارے میں آنکھیں ثابت کرتا ہے' کان نہیں۔ اللہ نے کہا: تجری باعیننا (54: القمر: 15) نوحؑ کی قوم پر عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے آنے سے پہلے نوح علیہ السلام سے کہا: اے نوح کشتی بنا...... کہیں قریب دور تک پانی کا نام و نشان تک نہیں۔ جب قوم نے دیکھا کہ یہ بوڑھا کشتی بنا رہا ہے ایک تو یہ ہے کہ ہمارے پاس نہر چلتی' دریا چلتا ہے' سمندر چلتا ہے چلو کشتی بنا رہا ہے۔ کام چلائے گا۔ اب کہیں دور و نزدیک پانی ہے ہی نہیں اور نوح کشتی بنا رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں دیکھو! اس کا دماغ خراب ہے۔ یہ جو کشتی بنا رہا ہے تو کیا کرے گا۔ اب نوح علیہ السلام کو تو اللہ نے کہا تھا کہ عذاب آنے والا ہے.... طوفان .... تو کشتی بنا۔ نوح کشتی بنانے لگے' قوم پاگل بنانے لگی' اس کا دماغ خراب ہے وہ بہت بڑی کشتی ہے۔ جس میں انہوں نے جانور بھی لادنے تھے۔ بہت بڑی کشتی بنا رہے تھے۔ وہ آتے' اس میں پاخانہ کر جاتے' پتھر پھینک جاتے' کبھی کوئی شرارت کر جاتے' کبھی کوئی شرارت کر جاتے' مذاق کرتے تو نوحؑ کہتے ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون (11: ھود: 38) ہنس لو' مذاق کر لو۔ تم آج مذاق کر لو میں کل تم سے مذاق کروں گا۔ جب میں کشتی میں ہوں گا اور تم ڈوب رہے ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کشتی بن گئی۔ ہم نے اس کو نشانی بتا دی۔ کہ اے نوحؑ حتی اذا جاء امرنا و فار التنور جب ہمارے عذاب کا بگل' جب ہمارے عذاب کا حکم آ جائے' اس کی نشانی کیا ہے؟ یہ کہ جو تنور ہے' جس میں روٹیاں لگائی جاتی ہیں وہ ابل پڑے' اس میں سے پانی ابل پڑے تو سمجھ لو کہ بگل بج گیا۔ ہو گیا کام۔ تو فٹافٹ

قلنااحمل فیھامن کل زوجین اثنین (11 : ھود : 40) ہر چیز کا جوڑا جوڑا اس کشتی میں چڑھا دے۔ تو فافٹ اس میں سوار ہو جا۔ چنانچہ پانی امڈ پڑا۔ نیچے زمین پانی اگل رہی ہے اوپر سے پرنالے پانے کے برس رہے ہیں اور پانی اوپر سے ایسے آرہا ہے جیسے پرنالہ چلتا ہے۔ بارش نہیں پرنالے چل رہے ہیں۔ فالتقی الماء علی امر قد قدر (54 : القمر : 12) اوپر کا پانی اور نیچے کاپانی دونوں مل گئے۔ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی' اب نوحؑ کوئی Trained ملاح تو تھے نہیں۔ کہ ان کو کشتی رانی کا فن اچھا آتا ہو۔ ان کے لئے نیا کام تھا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہم نگرانی کرتے تھے۔ تجری باعیننا ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی چلتی تھی..... تو اللہ کی آنکھیں ہیں' اللہ دیکھتا ہے تو اللہ کی آنکھیں ہیں۔ لیکن اللہ سنتا بھی ہے لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے کان بھی ہیں۔ کیونکہ اللہ نے کان کے بارے میں کہیں نہیں کہا۔ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ نے نہیں کہا۔ ہم یہ استدلال کر کے کہ جب اللہ سنتا ہے تو لازما اللہ کے کان ہوں گے۔ اب دیکھو ناں سانپ.... سانپ کے کان ہمارے جیسے ہوتے ہیں' یا بڑے بڑے کہ ہاتھی جیسے' اونٹ جیسے یا گائے بھینس جیسے ؟ لیکن دیکھ لو سانپ سنتا ہے' اس کے کان ہیں خواہ سوراخ ہی سے ہوں ...... اللہ سنتا ہے لیکن کانوں کا کوئی ذکر نہیں۔ اللہ دیکھتا ہے اور وہ آنکھوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے یہ کام ہو رہا ہے۔ اللہ کے بارے میں جو صفت اللہ نے بیان کر دی ہے۔ امنا و صدقنا ہم ایمان لے آئے اور ہم تصدیق کرتے ہیں۔ اس کی کیفیت ؟ ' وہ کیسے ہے ؟ ..... خاموشی .... تو امام مالکؒ کہا کرتے تھے الاستواء معلوم یہ پتہ ہے کہ خدا عرش پر ہے وہ کیسے ہے اس کا کوئی پتہ نہیں۔ و الکیف مجھول و السؤال عنہ بدعة (شرح عقیدہ طحاویہ اردو ص 168) جو آدمی کہے کہ خدا بیٹھا ہے جیسے ہم کرسی پر بیٹھتے ہیں یا لیٹا ہوا Rest کر رہا ہے۔ تو وہ بدعتی آدمی ہے۔ امام مالک یہ کہتے ہیں اور سیدھی بات

ہے۔ تو اس لئے اجمالی طور پر اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو۔

میرے بھائیو ! باقی چیزیں جتنی ماڈرن ہوں دیکھو ناں ماڈل .... کار وار لینی ہو' گاڑی واڑی لینی ہو تو کہتے ہیں کہ اس کا ماڈل کیا ہے؟ مطلب اگر Latest ہو' 88ء کا ہے 89ء کا ہے تو بڑی قیمت ہے۔ پرانا ہے تو اتنی ہی قیمت کم ہے۔ ہر چیز دنیا کی ماڈرن سے ماڈرن ہو تو بہتر ہو سکتی ہے۔ لیکن دین جتنا ماڈرن ہوگا اتنا ہی گندہ ہوگا۔ دین پرانا ہی ..... اور پرانے کے معنی بھی کیا ہیں ؟ محمدی .... بس صحابہ والا پیچھے ہٹتے جاؤ۔ آج کل بدعتیں زیادہ ہیں۔ آج کل لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ساری دنیا عرس کرتی ہے۔ آج کل لوگوں کو عرس اسلام میں نظر آتا ہے۔ حالانکہ یہ گمراہی ہے۔ پیچھے ہٹتے جاؤ' پیچھے ہٹتے جاؤ۔ عرس گھٹتے جائیں گے۔ پیچھے ہٹتے جاؤ عرس گھٹتے جائیں گے۔ حتی کہ چلے جاؤ ائمہ کے دور میں' خلفاء کے دور میں' عرسوں کا بالکل نام و نشان نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کبھی کسی مولوی سے کوئی تاریخ پوچھنا کہ ابراہیم علیہ السلام کا نبی ﷺ کس تاریخ کو عرس کیا کرتے تھے ؟ کبھی ابراہیم علیہ السلام کا عرس ہوا ہے ؟ کبھی آدم علیہ السلام کا عرس ہوا ہے ؟ کبھی کسی پیغمبر کا عرس ہوا ؟ نام و نشان نہیں ' بالکل کوئی نام و نشان نہیں۔ سو میرے بھائیو ! اگر دین لینا ہو تو آج کل کے مسلمانوں کو نہ دیکھو' آج کل کی اکثریت کو نہ دیکھو کہ آج کل بریلوی زیادہ ہیں۔ لہٰذا بریلوی مذہب صحیح ہوگا۔ اگر دین لینا ہو تو پیچھے کو جاؤ۔ جتنا دین ماڈرن ہوگا اتنا ہی گندہ ' اتنا ہی ملاوٹی' اتنا ہی بگڑا ہوا ہوگا۔ اتنی ہی بے دینی ہوگی اور جتنا پیچھے جاؤ گے اتنا ہی خالص' اعلی اور بہترین ہوگا۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کو یاد رکھو۔ فان امنوا بمثل ما امنتم به اے نبی ! اے میرے نبی کے صحابہ ! اگر دنیا کے لوگ ایمان لے آئیں جیسا تمہارا ایمان ہے فقد اهتدوا (2 : البقرة: 137) ہدایت پا گئے' نجات ہوگی۔

پھر اس کے علاوہ مسائل دیکھو ! اب مسائل میں کتنا اختلاف ہے؟ مولوی

صاحب ختم دینا چاہیے کہ نہیں ؟ اس کا فیصلہ کیسے ہو گا' تمہارے پاس کیا معیار ہے اس کو جانچنے کا؟ مولوی صاحب ختم دینا چاہیے کہ نہیں ؟ اب اس کا فیصلہ کیسے ہو ؟ تمہارے پاس اس کو جانچنے کا کیا معیار ہے ؟ اگر نبی ختم دیتے تھے تو ختم دینا چاہیے' سنت ہے اور اگر نبی ﷺ کے زمانے میں ختم کا نام و نشان بھی نہیں تھا' ختم کے یہ معنی بھی نہیں تھے تو پھر یہ بدعت ہے۔ چنانچہ آپ ختم کا نام و نشان نہیں پائیں گے ' سارا قرآن پڑھ جائیں' ساری احادیث پڑھ جائیں' ختم کا آپ نام و نشان نہیں پائیں گے۔ گیارھویں کا آپ نام و نشان نہیں پائیں گے۔ میلاد کا آپ نام و نشان نہیں پائیں گے' ان عرسوں کا آپ نام و نشان نہیں پائیں گے۔ یہ آج کل کے جو مذہب چل رہے ہیں سب نقلی' سب بناوٹی' جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

دین کھرا کونسا ہوتا ہے ؟ میرے بھائیو ! اس کو چلتی چلتی بات نہ سمجھو کہ یہ وقت کٹی کی بات ہو رہی ہے۔ فیصلہ کر لو اپنے دل میں ' فیصلہ کر لو اپنے دل سے اور پھر اس کے مطابق عمل شروع کر دو۔ دین جتنا پرانا ہو ' "جتنا پرانا" سے مراد ہے صحابہ والا اتنا ہی اصلی ہے۔ کوئی صحابی حنفی نہیں تھا۔ جب تو حنفی بن جائے تو ڈر جا کہ میں برباد ہو گیا۔ تجھے کوئی کہے وھابی ہو جائے تو توبہ کر۔ یااللہ ! میری توبہ میں وہابی نہیں ہوں' کوئی صحابی وہابی نہیں تھا۔ کوئی صحابی دیوبندی نہیں تھا۔ کوئی صحابی بریلوی نہیں تھا کوئی صحابی چشتی نہیں تھا' قادری نہیں تھا' میں نے آپ کو کئی دفعہ بتایا ہے کہ لاہور ریڈیو سٹیشن پر ہمارے ایک دوست کی کنٹین تھی' وہاں اکثر آنا جانا رہتا تھا۔ وہاں اس کے بڑے بھائی مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری یہ دیوبندیوں کے بڑے پیر گزرے ہیں۔ تو تبلیغی جماعت کے لوگ اور دوسرے دیوبندی ..... وہاں ساتھ ہی جو ان کی کوٹھی .... جایا کرتے تھے۔ تو ایک دن میں نے دیکھا کہ بستر بند پارٹی کافی تعداد میں بسترے اٹھائے ہوئے جا رہی ہے' وہ پیدل جا رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا' میں نے

ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ " جی! ان کے پاس جو رائے پوری حضرت صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جا رہے ہیں " انہوں نے بتایا ہے کہ وہ قادری ہیں' وہ یہ ہیں' وہ ہیں۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی قادری تھے؟ سوچنے لگ گئے۔ میں نے کہا ابوبکر صدیق' عمر فاروق بھی قادری تھے؟ اب کیا کہیں؟ ادھر کے نہ ادھر کے۔ میں نے کہا کہ یہ سب ملاوٹی دین ہیں' بھٹکے پھر رہے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ بستر اٹھائے پھرتے ہیں' آپ سمجھتے ہیں کہ یہ نیکی کا کام ہے جبکہ یہ صریحا گمراہی ہے۔ توبہ کرو' تم اس سے باز آ جاؤ۔ جو دین ماڈرن ہو.... آج کل کے مولویوں کا' آج کل کے پیروں کا' آج کل کے بزرگوں کا بنایا ہوا جو دین ہے...... وہ گمراہی ہے۔ کبھی کسی کی پگڑی دیکھ کر برباد نہ ہو جاؤ۔ کبھی کسی کی گدی کو دیکھ کر برباد نہ ہو جاؤ۔ ہمیشہ دین کے لئے محمدی مہر دیکھو۔ میرے بھائیو! خدا آپ سے پوچھے گا۔ جو لوگ ہمارے ہاں یہاں جمعہ پڑھتے ہیں ہم بہت رگڑائی کرتے ہیں' بڑی رگڑائی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں جو جمعہ پڑھ جائے وہ اللہ کے پاس جا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یااللہ! مجھے پتہ نہیں۔ ہم بات کو بہت کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ آپ اگر حنفی بنیں گے' دیوبندی بنیں گے' بریلوی بنیں گے' چشتی بنیں گے' سہروردی بنیں گے' کوئی اور گندہ نام رکھیں گے اللہ کے پاس جا کر پکڑے جائیں گے۔ کوئی دلیل نہیں کسی کے پاس کچھ بننے کی۔ نہ رسول اللہ ﷺ سہروردی تھے' نہ قادری' نہ چشتی' نہ نقشبندی تھے۔ نہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایسا تھا۔ یہ سب گمراہی کے نام ہیں۔ بالکل ان کے قریب نہ جاؤ اور میں آپ سے عرض کرتا ہوں جب آپ اللہ کے پاس جائیں گے سوچنے کی بات ہے' اللہ کے ہاں جب جائیں گے تو آخر خدا پوچھے گا ناں! نجات تو اسلام پر ہو گی۔ سمجھ رہے ہیں ناں بات۔ نجات تو اسلام پر ہو گی۔ اسلام کیسا؟ ٹکسالی اسلام کونسا ہے؟ معیاری اسلام کونسا ہے؟ کن کا اسلام معیاری ہے؟ دیوبندیوں کا' بریلویوں کا؟ کس کا

اسلام معیاری ہے ؟ آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ اسلام صرف محمد ﷺ کا معیاری ہے' صحابہ رضی اللہ عنھم کا معیاری ہے۔ تو میں نے آپ کے سامنے تین آیتیں بیان کی ہیں۔ ان تینوں آیتوں کو دیکھو۔ فان اسلموا دیکھو ناں کتنی واضح بات ہے۔ فان حاجوک (3 : آل عمران : 20) اے نبی! اگر یہ دنیا کے لوگ تجھ سے جھگڑیں ؟ تجھ سے بحثیں کریں۔ تو اپنا مذہب بتا' تو اپنا مذہب بتا کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ فان حاجوک اگر یہ تم سے بحثیں کرتے ہیں۔ فقل ان کو کہہ دے' تو ان کو بتا اسلمت وجھی للہ (3 : آل عمران : 20) میں تو اللہ کا فرمانبردار ہو گیا۔ و من تبعن اور جو میرا پیروکار ہے اس کا بھی یہی مذہب ہوگا۔ یہودیوں کو' عیسائیوں کو' مشرکین مکہ کو' دنیا کے لوگوں کو بتا دے ءاسلمتم کیا تم بھی مسلمان ہوتے ہو ؟

پہلے پارے کے آخری رکوع میں بیان فرمایا فان امنوا (2 : البقرۃ: 137) اگر دنیا کے لوگ اسلام لے آئیں۔ ایمان لے آئیں' کیسا اسلام ؟ کیسا ایمان ؟ بمثل ما امنتم بہ جیسے میرے نبی کا' جیسے میرے نبی کے صحابہ کا ایمان ہے فقد اھتدوا وہ ہدایت پا گئے۔ اب رہ گئی عملی زندگی۔ دنیا کے لوگو! اگر تم نبیؐ کی اطاعت کرو گے و ان تطیعوہ تھتدوا (24 : النور: 54) تم ہدایت پا جاؤ گے۔ میرے بھائیو! میں کتنی موٹی بات آپ سے عرض کر رہا ہوں' ان پڑھ سے ان پڑھ بے شک دیہاتی آدمی ہو وہ اس بات کو نوٹ کر سکتا ہے کہ مسئلہ کونسا صحیح ہوتا ہے۔ جس پر محمدی مہر ہو۔ دیکھو ناں دوائیاں لینے جاتے ہیں' مختلف کمپنیاں ہیں' اور ان کی دوائیاں ہوتی ہیں۔ ایک دوائی ڈاکٹر نے آپ کو بتائی ہے مگر دکاندار کہے کہ یہ لے لو یہ اس سے بھی اچھی ہے۔ آپ کہیں گے' نہ' میرے ڈاکٹر نے تو یہ بتائی ہے۔ وہ فلاں Company کی ہے۔ سو آپ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نبی ﷺ نے کیا بتایا ہے؟ نبی ﷺ نے یہ بتایا ہے۔ لوگو! مسئلہ جو لینا ہے ...... دیوبندیوں کے پاس چلے جاؤ' تم بریلویوں کے

پاس چلے جاؤ' تم کسی کے پاس چلے جاؤ مسئلہ جو لینا ہے تو کون سا لو گے۔ حنفی نہ لینا' اور کسی امام کا مسئلہ نہ لینا۔ مسئلہ جو لو تو محمدی مہر والا لو۔ و ان تطیعوہ تہتدوا کہئے! کوئی شبہ والی بات ہے' اس میں کوئی اخفا ہے؟ آدمی کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی ہو۔ جب میرے بھائیو! آپ نے کلمہ پڑھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ..... کیسے کوئی تیسرا ہے؟ اللہ عبادت کے لئے' عبادت اللہ کے لئے۔ نہ نبی کی نہ کسی اور کی اور الطاعت' پیروی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی' نہ کسی امام کی' نہ کسی فقیر کی' نہ کسی ولی کی' قصہ ختم' بس...

دین نام ہی دو چیزوں کا ہے' اسلام نام ہی دو چیزوں کا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن و حدیث' بس قرآن اور حدیث۔ قرآن و حدیث پر چلو' کوئی حنفی نہ بنے' کوئی دیوبندی نہ بنے' کوئی بریلوی نہ بنے' کوئی چشتی نہ بنے' کوئی وھابی نہ بنے' کوئی یہ نہ بنے' کوئی وہ نہ بنے۔ مذہب کوئی عثمانی نہیں' کوئی صدیقی نہیں' کوئی فاروقی نہیں' کوئی مذہب نہیں' مذہب صرف محمدی ..... جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا' کرنے کے لئے حکم دیا ہے اس پر عمل کرو۔ بس مسلمان ہیں۔ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے اعمال پیش ہوں گے تو آپ کی کیا کیفیت ہوگی؟ آپ سے یہ پوچھا جائے گا کہ تجھے کس نے یہ کہا تھا...... کیا جی! مجھے فلاں پیر نے مجھے ٹوٹکا بتایا تھا۔ مارے گئے آپ۔ فلاں ولی نے یہ ٹوٹکا بتایا تھا۔ یہ وظیفہ فلاں نے بتایا تھا۔ یہ نسخہ فلاں نے بتایا تھا۔ اللہ کہتا ہے کہ اس لائن کا حکیم صرف ایک ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ارے کیوں نہیں ایمان تازہ ہوتا؟ اللہ جا بجا فرماتا ہے و ما لکم لا تومنون (57 : الحدید : 8) تم نبی پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ و الرسول یدعوکم (ایضا) رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ لوگو! میرے پیچھے آؤ۔ دیکھو! کسی حنفی مولوی سے جا کر پوچھ لینا کہ امام ابو حنیفہ نے کبھی کہا ہے کہ لوگو! میری پیروی کرو۔ خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ یہ لوگ بالکل بری الذمہ تھے۔ امام ابو حنیفہ ہوں' امام شافعی ہوں'

امام مالک ہوں' امام احمد رحمہم اللہ کوئی بھی امام ہے جو واقعتاً امام تھا' نیک تھا' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کہے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ اگر یہ فرشتے .... چونکہ مشرکین مکہ فرشتوں کو پوجتے تھے اور کیا سمجھتے تھے ؟ جیسے ہندو کہتے ہیں کہ فلاں کرنی والا ہے' وہ کہتے فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں' فرشتوں کی عبادت کرتے تھے' ان کے نام کی نذریں نیازیں وغیرہ دیتے تھے اور ان کو خدا کے شریک بناتے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں' سب کچھ اپنے ابا سے کروا دیں گیں۔ لہذا! ان کو خوش کرلو' ان کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے۔ حالانکہ فرشتے نے کیا بگڑنا تھا' جیسے میں نے آپ سے کہا۔ ناں ! کوئی امام ایسی بات نہیں کہہ سکتا کہ لوگو! میرے پیچھے آؤ' اسی طرح سے کوئی فرشتہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ لوگو! میری عبادت کرو۔ اللہ کہتا ہے کہ فرض محال اگر کسی فرشتے نے یہ بات کہہ بھی دی کہ لوگو ! میری عبادت کرو' اللہ فرماتا ہے۔ و من یقل منهم انی اله من دون الله (21 : الانبیاء : 29) ' و من یقل منهم جو اُن میں سے یہ کہہ دے انی اله من دون الله میں معبود ہوں ...... میرے سوا کوئی معبود ہے ؟ فذلک نجزیه جهنم (ایضا) ہم اس فرشتے کو بھی جہنم میں ڈال دیں گے۔ اگر کوئی فرشتہ الٹی بات کر دے۔ ہم اس فرشتے کو بھی دوزخ میں ڈال دیں گے۔ یہ اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے۔ اور پھر لوگوں نے دین کا مسئلے بگاڑ بگاڑ کر حلیہ بگاڑ دیا' ستیاناس کر دیا۔ مشرکین مکہ جا کر محمد ﷺ سے کہتے ہیں دیکھو تو بہت سخت نہ بن' نرمی اختیار کر' ڈھیلی ڈھیلی باتیں کیا کر' آرام سے' ہم بھی مان لیں ' دوسرے لوگ بھی مان لیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ تھوڑی بہت تبدیلی کروائے ' ایسا بنا اس کو گول مول سا کہ سب کے لئے قابل قبول ہو جائے۔ اللہ اکبر ! دیکھو خدا کو اس پر کتنی غیرت آتی ہے' اللہ قرآن میں کہتا ہے پاگلو ! تم نے یہ کیا سمجھ رکھا ہے۔ میرا دین ہو اور نبی اس کو توڑ مروڑ کر دے۔ مولوی تو توڑ مروڑ کرتے ہی ہیں فرمایا و لو تقول علینا بعض الاقاویل (69 :

الحاقۃ: 44) اگر یہ میرا نبی محمد ﷺ میری کسی بات کو توڑ مروڑ دے و تقول علینا بعض اقاویل (ایضا) اگر ہماری کسی بات کو تھوڑا سا بھی بدلے اس میں کوئی لچک پیدا کرے۔ اس میں کوئی گنجائش نکالے۔ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین (69 : الحاقۃ: 44 ۔ 45) تو میں اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لوں ثم لقطعنا منه الوتین (69 : الحاقۃ: 46) میں تمہارے سامنے اس کی شہ رگ کاٹ دوں۔ فما منکم من احد عنه حاجزین (69 : الحاقۃ: 47) پھر کوئی تم میں سے اس کو نہیں بچا سکتا۔ اللہ اپنے نبی ﷺ کے بارے میں یہ بات کہتا ہے کہ میرے دین کا معاملہ ایسا خالص ہے کہ اگر اس میں نبی محمدؐ بھی معمولی سی گڑ بڑ کر دے میں اس کو بھی کاٹ دوں اور کوئی اس کو بچا نہیں سکتا۔ خدا اپنے نبی ﷺ سے کہلوا رہا ہے۔ قال انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم العظیم (6 : الانعام 15) کہ لوگو! مجھے تو اس دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے اگر میں خدا کی کوئی چھوٹی سی بھی نافرمانی کروں ..... یہ دین تو اتنا خالص کہ اللہ فرشتوں سے کہتا ہے کہ ان کو دوزخ میں ڈال دوں گا' نبی کو کہتا ہے کہ اس کو ڈبل سزا دوں گا تو کسی مولوی کی' یا امام کی کیا جرات ہو سکتی ہے کہ وہ کہے لوگو! میرے پیچھے چلو اور دیکھ لو یہ امام ابو حنیفہؒ ..... بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اماموں کے ساتھ دشمنی ہے۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کتنی دشمنی کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا دیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے سامنے کھڑا کر کے کہے گا ا انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ (5 : المائدہ: 116) اے عیسیٰ ! انت قلت للناس تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو...... یہ دیکھو! عیسائیوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی ہے۔ اور یہ دشمنی ہے بریلویوں کی رسول اللہ ﷺ سے ...... "یارسول اللہ ! " ' "یارسول اللہ ! " یا رسول اللہ ! ......خدا قیامت کے دن

حضور ﷺ سے پوچھے گا کہ تو نے کہا تھا ان سے کہ مجھے یارسول اللہ کہہ کر پکارنا' مشکل کشا' بگڑی بنانے والا ' دافع البلاء و الوباء کہہ کر پکارنا..... ورود تاج میں وباؤں کو دور کرنے والا ' بیماریوں کو دور کرنے والا' آفتوں کو ٹالنے والا حضور ﷺ کو لکھا ہے..... یہ قیامت کے دن نبیوں سے دشمنی ہے۔ ان کو خدا کے سامنے مجرم بنا کر پیش کرنے والی بات ہے۔ قرآن پڑھ کر دیکھ لو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا عیسائیوں کے سامنے کھڑا کر کے کہے گا انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ (5 : المائدہ: 116) اے عیسیٰ تو نے کہا تھا ان سے کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا۔ ہماری پوجا شروع کر دینا۔ وہ کہیں گے سبحان اللہ ! ..... اللہ تو پاک ہے ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بہ حق (5 : المائدہ 116 :) اللہ ! میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق ہی نہیں۔ تو یہ لوگ تو بچ جائیں گے۔ یہ امام تو بچ جائیں گے' یہ نیک لوگ تو بچ جائیں گے۔ مریں گے وہ جو ان کی پیروی کرتے تھے۔ جو حنفی بن گیا ہے .... میں یہ بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ یہاں شافعی کوئی نہیں' یہاں حنبلی کوئی نہیں ' یہاں مالکی کوئی نہیں۔ تو جو حنفی بن گیا ہے تو کیا تجھے امام ابوحنیفہ نے کہا تھا کہ حنفی بن' میرے مذہب پر چل' دیکھو چلنا اس کی راہ پر چاہیے جس کا قدم کبھی غلط نہ ہو' چلنا اس کے پیچھے چاہیے جس کا قدم غلط نہ ہو اور جو امتی ہو' جس سے غلطی ہو سکتی ہو' اس کے پیچھے چلنا حماقت ہے۔ صرف نبی کے پیچھے چلو جس کی گارنٹی خدا دیتا ہے۔ خدا کہتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (3 : آل عمران: 31) کہ اے نبی ! تو لوگوں سے کہہ دے کہ لوگو ! اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میرے پیچھے آؤ۔ دیکھو ! کیا زبردست دعویٰ ہے۔ کوئی نبی کے سوا کہہ نہیں سکتا کہ میرے پیچھے آؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں نہ کوئی امام کہہ سکتا ہے' نہ کوئی ولی کہہ سکتا ہے' نہ جو نیک آدمی

ہے وہ بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ لوگو ! میرے پیچھے آؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگو ! اگر میں بات صحیح کہوں تو مانو اگر میں غلط کہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اگر میں غلط کہوں تو مجھے سیدھا کردو۔ (سیر الصحابہ ج 1 ص 42) تو اس لئے میرے بھائیو! چونکہ ہمارے یہاں دیوبندی بھائی آتے ہیں میں بار بار انہیں یہ بات سمجھاتا ہوں اور ہمارا یہ مشن ہے' یہ دین کی تبلیغ ہے کہ جس کی جو غلطی ہو اس کو درست کیا جائے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے دیوبندی بھائیوں کو آگاہ کیا جائے' اپنے بریلوی بھائیوں کو بھی کہ خدا کے لئے اس غلط لائن کو چھوڑ دو۔ نبی کے سوا سب غلط لائنیں ہیں۔ ابن ماجہ حدیث کی کتاب ہے۔ اور اٹھا کر دیکھ لو رسول اللہ نے ایک دفعہ خط کھینچا' سیدھا خط..... فرمایا یہ میرا راستہ ہے۔ اس پر چلو۔ پھر آپ نے دونوں طرف دو خط ادھر اور دو خط ادھر کھینچے فرمایا یہ دو ادھر دو ادھر اور سیدھا خط ایک ہے اور وہ صرف محمدی ہے۔ (رواہ احمد و النسائی و الدارمی' مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اور وہ قرآن و حدیث کا رستہ ہے۔ اور باقی دو ادھر غلط دو ادھر غلط ..... حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی یا اور رکھ لو جو بھی تمہاری مرضی ہے' سب غلطی کے راستے ہیں۔ آپ ہی اپنے دل سے پوچھا کریں .... میں یہ بار بار اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ تو دیوبندی ہے۔ کس نے کہا تجھے دیوبندی بننے کے لئے ؟ اللہ نے کہا ہے' اس کے رسول نے کہا ہے ؟ کس نے کہا ہے' امام صاحب نے خود کہا ہے ؟ ساری دنیا کی کتابیں اٹھا لو' کبھی خدا کی قسم ! امام صاحب کا کہیں بھی یہ جملہ نہیں ملے گا کہ لوگو ! میرے پیچھے چلو۔ بلکہ امام صاحب کا یہ معقولہ ہے کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی (عقد الجید از شاہ ولی اللہ ص 122) جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہ میرا مذہب ہے۔ پس میری کوئی نئی راہ نہیں ہے۔ میں حدیث پر چلنے والا ہوں' میری کوئی نئی راہ نہیں۔ امام شافعی کے بعض مسئلے غلط ہیں' امام

ابوحنیفہ کے بعض مسئلے غلط ہیں۔ امام بیہقی اپنی کتاب میں جب حدیث نقل کرتے ہیں اور وہ امام شافعی کے خلاف ہے تو وہ کہتے کہ اگر امام شافعی کو اس حدیث کا پتہ چل جاتا تو ان کا مذہب یہ ہوتا اور ان کا مذہب وہ نہ ہوتا جو تھا۔ کیوں ؟ ان ائمہ کا مذہب کیا تھا؟ صحیح حدیث مل جاتی تو وہی اسکا مذہب ہے۔

میرے بھائیو ! آپ نمازیں پڑھتے ہیں لیکن نماز کیسی پڑھیں گے ؟ اگر حنفی ہیں تو حنفی طریقے کی پڑھیں گے۔ اگر شافعی ہے تو شافعی طریقے کی اگر کچھ اور ہے تو اس طریقے کی پڑھیں گے۔ اس لئے اگر آپ کا طریقہ صحیح ہوگا تو نماز صحیح ہوگی اور اگر طریقہ غلط ہوگا تو نماز غلط ہوگی۔ حنفی ' حنفی نماز پڑھے گا۔ اگر حنفی ہونا ہی غلط ہوا تو حنفی نماز گئی ...... تو پھر سب سے بہتر نماز کون سی ہے ؟ یہ فرض ہیں اور وہ بھی باجماعت ہوں اور وہی حنفی کے خراب ہوتے ہیں ۔ وہ " الحمد " ہی نہیں پڑھتا۔ کیونکہ حنفی ہے۔ کتنا بڑا نقصان ہے۔ نمازوں میں نفل ہیں' سنتیں ہیں۔ بہت سی نمازیں ہیں۔ سب سے بہتر نماز فرض نماز ہے۔ نماز اور فرضوں میں سے وہ بھی جو باجماعت ہوں۔ حنفی کی وہی خراب ہوتی ہے۔ دیوبندی ہو یا بریلوی ہو کہ اجی ! میں الحمد نہیں پڑھتا' کیوں نہیں پڑھتا ؟... میں حنفی ہوں۔ میرا مذہب حنفی ہے اس لئے میں الحمد نہیں پڑھتا کیونکہ حنفی مذہب میں امام کے پیچھے الحمد شریف نہیں پڑھنی چاہیے۔ کتنی بڑی بدقسمتی ہے؟ اب پھر سوچ' اللہ کے بندے سوچ ! میں تجھے اخلاص کے ساتھ دعوت دیتا ہوں سوچ ! قیامت کے دن تیری نمازیں جب اللہ کے سامنے پیش ہوں گی اور خدا تجھ سے پوچھے کہ تو نے الحمد کیوں نہ پڑھی تو کہے گا یااللہ میں حنفی تھا۔ اللہ کہے گا تجھے کس نے کہا تھا حنفی بننے کے لئے۔ یااللہ ! کہا تو کسی نے نہیں...... مارا گیا تو۔

آپ سوچیں کہ امام کے پیچھے ہم الحمد شریف کیوں پڑھتے ہیں' اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے لا صلوة لمن یقراء بفاتحة الکتاب (رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب وجوب القرأة للامام و المأموم ' مشکوة

کتاب الصلوة باب القراۃ و الصلوۃ عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ) اس آدمی کی نماز ہی نہیں ہوتی جو الحمد نہیں پڑھتا۔ ہم کسی امام کا نام نہیں لیں گے۔ یااللہ ! میں الحمد پڑھتا تھا' اس لئے کہ امام شافعی پڑھتے تھے۔ بالکل نہیں کہیں گے۔ ہم اللہ کے سامنے نماز پیش کریں گے یا اللہ ! میں الحمد پڑھتا تھا۔ کیوں پڑھتا تھا؟ یااللہ ! تیرے نبیؐ کی حدیث۔ بخاری میں ہے' مسلم میں ہے' ابوداؤد میں ہے' نسائی میں ہے' ترمذی میں ہے' ابن ماجہ میں ہے عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ صبح کی نماز تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو نماز پڑھا کر آپ نے پوچھا لعلکم تقرؤن خلف امامکم جب میں پڑھتا ہوں تم بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہو۔ صحابہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ ! ہم بھی ساتھ پڑھتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین ... ہم بھی کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین ..... آپ پڑھتے ہیں الم ○ ذلک الکتاب لا ریب ... ہم بھی ذلک الکتاب لا ریب فیہ پڑھتے ہیں۔ تو فرمایا میں بھی یوں کہہ رہا تھا کہ میرے پیچھے گڑ بڑ ہو رہی ہے۔ میرے پڑھنے میں کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ میں بھی پڑھ رہا ہوں پیچھے بھی پڑھ رہے ہیں۔ معاملہ گڈ مڈ ہو رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا لا تقرؤا بشيء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن صبح کی نماز کے وقت آپ نے پہلے پوچھا کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ صحابہ نے کہا ہاں پڑھتے ہیں تو پھر آپ نے کیا کہا۔ لا تقرؤا بشي من القر آن اذا جهرت جب میں بلند آواز سے پڑھوں تو قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھو۔ الا بام القرآن سوائے الحمد کے۔ فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرا بہا (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوۃ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب القراۃ فی الصلوۃ عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ) کیونکہ الحمد کے بغیر نماز نہیں۔ سو میرے بھائیو ! آپ سوچیں وکیل عدالت میں پیش ہوتا ہے اگر وہ یہ دکھا دے کہ گورنمنٹ کا یہ قانون ہے پھر جج چوں کر سکتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے' ہمارا معاملہ

کیا ہوگا؟ اہل حدیث کا جب بھی کوئی مسئلہ آئے گا؟ ایک تو میری بد عملی خدا نہ کرے چوری کروں میں ' زنا کروں' میں کوئی اور برائی کروں ۔ بس کوئی ہو پکڑا گیا۔ بس جہاں تک مسئلے کی بات ۔۔ جب کوئی مسئلے کی بات ہو گئی تو کیا ہوگا؟ جب اللہ پوچھے گا یہ کیوں کیا۔ اللہ تیرے نبی کا فرمان ہے' حدیث ہے۔ بس قصہ ختم ہو گیا۔ اور جب حنفی پیش ہوگا جو وہ کرے گا۔ اللہ پوچھے گا کیوں کیا؟ یہ کہے گا یااللہ حنفی تھا بے چارہ۔ کس نے کہا تھا حنفی بننے کے لئے۔ سو سوچ لیں۔ میں یہ اس لئے سمجھا رہا ہوں۔ اصل میں لوگوں کو مرض کا علاج کرنا نہیں آتا۔ لوگوں کو مرض کا علاج کرنا نہیں آتا۔ آج کل تعلیمی اداروں میں بدامنی کتنی ہے اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں یونیورسٹیوں میں' کالجوں میں کس قدر ہلڑ بازی ہے۔ اب کیا ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ گورنمنٹ نہیں چاہتی بدامنی نہ ہو۔ لازماً چاہتی ہے۔ کتنے انتظامات کرتے ہیں لیکن غلط علاج وہ جو چاہتے ہیں وہ بے وقوفی کا چاہتے ہیں۔ علاج کوئی نہیں ؟ علاج کیا ہے؟ کالجوں سے سیاست نکال دو۔ کوئی الیکشن نہیں کوئی پارٹی بازی نہیں۔ کوئی جماعت نہیں۔ لڑکا پہلے دن سے داخل ہو اس سے لکھوایا جائے کہ تیرا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ کوئی الیکشن نہیں ہوگا۔ چھ مہینے پڑھائی ہوگی۔ باقاعدہ چھ مہینے فوجی ٹریننگ ہوگی۔ جب لڑکے کو چھ مہینے رگڑا جائے فوجی ٹریننگ میں' کوئی جلوس نکالے گا یا ہڑتالیں کرے گا۔ چونکہ علاج حکومت نہیں کرتی اور نتیجہ کیا ہے ؟ لڑکے آگے آگے پولیس پیچھے پیچھے۔ اور پھر امن کانفرنس اور اب یہ امن کانفرنس ہوئی ہے یونیورسٹی میں۔ دیکھو لو! وہ امن قائم کرنے والے ' وہی فساد کرنے والے۔ اسی طرح دوسرے دیکھ لو۔ علاج کرنا صرف اسلام بتاتا ہے۔ پہلے مرض کی تشخیص کرتا ہے پھر ایسا علاج کرتا ہے کہ بیماری کا نام و نشان نہ رہے۔ سعودی عرب میں جا کر دیکھ لو کہیں چوری کا نام و نشان ہے۔ لوگ کھلی دکانیں چھوڑ کر مسجد میں نمازیں پڑھنے جاتے ہیں۔ کہو تو کوئی رخ کر جائے ' ادھر دیکھ جائے اور

ہمارے ملک میں چوروں کو پالتے ہیں' بڑا ان کے ساتھ شریفانہ سلوک کرتے ہیں جو ایک دفعہ چور جیل سے دو مہینے' چار مہینے' چھ مہینے رہ کر آ جائے وہ Trained چور ہوتا ہے۔ عادی اور مجرم چور ہو جاتا ہے۔ پکا چور ہو جاتا ہے۔ پہلے اگر کچا ہو تو پکا ہو جاتا ہے۔ یہ علاج ہو رہا ہے۔ تو نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہ نکلا کہ بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں' معاشرہ برباد ہوتا جا رہا ہے اور حکومت برباد ہوتی جا رہی ہے۔ حکومت اسلام کو دو۔ اسلام کا ڈنڈا آئے اور علاج کی طرف دیکھو! اب دیکھو زنا کا کیا علاج ہے؟ اب کونسی حکومت ہے جو یہ نہ چاہتی ہو کہ ملک میں زنا نہ ہو۔ لیکن چونکہ ملک میں علاج صحیح نہیں ہے۔ اختلاط مردوں کا' عورتوں کا' Co-education ہے۔ سینما ہے۔ بے پرد عورتیں پھرتی ہیں' زنا عام ہوگا۔ جتنے چاہو پہرے لگا دو زنا رک سکتا ہی نہیں۔ زنا روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ۔ یہ دیکھو انسانی گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے۔ ہر گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت۔ یہ مرد ہے۔ یہ عورت ہے۔ مرد نہ ہو تو انسانیت قائم نہیں رہ سکتی' عورت نہ ہو تو انسانیت قائم نہیں رہ سکتی اور دونوں پہیے اگر فاصلے پر رہیں تو گاڑی چلے گی۔ ایک پہیہ اگر دوسرے پہیہ کی جگہ آ جائے تو گاڑی وہیں ختم ہو جائے گی۔ انسانی سوسائٹی کب تک چل سکتی ہے؟ جب مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ رہیں۔ دونوں پہیے اپنی اپنی جگہ پر چلیں تو گاڑی چلے گی۔ مرد عورتوں کی جگہ آ جائیں عورتیں مردوں کی جگہ آ جائیں۔ یہ گاڑی دھڑام سے آ گرے گی۔ معاشرہ بالکل برباد ہو جائے گا۔ کتنی Common Sense کی بات ہے۔ لیکن آج کل کا پڑھا لکھا بھی بے وقوف ہے۔ آج کل کی حکومت کا بھی یہی حال ہے اور برائی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اسلام صحیح تشخیص کرتا ہے۔ صحیح علاج کرتا ہے۔ اور یہی حال ہمارے مذہبوں کا ہے۔ مذہب صرف ایک ہو اور وہ محمدی ہو۔ حنفیت ختم' دیوبندیت کا نام و نشان نہ رہے۔ وہابیت کا نام و نشان نہ رہے۔ کسی قسم

نام و نشان نہ رہے۔ صرف ایک محمد ﷺ کی اطاعت ہو اور بس....
اسلام کھرا ہے' خالص ہے۔ سو میرے بھائیو! میں یہ باتیں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں تقابل کر کے دیکھ لیں خدا کی قسم یہ میری باتیں نہیں ہیں۔ یہ اللہ رسول کی باتیں ہیں۔ یہ قرآن و حدیث کی باتیں ہیں۔ ان کو کبھی کوئی غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ دیکھ لیں جب اللہ اصلاح کرے گا۔ آخر کرے گا اصلاح' تو کیا ہوگا۔ سب مذہب مٹ جائیں گے۔ صرف امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور وہ دونوں محمد ﷺ کی پیروی کریں گے۔ اپنے کسی مولوی سے پوچھ لینا جب آخری دور ہوگا۔ امام مہدی کا اور عیسیٰ علیہ السلام کا دور ہو گا تو پیروی کس کی ہوگی؟ لوگ حنفی ہوں گے؟ کوئی حنفی نہیں ہوگا۔ اس وقت کوئی دیوبندی اور بریلوی کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی محمد ﷺ کی پیروی کریں گے۔ امام مہدی بھی محمد ﷺ کی پیروی کریں گے اور لوگ بھی سب محمد ﷺ کی پیروی کریں گے۔ قرآن و حدیث کی پیروی کریں گے۔ اور یہی خالص اسلام ہے۔ آج بھی ہم آپ کو اسی خالص اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسلام یہی تھا کہ قرآن و حدیث کی پیروی کی جائے۔ آج بھی خالص اسلام یہی ہے۔ اور جب دنیا کا یہ چراغ بجھے گا اور دین کا چراغ ایک دفعہ پھر پھڑکے گا' امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں۔ خالص اسلام یہی ہوگا۔

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! جیسے ایک آدمی گمراہ ہوجاتا ہے اسی طرح پوری قوم بھی گمراہ ہو جاتی ہے۔ ذہن جو ایک ہی طرح کا ہوجاتا ہے۔ عقل کی کسی کو نہیں سوجھتی۔ اب یہ دیکھیں انڈیا میں مندر اور مسجد کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ اب ہمارے ہاں قرار دادیں منظور ہوتی ہیں۔ آپ اپنے دل سے پوچھیں' آپ کی ان

قرار دادوں کا انڈیا پر کوئی اثر پڑے گا؟ ہر ایک کے دل کی یہ آواز ہوگی۔ لیکن کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آپ جلوس نکالتے ہیں' نعرے بازی کرتے ہیں۔ آپ آگیں لگا رہے ہیں اور اودھم مچا رہے ہیں۔ حکومت کو بھی تنگ کر رہے ہیں اور اپنا قومی نقصان بھی کر رہے ہیں۔ ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ ایک دن دکانیں بند رہیں کروڑوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے۔ کیا ان ہڑتالوں کا انڈیا پر کوئی اثر پڑے گا؟ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن دیکھ لو ہم حماقت کا کام کر رہے ہیں۔ اچھا آپ کہیں گے طریقہ ہی آج کل یہی ہے ناں ! یہ بھیڑ چال ہے۔ بھئی کام وہ کریں جس کا کوئی اثر ہو۔ انڈیا کو کوئی ملک پیسہ دینے والا ہو۔ سعودی عرب سے کچھ لالچ ہے کہ سعودی عرب کے پاس دولت بڑی ہے اور وہ ان سے پیسے ویسے لیتے رہتے ہیں۔ سعودی عرب کہے کہ یہ حماقت کا کام نہ کرو تو اس لالچ سے کہ ہمیں ان سے پیسے ملتے ہیں شاید ان پر کوئی اثر پڑ جائے۔ اس پاکستان بے چارے غریب کا کوئی اثر پڑ سکتا ہے؟ جو پہلے ہی بکا بکایا ہے۔ بے نظیر ویسے ہی گٹھ جوڑ کر رہی ہے۔ بے وقوفی کی باتیں ہیں۔ کام وہ کرنا چاہیے جس کا فائدہ ہو۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے zero + zero + zero ..... کیا نتیجہ نکلے گا؟ صفر۔ زیرو' زیرو سے مل جائے تو کیا ہوگا زیرو ہی رہے گا۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی ایک جان والا ہو تو کچھ بات بنے۔ ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں۔ کہ ہم انڈیا کو ڈرا کیسے سکتے ہیں۔ ہم طاقت والے ہوتے' ہم مسلمان ہوتے۔ ہمارے دل میں یہ ہوتا کہ ہمیں کشمیر فتح کرنا ہے۔ یہاں سے سیدھا بھنڈرہ کی طرف سے دہلی تک مارچ کرنا ہے۔ انڈیا کو ڈر ہوتا کہیں مسلمان آ نہ جائیں۔ اب کیا ڈر ہے ؟ بیکار بالکل' کوئی ڈر نہیں۔ تو ایسا کام کرنا عبث ہوا۔ اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ دعائیں کرو۔ دیکھ لو راجا دہر نے مسلمانوں کے جہاز لوٹ لئے تھے۔ عورتوں نے فریاد کی تھی۔ دیکھ لو حجاج بن یوسف جب سنا کہ عورتیں میرا نام لے کر فریاد کر رہی ہیں۔ دیکھو لو محمد بن قاسم دوسرے دن آ کر کھڑا ہو گیا اور سندھ کی اینٹ سے

اینٹ بجا دی۔ طاقت سے علاج ہوتا ہے۔ اب یہ ہمارے نوجوان ..... یہ یوتھ فورس والے' جب علامہ احسان الٰہی ظہیر کا قتل ہوگیا تو دیکھ لو انہوں نے کیا کیا۔ شیعہ والا ماتم شروع کر دیا۔ اس کا کیا اثر۔ کوئی حکومت پر اثر پڑا یا شیعہ ڈر گئے۔ کوئی اثر نہیں۔ یہ کسی نے نہ سوچا جو اصل کام ہے وہ کر لیں۔ ادھر کسی نے رخ نہیں کیا۔ اور بس شیعہ کی طرح سے ماتم شروع کر دیا۔ سو دیکھ لو۔ شیعہ کو ماتم کرتے ہوئے کتنے ہزار سال گزر گئے۔ ایک ہزار سال گزر گیا۔ تین سو اوپر گزر گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا انہوں نے۔ بس ہر سال ماتم کر کے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ صرف ماتم سے کوئی نتیجہ نکلتا ہے ؟ جو کچھ ہوتا ہے طاقت سے ہوتا ہے۔ طاقت پیدا کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ کوئی نہ کوئی بات نکل آئے گی۔ اور میرے بھائیو! ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اگر تھوڑی بہت ہمت کرتے بھی ہیں تو غلط طریقے کی۔ اب دیکھو ہمارے ہاں کوئی آفت آ جائے' گھر میں کوئی بیماری یا ایسی صورت آ جائے تو ہمیں لوگوں نے سکھا رکھا ہے سنا رکھا ہے کہ صدقہ رد بلا ہے۔ صدقہ رد بلا ہے۔ فوراً دیگیں چڑھا دیتے ہیں۔ بکرا ذبح کر دیا۔ کوئی بیمار ہے۔ کوئی اور ایسی چیز تھی۔ ہم نے کہا یہ چیز جو ہے یہ بلا کو ٹال دے گی۔ اور پھر دیکھ لو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ایک مفت کی رسم بن گئی ہے۔ ہوتا کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ صدقہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں پیسہ خرچ کرے اور یاد رکھو کس خرچ کر ثواب ملتا ہے۔ اس کا جو خرچ کوئی موری بند کرے۔ اگر آپ نے دیگیں چڑھائیں' لوگوں کو کھلا دیا اس سے کوئی مقصد پورا ہوا؟ کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ روزانہ لوگ روٹی کھاتے ہیں۔ آپ نے دیگیں چڑھا دیں۔ اس دن بھی کھا لیں گے۔ فرق کیا پڑے گا۔ آپ کو چاہیے کہ اگر صدقہ کرنا ہے پیسہ نکالیں۔ کتنا دینا چاہتے ہیں۔ ایک سو' دو سو' ہزار' دو ہزار۔ کوئی مسجد بنائیں' کسی مسجد پر پیسہ لگائیں۔ کسی بیوہ کو دیں۔ کسی یتیم کو کھلائیں۔ کوئی ایسا کام کریں جس سے کوئی نتیجہ نکلے۔

دیگیں چڑھانا تو ایک رسم ہے۔ اور یہ بدعتیوں سے آئی ہے۔ دیگیں چڑھانے والا کام بالکل بندھ کر دیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور ویسے بھی میں آپ سے عرض کر دوں اسلامی طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک مرکز ہو۔ مسلمانوں کا بیت المال ہو۔ آپ کو چاہیے جو پیسہ آپ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ آپ لا کر مرکز میں جمع کریں۔ چنانچہ ہمارے یہ انتظام ہے۔ اب پروفیسر مظفر صاحب کو امیر بنایا ہوا ہے۔ بیت المال بنا ہوا ہے۔ جن بیچاروں کو کوئی ضرورت ہوتی ہے وہ آ کر درخواست دیتے ہیں۔ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ لیکن لوگ پیسے جمع نہیں کرواتے۔ فنڈز ہوں تو اور کام چلے۔ ہمیں چاہیے صدقہ فطر ہو تو بیت المال میں جمع کروائیں۔ زکوۃ دینی ہو تو بیت المال میں جمع کروائی جائے۔ عشر دینا ہو تو بیت المال میں جمع کروایا جائے۔ پھر اگر آپ کسی کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو جماعت سے کہیں' امیر سے کہیں' ان سے کہیں کہ فلاں میرا عزیز ہے' فلاں میرا ساتھی ہے' فلاں ضرورت مند ہے' میں اس کو جانتا ہوں اس کو دینا چاہیے۔ اس کو دلاؤ۔ یہ اسلامی طریقہ ہے۔ لیکن آج ہمارے ہاں ہوتا کیا ہے؟ آپ زکواتیں نکالتے ہیں اور غلط رستوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ صدقے نکالتے ہیں اور غلط جگہوں پر خرچ کر دیتے ہیں اور وہ سارے کا سارا ضائع ہو جاتا ہے۔ آپ کا بیت المال ہو۔ مرکز کے پاس فنڈز ہوں۔ اور غریبوں کی لسٹیں تیار کی جائیں۔ ان کو باقاعدہ Support کیا جائے گا۔ جو کمانے کے قابل نہیں ہیں ان کو ماہوار خرچ دیا جائے۔ یہ نظام اسلامی نظام تھا جو ہم نے یہاں شروع کیا تھا۔ لیکن اللہ کی قدرت لوگوں نے اس طرف توجہ نہ دی۔ نہ زکوۃ جمع کروائی نہ کسی نے عشر جمع کروایا۔ مجھے انہوں نے بتایا ہے کہ سوائے چند آدمیوں کے کوئی وہاں کا پیسہ جمع نہیں کرواتا۔ حالانکہ جتنے آدمیوں کو سپورٹ کیا جاتا ہے اکثر پھر وہ اپنی جیبوں سے کرتے ہیں۔ جب کوئی غریب آ گیا' ضرورت مند آ گیا۔ بے چارے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تو اس لئے آپ کو چاہیے کہ اپنی

چیزوں کو ضائع نہ کریں اور اپنے طور پر خرچ نہ کریں جماعت میں لا کر دیں تاکہ اس کو اچھے اور صحیح مصرف میں لایا جا سکے۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان....

خطبہ نمبر 38

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد [redacted] و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین و اعزۃ علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ واسع علیم (5 : المائدہ: 54)

میرے بھائیو! جو حالات اس وقت دنیا کے ہیں اس میں مسلمانوں کی حالت اگر بہتر ہوتی تو پھر غم و فکر کی کوئی بات نہ تھی لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ کافر تو کافر ہیں ہی مسلمان جو ہیں ان کی حالت بہت بری ہے۔ ان کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خدا ہے ہی نہیں۔ دنیا آج عملاً بالکل ہی خدا کی منکر ہے۔ اب اس بگاڑ کی ذمہ داری آخر کس پر عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے اور انبیاء نے جو ان کو توجہ دلائی ان کو خدا سے متعارف کروا دیا۔ آخری نبی محمد [redacted] دنیا میں تشریف لائے اور وہ بھی اپنا کام کر کے چلے گئے اور اس طرح سے دنیا میں اسلام کو پھیلایا' خدا کا تصور پیش کیا۔ پھر واقعتاً لوگوں نے تسلیم کر لیا کہ یہ خدا ہے اور یہ اس کی کائنات ہے۔ آپ دنیا سے چلے گئے اور اپنے خلفاء کو چھوڑ گئے' اپنے جانشینوں کو چھوڑ گئے۔

اب آپ کے جانشین کون ہیں اور کون ہو سکتے ہیں ؟ دعوی تو اہل حدیث بھی کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے خلفاء ہیں‘ آپ کے جانشین ہیں‘ آپ کے وارث ہیں۔ لیکن صرف دعوی کو نہ دیکھیں اس بات کو بھی دیکھیں کہ کیا جو خلفاء کا کام تھا‘ وہ جو وارثوں کا کام تھا وہ کر رہے ہیں ؟ اگر وہ کام نہیں کرتے تو دعوی سے کام بالکل نہیں چلتا۔ اللہ عز و جل نے جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے ۔ اس میں یہی بات فرمائی گئی ہے۔ یاایھا الذین امنوا اے ایمان کا دعوی کرنے والو ! اے اسلام کا نام لینے والو ! سن لو من یرتد عنکم عن دینہ جو تم میں سے دین سے مرتد ہو جائے گا جب دین کا بگاڑ بہت زیادہ شروع ہو جائے گا تو فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ تو اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرتا ہوگا‘ وہ اللہ کے پیارے ہوں گے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے ‘ وہ بھی اللہ کو بہت پیارے ہوں گے۔ اور پھر اذلۃ علی المومنین آپس میں بڑے نرم ہوں گے اعزۃ علی الکافرین کافروں پر بڑے سخت ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں وہ جہاد کریں گے۔ یجاھدون فی سبیل اللہ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ اور باطل کو مٹانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ و لا یخافون لومۃ لائم (5 : المائدہ : 54) کسی سے متاثر نہیں ہوں گے‘ کسی ملامت کرنے والے سے متاثر نہیں ہوں گے‘ نہ ماحول سے مرعوب ہوں گے‘ بغیر کسی خطرے اور خوف کے وہ اسلام کو سیدھا رکھنے کی کوشش کریں گے ۔

میرے بھائیو ! دونوں صورتیں آپ کے سامنے ہیں۔ بگاڑ کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کی کیا صورت ہو رہی ہے ؟ ہمارا دعوی یہی ہے کہ یہ کام اہل حدیث کا تھا کیونکہ حق یہی ہے۔ جو خود حق نہ ہو‘ خود باطل ہو اس سے یہ توقع کرنا ہے کہ وہ مصلح کا کام کرے گا‘ وہ صحیح دین ‘ صحیح اسلام پیش کرے گا‘ وہ ارتداد کا علاج کرے گا یہ غلط بات ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو

خود راہ راست پر ہو۔ جو خود گمراہ ہو' جو خود بھٹکا ہوا ہو' جو صحیح راستے پر نہ ہو وہ دوسروں کو صحیح راستے پر نہیں لا سکتا۔ اب اگر یہ دعویٰ اہل حدیث کا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ میں جماعت کی بات نہیں کر رہا۔ دیکھیں ایک ہے جماعت اہل حدیث ایک ہے مذہب اہل حدیث۔ اس کو ہم مسلک بھی کہہ دیتے ہیں۔ مذہب اور چیز ہے اور جماعت اور چیز ہے۔ جماعت افراد کا نام ہے وہ بگڑے ہوئے ہو سکتے ہیں جیسے ہمارے سامنے سارے حالات موجود ہیں جو مذہب کی بدنامی کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ چاہیے حق کیا ہے؟ حق اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث یہ صرف شیخی نہیں' یہ صرف دعویٰ نہیں' اگر ہم اس سے متعارف ہوں اور حقیقت میں سمجھتے ہوں کہ اہل حدیث کون ہوتا ہے تو میرے خیال میں کوئی بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائے' لوگوں کو پتہ نہیں اہل حدیث کون ہوتا ہے اور اہل حدیث کیا چیز ہے؟ کوئی اس کو وہابی کہہ دیتا ہے' کوئی اس کو کوئی نام دے دیتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں اہل حدیث کیا چیز ہے؟

میرے بھائیو! اہل حدیث اور فرقوں کی طرح کوئی فرقہ نہیں ہے۔ جیسے حنفی یا شافعی' مالکی یا حنبلی یا کوئی اور نام۔ یہ عین اصل اسلام ہے۔ کیونکہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ ہر زمانے میں جو نبی دنیا میں آیا ہے اس کی پیروی کرنا اسلام ہے۔ کہیئے! کس کو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے؟ کسی ذہن کا بھی کیوں نہ ہو' وہ یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسلام کی تعریف غلط ہے۔ آج اگر موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کریں حالانکہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر تھے ہم اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مذہب اسلام نہیں۔ آج اسلام کس چیز کا نام ہے؟ صرف اور صرف محمد ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ چہ جائیکہ آج کسی امام کا نام لیا جائے کہ آج اسلام امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا نام ہے یا امام شافعی کی تقلید کا نام ہے یا فقہ حنفی پر چلنے کا نام اسلام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی آج اسلام نہیں ہو سکتی تو کسی امام کی پیروی' ان کی تقلید اسلام کیسے ہو سکتی ہے؟ میرے بھائیو!

بالکل سیدھی سی بات ہے تو تعصب کو دور کر کے' ذہن کو بالکل صاف کر کے اس بات پر غور کریں۔ اگر آپ میں ایمان کا جذبہ ہوگا اور آپ اپنی سلامتی چاہتے ہوں گے تو لازما آپ اسے تسلیم کریں گے خواہ آپ حنفی ہوں یا کچھ ہوں کہ اسلام صرف آج ہی نہیں بلکہ شروع سے اسلام یہی رہا ہے جو اس زمانے کا نبی ہو اس کی پیروی صرف اسلام ہے۔ آج محمد ﷺ کی پیروی کا نام اسلام ہے۔ اللہ جانتا تھا کہ مسلمانوں میں بہت زیادہ فرقے پیدا ہوں گے۔ اس لئے وہ جو فرشتے آئے جب آپ کا وزن کیا گیا تو اس وقت فرشتوں نے یہ بات کہی محمد فرق بين الناس جب مسلمانوں میں فرقے پیدا ہوجائیں گے' مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوگا تو فیصل کون ہوگا؟ کیسے پتہ لگے گا یہ حق ہے' یہ باطل ہے؟ ان میں سچا کون ہے جھوٹا کون ہے؟ محمد فرق بين الناس محمد ﷺ کی ذات ایسی ہے جو ان کی پیروی کرے گا' باقی سب کو چھوڑ دے گا وہ حق والا ہوگا۔ اور جو کسی اور کو ساتھ ملائے گا وہ سمجھے کہ وہ باطل ہے' وہ حق نہیں ہے۔ (رواه البخاری فی کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ' مشکوة کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنة عن جابر رضی اللہ عنه)

میرے بھائیو ! صرف نام سے یا دعوے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اہل حدیث صرف لیبل لگانے سے کبھی اہل حدیث نہیں ہوتا' کوئی نام لینے سے ..... لڈو' لڈو ہزار دفعہ کہہ لیں منہ میٹھا کبھی نہیں ہوگا.... لڈو کا نام آپ ہزار دفعہ الاپ لیں آپ کا منہ میٹھا کبھی نہیں ہوگا۔ منہ میٹھا اس وقت ہوگا جب آپ کے منہ میں لڈو پڑے گا۔ اہل حدیث کا لیبل لگانے سے آپ اہل حدیث کبھی نہیں ہو سکتے۔ اہل حدیث اسی وقت ہوں گے جب اہل حدیث کی حقیقت' اہل حدیث کی اصلیت آپ اپنے اندر پیدا کرلیں گے۔ میرے بھائیو! جب آپ صحیح معنوں میں

اپنے اندر اہل حدیث کی حقیقت پیدا کر لیں گے پھر آپ کے مقابلے میں آنے گا بھی کوئی نہیں۔ جس کے دل میں اسلام کا تھوڑا سا بھی خیال ہو گا وہ فوراً سرنڈر کر دے گا۔ اور تسلیم کر لے گا۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ آج جو ہمیں زیادہ پریشانی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان دعویٰ کرتی ہے' ہمارا عمل اس کی تصدیق نہیں کرتا۔

میرے بھائیو! تبلیغ کے دو ہی بڑے ذریعے ہیں: ایک زبان اور ایک عمل۔ اگر زبان سے تبلیغ کی جائے اور عمل کی فورس اس کے پیچھے نہ ہو تو تبلیغ کبھی بھی مفید نہیں ہوتی' کامیاب نہیں ہوتی۔ اس سے بلکہ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں' اس سے بدنامی ہوتی ہے اور اگر عمل صحیح ہو اور بے شک بات تھوڑی کرے وہ چلتا پھرتا اسلام کا ایک نمونہ ہو اور بے ساختہ لوگ بغیر کسی تردد کے اس کو قبول کرتے جائیں گے۔ مناظروں کی نوبت نہیں آئے گی' جھگڑوں کی نوبت نہیں آئے گی۔ لوگ اس کو قبول کرتے جائیں گے۔ آج ہمارے پاس مصیبت یہ ہے کہ ہم نام کے اہل حدیث ہیں یا رفع الیدین یا آمین کے اہل حدیث ہیں۔ اس سے آگے بات بالکل ختم اور یاد رکھئے گا اسلام کسی بڑی سے بڑی چیز اسلام کے ارکان' اسلام کے اجزاء کسی بڑے سے بڑے جزو کو لیں کسی ایک جز کو اسلام نہیں کہتے۔ جیسے آدمی کا کٹا ہوا سر پڑا ہو' اس کو انسان نہیں کہتے' آنکھ پڑی ہو اس کو انسان نہیں کہتے' دھڑ پڑا ہو اس کو انسان نہیں کہتے۔ انسان اسی وقت انسان کہلاتا ہے جب پورا جسم اور اندر روح موجود ہو تو پھر انسان ہوتا ہے۔ اب ہم کیا سمجھتے ہیں کہ میرا باپ اہل حدیث اس لئے میں اہل حدیث۔ اور ہم میں ہزاروں اہل حدیث اس قسم کے ہیں کہ وہ خاندانی اہل حدیث ہیں۔ ......کہ اجی! میرے والد صاحب فلاں تھے' ایسے بڑے عالم تھے اور میں بھی اسی لئے اہل حدیث ہوں۔ بتایئے! یہ کوئی دلیل ہے۔ یا میں آمین بھی کہتا ہوں اور رفع الیدین بھی کرتا ہوں تو پوچھئے ارے! یہ تو رفع الیدین کیا

کرتا ہے' مکھیاں مارتا ہے ... اور جی! حدیث میں نہیں آتا ہے؟ اب کوئی اٹھ کر کہے کہ کیا حدیث میں صرف رفع الیدین ہی آتی ہے؟

میرے بھائیو! یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ نماز میں تو ہم پہچان لیتے ہیں کہ یہ اہل حدیث ہے لیکن دکان پر بیٹھے کبھی اہل حدیث نظر نہیں آتا' بیاہ شادی میں کبھی اہل حدیث نظر نہیں آتا' معاملات میں' کاروبار میں اہل حدیث نظر نہیں آتا۔ اپنے کاروبار دیکھ لو' جیسے کاروبار وہ لوگ کرتے ہیں جو حدیث کے پابند نہیں ہیں ویسے ہی کاروبار اہل حدیث کرتا ہے۔ رشتے ناطے میں دیکھ لیں کبھی آپ نے یہ سنا کہ جی! وہاں لڑکی دیں وہ اہل حدیث ہیں۔ ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ کبھی آپ نے سنی یہ بات؟ جیسے اور لوگ جرم کرتے ہیں اسی طرح اہل حدیث بھی جرم کرتے ہیں۔ اب ہم اہل حدیثوں کو نہیں دیکھتے۔ بوڑھا ہے' مرنے کے قریب ہے' اپنی آخرت کو برباد کرنے میں یہ تدبیریں کرتا ہے۔ یہ زندگی میں ہی زمین اپنے لڑکوں کے نام کرتا ہے تاکہ لڑکیاں محروم رہ جائیں۔ یہ اہل حدیث ہے!

میرے بھائیو! جیسے میں نے عرض کیا کہ پوری لاش ہو اور اس کے اندر روح ہو تب انسان ہے۔ اسی طرح سے اسلام یا اہل حدیث' اسلام اور اہل حدیث دو مترادف لفظ ہیں۔ اسلام عین اہل حدیث ہوتا ہے اور اہل حدیث ہونا عین اسلام ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ کوئی مذہب' کوئی فرقہ اسلام نہیں کہلا سکتا۔ کیوں؟ مترادف نہیں ہے۔ ہم رحیم یار خان چلے گئے وہاں کچھ دوست اکٹھے ہوئے' جنہوں نے پہلے سے طے کر رکھا تھا فلاں کہتا ہے کہ اوروں کے پیچھے نماز نہیں۔ اب آئے ہیں ان کو پوچھو...... آپ آگئے آپ کہتے ہیں کہ دیوبندی کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے' بریلوی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ آخر اس کی کیا دلیل ہے؟ میں نے ان سے پوچھا آپ دیانتداری سے یہ بتائیں آپ کے خیال میں کیا دیوبندیت عین اسلام اور اسلام عین دیوبندیت

ہے۔ یہ دونوں مترادف ہیں ؟ آخر پڑھے لکھے تھے' سوچنے لگ گئے' آخر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر یہ کہہ دیں کہ دیوبندیت عین اسلام ہے اور اسلام عین دیوبندیت ہے تو شافعی' یہ' وہ سب گئے۔ حالانکہ وہ سب کو بچ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ یہ نہیں کہہ سکتے تو ہم دعوی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں اہل حدیث کا مذہب عین اسلام اور اسلام عین اہل حدیث ہے۔ اہل حدیث مکمل اسلام اور حنفیت' شافعیت فرقوں کی حیثیت سے ہیں۔ کسی کو مکمل اسلام نہیں کہہ سکتے۔ اب ناقص اسلام والے کے پیچھے کامل اسلام والا کبھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ امام افضل ہونا چاہیے' امام بہتر ہونا چاہیے' جس کا اسلام ہی ناقص ہے اس سے پیچھے اہل حدیث جس کا اسلام کامل اور مکمل ہے وہ اس کے پیچھے کیسے نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بات سمجھنے کی تھی وہ چپ کر گئے۔ اور آپ بھی سوچ لیں۔

میرے بھائیو! یہ جو میں باتیں کر رہا ہوں یہ آئیڈیل ہے یہ مثالی باتیں ہیں۔ بشرطیکہ آدمی صحیح اہل حدیث ہو اور اور اہل حدیث کون ہوتا ہے ؟ جو صرف آمین اور رفع الیدین کا پابند نہیں ہوتا۔ اس کا جسم اہل حدیث ہوتا ہے' اس کا لباس اہل حدیث ہوتا ہے' اس کی بیوی' اس کے بچے' اس کے در و دیوار' اس کا کاروبار' ہر چیز پر حدیث کا ٹھپہ لگا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی یہ نہیں دکھا سکتا بشری تقاضے سے غلطی ہو جانا اور بات ہے' عادتاً حدیث کی مخالفت کرنا' حدیث کے خلاف اپنی زندگی گزارنا یہ اہل حدیث کی شان کے بالکل لائق نہیں۔ آپ یہ تو اندازہ کیجئے! یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی اس میں کیا بیان کیا ؟ یہ کہ جب دنیا میں دین کا بگاڑ ہوگا اللہ ایسی جماعت لائے گا جو جماعت اللہ کی پیاری ہوگی' اللہ ایسے لوگ لائے گا یحبهم جو اللہ کے پیارے ہوں گے۔ اب کہئے! ہم اس بگاڑ کو درست کر رہے ہیں۔ ہم اہل حدیث فرداً فرداً تو ہیں۔ اہل حدیث اللہ کے نیک بندے جو کوشش کرتے ہیں اور وہ یاد رکھئے گا کہ

وہ خاندانی نہیں ہیں اور وہ نومسلم اہل حدیث ہیں ورنہ جو پرانے خاندانی ہیں وہ سب سو گئے۔ سب سو گئے خصوصاً مولویوں کی اولادیں۔ جتنا بڑا اہل حدیث اتنی اولاد چِٹ۔ صاف' آپ دیکھ لیں مولوی کا بیٹا آپ نے کبھی اہل حدیث دیکھا ہے ؟ کبھی نہیں۔ کیوں ؟ غلطی سمجھتا ہے کہ میں مولوی بن گیا' میں نے غلطی کی۔ میرا بیٹا مولوی نہ بنے' اگر مولوی ہوگا اہل حدیث مولوی تو بیٹا ڈاکٹری میں پڑھتا ہوگا۔ بیٹا انجینئر بنے گا۔ بیٹا کچھ اور بنے گا۔ مولوی نہیں بنے گا۔ مولوی کس نے بنانا تھا.... بنانا تو باپ ہی نے تھا۔ اگر باپ کے دل میں یہ قدر ہوتی اگر باپ یہ پہچانتا ہوتا کہ اہل حدیث مولوی کا کیا مقام ہے تو وہ فوراً بیٹے کو بھی مولوی بناتا' عالم بناتا لیکن چونکہ وہ خود غلطی پر تھا جو مولوی بن گیا یا اتفاقاً بن گیا یا اس کے والدین نے غلطی کر لی اور وہ مولوی بن گیا۔ اب وہ سجدہ سہو اس صورت میں کرتا ہے کہ بیٹے کو مولوی نہیں بناتا اور یاد رکھئے گا عالم اگر ٹھیک ہو' پیغمبر کے بعد اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا' وہ سب سے اونچا ہے۔ اور اگر عالم بگڑا ہوا ہو تو پھر برائی میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ سب سے بدتر ہے۔ خرابی جو ہے وہ اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

میرے بھائیو ! ہم نے جو پیغمبر کا طریقہ تھا وہ بالکل چھوڑ دیا۔ لوگ ناراض ہوں گے کیونکہ مولویوں نے آنا ہے سمجھ لیں ناراض ہوں۔ میں بھی مجبور ہوں۔ اب پیغمبر کی سنت دیکھیں۔ ویسے ہر نبی کی سنت ہے۔ سورہ شعراء پڑھ کر دیکھ لیں۔ ہر نبی اپنی امت سے کہتا رہا ہے۔ وما اسئلکم علیہ من اجر (26 : الشعراء : 109) اے میری قوم کے لوگو ! میں تمہیں تبلیغ کرتا ہوں تم سے کوئی اجر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ان اجری الا علی رب العالمین (26 : الشعراء : 145) میں بدلہ اللہ سے لوں گا۔ اب اللہ نے اپنے نبی کے بارے میں تین چار جگہ قرآن میں یہ بات بیان کی ہے وما اسئلکم علیہ من اجر.. (26 : الشعراء 109 '145 '164 ' 180) میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا

اور آج جیسے بریلوی اور شیعہ نے اس دین کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اسی طرح ہمارا مولوی بھی اس کو کمائی کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ اور جو دین کے ساتھ دنیا کمائے نہ اس کا تبلیغ میں اثر' نہ اللہ کو وہ تبلیغ پسند۔

میرے بھائیو! یہ کام تو ہوتا ہے' یہ کام ایسے نہیں ہوتا جیسے آج کل ہمارے ہاں ہے۔ اگر بریلویوں کے جلسے ہوتے ہیں تو اہل حدیثوں کے بھی جلسے ہوتے ہیں' اگر شیعہ کے جلسے ہوتے ہیں تو اہل حدیثوں کے بھی جلسے ہوتے ہیں کہ جی! کیا فرق پڑتا ہے۔ دیکھ لو کیا فرق پڑتا ہے؟ جگہ جگہ جلسے ہوتے ہیں خوب لذتیں اٹھاتے ہیں لیکن پیداوار صفر۔ اور یہ بالکل ایسے ہی بات ہے میاں بیوی شادی کے بعد دس سال بستے رہے' مزے اڑاتے رہے' دس سال گزر گئے' پندرہ سال گزر گئے' بچہ کوئی نہیں ہوا۔ ان کو مزے یاد نہیں' رو رہے ہیں کہ ہائے اولاد نہیں۔ اور آج بالکل یہی بات ہے کہ مولویوں اور عوام کا اجتماع ہوتا ہے جلسے ہوتے ہیں لیکن رزلٹ کیا نکلتا ہے؟ کچھ بھی نہیں' جیسے آئے تھے ویسے گئے۔

میرے بھائیو! اگر Production نہیں' پیداوار نہیں' اگر نتیجہ صحیح نہیں..... اب ہم دوائیں کھاتے ہیں' ہفتے کے بعد کہتے ہیں چھوڑ دو اس کا فائدہ تو کوئی نہیں۔ ہمیں بھی سوچنا چاہیے کہ آخر خرابی کہاں ہے؟ جو صحیح نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ یقین جانیں میں قسم کھا کر یہ بات کہہ سکتا ہوں اس زمانے میں جب کہ تعلیم عام ہے ..... وہ انگریزی کی ہو' وہ کسی اور زبان کی سہی' وہ سائنس کی تعلیم ہو' کالجوں کی ہو' کوئی ہو' اس سے لوگوں کے ذہن روشن ہوں گے۔ اس پڑھے لکھے دور میں جتنا اہل حدیث کامیاب ہو سکتا ہے کبھی کوئی دوسرا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہماری بدبختی ہے کہ یا ہم کرتے کچھ نہیں اور اگر کرتے ہیں تو غلط طریقے سے کرتے ہیں۔ ورنہ آپ سوچئے! ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں' حکومت سے بھی یہ کہہ سکتے ہیں' لیڈروں سے بھی یہ بات کہہ سکتے اور

عوام سے بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم سارے کہتے ہو کہ مسلمانو! سارے متحد ہو جاؤ' مسلمانو! ایک ہو جاؤ۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی فرقہ اگر اپنی دعوت پیش کرے' وہ رخنے تو ڈالے گا' نااتفاقی تو پیدا کرے گا' وہ نفاق تو پیدا کرے گا اس سے مسلمانوں میں کبھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اتحاد صرف اہل حدیث کی تبلیغ سے ہو سکتا ہے اور کسی کی تبلیغ سے اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔"

اہل حدیث کیا کہتا ہے؟ اہل حدیث کہتا ہے کہ مسلمانو! تم شروع میں ایک تھے' تمہارا اتفاق تھا' تم ایک تھے' کب تک ایک تھے؟ جب تم محمد ﷺ کی ذات پر جمع تھے۔ جب تم نے اپنے اپنے امام کھڑے کر لئے تو تم میں فرقے پیدا ہو گئے۔ اب اگر اتحاد کرنا چاہتے ہو تو واپس آ جاؤ۔ جہاں سے ہٹے تھے وہیں واپس آ جاؤ' چھوڑ دو حنفیت کو چھوڑ دو شافعیت کو' چھوڑ دو کسی فرقے اور کو۔ واپس آ جاؤ' اپنے باپ کے پاس آ جاؤ۔ سب ایک ہو جاؤ۔ دنیا میں کوئی ہزار کوشش کرے' مسلمانوں میں کبھی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اگر اتفاق ہو سکتا ہے تو صرف اہل حدیث کی دعوت پر ہو سکتا ہے۔ آپ امام ابوحنیفہؒ کو کھڑا کریں اس کے مقابلے میں امام شافعی کو کھڑا کریں وہ کہے گا ہمارا امام بڑا' آپ امام احمد بن حنبل کو کھڑا کریں اس کے مقابلے میں کوئی امام مالک کو کھڑا کرے گا .... ہمارا امام کیوں کم ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کے بعد ہر ایک سے مقابلہ ہو سکتا ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ لوگو! محمد ﷺ پر جمع ہو جاؤ کہئے ان کے مقابلے میں کون آ سکتا ہے؟ ان کے مقابلہ پر کوئی نہیں آ سکتا اور پھر اسلام پر اللہ کے رسول پر جمع ہونا' آپ کی پیروی کرنا' آپ کے نقش قدم پر چلنا اسلام ہے کہ نہیں؟

میرے بھائیو! ہم یہ جب سوچتے ہیں حنفی جلسے میں تقریر کرتا ہے۔ اس سے کوئی پوچھے مولانا آپ حنفی ہیں؟ وہ اگر کہے ہاں میں حنفی ہوں۔ اس سے پوچھے کس نے کہا ہے آپ سے حنفی ہونے کے لئے کس نے کہا ہے؟ کیا اللہ کے

قرآن میں کہیں ہے کہ حنفی ہو جاؤ ؟ مولوی میں اگر دیانتداری ہو گی تو وہ کہے گا: " نہیں قرآن میں تو نہیں کہا گیا" کوئی ان سے پوچھے : "کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کہا؟ لوگو! حنفی ہو جاؤ " پھر اس کے بعد کیا خود امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ لوگو! میرے نام پر مذہب بنا کر حنفی ہو جاؤ۔ کوئی یہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ وہ کہے گا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی نہیں کہا۔ پھر اس سے پوچھے کہ تو حنفی کیوں ہے؟ سوائے اس کے کہ وہ یہ کہے کہ یہ بھیڑ چال ہے' کوئی جواب اور ہو سکتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح سے کوئی بھی Stage پر آ کر تقریر کرے اپنے مسلک کی' اپنے فرقے کی دعوت دے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ میری دعوت جو ہے اللہ کی دعوت ہے۔

میرے بھائیو! یہ صرف اہل حدیث ہی کہہ سکتا ہے کہ نبی کی اتباع کرو' نبی ﷺ کے پیچھے چلو۔ اب نبی' دنیا سے چلا گیا' پیچھے دنیا میں کیا چھوڑ گیا؟ اپنی سنت' اپنا طریقہ جو کہ حدیث کے اندر محفوظ ہے۔ اس سے تمہارا اسلام بھی خالص رہے گا اور تم میں اتفاق بھی پیدا ہو گا یاد رکھئے گا یہ فرقے کوئی ہزار کوشش کر لے کبھی مٹ نہیں سکتے۔ اگر آپ ان کو یکجا کریں گے تو کیا ہو گا؟ ایک پنچائتی دین بنے گا۔ دین اسلام نہیں رہے گا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا نہیں جو اتحاد ہوا تھا بھٹو کے خلاف' اب بریلوی نعرے لگاتے ہیں اہل حدیث آرام سے بیٹھے ہیں نہ کسی کو غیرت آتی ہے تو .... سیاسی اہل حدیث تو کہتے ہیں چپ چپ اتفاق ہو رہا ہے۔ چپ کر اتفاق ہو رہا ہے۔

میرے بھائیو! آپ کبھی غور کریں حق اعلیٰ ہوتا اور وہ اوپر ہوتا ہے۔ پھر اس سے کم حق اس سے نیچے ہوتا ہے' اس سے کم حق اس سے نیچے۔ اور اگر آپ اس حق کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں تو کیا کریں گے؟ اوپر والے سے کہیں گے کہ تو اپنا حق' اپنا مرتبہ چھوڑ دے۔ کچھ باطل کو تو بھی شامل کر لے لہٰذا ہم ایک ہو گئے..... دین برباد..... اب جب دین برباد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے اتفاق اور

ایسے اتحاد کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ سارا قرآن پڑھ جائیں' ساری احادیث پڑھ جائیں' خدا کبھی مسلمانوں کو یہ نہیں کہتا کہ اتحاد کر لو۔ آپ میں بہت سے عالم بھی ہیں اور آئیں گے بھی کسی سے یہ مسئلہ پوچھ لیں ۔کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں جو یہ کہے کہ مسلمانو! اتفاق کر لو' اتحاد کر لو قرآن ایک بات کہتا ہے: و اعتصموا بحبل الله جميعا (3 : آل عمران : 103) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو.... اور اگر تم اللہ کی رسی کو چھوڑ کر اتحاد کرنا چاہتے ہو تو بھاڑ میں جاؤ' خدا ایسے اتفاق اور اتحاد کو ...... جو اتفاق اور اتحاد دین کو برباد کرے ' خدا کو وہ اتفاق قطعا پسند نہیں ۔ اس اتفاق اور اتحاد سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ پہلے سے بھی زیادہ نفاق اور مخالفت پیدا ہو گی۔ میرے بھائیو! آپ نے سنا نہیں '، آپ نے دیکھا نہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تو باپ اور بیٹے میں لڑائی نہیں ہوئی ؟ بھائی اور بھائی میں دشمنی نہیں ہوئی ؟ ماموں اور بھانجے میں تلوار نہیں چلی؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل نہیں کیا؟ (اسدالغابة 3 ، 85) یہ کیوں ؟ اس لئے کہ حق اور باطل کا معاملہ ہے باپ کوئی چیز نہیں۔ جب حق سامنے آ جائے ماں کوئی چیز نہیں' بھائی کوئی چیز نہیں ' برادری کوئی چیز نہیں' ملک کوئی چیز نہیں۔ اگر حق کا نقصان ہو تو سب کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ دیکھ لو اگر اللہ کے رسول ﷺ Compromise کرتے تو بیت اللہ کیوں چھوڑتے ؟ وہیں معاملے کو ٹھیک کر لیتے۔ مکے والوں سے کہتے کہ دیکھو ! میں بیت اللہ کو چھوڑ کر مدینہ جاؤں؟ چلو' مل جل کر رہتے ہیں۔ نہ 'بالکل نہیں۔ .... لیکن اس کے برعکس وہ مدینہ چلے گئے۔ اور آخر مکہ پر قبضہ کیا اور کافروں کی ایک بات بھی تسلیم نہ کی۔ بت صاف کر دیئے۔ کفر کا نام و نشان مٹا دیا۔ ایک رہے گا۔ حق رہے گا یا باطل رہے گا۔ حق اور باطل میں Compromise کبھی نہیں ہو گا۔ یہ دونوں کبھی ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ دونوں کبھی گلے نہیں ملیں گے۔ اور آج یہ ہوتا ہے... اتحاد بین المسلمین....

اتحاد بین المسلمین... اور اس اتحاد میں نقصان ہمیشہ اعلیٰ کا ہوتا ہے۔ آپ دیکھ لیں اعلیٰ باسمتی چاول گھٹیا چاول میں ملا دیں نقصان کس کا ؟ اعلیٰ چیز کا نقصان ہے۔ گھٹیا کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اہل حدیث دیوبندی سے ملے' اہل حدیثی سے گیا۔ اہل حدیث بریلوی سے ملے اہل حدیثی سے گیا۔ چنانچہ دیکھ لیں جو اہل حدیث جماعت اسلامی میں گئے وہ اہل حدیثی سے گئے ۔ آپ کے سامنے کتنی مثالیں ہیں وہ غیرت رہی نہیں' وہ بات ہی نہیں۔ بالکل جب بھی حق اور باطل کا Compromise ہوتا ہے حق گر جاتا ہے۔ اور جب حق گر جائے تو حق نہیں رہتا۔

میرے بھائیو ! اس بات کی آپ بالکل پرواہ نہ کیا کریں کہ لوگ آپ کو کیا کہیں گے۔ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھو کہ حق خالص رہے اور حق بلند رہے۔ اور بس کوئی مرے' کوئی جیے' کوئی نقصان ہو... حق جو ہے وہ بلند رہے۔ اسلام اس قسم کی چیز نہیں ہے جس کے اندر لچک ہو' جتنی گنجائش تھی اور جو کرنا چاہیے تھا وہ اللہ عز و جل نے پہلے ہی رکھ دیا' بات کرو اخلاق کے ساتھ' بداخلاقی سے پیش نہ آؤ۔ احسن طریق سے ادفع بالتی ھی احسن (23 : المومنون: 96 ' 41 : فصلت: 34) مقابلہ ضرور کرو۔ دفع ضرور کرو لیکن احسن طریقے سے ادفع باطل کو دفع ضرور کرو لیکن احسن طریقے سے۔ یہ جو ہمارے بدکلامی کرتے ہیں غلطی کرتے ہیں۔ اور بڑا لغو ہوتا ہے' یہ ہماری غلطی ہے ورنہ اسلام کا اصول اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے۔ تو میں آپ سے عرض یہ کر رہا تھا دونوں پہلو میرے سامنے ہیں ایک تو یہ کہ آپ کے دل میں یہ یقین ہو کہ اصل اسلام ہے کیا؟

میرے بھائیو ! یہ تردد' اور یہ یقین کا نہ ہونا ہمیں کچھ نہیں کرنے دیتا۔ دیکھئے تقریر' تبلیغ' دعوت اسی وقت زور سے کی جا سکتی ہے جبکہ پیچھے فورس بھی ہو۔ اور اس پر یقین بھی ہو۔ اگر یہ ہو کہ اہل حدیث بھی ٹھیک ہیں' وہ بھی اہل

توحید ہے وہ بھی اہل توحید' پس تھوڑا سا فرق ہے.... انیس بیس کا.... انیس بیس کا تو وہ کبھی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ جب آپ کے دل میں یہ یقین ہو گا کہ حق یہ ہے اگر آپ کے دل میں یہ یقین جتنا زیادہ ہو گا اتنا آپ کے بیان میں Force ہو گی۔ آپ کے بیان میں طاقت ہوگی اور جب آپ کے پاس طاقت ہوگی اللہ کی تائید ساتھ شامل ہوگی تو پھر ان شاء اللہ العزیز آپ کامیاب ہوتے جائیں گے۔ ہم جو مر رہے ہیں ہم اس وجہ سے کہ ہم اہل حدیث ہیں لیکن ہمیں یہ یقین نہیں کہ حق یہ ہے اور ہم یہ جو کہتے ہیں کہ تھوڑا بہت وہ بھی ٹھیک' وہ بھی ٹھیک۔ پتہ نہیں اور بعض دفعہ یہ بات کانوں میں پڑتی ہے کہ پتہ نہیں کہ اللہ کس بات پر راضی ہے۔ جاہلوں میں تو یہ بات چلتی ہے کہ پتہ نہیں کہ اللہ کس بات پر راضی ہے۔

میرے بھائیو ! اگر نبی کے آ جانے کے بعد اگر سورج کے نکلنے کے بعد بھی آپ کے لئے کوئی دھوکہ رہے' آپ کو مغالطہ رہے' آپ کو پتہ نہ ہو کہ یہ ہے یا وہ ہے تو قصور پھر آپ کی آنکھوں کا ہے۔ قصور سورج کا تو نہیں۔ نبی ﷺ کے آنے کے بعد یہ بات طے شدہ ہے' یہ بات بالکل قطعی ہے کہ اللہ اس بات پر راضی ہے جو محمد ﷺ کر کے گئے۔ اس بات پر ڈٹ جاؤ۔ سارا جہان مخالفت کرے لیکن اللہ اسی پر راضی ہے۔ تو میں آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اجتماعوں کو نہ دیکھیں' اپنے لیڈروں کو نہ دیکھیں۔ آپ قرآن پڑھیں' قرآن کیا کہتا ہے ؟ یہ کہ دنیا کی اصلاح کے لئے جب دین کا بگاڑ ہو گا اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جو اللہ کے پیارے ہوں گے۔ اور اللہ لایا بھی' مثال موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب فتنہ ارتداد شروع ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے کھڑا کر دیا۔ صحابہ ساتھ تھے کیا نتیجہ نکلا ؟ باطل سب Set ہو گیا۔ ہمارے سامنے مثال قائم ہو گئی' کون لوگ ہیں جو دین کی اصلاح کر سکتے ہیں وہ صحابہ کی طرز کے لوگ ہوں گے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں

اصل اہل حدیث صحابہ تھے۔ اصل نبی کے طریقے پر چلنے والے صحابہ تھے۔ اور جو نبی کے طریقے پر چلنے والا ہوتا ہے خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ خدا کا پیارا ہوتا ہے اور ان کے دلوں میں خدا کی محبت ہوتی ہے۔ خدا کی محبت کے کیا معنی ہیں ؟ اگر ہم سے کوئی پوچھے تمہیں خدا سے محبت ہے ؟ ہاں ! ہمیں خدا سے بڑی محبت ہے۔

میرے بھائیو! کیسے پتہ چلتا ہے کہ خدا سے محبت ہے؟ اس وقت جب مسئلہ آ جائے دین کا۔ ایک طرف تمہارا والد ہو وہ غلط بات کہے ' دین کے خلاف کہے اور اللہ کا حکم کچھ ہو پھر پتہ چلے گا کہ تیرے دل میں اللہ کی محبت ہے ؟ اگر آپ ابا کو سلام علیک کہیں' ابا چل چل ختم کر بات میں نہیں تیری بات مانتا' جو اللہ کا حکم ہے وہی اٹل ہے۔ پھر تیرے دل میں اللہ کی محبت ہے اور اگر یہ ہو کہ مولوی صاحب ٹھیک ہے مسئلہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن میری ماں نہیں مانتی' میری بیوی نہیں مانتی' ابا نہیں مانتا اور برادری ناراض ہوتی ہے ..... میں تو مولوی صاحب ! مجبور ہو کر یہ کرتا ہوں ۔ اگر یہ کہے کہ جی ! اللہ پیارا ہے تو یہ منافق ہے۔ یہ جھوٹا ہے۔ اللہ سے محبت کے یہ معنی ہیں جب اللہ کا حکم آ جائے پھر دوسرا کوئی مقابلے میں ٹھہر نہ سکے۔ تیرا فیصلہ یہی ہو کہ بات وہی مانی ہے جو اللہ کہتا ہے خواہ وہ بات چھوٹی ہو یا بڑی۔ اللہ کی محبت کے کیا معانی ہیں ؟ میرے بھائیو ! خوب توجہ سے سن لو جس قوم سے اللہ محبت کرتا ہے وہ قوم دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوتی۔ کہئے ! کوئی شبہ ہو سکتا ہے اس میں ؟ اللہ محبت کرتا ہو اور وہ قوم دنیا میں ذلیل ہو؟ اب دیکھ لو مسلمان دنیا میں کتنے ذلیل ہیں۔

اہل حدیث کی نسبت دوسرے فرقوں سے وہی ہے جو اسلام کی نسبت اور دینوں کے ساتھ ہے۔ اور اس اعتبار سے مسلمان جتنا آج ذلیل ہے اور قوموں کے مقابلے میں بالکل اسی نسبت سے تمام فرقوں میں اہل حدیث زیادہ ذلیل ہیں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ان نقلی اہل حدیثوں سے محبت نہیں

کرتا۔ میرے بھائیو! منافق کسے کہتے ہیں؟..... لیعنی کچھ ہو اور اندر کچھ ہو' یہ منافقت ہے۔ اور ہمارا بھی بالکل یہی حال ہے۔ ہم اس وقت صحیح مسلمان ہو سکتے ہیں ہم اہل حدیث اس وقت ہو سکتے ہیں جب ہماری جو زبان کہتی ہے وہی ہمارا عمل ہو اور پھر ایسی قوم کو اللہ ہمیشہ عزت دیتا ہے' ایسی قوم کو اللہ ہمیشہ عزت دیتا ہے۔ ایسی قوم کبھی ذلیل نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھئے جس قوم کو اللہ دنیا میں ذلیل کرے وہ جنت میں کبھی نہیں جا سکتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو اللہ ان سے محبت کرے' دنیا میں ان کو عزت دے اور آخرت میں ان کو دوزخ میں ڈال دے ۔ آپ یہ نہ کہیں کہ روس کی کتنی عزت ہے یا امریکہ کی کتنی عزت ہے۔ اور جو ان کے حالات کو جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ آپس میں ان کا کیا معاملہ ہے اور انجام کیا ہو گا۔ اور ہمارے لئے وہ بھی نہیں جو جھوٹی یا وقتی فتح ہے ہمارے لئے تو وہ بھی نہیں۔ کسی ملک کو دیکھ لیں اور اپنے ملک میں اپنی جماعتوں کو دیکھ لیں۔ اختلاف ہوں گے ہر جماعت میں لیکن جو رسوائی ہماری جماعت کی ہے کسی کی بھی نہیں۔ اور یہ خدا کا عذاب ہے' یہ خدا کے غضب کا اثر ہے اور اس سے بات صاف ہو گئی کہ جماعت جس سے اللہ محبت کرتا ہو گا ہم کم از کم وہ لوگ نہیں۔

میرے بھائیو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہم سے محبت کرے تو فردا فردا یہ کام ہو سکتا ہے جماعت کی عزت اسی وقت ہو گی۔ اور جب جماعت یہ طے کرے کہ ہم اللہ کے دین کو سربلند کریں گے تو کامیابی ہے۔ اور جب جماعت اپنی اپنی سیاست میں پڑی رہے اور جب جماعت اپنی اپنی سیاست میں الجھی رہے تو جماعت یونہی ذلیل اور منتشر ہوتی رہے گی اور فردا جو شخص کوشش کرے گا تو اللہ اسے عزت بھی دے گا اور اللہ اس سے محبت بھی کرے گا۔ جب ہم پڑھا کرتے تھے اور مولویوں کے وعظ سنا کرتے تھے الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک و ما انزلَ منْ قبلک یریدون ان یتحاکموا الی

الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ و یرید الشیطن ان یضلھم ضلالا بعیدا (4 : النساء : 60)۔ہم یہ آیتیں پڑھتے ہیں۔ وہ ایک یہودی والا واقعہ جو ایک منافق کے ساتھ ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی گردن اڑا دی تھی۔ (ابن ابی حاتم' تفسیر ابن کثیر' تفسیر سورہ نساء آیت 65 سورہ 4) جب ذرا آگے بڑھے تو ہم نے یہ آیت پڑھی و اذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا (4 : النساء : 61) کہ جب ان سے کہا جاتا ہے دیکھو! قرآن میں یہ ہے' حدیث میں یہ ہے تو وہ ڈٹ جاتے ہیں' اڑ جاتے ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ منافق ہیں۔ ہم اس کو حنفیوں پر فٹ کر دیتے ہیں کہ حنفیوں کو دکھاؤ کہ دیکھو! حدیث میں رفع الیدین بخاری شریف میں' مسلم شریف میں' ابوداؤد میں' نسائی میں دنیا میں حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں رفع الیدین کرنا ثابت نہ ہو ہم کہتے تھے کہ جب ہم ان کو دکھاتے ہیں تو یہ ڈٹ جاتے ہیں اور اللہ نے سچ کہا ہے کہ و اذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ اور رسول کی طرف' قرآن اور حدیث کی طرف' و رایت المنافقین یصدون عنک صدودا تو وہ جو منافق ہوگا ڈٹ جائے گا اور اب اللہ نے سمجھ دی ہے' غور کرتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں یہ آیت تو اہل حدیثوں پر بھی فٹ آتی ہے۔ اب دیکھ لو میرے بھائیو! اللہ نے قرآن میں صاف فرمایا ہے یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ (4 : النساء : 60) وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مقدمات باطل کے پاس لے جائیں۔ کافروں کے پاس لے جائیں حالانکہ اللہ کہتا ہے کہ طاغوت کے ساتھ کفر کرو۔ اب بتایئے ہم میں سے کون اہل حدیث ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ میرا فیصلہ میرے مقدمے کا فیصلہ جو میرے بھائی کے ساتھ ہے اور ہم دونوں اہل حدیث ہیں' ہمارے ساتھی لیڈروں کا جھگڑا جو دونوں اہل حدیث ہیں۔ ان کا فیصلہ ایک

اہل حدیث ثابت کر دے کبھی اس آیت سے کیا ہو؟ یہ آیت شیعہ کے مناظروں میں' ان کے مقابلے میں بڑی پڑھی جاتی ہے۔ صحابہ کے شان میں بھی۔ لیکن میرے بھائیو! سوچو یہ وعدہ اللہ کا ختم ہو گیا اب ہے یا نہیں۔ وعدالله الذين امنوا منكم و عملو الصلحت ليستخلفنهم فى الارض (24 النور : 55) تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں گے' نیک عمل کریں گے اللہ ان سے وعدہ کرتا ہے کہ اللہ ان کو دنیا میں حکومت دے گا۔ کیا یہ وعدہ قرآن مجید کا اب نہیں ہے۔ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے تھا؟ یا تو آپ یہ کہیں کہ نہیں یہ وعدہ صرف صحابہ کے لئے تھا مسلمانوں کے لئے نہیں تھا لیکن اس کا جواب آپ کو دنیا میں کہیں نہیں ملے گا۔ یا پھر آپ یہ بات تسلیم کر لیں کہ اللہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ نہ ہمارا ایمان اللہ کو پسند ہے نہ ہمارے اعمال اللہ کو پسند ہیں' کیوں ؟ اس لئے کہ حکومت ملنا تو اہل حدیث کو درکنار اہل حدیث نام پر کوئی الیکشن میں کھڑا ہوگا اس کو ووٹ بھی نہیں ملیں گے۔ حکومت تو درکنار .... یہ کیوں میرے بھائیو! یہی کہ اللہ کو ایمان جو ہے وہ پسند نہیں۔ اللہ کو ہمارے جو اعمال ہیں وہ پسند نہیں۔ میرے بھائیو! ایک نقصان ہونا تھا ہو گیا۔ اس کی تلافی ہو جائے گی لیکن میرے بھائیو! یہ نقصان جو آج ہم اہل حدیث اپنا کر رہے ہیں اس کی تلافی کبھی نہیں ہوگی اس کے لئے پچھتانا پڑے گا' رونا پڑے گا اور اس کا کوئی علاج نہیں ہوگا۔ کبھی آپ غور کریں!... اللہ... اہل حدیث اور دنیا دار ہو ؟ اللہ تعالیٰ نے دنیا داروں کی بات کی۔ وهم عن الآخرة غلفلون (30 : الروم: 7) دنیا دار کون ہیں ؟ دنیا دار وہ ہیں کہ جن کی دنیا کی نگاہیں بڑی تیز ہیں اور آخرت سے وہ بالکل بے خبر ہیں۔ کہئے! اہل حدیث آج ایسا ہے کہ نہیں ؟ دیکھ لو' جسے دیکھو دیکھ لو دنیا کمانے کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

میرے بھائیو! کبھی آپ نے غور کیا آخر ہم انسان ہیں جانور تو نہیں۔ کہ

انسان دنیا میں آیا کیوں ہے ؟ اگر آپ یہ کہیں کہ کھانے' کمانے اور عیش کرنے کے لئے تو یہ کام جانوروں کا ہے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ دنیا میں ہم اس لئے آئے ہیں اپنی ٹور بنائیں ' اپنی عزتیں بنائیں' دنیا میں اقتدار حاصل کریں تو یہ کام کافروں کا ہے۔ یہ اسلامی نقطہ نظر بالکل نہیں ہے۔ اسلام کیا کہتا ہے کہ اللہ نے بندے کو' انسان کو دنیا میں کیوں بھیجا ہے؟ اور یہی اسلام ہے اور یہی ایمان ہے ۔ اگر آپ کا اس پر یقین نہیں ہے تو آپ ہزار نمازیں پڑھ لیں' آپ مسلمان نہیں ہیں۔ اللہ نے قرآن مجید میں جا بجا فرمایا خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (67 : الملک : 2) میں نے تمہیں دنیا میں اس لئے بھیجا ہے ۔ صرف یہ دیکھنے کے لئے تم اچھے کام کرتے ہو کہ برے کام کرتے ہو۔ کبھی آپ نے غور کیا ؟ کبھی آپ نے فکر کی کہ میری زندگی کیسی گزر رہی ہے۔ بس ایک ریس ہے۔ ایک Compitition ہے ' ایک دوڑ ہے۔ ایک مقابلہ ہے۔ تو اتنی زمین بنا لو' اس میں یہ مل لگاؤ۔ میں بھی یہ کارخانہ کھڑا کر دوں' وہ الیکشن میں کھڑا ہوا' میں بھی الیکشن میں کھڑا ہو جاؤں ۔ اس کے سوا اور بھی کوئی کوشش۔ میرے بھائیو ! اللہ کا دین ' محمد ﷺ کا باغ اجڑ رہا ہے' ویران ہو رہا ہو' ..... بدعتیں اس میں پیدا کی جا رہی ہوں ' ملحد اس کو رسوا کر رہے ہوں اہل حدیث غافل اور مست ہو کر دنیا کما رہا ہو اسے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ یاد رکھئے گا جونہی انسان کی جان نکلتی ہے اسے فورا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہائے میں کیسا بے وقوف تھا۔ مجھے کیا کرنا چاہیے تھا اور میں کیا کرتا رہا۔

میرے بھائیو ! آپ اپنی زندگی کے سفر کی کتنی منزلیں طے کر چکے ہیں اور خصوصا جب بال سفید ہو جائیں تو سمجھ لو سگنل ڈاؤن ہو گیا۔ گاڑی آنے والی ہے۔ گھنٹی بج چکی ہے۔ مرد کو داڑھی رکھنے کا اسی لئے حکم ہے کہ داڑھی رکھے گا جونہی بال سفید آئیں گے کچھ اسے شرم آئے گی' کچھ لوگ شرم دلائیں گے۔

اپنے بالوں کی سفیدی کو دیکھ کر اسے یہ خیال ہو گا کہ میری گاڑی اب رکنے والی ہے۔ میرا سٹیشن اب آنے والا ہے۔ میں تیاری کر لوں۔ لیکن ہم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے ہیں بلکہ صفائی .... داڑھی صاف' بڈھا بھی جوان۔ اور اس لئے کالا کرنا گناہ ہے۔ میرے بھائیو آپ جلسہ سننے آئے ہیں۔ ہم جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ خدا کے لئے یہ فیصلہ کر لو..... اپنی ماضی پر کہ آپ نے اتنا سفر طے کر لیا ہے۔ آج تک کیا کیا۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ کہ موت بڑھاپے ہی میں آئے گی۔ جب آپ ساٹھ ستر سال کے ہوں گے تبھی ہی موت آئے گی۔ موت کی گولی کسی آن بھی لگ سکتی ہے۔ جوان کو بھی لگ سکتی ہے' بوڑھے کو بھی لگ سکتی ہے۔ آپ میں اگر ایمان ہے' اگر آپ کے دل میں یہ خیال ہے کہ اللہ کے سامنے جانا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے تو میرے بھائیو دنیا کو نہ دیکھو۔ دنیاداروں کو نہ دیکھو' اپنے دین کو دیکھو' اور اپنی ذات کو دیکھو کہ آج تک آپ نے کیا کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہے کہ زندہ اہل حدیث ہوں اور ان کے ہاتھ سے کوئی اہل حدیث نہ بنا ہو۔ تو پھر یہ سمجھے کہ میں بھی اہل حدیث ہوں؟ ہم تو اپنے دوستوں سے یہی پوچھا کرتے ہیں کہ تو بتا تو نے کتنے اہل حدیث بنائے۔

میرے بھائیو! یہ ملیں ہیں' یہ کارخانے ہیں' یہ جاگیر ہے' یہ کمائی ہے اور اگر آپ کو یہ فکر نہیں...... جہاں یہ کیسے کافرانہ جملے ہیں کہ مذہب اپنا اپنا' جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے۔ مذہب اپنا اپنا...... ہائے! ہائے! قیامت کے دن خدا پوچھے گا کہ میرا دین' میری زمین' میرا ملک اور تو میرا تھا لیکن تیرے سامنے یہ دین ناکارہ ہو رہا تھا تجھے غیرت نہ آئی؟ جب فتنہ ارتداد شروع ہوا' لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے تھے کہ آپ ذرا تحمل سے کام لیں' سختی سے کام نہ لیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے

تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمرؓ! جب تو جاہلیت پر تھا تو اجبار فی الجاھلیة و خولر فی الاسلام اے عمرؓ! جب جاہلیت پر تھا تو اتنا سخت تھا اور اب جبکہ اسلام میں آ گیا ہے۔ تو یہ چیز کیوں نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جملہ سنو! میرے بھائیو! اگر آپ اہل حدیث ہیں تو پہلے اہل حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ یاد رکھو۔ اینقص الدین و انا حیی دین کا نقصان ہو اور ابوبکر زندہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اہل حدیث کا کردار ہے۔ یہ اہل حدیث کا ماٹو ہے۔ اب اگر آپ بھی اہل حدیث ہیں تو اس سبق کو یاد کر لیجئے! سب سے پہلے اپنی بیوی کو اہل حدیث بنائیں' اپنے بچوں کو اہل حدیث بنائیں' پھر آہستہ آہستہ اپنی برادری میں اہل حدیث بنائیں۔ لیکن میرے بھائیو! ہم کیا کرتے ہیں؟ قرآن کہتا ہے ولا یبدین زینتھن (24 : النور : 31) عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ اب اہل حدیثوں کو دیکھ لیں' ہمارا ان پڑھ' سادہ دیہاتی' سادہ سا پرانی ٹائپ کا نہ ہو سفید چادر اس کی بیوی لے لے' سفید برقعہ لے لے ورنہ جو اہل حدیث پڑھ گیا' جس کو کالج کی ہوا لگ گئی' کوئی نوکری شوکری' کوئی کلرکی وغیرہ مل گئی کہتا ہے کہ ہائے! میں اور میری بیوی! .... کالا برقعہ نہ ہو؟ اب آپ سوچیں عقل کی بات ہے اللہ نے عورتوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ اب زینت کے معنی کیا ہیں؟ زینت کے معنی صرف یہی نہیں کہ اپنے حسن کو ننگا نہ کرے' اپنے چہرہ کو ننگا نہ کرے۔ زینت کے معنی یہ ہیں کہ عورت کی ہر وہ چیز جس کے اندر Attraction ہے' جس کے اندر جاذبیت ہے اس کو چھپائے۔ اور یہ جو ہمارے گھروں میں .... جو ماڈرن گھر ہیں....... ہماری بچیاں کالا ڈوپٹہ لے کر یا کالا برقعہ پہن کر نکلتی ہیں۔ یہ کپڑا سادہ نہیں ہوتا بلکہ زینت والا ہوتا ہے۔ جب یہ پہن کر نکلتی ہے تو خواہ مخواہ را ہگیروں کی نظربازی کا نشانہ بنتی ہے کہ دیکھو یہ کیسی ہے۔ اندر سے خواہ بھیڑ ہی ہو اور بالکل ویسی

ہی ہو۔ لیکن اوپر کی چادر' اوپر کا برقعہ جو ہے وہ دعوت دیتا ہے کہ مجھے دیکھو اور یہ اہل حدیث کے گھر میں ہے۔

میرے بھائیو! مسلمان ہونا ہے تو سیدھے ہو جاؤ۔ خدا سے مقابلہ نہ کرو' خدا کو بڑا ہی غصہ آتا ہے' غیر پر اتنا غصہ نہیں آتا جتنا اپنے پر آتا ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا اگر بھائی سے لڑائی ہو جائے تو غیروں سے زیادہ دشمنی ہوگی اور بھائی سے محبت ہے تو آدمی جان لڑا دیتا ہے۔ اور اگر دشمنی ہو جائے تو جو دشمنی بھائی اور شریک میں ہے وہ دوسرے سے نہیں ہوتی۔ بالکل اللہ تعالیٰ کو جو غیرت جو غصہ' جو غضب ایک نقلی مسلمان پر' ایک منافق پر آتا ہے کافر پر اتنا غصہ نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے آج کا مسلمان عام طور اور اہل حدیث خاص طور پر ذلیل ہو رہا ہے۔ میرے بھائیو! یہ ہماری بدبختی ہے۔ شیعہ افسر آ جائے' وہ کھل کر اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرے گا۔ اب ہم نے دیکھا ہے کہ شیعہ آ جائے' ڈی۔سی آ جائے وہ باقاعدہ ماتم میں شریک ہوتے ہیں۔ تعزیے کا جلوس نکلتا ہے وہ باقاعدہ تعزیے میں شریک ہوتے ہیں اور ہمارا کوئی اہل حدیث ڈی۔سی آ جائے' کمشنر آ جائے وہ ڈر کے مارے مسجد میں جمعہ پڑھنے نہیں آتا۔ لوگ دیکھ لیں گے کہ یہ بھی اہل حدیث ہے۔ آپ اسے اہل حدیث کہیں گے؟ ہمارے ایک میجر اللہ نے اسے ہدایت دی وہ اہل حدیث ہو گیا۔ سال بھر رہا اور پھر پکا ہو گیا۔ جب باہر کوئٹہ کی طرف چلا گیا تو میں نے خط لکھا کہ اب کیسے ہو؟ نماز باجماعت کیسی؟ کہنے لگا یہاں تو کوئی ہے ہی نہیں اب میں کیا کروں؟ میں نے کہا نبی جب آیا کرتے ہیں تو کوئی بھی نہیں ہوا کرتا۔ وہ جماعتیں بنا لیتے ہیں۔ ہمیں تو نبی کی سنت پر چلنا ہے' ہمیں نبی کے طریقے پر چلنا ہے۔ اس نے کام شروع کر دیا۔ حالانکہ کہ فوج میں آپ کو پتہ ہے کہ کتنی سختی اور کتنی پابندی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں نے تھوڑی سی حرکت کی اور میں نے بات شروع کی تو ساٹھ آٹھ افسر: کرنل' میجر اہل حدیث ہوگئے .... جو برتر تھے۔ میرے بھائیو! یہ

ہمارے اہل حدیثوں کا حال ہے۔ آخر کیا وجہ ہے ؟ میرے بھائیو ! یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے ۔ اس لئے کچھ سیکھ لیں' کچھ پڑھ لیں' کچھ یاد کر لیں' نجات کا معاملہ ہے۔ یہ جو ہم ساری باتیں کر رہے ہیں یہ کیا ہیں ؟ یہ نجات ہے' یہ آخرت کی تیاری ہے' اس امتحان کی تیاری ہے جس سے ہر ایک کو سامنا کرنا ہے۔ رسمی طور پر یہ نہ دیکھیں۔ نماز پڑھنے سے کام چل جاتا ہے۔ میرے بھائیو ! ثواب اللہ اسی کو دیتا ہے جس سے اللہ خوش ہوتا ہے ورنہ عملوں کا ثواب اللہ کے ہاں کوئی نہیں۔ پہلے اللہ کو راضی کرو۔ یہ بات طے ہو جائے کہ اللہ آپ سے راضی ہے' آپ اللہ کے پیارے ہیں پھر آپ کی تھوڑی محنت بھی ہوگی تو اللہ زیادہ قبول کرے گا اور اگر آپ اللہ کے دین کو بدنام کرنے والے ہیں۔ آپ کی وجہ سے اللہ کا دین بدنام ہوتا ہے تو پھر آپ نمازیں ہزاروں پڑھ جائیں۔ حج جتنے مرضی کر جائیں ثواب آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں مصیبت یہ ہے کہ ہر کام رسمی۔ ہر کام رسمی۔ اخلاص اور سمجھ کر' سوچ کر ہمارے ذہن میں بات ہی نہیں۔ دیکھئے دنیا کی گمراہی۔ یہ ایسی گمراہی ہے..... اگرچہ احکام اللہ کی طرف سے آتے ہیں لیکن ساری ذمہ داری اس کی ہم پر آتی ہے۔ اہل حدیثوں پر اور وہ فرداً فرداً سب پر اور خاص طور پر جو ہمارے بڑے لیڈر ہیں ان پر۔ اب ہم تو سیاست پر لڑتے ہیں ۔ ہماری جنگ جو رہی ہے لیڈروں کی وہ تو سیاست پر ہے۔ الیکشنوں پر ہے اور حالانکہ یہ کوئی چیز نہیں۔ سب خرافات ہیں' سب بے کار ہیں۔ ہمیں کام جو کرنا چاہیے جیسا کہ کام کرنے کا حق ہے۔ ہم چھوٹے چھوٹے مدرسے بنائیں۔ عالموں کو سکھیں اور عالموں کو سکھا دیں کہ تم نے لوگوں کے سامنے ہاتھ کبھی نہیں پھیلانا۔ یاد رکھئے گا جو مولوی جو عالم یوں ہاتھ کر کے لے گا بس کبھی بھی وہ لوگوں کو فائدہ پہنچا ہی نہیں سکتا۔ اس میں جان کبھی پیدا ہو نہیں سکتی۔ یہ جماعت کا فرض ہے جو کروڑوں روپیہ جو ہماری جماعت اکٹھا کرتی ہے الیکشنوں پر برباد کرتی ہے ان عالموں کو تنخواہ دی

جائے اور ان کو داعی اور مبلغ بنا کر باہر بھیجا جائے۔ پھر کتابیں پھیلائی جائیں۔ لٹریچر عام کیا جائے .... آسان ' سستے داموں پر ' بلکہ مفت تقسیم کیا جائے۔ تاکہ لوگوں میں ہمارا نقطہ نظر عام ہو اور لوگوں کو صحیح دین اور خالص دین کا پتہ لگے۔ یہ کام کرنے کے ہیں۔ لیکن ہم کیا کرتے ہیں ؟ بس الیکشن ہوا' پانچ سال کے بعد پھر الیکشن' پانچ سال کے بعد پھر الیکشن' وہ اس کی ٹانگ گھسیٹ رہا ہے اور یہ کام سارے کا سارا میرے بھائیو ! میں آپ سے عرض کروں توجہ سے سن لیجئے گا وقت بہت تھوڑا ہے میں یہ بات کر کے ختم کر دوں گا۔ مسلمان ہونے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہماری ہر چیز اسلامی ہو۔ مسلمان ہو۔ اب ہمارا کیا حال ہے ؟ اب ہم آمین' رفع الیدین مسجد کی حد تک' رسمی حد تک ہم مسلمان ہیں۔ باقی ہماری معیشت' ہماری معاشرت' ہماری سیاست سب کافرانہ ہے۔ دیکھئے ! جب تک آپ پر اسلامی رنگ غالب نہیں ہوگا آپ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ کس میں غالب ہیں انگریز پر' اپنے گاؤں میں جا کر دیکھ لو تو ہمارا رہن سہن کیسا ہے ؟ اپنے کاروبار کو دیکھ لو' ہماری معیشت کیسی ہے' اپنی سیاست کو دیکھ لیں۔ یہ جمہوریت ہے' حالانکہ کہ جمہوریت میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کافرانہ نظام ہے اور اسی نے سب مسلمانوں کو برباد کیا ہے اور برباد کریں گے۔ اور مسلمان کبھی اقتدار پر نہیں آسکتے جب تک یہ جمہوریت کی لعنت مسلمانوں کے اندر موجود ہے۔ اس جمہوریت نے ہر ایک کو بیمار کر دیا ہے۔ ہر ایک کو کھجلی ہوتی ہے کہ بھئی جمہوریت بحال ہو' شاید میرا ہی داؤ لگ جائے۔ پہلے شخصی حکومتیں تھیں۔ اس میں بھی خرابیاں تھیں لیکن مسلمان اس ذمہ داری سے ڈرتے تھے۔ ہر کوئی نہیں چاہتا تھا کہ میں بھی آگے آ جاؤں' میں بھی آگے آ جاؤں اور اب ہر ایک کو تکلیف ہوتی ہے کہ یہ اکیلے کریں اور ہمیں ایسے ہی رہ جاؤں' میرا کچھ بھی نہیں بس یہ فساد کی جڑ ہے اور آپ دیکھ لیں ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ اب یہ ہلکی سی

جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ جونہی مارشل لا گیا' وہ جوتے برسیں گے' وہ جوتیوں میں دال بٹے گی کہ فورا مارشل لاء آئے اور پھر وہ تباہی و بربادی ہوگی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اب یہی حال اپنی جماعت کا دیکھ لو۔ ہماری جماعت کا مسئلہ کیا ہے؟ کوئی دین کا مسئلہ ہے۔ یہ ایک سیاست تو ہے جس نے برباد کیا ہے اور یہ وہی کافرانہ سیاست ہے' وہی ملحدانہ سیاست تو ہے جس کی وجہ سے ہماری جماعت برباد ہو رہی ہے۔

میرے بھائیو! سیدھے سادھے مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ ہمارے لئے نمونہ صحابہ کی زندگی ہے۔ ہمارے لئے وہی طریقہ ہے جو اللہ کے رسول خط کھینچ کر گئے ہیں تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم آمین' رفع الیدین کر لیں۔ میرے بھائیو! اپنی بیویوں کو بھی اہل حدیث بنانے کی کوشش کرو' ان کی نمازیں درست کرو۔ ان کے اخلاق درست کرو۔ ان کے لباس درست کرو' ان کے پردے کا معاملہ درست کرو۔ عورت باہر نکلے تو کبھی ایسا کپڑا اوڑھ کر نہ نکلے جس کے اندر کشش ہو' میلی چادر لے کر جائیں۔ ایسی چادر لے کر جائیں جو کوئی دیکھنا گوارا نہ کرے۔ یہ ہے پردہ۔ پردہ کسے کہتے ہیں کہ دوسرے کی نگاہ ادھر اٹھے ہی نہ۔ یہ پردہ نہیں ہے کہ وہ گزر جائے اور آپ کا دل تڑپتا رہے۔ یہ پردہ نہیں ہے یہ بے حیائی کو دعوت دیتا ہے۔ پردہ کیا ہے؟ کہ آپ اپنی بیوی کو اپنی بیٹی کو' اپنی بہن کو وہ کپڑا اوڑھ کر اگر ضرورت پڑے باہر جانے کی وہ کپڑا اس کو اوڑھا کر باہر بھیجیں اور دوسرا کبھی دیکھنا گوارہ نہ کریں۔ لیکن ہمارے ہاں ہوتا اس کے الٹ ہے۔ میرے بھائیو! وہ اچھے اچھے کپڑے نہ پہنے پھر اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا۔ میرے بھائیو! یہ شرم کی بات ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 39

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاما من طغٰی و اثر الحیٰوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوٰی

(79 : النازعات : 39)

جس نے اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے فان الجحیم ھی الماوی جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔ میرے بھائیو ! قرآن سچی کتاب ہے یا جھوٹی ؟ قرآن کوئی ناول ہے' کوئی افسانہ ہے ؟ قرآن کسی بندے کی لکھی ہوئی کتاب ہے یا اللہ کا کلام ہے ؟ اگر قرآن سچی کتاب ہے تو پھر دیکھ لو قرآن کیا کہتا ہے فاما من طغی (ایضا) جو باغی ہوگیا' سرکش ہوگیا' اس کو میرے احکام کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ و اثر الحیوۃ الدنیا (79 : النازعات : 38) اس نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ فان الجحیم ھی الماوی دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔ ذرا سوچ کر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر فیصلہ تو کر کہ میں دوزخی ہوں یا جنتی ہوں؟ اپنے دل سے پوچھئے آپ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں یا آخرت کو ؟ جواب آپ کو فورا مل جائے گا۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ سورہ ابراہیم میں آتا ہے۔ و ویل للکافرین کافروں کا ستیاناس ہو' کافر کون ہیں ؟ الذین یستحبون الحیوۃ الدنیا علی الآخرۃ (41 : ابراھیم : 3) جن کو دنیا کی

زندگی آخرت کے مقابلے میں زیادہ پیاری لگتی ہے وہ کافر ہیں۔

میرے بھائیو! یہ قرآن ہے جو میں آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں۔ ان آیات کو نوٹ کر لیں۔ گھر جا کر پڑھ کر دیکھ لیں۔ لفظی ترجمہ دیکھ لیں۔ حافظی ترجمہ دیکھ لیں' ان کی تشریح دیکھ لیں۔ روزے کا مقصد کیا ہے؟ کہ ہمارے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے' ہم اللہ کو پہنچاننے لگ جائیں کہ وہ بہت بڑی ذات ہے۔ کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا' کوئی اس سے چھپ نہیں سکتا' کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ وہ مہربان ہوجائے تو جتنی چاہے مہربانی کر دے اور اگر وہ پکڑنا چاہے' وہ عذاب اور سزا دینا چاہے تو کوئی بچا نہیں سکتا' چھڑا نہیں سکتا' کوئی سفارش نہیں کر سکتا' کوئی پیر' کوئی نبی' کوئی ولی' کوئی چھوٹا' کوئی بڑا۔ اور اگر وہ مہربان ہو جائے تو اس کی مہربانی کے بھی کیا کہنے! وہ ایسا لاڈ اور پیار کرتا ہے کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ دو آدمی دوزخ میں پڑے ہوئے شور مچائیں گے۔ چیخیں گے' بہت چلائیں گے ..... ویسے تو ہر ایک ہی روئے گا دوزخ میں' آگ میں۔ دیکھو کمال ہوں گے آدمی لیکن جلیں گے نہیں کہ مر جائیں۔ آگ تکلیف بن جائے گی۔ سڑیں گے' مریں گے نہیں۔ وہ چیخیں گے' چلائیں گے' بہت شور مچائیں گے۔ خدا ان کو باہر نکالے گا' باہر آؤ۔ پوچھے گا کیا بات ہے' تم نے اتنا شور مچایا ہے؟ وہ کہیں گے: یااللہ! اس لئے کہ تو ہمیں نکال لے' ہمیں تیری رحمت کی امید ہے اس لئے ہم نے اتنا شور مچایا کہ ہم تیری رحمت کی امید کرتے ہوئے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم شور مچائیں گے' روئیں گے' چلائیں گے تو وہ ہمیں نکال لے گا۔ خدا کہے گا جاؤ تمہارے بارے میں میری رحمت یہی ہے کہ تم وہیں دوزخ میں چلے جاؤ۔ تمہیں اگر رحمت کی امید تھی تو میری رحمت تمہارے لئے یہی ہے کہ تم دوزخ میں چلے جاؤ۔ ایک تو چپ کر کے بے چارہ چلا جائے گا کہ اگر میں نہیں جاؤں گا تو وہ پھینک دے گا' وہ اتنی بڑی ذات ہے' جب اس نے یہ کہہ دیا کہ میری رحمت

یہی ہے کہ تم دوزخ میں چلے جاؤ' جہاں سے آئے ہو۔ وہ تو چپ کر کے چلا جائے گا لیکن حدیث میں آتا ہے کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا لیکن جنت کے باغ میں داخل ہو جائے گا بظاہر دوزخ میں جائے گا۔ لیکن اللہ دوزخ کا وہ حصہ جس میں وہ تھا اس کو جنت کا باغ بنا دے گا اور دوسرا نہیں جائے گا۔ خدا کہے گا تو نہیں جاتا؟ وہ کہے گا یااللہ! مجھے تو یہ امید ہو گئی تھی تیری رحمت کی کہ تو معاف کر دے گا۔ خدا کہے گا جا تجھے معاف کیا۔ (رواہ الترمذی ابواب صفة الجهنم باب ما ذكر من يخرج من النار من اہل التوحيد عن ابى ہريرة ﷺ) دیکھو بے پرواہی اس کی' کیا سلوک کرتا ہے' کیا پیار کرتا ہے؟ کسی نے یوں کہا یوں کر دیا' کسی نے یوں کہا تو یوں کر دیا۔ لیکن اگر وہ کسی کو نہ چھوڑنا چاہے؟ ...... چالیس ہزار سال تک دوزخی پکاریں گے۔ و نادوا یا مالک لیقض علینا ربک (43 : الزخرف : 77) جو دوزخ کا انچارج ہے' وہاں کا داروغہ جو ہے وہ اس کو آوازیں دیں گے۔ و نادوا یا مالک پکاریں گے اے مالک! اگر ہم بچ نہیں سکتے' ہماری معافی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی لیقض علینا ربک اپنے رب سے کہہ دے کہ مار ہی دے' ہمیں ختم ہی کر دے۔ یہ جو تڑپا رہا ہے' جلا رہا ہے' جان بھی نہیں نکلتی لیقض علینا ربک تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے' ہمارا معاملہ ختم کر دے۔ کیونکہ مالک جانتا ہے کہ خدا کے فیصلے' ان کے بارے میں کیا ہیں؟ جیسا کہ تفسیروں میں آتا ہے چالیس ہزار سال تک مالک جواب ہی نہیں دے گا اور پھر جواب دے گا تو کیا کہے گا۔ قال انکم ماکثون (43 : الزخرف: 77) کیوں بکواس کرتے ہو؟ تمہیں یہیں رہنا ہے۔ اتنے میں خدا کہے گا دوزخ کا داروغہ یہ جواب دے اور خدا کیا کہے گا۔ قال اخسئوا فیھا و لا تکلمون (23 المومنون: 108) مجھ سے دور ہو جاؤ' مجھ سے کلام تک نہ کرو...... یہ بھی حال دیکھ لو اور وہ بھی حال دیکھ لو۔ اللہ ایک بندے کو حساب کے لئے بلائے گا' فرشتوں سے کہے

گا کہ اس کے کبیرہ گناہ ایک طرف کر دو اور صغیرہ گناہ اس کے سامنے رکھو' چھوٹی چھوٹی غلطیاں' گناہ جو ہیں وہ سامنے رکھنا۔ بڑا گناہ جو ہے وہ کوئی سامنے نہ رکھنا۔ خدا کہے گا دیکھ اپنے گناہ۔ یہ کام تو نے کئے ہیں۔ ہاں یااللہ ! یہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی' یااللہ ! یہ بھی گناہ مجھ سے ہوا' یہ بھی گناہ مجھ سے ہوا ! لیکن دل میں خوش بھی ہوگا' حیران بھی ہوگا کہ بڑا گناہ تو کوئی آیا ہی نہیں۔ یہ تو سارے ہلکے ہلکے ہیں۔ کہے گا یااللہ ! میرا بڑا گناہ تو ان میں کوئی نہیں۔ میں نے تو بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ خدا کہے گا تیرے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ تمہیں معاف کر دینا ہے' ہمیں تجھے پکڑنا نہیں ہے' تجھے معاف کر دینا ہے۔ (رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنة و منزلة فیھا)

میرے بھائیو ! یہ حال کن لوگوں کا ہوگا جن کو کم از کم یہ یقین تو ہے کہ اللہ ہے' میں خود مختار نہیں ہوں۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہی نہیں ہے وہ مسلمان کہاں ہے ؟ وہ بے شک نمازیں پڑھ لے' وہ روزے رکھ لے' وہ حج کر لے' وہ زکاتیں دے دے' وہ نعرے جتنے مرضی لگا لے' جو مرضی کر لے' میرے بھائیو! ایمان نام کس چیز کا ہے : اللہ کا ڈر' اللہ کا خوف ..... باقی بندہ ہے' غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دیکھو ! اپنے بچے کو دیکھا کرو' غور کرو ! آپ کا بچہ آپ کا کہنا بھی نہیں مانتا' شرارتیں بھی کرتا ہے' آپ پھر بھی اس سے پیار کرتے رہتے ہیں لیکن جب آپ دیکھ لیتے ہیں یہ تو مقابلے میں آگیا ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اسے عاق کرتا ہوں' یہ میرا نہیں ہے' اس کو میری جائیداد بھی نہیں مل سکتی۔ دیکھو! کونسا بچہ ہے جس سے تھوڑی بہت غلطی نہ ہو' بالکل خدا یہی کہتا ہے اے میرے بندے ! میں جانتا ہوں کہ تو کمزور ہے' تجھ سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں' تجھ سے نافرمانیاں بھی ہوتی ہیں' لیکن تیرے دل میں میرا ڈر تو ہے ناں ! جیسے بچہ باپ کو باپ سمجھتا ہے' غلطیاں بھی کر لیتا ہے' ابا سے معافیاں بھی مانگ لیتا ہے اور پھر کوشش بھی کرتا ہے ٹھیک بھی رہتا ہے۔ چلو غلطی بھی ہو جاتی

ہے' باپ معاف کرتا رہتا ہے۔ کام چلتا رہتا ہے' اور جو بالکل ہی لاپرواہ ہو جائے' اسے پرواہ ہی نہیں ..... فرمایا خوب توجہ سے سنو' مومن گناہوں کو کیا سمجھتا ہے' جیسے کسی پہاڑ کا کوئی حصہ آگے کو بڑا ہوا ہو' اس کے نیچے بیٹھا ہے۔ ہر وقت ڈر ہے کہ یہ کہیں اوپر گر نہ جائے' یہ تو لے کے رہے گا۔ مومن کو گناہ سے ایسے ڈر لگتا ہے اور جو مومن نہیں ہوتا' وہ گناہ کو کیا سمجھتا ہے؟ ایسے جیسے مکھی اڑا دی۔ (رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب التوبة ' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالی باب الاستغفار و التوبة عن حارث بن سوید رضی اللہ عنہ) اب اس کے بعد آپ اپنے بارے میں رائے قائم کر سکتے ہیں یا نہیں کہ میری نجات ہو گی کہ نہیں؟ اور قرآن کیا کہتا ہے و الذین یوتون ما اتوا و قلوبهم وجلة و انهم الی ربهم راجعون ○ اولئک یسارعون فی الخیرات و هم لها سابقون (23 : المومنون : 60 ـ 61) فرمایا بعض بے وقوف لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا خاندان بڑی ترقی کر رہا ہے۔ چار بھائی ہیں : ایک مسلم لیگ میں ہے' ایک جماعت اسلامی میں ہے' ایک پیپلز پارٹی میں ہے۔ جس کی بھی حکومت آجائے بس مزے ہی مزے۔ ایک گورنر لگا ہوا ہے' ایک کمشنر لگا ہوا ہے' ایک کہیں اور بڑا افسر لگا ہوا ہے۔ پوری رسائی ہے حکومت کے اندر' حکومت کے اندر عین گھسا ہوا ہے۔ سرمائے کی کوئی حد نہیں۔ یہ سمجھتا ہے کہ دیکھو! اللہ مجھ پر کتنا مہربان ہے؟ اللہ مجھ پر کتنا مہربان ہے کہ مجھے سب کچھ دے رکھا ہے۔ حسن دیکھو تو کمال' دولت دیکھو تو کیا کہنے' اقتدار دیکھو تو لوگ رشک کرتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو خوش قسمت کہتا ہے۔ فرمایا ...... نہ' یہ بدبخت ہے۔ خوش قسمت کون ہے؟ الذین یوتون ما اتوا و قلوبهم وجلة (ایضا) جو نیکیاں کر کے بھی ڈرتے رہتے ہیں و الذین یوتون ما اتوا وہ جو رب کے دیئے میں سے دیتے ہیں۔ و قلوبهم وجلة اور ان کے دل پھر بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ خدا کی ذات...... اللہ ..... بڑی بے نیاز ہے۔ خدا کی ذات

بہت بے پرواہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی کتنا بھی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو۔ حتی کہ کوئی نبی اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اللہ کی رحمت اور فضل نہ ہو۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ! آپ کا بھی یہی حال ہے؟ آپ بھی اللہ کی رحمت سے جنت میں جائیں گے اور اگر خدا کی رحمت نہ ہو تو جنت میں نہیں جا سکتے تو آپ نے فورا اپنے سر پر ہاتھ رکھ لئے فرمایا مجھے بھی جب تک اللہ کی رحمت ڈھانپ نہ لے بچ نہیں سکتا۔ (رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب القصد و المداومۃ علی العمل 'مشکوۃ کتاب الدعوات باب سعۃ رحمۃ اللہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) کبھی سوچا کرو...... ہائے! بریلویوں کو کون سمجھائے رسول اللہ ﷺ استغفراللہ' استغفراللہ' استغفر اللہ پڑھا کرتے تھے کہ نہیں۔ یااللہ! میں تیری بخشش مانگتا ہوں' سو سو دفعہ آپ کا پڑھنا ثابت ہے۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالٰی باب الاستغفار و التوبۃ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) کیوں؟ آپ کیا گناہ کرتے تھے۔ لیکن دیکھ لو استغفراللہ پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا و الذین یوتون ما اتوا و قلوبھم وجلۃ جو لوگ نیکیاں کرکے بھی ڈرتے رہتے ہیں۔ و اولئک یسارعون فی الخیرات (ایضا 61) یہ ہے جو کمائیاں کرتے ہیں۔ دنیا میں کمائی کون کر رہا ہے جو نیکی کرکے بھی ڈرتا ہے اور دنیا میں نعمتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا اور کہتا ہے میں بہت خوش نصیب ہوں' بڑا سعادت مند ہوں' وہ بدبخت ہے' وہ بے وقوف ہے' اسے سمجھ ہی کچھ نہیں...... دنیا خدا کافروں کو نہیں دیتا؟ یہ "اندرا بندرہ" آپ کے سامنے ہی گزری ہے ناں۔ دیکھ لو اقتدار کی کوئی حد نہیں۔ حسن میں حد نہیں' کس قدر دنیا میں چلتی تھی؟ لیکن کافر۔

میرے بھائیو! کبھی دنیا کی خوشحالی کو دیکھ کر اس مغالطے میں نہ آنا کہ اللہ مجھ سے خوش ہے۔ ہمیشہ اس بات کی فکر کرنا کہ میرا دل کیا کہتا ہے؟ میرے دل

کی کیفیت کیا ہے۔ میرے بھائیو! جس کے دل میں ایمان ہو گا وہ کچھ نہیں تو رات کو چارپائی پر لیٹا لیٹا ہی کہے گا یااللہ! معاف کر دے! آج میں نے یہ خباثت کی ہے' آج میں نے یہ منہ کالا کیا ہے' یااللہ! مجھے معاف کر دے! پتہ نہیں یہ نیند جو موت کی بہن ہے یہی میرے لئے آخری ہو جائے۔ وہاں جو میں جا کر کہوں گا یااللہ! مجھے معاف کر دے اور تو سنے گا بھی نہیں۔ یہ معافی یہاں سنی جاتی ہے۔ میرے بھائیو! معافی کا وقت تو زندگی ہے۔ صحت ہے۔ جب ڈاکٹر Declare کر دے بس Helpless ختم' ختم..... اب کوئی امید نہیں' پھر اگر توبہ اور معافی ہو۔ گیا آیا معاملہ۔ لیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر اس کی کوئی توبہ نہیں جو گناہ کرتا رہا حتی اذا حضر احدھم الموت (4 : النساء 18) جب موت کے سگنلز ہونے لگ جائیں پھر کہے قال انی تبت الآن (ایضا) کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ اللہ کہتا ہے سب بے کار ہے' کوئی فائدہ؟ فضول ہے۔ فرعون کو جونہی غوطہ آیا حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت انه لا الٰه الا الذی امنت به بنو اسرائیل و انا من المسلمین (10 : یونس : 90) یااللہ! میری توبہ! یااللہ! میں ایمان لاتا ہوں موسیٰ علیہ السلام پر اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔ اللہ کہتا ہے الآن اب و قد عصیت قبل (10 : یونس : 91) تو نے اس سے پہلے بڑی نافرمانیاں کی ہیں و کنت من المفسدین (10 : یونس : 91) تو بڑا شرارتی تھا' بڑا ڈپلومیٹ تھا' بڑا فسادی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام دین کی دعوت دیتے تھے اور تو لوگوں سے کہتا تھا کہ تمہارا ملک چھیننا چاہتا ہے' یہ پارٹی بنانا چاہتا ہے' یہ ایسی مکاریاں کرتا تھا اس لئے اب وقت نہیں رہا۔

میرے بھائیو! خلاصہ کیا ہے؟ جو میں نے آپ کو بیان کیا ہے کہ ایمان امنت باللہ و ملائکته و کتبه و رسله کا نام نہیں ہے' ایمان نام اللہ کے ڈر کا ہے' اللہ کے خوف کا ہے۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ (59 : الحشر : 18) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو' و التنظر نفس ما قدمت لغد ہر آدمی دیکھ لے کہ اس نے کل کے لئے کیاکیا ہے؟ خصوصا جس کے بال سفید ہو جائیں۔ ارے داڑھی رکھنی اس لئے ضروری ہے کہ نظر آتا رہتا ہے۔ اگر سر کے بال سفید ہوں گے وہ تو نظر ہی نہیں آتے' داڑھی کو رہنے دو تاکہ تمہیں سگنل ملتا رہے کہ سفید بال ہو گئے اور تو دیکھ سکے کے اب بال سفید ہونے لگ گئے ہیں میں نے کل کے لئے کیا کیا ہے ؟ دیکھو دنیا میں جو آدمی زنا کرے' زنا کی سزا اپنی جگہ علیحدہ ہے لیکن وہ محروم کس چیز سے رہے گا۔ حوروں سے' کوئی بیوی نہیں' قصہ ختم' خدا یہ کہے گا کہ تو دنیا میں زنا کرتا رہا ہے یہاں تیرے لئے کوئی حور نہیں' کوئی بیوی نہیں' تیرے لئے آگ ہی آگ ہے۔ جہنم ہی جہنم ہے اور جس نے کنٹرول کیا اور جس نے ضبط کیا' خدا کہے گا یہاں نماز نہیں' یہاں روزے نہیں' یہاں کوئی اور عبادت نہیں یہاں عیش ہی عیش ہے۔ یہاں کوئی پابندی نہیں' جو تیری مرضی کر' حوریں تیرے لئے' دنیا کی بیوی تیرے لئے' جب حضرت خدیجہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہؓ! جب تو جائے تو اپنی سوکنوں کو...... حضرت مریم' مائی آسیہ' فرعون کی بیوی اور ام کلثوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن یہ تینوں میری بیویاں ہوں گیں.... ان کو سلام کہنا۔ اس طرح مومنوں کے لئے جنت میں داڑھی نہیں ہوگی۔ آخر جنجال ہی تو ہے داڑھی۔ چاہے ہم رکھتے ہی ہیں۔ داڑھی ہے تو سنت۔ اسلامی شعار ہے' اسلامی طریقہ ہے' جنتی سارے تیس سال یا تینتیس سال کے ہوں گے۔ پوری جوانی ہے۔ لیکن جرد مرد' کہیں جسم پر بال نہیں ہوں گے۔ اور داڑھی کا کوئی بال نہیں ہوگا۔ بالکل Young جیسے بچہ اٹھ رہا ہو۔ اس طرح سے وہ ہوگا لیکن کون ؟ جس نے دنیا میں داڑھی رکھی ہوئی ہے اور جس نے دنیا میں صاف کر دی اس کے لئے پتہ ہی نہیں کیا بنے گا؟ اللہ اکبر آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ (جنت کی تفصیلات کے لئے دیکھئے)

مشکوۃ کتاب صفۃ القیامۃ و الجنۃ و النار باب صفۃ الجنۃ و اہلہا)

میرے بھائیو! جس نے دنیا کی پابندیوں کو برداشت کر لیا' یہ مان لیا کہ اللہ تجھے حق ہے جو چاہے پابندی لگا دے' میں پابند ہوں' اور خدا کی پابندیوں کا حال دیکھا رمضان شریف میں؟ پانی جو حلال ہے خدا کہتا ہے دیکھ روزے میں بالکل پانی نہ پینا' روٹی کھانا تیرے لئے حلال ہے پر منہ نہ لگانا۔ بیوی تیرے لئے حلال ہے لیکن بالکل قریب نہ جانا۔ یااللہ! کیوں' اللہ کہتا ہے: میری مرضی' تجھے یہ اعتراف نہیں ہے کہ میں مالک ہوں؟ جو چاہوں پابندی لگا دوں۔ حرام تو حرام ہی ہے۔ میں چاہوں تو حلال پر بھی پابندی لگا دوں' تو مانتا ہے یا نہیں؟ روزہ یہی تسلیم کرانے کے لئے ہے۔ اور جس نے یہ تسلیم نہیں کیا اور روزے رکھ لئے۔ اس کا روزہ ہوا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ کم من قائم' کم من صائم کتنے روزے رکھنے والے ہیں جو روزے رکھ کر خالی' محروم' بالکل چٹیل... کم من قائم کتنے تراویح پڑھنے والے ہیں' نفل پڑھنے والے ہیں' لیکن نفل پڑھنے کے باوجود صاف' بالکل چٹیل (رواہ دارمی' مشکوۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

میرے بھائیو! جیسے سوچنے کی بات ہے اگر مقصد پورا ہی نہ ہوا تو وہ چیز کس کام کی؟ آپ دوائی کھاتے ہیں اگر فائدہ ہی کچھ نہ ہوا' آپ چھوڑ دیتے ہیں' کہتے ہیں کیا فائدہ؟ پندرہ دن ہو گئے' بیس دن ہو گئے' مہینے ہو گئے استعمال کرتے ہوئے کوئی فائدہ نہیں ہوا' چھوڑ دو۔ ایک کہتا ہے کہ یہ کمزوری کا علاج ہے' بڑی طاقت والی چیز ہے' ٹانک ہے' مقوی ہے' آپ کچھ دن استعمال کر کے دیکھ لیں گے۔ آپ کو اگر کچھ فرق نہیں پڑا تو آپ چھوڑ دیں گے۔ اللہ کہتا ہے تم کبھی تو سوچا کرو کہ میں نے روزہ اس لئے فرض کیا ہے کہ تم متقی بن جاؤ' تمہارے دلوں میں میرا خوف پیدا ہو جائے' تمہاری زندگی شتر بے مہار نہ ہو۔ اور اگر تم روزہ رکھ کر بھی ویسے کے ویسے ہی ہو' روزے [illegible] نے کے بعد تم

بدلے نہیں' تو روزہ بیکار ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ اگر نمازیں پڑھ کر بھی آدمی مسلمان نہ ہو تو نمازوں کا کیا فائدہ ؟ سوچنے کی بات ہے میرے بھائیو ! ایک ہوتا ہے جسم جو نظر آتا ہے ' ایک ہوتی ہے روح۔ نظر آتی ہے کیا ؟ اگر لاش پڑی ہو' روح نہ ہو کیا کہیں گے ہمارے گھر کے اتنے آدمی ہیں .... ختم ' گنتی ہی کوئی نہیں۔ اگر روح ہے..... وہ جو اندر کام کرنے والی چیز ہے تو جسم کا بھی فائدہ ہے اور اگر روح نہیں ہے تو جسم کیوں رکھا ہے ؟ اسے دفن کر دو...... ماں سے بچے کو لے جاؤ' اور کہو کہ تیرے بچے کو دفن کر دیں۔ دیکھو ! کیسے جان دے گی ' لیکن اگر روح اندر سے نکل جائے جو "جوہر" ہے۔ تو لوگوں کو بلاتی پھرتی ہے' ارے ! میرا بچہ مر گیا' اس کو دفن کر دو۔

میرے بھائیو ! بالکل نماز ایک جسم ہے اور جو اس کے اندر چیز ہے وہ روح ہے۔ اگر وہ نہیں تو نماز مردہ جسم ہے۔ روزہ ایک لاش ہے' روزہ ایک جسم ہے۔ اگر اس سے تقویٰ حاصل نہیں ہوتا' خدا کی پہچان نہیں ہوتی تو روزہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی میت یا لاش ہے۔ عقل سے کام لیا کرو۔ یہ مسئلے سن کر لوگ تو یہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ مولوی شرارتیں کرتا ہے۔ تبلیغی جماعت کے خلاف ہر جمعہ کوئی نہ کوئی چوٹ کرتا ہے۔ یہ جو سبحان اللہ کا اتنا ثواب ہے' الحمدللہ کا اتنا ثواب ہے' کلمے پر محنت کرو' یہ رگڑے پر رگڑا دو..... یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ دین کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ دین ایک Practical چیز ہے' جو دنیا میں انقلاب لاتا ہے۔ جو دین انقلاب نہ لائے ' جو اسلام انقلاب نہ لائے وہ کوئی اسلام نہیں۔ اب دیکھ لو دنیا میں کروڑ ہا کروڑ مسلمان ہیں۔ انڈیا میں دیکھو' پاکستان میں دیکھ لو اور جگہ دیکھ لو لیکن مسلمان کیسے ہیں ؟ .... مٹی...... تو سمجھ لو کہ اسلام کوئی نہیں ہے۔ سب بیکار ہے۔ اللہ کو غیرت آ جائے۔ جبکہ کافر مار رہا ہو اس کو مسلمان سمجھ کر تو اللہ کچھ مدد کر دے تو علیحدہ بات ہے ورنہ جب اللہ سے Dealing ہو گی تو اللہ صاف کہے گا کہ تو مسلمان کیسا ؟ اسی لئے صحابہ نے

پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ سب سے بہتر عمل کونسا ہے ؟ اب بظاہر نظر تو یہ آتا ہے کہ سب سے بہتر عمل جو ہے نماز ہے' روزہ ہے' یہ فرائض ہیں لیکن آپ نے کیا جواب دیا ؟ آپ نے فرمایا سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ الحب فی اللہ و البغض فی اللہ (رواہ احمد و ابوداؤد' مشکوۃ کتاب الاداب' باب الحب فی اللہ و من اللہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ) نماز ایک Exercise ہے روزہ ایک Exercise ہے فلاں عمل ایک Exercise ہے فلاں فرض ایک Exercise ہے۔ کس چیز کے لئے ؟ اس لئے کہ تیرے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ جو چیز اللہ کی وہ تیری اور جس چیز سے اللہ محبت کرتا اس چیز سے تو محبت کرتا ہے اور جس چیز سے اللہ نفرت کرتا ہے اس چیز سے تو نفرت کرتا ہے۔ اگر تو اس کلاز کو نہ پہنچے' اگر تو اس مقام کو نہ پہنچے' تیری نماز گری ہوئی ہے' اس میں جان نہیں' تیرا روزہ گرا ہوا ہے' اس میں جان نہیں۔ تیرے دوسرے فرائض گرے ہوئے ہیں ان میں جان نہیں۔ اسی لئے میں سوچا کرتا ہوں اللہ سرائیکی والے' یہ پنجابی' یہ پٹھان' یہ سندھی' یہ مولوی' ان کو دیکھ لو کہ انہیں صوبے کتنے پیارے لگتے ہیں۔ سرائیکی والوں کو پنجابی برا لگتا ہے اور پنجابی والوں کو سرائیکی برا لگتا ہے۔ فلاں کو فلاں برا لگتا ہے اور فلاں کو فلاں برا لگتا ہے ؟ معیار کیا ہے ؟ اپنا وطن' اپنا دریا' اپنی چیزیں ۔ اللہ کہتا ہے کہ تیرے اندر ایمان نہیں۔ خواہ مخواہ نمازیں پڑھتا ہے' ٹکریں مارتا ہے' سب بیکار ہے۔ یہ تیرا معیار یہ ہو کہ یہ مسلمان ہے اور میں بھی مسلمان ہوں اور یہ میرا بھائی میرے حقیقی بھائی سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ میں منبر پر چڑھا ہوں اور پورے دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جن کے دلوں میں عصبیت ہے ...... یہ لسانی' یہ ملکی .... خدا کی قسم ان کی نجات کبھی ہو نہیں سکتی۔ یہ ایمان کے منافی ہیں کہ ایک دیندار آدمی ہو معیاری دیندار ہو یہ اس لئے آپ کو اچھا نہیں لگتا کہ وہ آپ کا ہم صوبہ نہیں' ہم زبان نہیں۔ تیری زبان سندھی ہے' اس کی زبان پنجابی ہے'

تیری زبان سرائیکی ہے' اس کی زبان پشتو ہے' تو کیا کہتا ہے پشتو والے سب علیحدہ ہو جائیں' فلاں علیحدہ ہو جائے' یہ کفر ہے۔ کفر سے نمازیں برباد' روزے برباد' حج برباد' سب کچھ برباد۔ ایمان کب کامل ہوتا ہے؟ جب سب معیار مٹ جائیں اور ایک معیار رہ جائے۔ الحب فی اللہ و البغض فی اللہ تیری محبت ہو تو اللہ کے لئے' تیری کسی سے ناراضگی ہو تو اللہ کے لئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے گیا۔ اللہ نے فرشتے کو بھیجا کہ جا کر اس کا راستے میں انٹرویو لے۔ فرشتہ اسکے سامنے انسانی شکل میں آ کھڑا ہوا۔ اس سے پوچھنے لگا: کہئے جناب! کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا فلاں جگہ دوست کو ملنے جا رہاہوں۔ وہاں کیا کام ہے؟ کام تو کوئی نہیں وہاں ایک نیک آدمی رہتا ہے' میرا ہم مذہب ہے میں اس کی ملاقات کے لئے جارہا ہوں۔ کوئی دنیاوی غرض نہیں' بالکل نہیں۔ مجھے دین کی وجہ سے اس سے محبت ہے۔ فرشتہ کھل کر سامنے آگیا کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے کہ میں تجھ سے یہ بات کروں اور تجھے پھر یہ خوش خبری دے دوں کہ جیسے تو اس مسلمان سے محبت کرتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الاداب' باب الحب فی اللہ و من اللہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

میرے بھائیو! ان تحریکوں کو نہ دیکھو' جو کفر کی لہریں اٹھتی ہیں ان کو نہ دیکھو۔ اپنے دلوں میں معیار یہ رکھو کہ جو اہل حدیث ہے وہ آپ کا بھائی ہے۔ ہر لحاظ سے آپ کے دل میں اس سے محبت ہونی چاہیے' کوئی بغض' کوئی نفرت' کوئی اس قسم کی ایسی بات آپ کے دل میں اس کے خلاف بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر آپ کے ہاں معیار کوئی اور ہے اور آپ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ نمازیں' روزے' حج' زکوتیں وغیرہ سب بیکار ہیں' بالکل غلط۔ اور شیطان کے پاس سب سے بڑا آلہ ہے ہی یہی مسلمانوں کو لڑانے کا' مروانے کا۔ یہی تعصب ہے۔ اور جمہوریت سے یہ بہت پیدا ہوتی ہے' جب الیکشن ہوں گے

...... جاٹ' ارائیں فلاں فلاں ...... شیطان یہ جذبات ابھارتا ہے' یہ عصبیتیں ابھارتا ہے۔ دین ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ میرے بھائیو! یہ روزہ فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ جیسا کہ نماز فرض ہے' زکوۃ فرض ہے' حج فرض ہے۔ اس طرح سے روزہ بھی فرض ہے۔ اعمال صالح میں اس کا بہت اونچا نمبر ہے۔ جو ایمان کی مقدار روزے کو مطلوب ہے وہ عام عملوں میں نہیں پائی جاتی۔ جو ایمان روزے میں درکار ہے وہ نماز میں اتنا درکار نہیں۔ وہ زکوۃ میں اتنا درکار نہیں کہ آپ غسل خانہ میں گئے پانی پی لیا' گھر میں اکیلے ہیں مرضی کر لی۔ کون دیکھتا ہے' کون پوچھتا ہے اگر آپ نہیں کرتے تو نگرانی کون کرتا ہے؟ اللہ کا خیال ہی ہے ناں کہ اللہ دیکھتا ہے۔ اس لئے روزے کے لئے جس ایمان اور اخلاص کی جس Quantity کی ضرورت ہے وہ اور فرائض میں اتنی درکار نہیں ہے۔ جب جزا ملے گی ان کا معاوضہ اللہ دے گا تو باقی اللہ فرشتوں سے دلائے گا۔ روزے کا بارے میں اللہ کہے گا کہ الصوم لی و انا اجزی به روزے کا بدلہ میں خود اپنے ہاتھ سے دوں گا۔ کیونکہ اس میں اخلاص اور ایمان جو ہے وہ زیادہ درکار ہے۔ اور میرے بھائیو! ایمان ایک ہوتا ہے۔ سمجھ کے ساتھ! ایک عادت ہوتی ہے۔ اس کو ایمان نہیں کہتے ۔ جیسے مثلا سور حرام ہے۔ آپ کو اس سے بڑی نفرت ہے' لیکن شراب حرام ہے' لیکن اس سے اتنی نفرت نہیں ہے۔ کوئی شراب پی لے آپ کے گھر میں' آپ کے محلے میں' آپ کی سوسائٹی میں' آپ کا رشتہ دار۔ آپ کبھی اس کا بائیکاٹ نہیں کریں گے۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے سور کھا لیا ہے تو آپ کو زبردست غیرت آئے گی ...... ہیں! سور کھا لیا' اس کا بائیکاٹ کر دو۔ یہ ایمان کا اثر نہیں ہے۔ یہ عادت پڑی ہوتی ہے۔ مسلمان مشرک تک ہو' مشرک بھی قرآن کا بڑا احترام کرے گا۔ ویسے حقیقت میں جو مشرک ہے اس کے نزدیک قرآن کا احترام کیا؟ یہ روٹین ہے اب دیکھ لو کعبہ کی طرف پاؤں نہیں کریں گے۔ یہ جاہل لوگ جن کو مسئلے

مسائل کا کوئی پتہ نہیں' کعبے کا اتنا احترام کہ ادھر کو پاؤں نہیں کریں گے۔ ہائے کعبہ .... لیکن یہ ایمان کی وجہ سے نہیں' یہ ماحول کی وجہ سے ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں۔ شروع سے ایک طبیعت ایسی بن گئی ہے اس لئے ذہن بن گیا ہے۔ اس کو ایمان نہیں کہتے۔ ایمان وہ چیز ہے جو کسب ہو' جو آپ نے خود سمجھ کر کمایا ہو۔ اور اسی لئے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اسلام کا تعلق عقل والوں سے ہے۔ بے عقلوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ روزے کا بوٹا کس سرزمین میں لگتا ہے؟ جو روزہ پھلتا پھولتا ہے' یا جو نماز قبول ہوتی ہے' پھلتی پھولتی ہے اس کے نتائج بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ اگر یہ کسی اچھی زمین میں ہو تو نماز اپنی فصل' اس کی پیداوار' اس کے نتائج صحیح نکلتے ہیں اور اگر شور والی زمین ہو تو پھر کیا ہے؟ دیکھ لو ایک تنکا سا کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں زمین اچھی ہوتی ہے۔ اللہ نے قرآن میں مثال دی ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ (2 : البقرۃ: 261) اگر زمین اچھی ہو' ایک دانہ ڈال دو۔ ایک دانے سے سات بالیاں نکلیں گیں۔ سات سٹے' ہر سٹے میں سو سو دانہ ہوگا۔ فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ایک دانے کے سات سو دانے۔ اللہ! اگر زمین زور والی ہو واللہ یضاعف اللہ چودہ سو کر دے۔ دیکھو عقل کی بات ہے Common Sense کی بات ہے کہ یہ نماز' یہ روزہ' یہ حج' یہ زکوۃ یہ فرائض اور اس کے علاوہ جو اپنی مرضی کے نوافل وغیرہ ہیں۔ جتنے بھی ہیں کس زمین میں اگتے ہیں؟ ...... جس زمین کو شور نہ لگا ہوا ہو' اگر اس زمین کو شور لگا ہوا ہو تو جیسے فصلیں نہیں اگتی اسی طرح سے نماز' روزہ' حج' زکوۃ سب بیکار۔ ان اعمال کے لئے' روزے کے لئے' حج کے لئے زکوۃ کے لئے' ان سب چیزوں کے لئے پہلے زمین کا درست ہونا ضروری ہے۔ دیکھو! عمل صالح کسے کہتے ہیں؟ ہمیشہ آپ قرآن مجید میں پڑھتے ہیں۔ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات (2 :

البقرۃ: 277) کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے۔ عمل صالح کسے کہتے ہیں۔ صالح کا لفظ عام استعمال ہوتا ہے۔ جس کے اندر صلاحیت ہو' عمل صالح وہ عمل جس کے اندر اگنے کی صلاحیت ہے۔ جس کے اندر بالیدگی ' نمو اور بڑھنے کی صلاحیت ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں اور اس کا بڑھنا کیا ہے ؟ یہ کہ دنیا میں بیج ڈالا جائے' آخرت میں پھل دے۔ وہ عمل صالح ہے اور جو عمل دنیا میں ہی رہ جائے۔ پیسہ دیا کہ جی ! میرے نام کا پتھر لگا دو۔ یہ ہال فلاں نے بنا کر دیا ہے۔ یہ عمل صالح نہیں بنے گا کیونکہ اگے گا ہی نہیں۔ وہاں جائے گا ہی نہیں۔ بس یہیں اگا' یہی ختم ہو گیا' یہیں سڑ گیا۔ عمل صالح کونسا ہوتا ہے ؟ عمل صالح وہ ہوتا ہے جس کا بیج دنیا میں ڈالا جائے اور وہ پھل اگلے جہاں میں جا کر ملے۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس کا بدلہ دنیا میں بھی دینا شروع کر دے لیکن اصل کیا ہے۔ اس کا بدلہ آخرت میں ملے۔ وہ پھل وہاں ملے۔ یہ عمل صالح ہے۔ نماز بہترین عمل صالح ہے' روزہ' حج' زکوۃ یہ بہترین عمل صالح ہے لیکن ان کے لئے زمین کی ضرورت ہے۔ وہ زمین جس میں شور نہ ہو۔ اور شور کیا ہوتا ہے ؟ اگر ایمان کے ساتھ نفاق ہے تو زمین شور والی ہے' نماز کے لئے زمین کیا ہے۔ ایمان اور اگر ایمان خالص ہے ' شرک سے ' بدعت سے' نفاق سے تو سمجھو کہ زمین شور سے بچی ہوئی ہے۔ اس زمین میں عمل صالح بہترین اگے گا اور وہاں جا کر سات سو گنا۔ زمیندار اگر ایک سیر بیج ڈال کر چھ مہینے کے بعد ایک سیر فصل لائے تو کوئی زمیندارا کرے گا؟ کوئی کاشتکاری کرے گا ؟ اگر کوئی ایک سیر بیج ڈال دے' چھ مہینے کے بعد ایک سیر فصل ملے کوئی کاشتکاری نہیں کرے گا۔ کاشتکاری کس اصول پر ہوتی ہے؟ اس پر جو اصول آج میں نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ ایک دانہ ڈالتے ہیں' سات بالیاں' سات سٹے اگتے ہیں۔ اب ہر سٹے میں سو دانہ ہوتا ہے۔ ایک دانے کا سات سو دانہ اور زیادہ ہو تو چودہ سو ہو جائے۔ اس سے زیادہ ہو جائے۔ چنانچہ دیکھ لو زمیندار لوگ کتنا بیج

ڈالتے ہیں اور کتنی فصل کاٹتے ہیں اور زمیندارا چلتا ہے اور اگر جتنا بیج ڈالا جائے اتنا ہی ملے تو کوئی کاشتکاری نہ کرے۔ بالکل نہ کرے۔

ان اعمال کے لئے خوب سمجھ لو کہ ان اعمال کے لئے زمین کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ ان اعمال کے لئے زمین کیا ہے۔ ایمان اور اس میں اگر نفاق ملا ہوا ہو' اس میں اگر شرک ملا ہوا ہو' اس میں اگر بدعت ملی ہوئی ہو تو زمین جو ہے وہ بیکار ہے۔ فصل بالکل نہیں ہوگی۔ ویسے آپ دل سے پوچھیں میں یہ آپ کو سبق پڑھا رہا ہوں تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے اصل دین کتنا Scientific ہے۔ یہ بلیغیوں والے رگڑے نہیں ہیں۔ سبحان اللہ ! سبحان اللہ ! ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ دو یہ ہو جائے گا۔ دو دفعہ کہہ دو وہ ہو جائے گا۔ دیانتداری سے سوچ کر بتائیے !نماز پہلے چاہیے کہ ایمان پہلے چاہیے۔ روزہ پہلے چاہیے کہ ایمان پہلے چاہیے۔ جہاد پہلے چاہیے کہ ایمان پہلے چاہیے۔ ایک یہودی مسلمان ہو گیا۔ جب آپ خیبر گئے تو وہ گڈریا تھا' یہودیوں کے جانور چروایا کرتا تھا' یہودی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آگیا کہ آپ کیا کہتے ہیں جو اتنا فتنہ و فساد مچا ہوا ہے ' یہ یہودی لوگ آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ آپ بھی جہاد کے لئے آئے ہوئے ہیں' آپ نے فرمایا یہ میری دعوت ہے' میں لوگوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ لوگو ! ایمان لاؤ' نیک بندے بن جاؤ۔ اپنی آخرت کی فکر کرو۔ اس کی سمجھ میں بات آگئی۔ وہ کہنے لگا اگر میں مسلمان ہو جاؤں' میری بھی نجات ہو جائے گی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل۔ اس نے کہا یہ جو یہودیوں کے اتنے جانور ہیں فرمایا جا لے جا۔ ان کو وہاں ہانک دے ان کے علاقے میں' ان کی زمین میں چھوڑ دے وہ اپنے جانور سنبھالتے رہیں گے..... آگیا' آکر کہنے لگا مجھے بھی جہاد میں اپنے مجاہدین میں شریک کر لیں۔ فرمایا کہ نہیں' پہلے ایمان لاؤ۔ فرمایا پہچان ! میں کون ہوں' اور اللہ کو پہچان کہ اللہ کا مقام کیا ہے؟ جب وہ ایمان لے آیا تو فرمایا اب تو مسلمان ہو گیا ہے۔ مسلمان

برادری میں شامل ہو گیا ہے۔ اب تو مجاہدین میں شامل ہو جا۔ ایک ہی ریلے میں' پہلے ہی ریلے میں چلتا بنا۔ شہید ہو گیا' (زاد المعاد ج 1 ص 393) نہ نماز کا موقع آیا' نہ روزے کا موقع آیا' نہ کسی اور عمل کا موقع آیا لیکن اس نے زمین تیار کر لی۔ ایمان لے آیا۔ مسلمان ہو گیا۔ اب جہاد کا بو نالگ گیا اور اسی ایک ہی عمل کے ساتھ۔ اللہ کو یہی منظور تھا چلتا بنا۔ شہید ہو گیا اور آپ سمجھیں اس بات کو کہ نماز سے پہلے ایمان کی ضرورت ہے۔ زمین کی تیاری کی ضرورت ہے۔ جیسے بیج سے پہلے زمین کا تیار ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح نماز سے پہلے ایمان کا درست ہونا۔ روزے سے پہلے ایمان کا درست ہونا۔ زکوۃ سے پہلے' صدقہ خیرات سے پہلے' ہر نیکی سے پہلے' فرض ہو یا نفل ہو زمین کا درست ہونا' تیار ہونا لازمی ہے۔ جس کی زمین صحیح نہیں' اس کے ایمان کی کھیتی بالکل بیکار ہے۔ اس میں کوئی جان نہیں۔

میرے بھائیو! ہم لوگ جو ہندوستان کے مسلمان ہیں ہم لوگ ہندوؤں سے مسلمانوں میں منتقل ہو گئے ان کی رسمیں' ان کے عقائد' ان کے انداز' وہی ختم' وہی چالیسواں' وہی فلاں' وہی فلاں' وہی رسومات' وہی جہالت کی ساری باتیں۔ ہم ہندوؤں سے مسلمانوں میں منتقل ہو گئے مگر وہی ہندوؤں والے کام ہمارے اندر موجود ہیں۔ ایمان ہمارے درست نہ ہوئے' عقائد ہمارے درست نہ ہوئے تو اس لئے میرے بھائیو! چونکہ یہ جمعہ ہے ساتویں دن آتا ہے۔ یہ اصل میں دھلائی ہوتی ہے' یہ اصل میں پڑھائی ہوتی ہے۔ کیونکہ سارے عالم نہیں ہوتے اور عالم بھی بے چارے آج کل کے سوئے ہوئے ہیں۔ عالم کورے' صاف بالکل۔ یہ جمعہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں پڑھائی بھی ہو۔ اس میں دھلائی بھی ہو۔ رگڑائی بھی ہو۔ حتی کہ عین صفائی ہو جائے۔ اور بالکل کندن ہو جائے۔ روزہ رکھنے کا مزہ تو آئے۔ اور اگر وہی بات ہے' روزہ شیعہ بھی رکھتا ہے۔ روزہ بریلوی بھی رکھتا ہے۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے کیا مشابہت دی ہے'

فرمایا روزہ جلدی افطار کرنا۔ اگر تمہاری تربیت صحیح ہے' اگر تمہارا ایمان درست ہے تم چاہتے ہو کہ تمہارا روزہ بار آور ہو۔ تو روزے کو جلدی افطار کرنا۔ روزے کو دیر سے افطار کرنا یہودیوں کی خصلت ہے۔ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصیام باب ما یستحب من تعجیل الفطر ' مشکوۃ کتاب الصوم باب فی مسائل متفرقۃ عن ابی ہریرۃ ؓ) مشکوۃ شریف اٹھا کر حدیث دیکھ لیں۔ ویسے لوگوں کو عادت پڑ جاتی ہے اللہ کا شکر ہے پہلے تو بڑی دیر ہوتی تھی۔ لوگ ہمیں گالیاں دیتے تھے لیکن دیکھ لو اب وہ بھی کھسکتے کھسکتے ہمارے ساتھ آ ملے۔ لیکن آپ نے مثال دیکھی کہ آپ ﷺ نے مثال کیا دی ہے؟ کہ روزہ دیر سے افطار کرنا یہودیوں کی خصلت ہے۔ اس کے معانی یہ ہوں گے کہ روزہ رکھنے والا جو روزہ رکھتا ہے وہ یہودیوں والی خصلت بھی رکھتا ہے۔ اس کا ایمان شور والا ہے۔ اس کی زمین خالص نہیں ہے۔ جس کی زمین صحیح طور پر تیار نہ ہو جس کی زمین کو شور لگا ہوا ہو اس کے روزے کا کیا فائدہ؟ سو میرے بھائیو! روزہ رکھیں اللہ آپ کو مبارک کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پیشتر اس کے کہ رمضان ختم ہو آپ اپنے ایمان کا بھی تجزیہ کر لیں۔ اس کا بھی فیصلہ کر لیں کہ آپ کا ایمان ٹھیک ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے کیا ضروری ہے۔ آپ کو کیا دیکھنا چاہیے۔ اس وقت دنیا میں مسلمانوں میں جتنے فرقے ہیں ان میں سے آپ کس میں ہیں؟ اگر آپ اس اصلی فرقے کے نہیں ہیں جو کہ عین اسلام کے مترادف ہے تو آپ کی زمین تیار نہیں ہے۔ آپ کا روزہ صحیح نہیں ہے۔ کبھی سوچئے! سب لوگ بیٹھے ہیں خصوصاً پڑھے لکھے لوگ جو بے چارے زیادہ ہی بے سمجھ ہوتے ہیں۔ دینی ماحول سے دور ہوتے ہیں۔ دین کی سمجھ نہیں ہوتی۔ اور دنیا کا علم تو دھوکہ ہے۔ دنیا کا علم تو ایک بہت بڑا حجاب ہے۔

میرے بھائیو! علم جہاں روشنی ہے وہاں علم بہت بڑا اندھیرا بھی ہے۔ جاہل

جلدی سدھر جاتا ہے' پڑھا لکھا نہیں سدھرتا۔ مولوی کبھی نہیں بدلے گا۔ ایک جاہل بدل جائے گا۔ دیکھئے سوچنے کی بات ہے۔ بات کرتا ہوں Common Sense کی' جس کو آپ سمجھ سکیں۔ مسلمانوں میں کتنے فرقے ہیں۔ یہ دیوبندی' بریلوی پھر آگے ان کی تقسیم۔ پھر اس کے بعد شیعہ' پھر فلاں' پھر فلاں' پرویزی' یہ وہ' قریشی' رضوی' چشتی' قادری' سہروردی' نقشبندی' پتہ نہیں کیا کیا آفتیں اور بلائیں ہیں۔ یہ سب فرقے ہیں اور فرقے کیسے ہیں ؟ جب دو ہوں اور ایک دوسرے پر منطبق نہ ہوں' ایک دوسرے سے Conside نہ کریں تو وہ دو ہیں' ایک نہیں۔ اور اگر وہ دو ہیں تو فرقے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے ذرا آپ اپنی عقل کو حرکت دیں۔ کیا اسلام کی ذات میں یہ اختلاف ہے ؟ کیا یہ اسلام کا قصور ہے کہ جو مسلمان ہوگا وہ کسی نہ کسی فرقے میں چلا جائے گا؟ کیا یہ اختلاف اسلام کی ذات میں ہے ؟ اپنے نفس سے پوچھیں' اپنے دل سے پوچھیں۔ اگر اسلام میں اختلاف ہو تو قصوروار اللہ ہے اور اگر یہ بات کہہ دیں کہ اسلام کی ذات میں خرابی ہے' اس میں Contradiction ہے۔ اس کے اندر اختلاف موجود ہے تو پھر اسلام بے کار چیز ہے' اسلام غلط چیز ہے۔ سارا نظام ہی غلط اور باطل ہو جاتا ہے۔ خدا پر بھی حرف آتا ہے اس کے نبیؐ پر بھی حرف آتا ہے اور سب چیزوں کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ اسلام کے اندر اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ وحدہ لا شریک کا دین ہے اور خدا کی بات میں تضاد ہو' خدا کی ذات میں اختلاف ہو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تو نتیجہ کیا نکلا کہ اسلام فی نفسہ ایک چیز ہے۔ اس کی تجزی نہیں ہو سکتی' اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو سکتے' اس میں فرقے نہیں بن سکتے۔ وہ ایک ہے۔ لیکن فرقے بن گئے۔ اب یہ قصور کس کا ہے؟ خوب سمجھ لو کہ جو اسلام میں فرقے ہیں قصور مولویوں کا ہے' علماء کا ہے' لوگوں کا ہے یا قصور اللہ کا ہے کہ اسلام کی ذات کے اندر اختلاف موجود ہے۔ یہ آپ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ اسلام

کے اندر اختلاف موجود ہے۔ لا محالہ آپ کو یہی کہنا پڑے گا یہ سارا قصور مولویوں کا ہے' یہ ساری خرابی علماء کی ہے' عوام کی ہے' لوگوں کی ہے۔ اسلام بالکل ایک وحدت ہے تو پھر آپ کو فکر ہونی چاہیے کہ اگر آپ کا فرقہ دوسرے سے مختلف ہے فی الحال میں آپ کو ایک جملے میں یہ بتا دوں کہ کھرے فرقے میں' اصلی فرقے میں' نقلی فرقے میں پہچان کا کیا طریقہ ہے؟ جو فرقہ جو جماعت نبی ﷺ کے بعد بنی ہو اس جماعت کا Head اس جماعت کا مرشد' ہادی' اس جماعت کا امام کوئی اور ہو خواہ وہ مذہب' وہ فرقہ نبی ﷺ کے ایک دن بعد بھی بنا ہو وہ جھوٹا ہے۔ وہ صحیح کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خالص اسلام رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے۔ اور اسلام پورا کر کے گئے تھے۔ اسلام وہی ہے جو محمد ﷺ کی وضاحت پر مکمل ہو گیا۔ جو اس کے بعد بنا ہے وہ ملاوٹی ہے وہ نقلی ہے وہ صحیح کبھی نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں واسطہ ہے دیوبندیوں سے' میرے دیوبندی بھائی توجہ سے سن لیں آپ حنفی ہیں۔ میرے بریلوی بھائی آپ بھی توجہ سے سن لیں آپ بھی حنفی ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کب پیدا ہوئے اسی (۸۰) ہجری میں۔ ۱۵۰ھ کو فوت ہوئے۔ یہ جو حنفیت ہے جو دیوبندیت کی شکل میں ہو یا بریلویت کی شکل میں ہو یہ نبیؐ کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ سب سے بڑی بدعت ہے۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟ جو چیز نبی کے بعد ہو اور ہو دین کی بات۔ اس کو دین سمجھا جاتا ہو وہ بدعت ہے۔ حنفیت بدعت ہے۔ وہ دیوبندیت ہو' وہ بریلویت ہو جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے یا بریلوی کہتا ہے۔ وہ کہے کہ میں روزے رکھوں اس کو اپنی زمین کی فکر کرنی چاہیے۔ اس کی زمین صحیح نہیں ہے۔ اس کو شور لگا ہوا ہے۔ اس کا مذہب صحیح نہیں۔ پہلی نشانی جس کا چیلنج نہیں کیا جا سکتا کہ اصل دین وہ ہے۔ اصل مذہب وہ ہے۔ اصل جماعت وہ ہے جس کی بنیاد نبی ﷺ نے رکھی ہے۔ قرآن و حدیث پر چلنے والا' قرآن و حدیث کو ماننے والا اور آخر نشانی کیا ہے کہ جب دنیا کا خاتمہ ہو اور دنیا

کا خاتمہ کس پر ہوگا۔ اس کی بڑی علامتیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کی آمد بھی دو نشانیاں ہیں۔ امام گے' عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ یہ چراغ کے بجھنے کا وقت ہے۔ دنیا کے خاتمے کا وقت ہے۔ اپنے دل سے پوچھ' ٹھنڈے دل سے پوچھو' غصے میں نہ آنا' عیسیٰ علیہ السلام حنفی ہوں گے ؟ حضرت عیسیٰؑ دیوبندی ہوں گے ؟ حضرت عیسیٰؑ بریلوی ہوں گے۔ امام مہدی دیوبندی یا بریلوی ہوں گے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ! کبھی نہیں۔ وہ کون ہوں گے ؟ وہ وہی ہوں گے جو صحابہ تھے۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا جب مریمؑ کو بشارتیں دیں گئیں کہ اے مریمؑ اللہ تجھ سے ایک بیٹا پیدا کرے گا۔ و یکلم الناس فی المهد (3 : آل عمران : 46) وہ پنگھوڑے میں جب ماں کی گود میں ہوگا اس وقت کلام کرے گا۔ جب مریم پر لوگ تہمت لگائیں گے کہ یہ بچہ اس نے حرام کا جنا ہے تو بچہ گود میں جو ہوگا وہ بول کرکے گا انی عبداللہ اتنی الکتاب و جعلنی نبیا (19 : المریم : 30) اے بدبختو ! تم میری ماں پر تہمت لگاتے ہو' میں اللہ کا بندہ ہوں ' اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ مریم کو پہلے سے تشفی اور تسلی دیتا ہے تاکہ دل مضبوط رہے۔ پھر و کھلا (ایضا) مریم وہ بیٹا تیرا ایسا نہیں کہ دشمن اس کو مار دیں گے' کوشش تو بڑی کریں گے لیکن اللہ اس کو عمر دے گا۔ وہ کھلا کہولت کی عمر میں بھی باتیں کرے گا۔ اس پر پچاس سال کی عمر بھی آئے گی۔ پھر جب وہ آئیں گے تو کس مولوی سے پڑھیں گے۔ اللہ مریم کو بتاتا ہے۔ و یعلمهم الکتاب و الحکمة و التورات و الانجیل (3 : آل عمران : 48) اے مریمؑ اللہ تیرے بیٹے کو تورات سکھائے گا جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے۔ انجیل سکھائے گا جو اللہ اس پر نازل کرے گا۔ اور جب وہ آخری زمانے میں ہوگا نماز کیسے پڑھے گا؟ رفع الیدین کے ساتھ پڑھے گا یا بغیر رفع الیدین کے ؟ و یعلمه الکتاب و الحکمة (3 : آل عمران : 48) خدا اس کو قرآن اور حدیث بھی سکھائے گا۔

کسی مولوی سے نہیں پڑھوائے گا۔ خدا اس کو خود قرآن اور حدیث پڑھوائے گا جیسے اللہ نے محمد ﷺ نے علم دیا۔ محمد ﷺ سے صحابہؓ نے دین سیکھا۔ اس طرح سے یہ علم "علم لدنی" ہوگا وہ حنفی نہیں ہوں گے۔ وہ دیوبندی اور بریلوی نہیں ہوں گے۔ وہ قرآن و حدیث پر چلنے والے خالص اہل حدیث ہوں گے۔ دو نشانیاں ہیں۔ صحیح فرقہ کونسا ہوتا ہے؟ وہ جو حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھا۔ جیسا کہ صحابہ تھے۔ صحابہ نہ حنفی تھے نہ وہابی تھے نہ شیعہ تھے۔ شیعہ کس سے بنے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بنے ہیں۔ بعد کی پیداوار ہے۔ خارجی کس سے بنے ہیں؟ بعد کی پیداوار ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے؟

میرے بھائیو! خوب سمجھ لویں تو موقعہ تلاش کرتا ہوں کہ اللہ تیرے دین کی دعوت ڈنکے کی چوٹ سے دوں۔ دیکھا آپ کبھی کمہار کے پاس برتن لینے جائیں تو کمہار چاٹی نکالے گا' چکرا نکالے گا' ہنڈیا نکالے گا اور اس کے ہاتھ میں وہ جھاڑن سا ہوتا ہے جس کے آگے کپڑا لگا ہوتا ہے۔ کپڑا مار کر صاف کرے گا اور ڈنڈی مار کا ٹنکا کر دکھائے گا کہ دیکھ لیں کیسے ٹن ٹن بول رہا ہے۔ سو میرے بھائیو! یہ دین ہے لگی لپٹی ہوئی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ منافقت مولویوں والی ڈھیلی ڈھالی باتیں جن میں جول ہو جن میں لچک ہو کہ سارے راضی رہیں' سارے خوش رہیں۔ یہ اسلام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اسلام یہ ہے کہ کوئی ناراض ہو' کوئی خوش ہو اخلاص کے ساتھ خدا کو راضی کرنے کے لئے ڈنکے کی چوٹ بات کہہ دو کہ لوگو! خالص مسلمان بنو۔ یہ زمین ہوگی پھر روزہ رکھو۔ سنت کے مطابق نماز پڑھو۔ اس طرح سنت کے مطابق دوسرے کام کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

یہ کچھ سوالات ہیں۔ سوال لکھنے والے یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ جمعہ ہے کوئی عام مجلس تو نہیں ہے کہ سب سوالات کے جوابات اس وقت ہی دیئے جائیں۔ جمعہ میں وہ سوالات کرنے چاہئیں جو متعلقہ (Relavent) ہوں' جن کے بارے میں کوئی بات ہوئی ہو' یا جن کا تعلق خطبہ جمعہ سے ہو تو وہ سوالات پوچھ لئے جائیں۔

س :۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہو اس میں تراویح پڑھنے سے پانچ صد تراویح کا ثواب ملتا ہے۔

ج :۔ یہ تبلیغیوں کا مسئلہ ہے کہ جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے وہاں پانچ صد تراویح کا ثواب ملتا ہے۔ یہ حدیث کا مسئلہ نہیں۔ ان کے ہاں ایسے مسئلے چلتے ہیں' جھوٹے ' بے بنیاد قصے اور واقعات بھی بہت ملتے ہیں۔ کتابیں دیکھ لیں۔ ویسے بھی تانہ بانہ سارے کا سارا کچے دھاگے سے بنا ہوا ہے۔ اوہو ! بس بھی کرو' جانے دو۔

س :۔ کیا عورت ناپاکی کی صورت میں اپنے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے ؟

ج :۔ بہتر تو یہ ہے کہ کہ عورت باوضو ہو کر دودھ پلائے۔ لیکن اگر کوئی ایسے حالات ہوں کہ کوئی ضرورت ہو اور بچہ رو رہا ہو تو ناپاکی کی حالت میں بھی دودھ پلا سکتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔

س :۔ جو عورت اپنے مرد کے کہنے بغیر گھر سے باہر آتی جاتی ہے اور مرد کی فرمانبرداری نہیں کرتی' تو اس کو دوزخ میں کیا سزا ہوگی ؟

ج :۔ اس کے لئے بڑی سخت وعید ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ جو عورت فرض روزے رکھ لے ' فرض نمازیں ادا کرے اور خاوند کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جس دروازے سے مرضی جنت میں داخل ہو جا۔ (رواہ ابونعیم فی " الحلیة " ' مشکوۃ

کتاب النکاح باب عشرۃ النساء عن انس رضی اللہ عنہ) اور جو عورت نافرمان ہو ' خاوند کی فرمانبرداری کا اسے خیال نہ ہو وہ خسارے میں ہے۔ سخت نقصان میں ہے۔

س :۔ روزہ اگر بے دین کو کھلوائیں تو ثواب ہوگا یا نہیں ؟

ج :۔ دیکھو میرے بھائیو ! توجہ سے سن لو' یہ مسئلہ بہت ضروری ہے لوگوں کو افطاری کی بڑی عادت ہوتی ہے کہ بے نماز سے بے نماز ' بے دین سے بے دین بھی دیگیں چڑھا کر افطاری کرواتا ہے۔ میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا اور ویسے بھی سمجھنے کی بات ہے جو آدمی نماز نہ پڑھتا ہو اگر وہ روزے رکھے تو روزہ کا کوئی ثواب نہیں۔ اب اس کے یہ معنی نہیں کہ روزہ رکھنا چھوڑ دے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز شروع کر دے۔ جیساکہ آپ کہتے ہیں کہ بیٹا محنت کر ورنہ سکول چھوڑ دے۔ اب وہ کہتاہے کہ اچھا میں سکول چھوڑ دیتا ہوں۔ ہم کہیں کہ نالائق یہ سبق نہ سیکھ کہ میں سکول چھوڑ دوں' محنت کرنے لگ جا۔ تو اسی طرح سے اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا اور روزہ رکھتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تیرے روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور پھر میرے بھائیو ! یہ بات توجہ سے سن لو۔ فرمایا لا تصاحب الا مومنا تو اپنی سوسائٹی ' اپنی کمپنی نیک آدمی سے رکھو۔ تیرا تعلق' تیرا میل جول' تیرا اٹھنا بیٹھنا تیرا کھانا پینا' اچھے خوشی کے اوقات گزارنے کے لئے مومن ہونا چاہیے۔ گندے آدمی سے تعلق چھوڑ دے۔ بالکل بری جیسے لٹرین سے۔ گندے آدمی سے میل ملاپ اتنا کرنا چاہیے جتنا ہم لٹرین سے کرتے ہیں۔ آدمی Toilet میں جاتا ہے تو پاخانے میں دل لگانے کے لئے نہیں جاتا۔ بادل نخواستہ جانا پڑتا ہے۔ جب فارغ ہو جاتا ہے تو ناک کو دبائے ہوئے آ جاتاہے۔ بالکل اسی طرح سے گندے آدمی سے میل جول نہ رکھو۔ وہ تیرا دوست

نہ ہو' اس سے محبت نہ رکھ۔ اگر مجبوراً سروس کی وجہ سے یا کسی اور چکر میں اس سے ملنا پڑتا ہے ایسے سمجھ جیسے میں لٹرین میں گیا ہوں۔ تو روزہ کھلوانے کے لئے دیگ پکوائی اور بھیج دی جہاں سارے بدعتی ہیں' جہاں سارے مشرک ہیں' ان میں یہودیوں والی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ تو وہ روزہ کھولنے والا بھی ایسا اور کھلوانے والا بھی ایسا۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے لا یاکل طعامک الا تقی تیرے کھانے کو' تیری دعوت کو متقی لوگ ہی کھائیں' بے وقوف کو' بے نماز کو' بے دین کو اور مشرک کو' بدعتی کو تو کھانا کھلاتا ہے؟ یہ تو نام ہے یہ تو شہرت ہے۔ نہیں .... دو آدمیوں کو روزہ افطار کروا' چار آدمیوں کو روزہ افطار کروا' پانچ کو کروا۔ یہ کون ہے؟ یہ روزہ رکھنے والا ہے یا جھاڑو دینے والا پہچان کر۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد و الدارمی' مشکوۃ کتاب الآداب باب الحب فی اللہ و من اللہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

س:۔ کوئی عورت اگر اپنے ہمسائیوں اور رشتہ داروں سے بول چال نہ رکھے اور لڑتی رہے تو اللہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

ج:۔ حدیث میں آتا ہے کہ دو عورتیں تھیں' رات کو قرآن پڑھتی رہتی تھیں اور دن کو روزہ رکھتی تھیں۔ کسی نے ان کا تذکرہ کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے محلے میں دو عورتیں رہتی ہیں۔ نیک ہیں سارا دن روزہ رکھتی ہیں اور رات کو تہجد پڑھتی ہیں اور قرآن مجید پڑھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک کڑاہی منگوائی اور ان دونوں کو بلوایا ایک سے کہا: قے کر۔ اس نے قے کی' آدھی کڑاہی بھر دی۔ دوسری نے قے کی آدھی کڑاہی بھر دی۔ فرمایا یہ عورتیں وہ ہیں جو حلال کھا کر روزہ رکھتی ہیں اور چغلی کر کے اپنے روزے کو برباد کرتی ہیں۔ چغلی کرنا

مردار کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اس لئے میرے بھائیو! جو روزہ رکھے وہ اپنی زبان پر بھی کنٹرول کرے' بولے کم' باتیں کم کرے۔ کیونکہ باتیں زیادہ کرنے سے چغلی بھی ہوتی ہے' لایعنی باتیں ہوتی ہیں۔ تو اس لئے انسان کو چاہیے کہ جہاں روزہ رکھا ہے وہاں بہت سے پرہیزوں کے ساتھ بولنے میں بھی پرہیز کرے۔ (کذا فی الترغیب ج 4 ص 286 حیٰوۃ الصحابہ ج 2 ص 487)

س:۔ ایک شخص نے قسم توڑی اور کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی صورت میں ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس رقم کو موجودہ حالات میں کن پر خرچ کرنا چاہیے۔

ج:۔ بھئی! کھانا ہی کھلانا چاہیے۔ اگر ایک آدمی قسم کھا لے اور بعد میں قسم کو توڑنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ دس مسکینوں کو کپڑے بنا دے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھ لے۔ تو کھانا کھلانے کے لئے وہی نیک آدمی ہوں۔ مسلمان آدمی ہوں۔ یک وقت ان کو بٹھا کر اوسط درجے کا کھانا کھلا دے۔ اور اگر یک وقت دس نہ ملیں تو دو دفعہ پانچ پانچ کر کے کھانا کھلا دے اور اگر وہ یہ چاہے کہ میں کھانے کے پیسے دے دوں یہ بہتر نہیں ہے۔ اگرچہ مجبوری کی صورت میں یہ جائز ہو سکتا ہے۔

س:۔ حدیث نبوی سے بھینس کا دودھ پینے کی اجازت ملتی ہے یا نہیں اگر نہیں ملتی تو کس ثبوت پر ہم بھینس کے دودھ پیتے ہیں۔

ج:۔ یہ بچارے کسی جلے ہوئے نے بات پوچھی ہے کہ تم جو اہل حدیث بنتے ہو اور کہتے ہو کہ ہر بات حدیث سے ثابت ہے تو بتاؤ بھینس کا دودھ پینا کہاں ثابت ہے؟

ارے یہ تو قرآن سے ثابت ہے احلت لکم بھیمۃ الانعام الا

ما یتلی علیکم (5 : المائدہ : 1) کہ تمہارے لئے جانور جو جگالی کرنے والے ہیں سب حلال ہیں۔ ان کا گوشت بھی اور ان کا دودھ بھی۔ جن کا گوشت حلال ہوتا ہے ان کا دودھ بھی حلال ہوتا ہے۔

س :۔ اگر کسی کے ایک ہی گردہ ہو اور وہ بلڈ پریشر کا مریض بھی ہو تو روزہ رکھنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے ؟

ج :۔ دیکھو بھائی ! اگر کوئی آدمی اس قسم کا مسئلہ آپ' سے پوچھتا کہ میں بیمار ہوں روزہ رکھوں یا نہ اللہ اکبر ! اسلام کی خوبیاں دیکھو آپ ﷺ فرمایا کرتے استفت قلبک (مسند احمد ' اربعین نووی مترجم رقمہا 27) یہ فتویٰ اپنے آپ سے پوچھ۔ اگر تجھے زندگی کا خطرہ ہے جان خطرے میں ہے ' بیماری بڑھ جائے گی تو روزہ بالکل نہ رکھ۔ اور اگر تو سمجھتا ہے کہ نہیں میں برداشت کرسکتا ہوں کوئی خاص نقصان نہیں تو روزہ رکھ لے۔ اب مولوی یہ کہہ دے کہ نہ رکھ اور وہ ٹھیک ٹھاک تو وہ کہہ دے کہ مولوی صاحب نے چھٹی دی ہے۔ میں کیا کروں یہ بات نہ ہو بلکہ استفت قلبک اپنے دل سے پوچھ' تیرا دل کیا فتوی دیتا ہے۔ اگر خدا کا خوف ہو گا تو تیرا دل بھی بہترین فتوی دے گا۔

اگر آدمی کو صبح نہانا ضروری ہو اور سحری کا وقت کم ہو تو آدمی سحری کھا لے ' کھانا کھا لے اس کے بعد فارغ ہو کر نہا لے بیشک اذان ہو گئی ہو جماعت ہو گئی ہو۔

س :۔ حافظ صاحب اگر حاجی حضرات اللہ کے رسول ﷺ کے روضے پر نہ جائیں تو حج ہو جائے گا۔ قرآن و حدیث میں نہیں آیا کہ آپ روضہ رسول پر نہ جائیں تو آپ کیوں جاتے ہیں ؟

ج :۔ دیکھئے بھئی ! حج مکے کا ہوتا ہے حج مدینے کا نہیں ہوتا۔ سوچ لو سمجھ لو۔ ناراض بعد میں ہونا۔ لوگ ہم پر الزام بڑی جلدی لگا دیتے ہیں

کہ دیکھو جی! یہ حضور ﷺ کے روضے پر جانے ہی کے منکر ہیں۔ دیکھو ایک مسئلہ ہے حج کا کہ حج کہاں ہوتا ہے حج مکے ہوتا ہے یا مدینے۔ جو مدینے کا رہنے والا ہو وہ مکے کو آئے یا مدینے کے چکر لگائے۔ ظاہر بات ہے کہ اس کو مکے آنا ہوگا۔ ایک آدمی مکے اور مدینے کے درمیان رہتا ہے' اس نے حج کرنا ہے۔ کدھر کو جائے۔ مدینے کو جائے یا مکے کو آئے۔ لازمی بات ہے کہ حج کرنا ہے تو مکے کو آئے۔ اب مکے آ کر حج کر لیا۔ اب اپنے گھر آ گیا۔ رستے میں اس کا حج پورا ہو گیا یا نہیں ہوا۔ حج پورا ہو گیا' قصہ ختم ہے۔ تو حج کا تعلق مدینے سے بالکل نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم چونکہ انڈیا سے یا دور دراز علاقوں سے جاتے ہیں تو ہمیں یہ ہوتا ہے کہ چلو جی جب مکے آئے ہیں تو مدینہ منورہ بھی جائیں۔ مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھیں اور نیت مسجد نبوی کی ہونی چاہیے۔ روضہ رسول ﷺ کی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ عبادت میں اللہ کے سوا کوئی شریک نہیں۔ مسجد نبوی کی نیت سے مدینہ جانا چاہیے۔ تو جو مدینے جائے تو اس کو چاہیے کہ نبی ﷺ کی قبر پر جا کر وہاں درود شریف پڑھے اور دعا کرے۔

کتب حدیث میں موضوع حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص حج پر آیا اور میری قبر پر نہ آیا اس نے زیادتی کی ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے' کوئی حدیث نہیں ہے۔ حدیث یہ ہے مدینے آئے اور پھر میری قبر پر نہ آئے۔ یہ نہیں کہ حج پر آئے اور میری قبر پر نہ آئے۔ یہ کسی جاہل کی گھڑی ہوئی بات ہے ورنہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ (سلسلة احادیث ضعیفة والموضوعة للالبانی حدیث نمبر 45 ج 1)

س:۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے والی حدیث ٹھیک ہے؟

ج:۔ نماز پڑھتے وقت ہاتھ یاد رکھو ہمیشہ سینے پر باندھنے چاہئیں۔ یوں یہ جو بازو ہے یہ دل پر آئے۔ جہاں مشینری ہے، دل دھڑکتا ہے خدا کے خوف سے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے آواز ایسے نکلتی جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ خدا کی خشیت اور خدا کے خوف سے۔ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ باب فی البکاء فی الصلاۃ، مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوۃ و ما یباح منه عن مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اے موسیٰ! اگر تیرا دل دھڑکے، فرعون کے ظلم کی وجہ سے گھبراہٹ ہو تو و اضمم یدک الی جناحک (20 : طه : 22) تو اپنا ہاتھ یوں دل پر رکھنا۔ نماز میں چونکہ اللہ کا خوف اور خشیت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے ہاتھ یوں سینے پر باندھنا چاہیے۔ جہاں مشینری ہے۔ یہاں تو پوٹا ہے سارا ناف کے نیچے سارا پوٹا ہے، غلاظتیں ہیں۔ نیچے ہاتھ رکھنا ہے حدیث کے اعتبار سے بھی ہے متفق علیہ علی ضعفہ۔ حدیث بھی بہت زیادہ کمزور ہے۔ عقلا بھی یہ بات صحیح نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اتر اور ستو تیار کر۔ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ حضرت بلال نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دن بہت باقی ہے۔ نہیں اتر تجھے پتہ نہیں اور ستو تیار کیے۔ اور روزہ عین صحیح وقت پر کھولا۔ (رواہ البخاری فی کتاب الصوم و ابوداؤد فی کتاب الصیام بات وقت الفطر الصائم عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ) اور اس کی نشانی کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھوٹے چھوٹے بچوں کو کوٹھے کی چھت پر چڑھا دیتی اور ان سے کہا کرتی تھیں کہ جب سورج نظر آنا بند ہو جائے، سورج کی ٹکیا

اس کا قرص غائب ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ جب بچے کہہ دیتے کہ سورج غروب ہو گیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ افطار کر دیتیں۔ سنت طریقہ یہ ہے۔ سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار کر لیں۔ کسی کی مرضی چھوڑے یا نہ چھوڑے۔ جو دیر لگاتے ہیں .... شیعہ کو دیکھ لو ..... شام کا وقت ہو گا روزہ سنیوں کے بعد افطار کریں گے۔ صبح کا وقت ہو گا روزہ سب سے پہلے بند کریں گے۔ اور کیا کہیں گے فقہ جعفری کے مطابق۔ کوئی پوچھے حضرت جعفر پیغمبر تھے۔ تم نے جو اب روزہ حضرت جعفرؒ کے اصول کے مطابق چھوڑنا اور افطار کرنا شروع کر دیا ہے حضرت جعفر کون تھے ؟ محمد ﷺ کے عرصہ بعد جا کر پیدا ہوئے ہیں۔ وہ نبی تھے ؟ دین اصلی کونسا ہے ؟ جو محمد ﷺ پر ختم ہو جائے۔ جس کا دین بعد میں بنتا ہے خواہ وہ نام ابو حنیفہ کا لے یا حضرت جعفر کا نام لے وہ بیچارہ بد قسمت ہے۔

س : جو شخص لاعلمی میں شرک کرے اور اس حالت میں فوت ہو جائے تو اس کی نجات ہے؟

ج مشرک کی نجات نہیں۔ اگر کوئی ایسی جگہ پر ہو جن کو دین کا کوئی پتہ ہی نہیں تو ان کا Retest ہو جائے گا۔

س:۔ قرآن مجید میں ایک جگہ آتا ہے کہ منافق سب سے جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں لیکن دوسری جگہ آتا ہے کہ اللہ کافروں اور منافقوں کو اکٹھا دوزخ میں ڈالے گا۔ یہ تضاد کیوں ؟

جواب:۔ تضاد نہیں تیرے سمجھنے کی غلطی ہے۔ لکھنے والے بھائی دیکھو ان اللہ جامع المنافقین و الکافرین فی جہنم جمیعا (4 : النساء: 140) کہ اللہ کافروں اور منافقوں کو جہنم میں جمع کر دے گا۔ ایک تو یہ بات دوسری ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار)

4 : النساء : 145) کہ منافق جو ہے وہ دوزخ کے نچلے طبقے میں ہوگا اس میں Contradiction کہ ڈالے گا اللہ دونوں کو ایک کو نیچے کر دے گا اور ایک کو اوپر کر دے گا۔ تضاد کہاں سے آیا؟ یعنی جمع کر دے گا یعنی مطلب دونوں کو اکٹھا دوزخ میں ڈال دے گا۔ پھر لٹکائے گا کہاں ؟ منافق کو نیچے لٹکائے گا اور کافر کو اوپر رکھے گا۔

س :۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث اور دیوبندیوں کے عقیدے میں کوئی خاص فرق نہیں۔ اس لئے وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے ؟

ج :۔ جس کو اہل حدیث اور دیوبندیوں کے فرق کا پتہ نہیں چلتا ان کو اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہیے۔ رمضان شریف میں بھی یہ بہت بڑی غلط بات ہے۔ ان میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ مقلد' اس کا مذہب بعد کا بنا ہوا اس کا مذہب بدعت اور یہ قرآن و حدیث پر چلنے والا۔ خالص محمدی۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ لہٰذا نماز پڑھنے کا دیوبندی کے پیچھے' بریلوی کے پیچھے' اہل حدیث اگر نماز پڑھے تو وہ نماز کو ضائع کرتا ہے۔

س :۔ کیا ادنیٰ شرک کرنے سے نجات ہو سکتی ہے۔

ج :۔ میرے بھائیو ! شرک کی مثال ایسے ہے جیسے بالٹی پانی کی بھری ہوئی ہو ایک بوند ایک قطرہ اس میں پیشاب کا پڑ جائے۔ ساری زندگی توحید کے کام کرے اور تھوڑا سا شرک کر لے جیسا کہ آج کل کے جاہل وظیفے کرنے والے لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ جب ختم کرتے ہیں تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ یوں سمجھ لو کہ بکری نے دودھ دیا اس میں پیشاب ڈال دیا۔ وظیفہ صرف اللہ کے نام کا ہو سکتا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کے نام کا وظیفہ نہیں ہو سکتا۔ لا الہ الا اللہ یہ جو جاہل لوگ مسجدوں

پر لکھتے ہیں افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کہیں نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یااللہ مجھے کوئی بہترین وظیفہ بتا تو اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ! لا الہ الا اللہ پڑھا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ! اس کو تو سارا جہان پڑھتا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ کیا اس کی تاثیر کم ہو جائے گی۔ اگر آسمان اور زمین ایک پلڑے میں ہوں اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں تو یہ پھر بھی بھاری ہے۔ (شرح السنۃ کتاب الاسماء باب التسبیح ' و التحمید و التہلیل و التکبیر عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) اس لئے وظیفہ لا الہ الا اللہ ہے۔ کسی نبی کا نام ایک دفعہ بھی وظیفہ میں نہیں آنا چاہیے۔ کلمہ اور چیز ہے۔ جب مسلمان ہوتے ہیں یا اذان وغیرہ میں کہا جاتا ہے۔ لیکن جب وظیفہ وغیرہ کیا جاتا ہے بار بار Repeat کیا جاتا ہے تو سوائے اللہ کے نام کے کسی کا نام بالکل نہیں کہنا چاہیے۔ لا الہ الا اللہ ' لا الہ الا اللہ پھر کوئی کہے محمد رسول اللہ ' محمد رسول اللہ تو یہ شرک ہے۔

س:۔ تعویذ لکھنے والے کی بخشش ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

ج:۔ اگر شرکیہ تعویذ نہ ہو' کوئی آیت ہو' کوئی حدیث ہو تو کیوں نہیں نجات ہو گی۔ کوئی منع نہیں ہے۔

س:۔ اگر کسی شخص کی آنکھ سحری کے وقت نہ کھلے تو روزہ پورا کر سکتا ہے؟

ج:۔ کرنا چاہیے' دیکھو بعض جاہل لوگ روزہ رکھتے ہی نہیں۔ اگر خدا نہ خواستہ دن میں بے ہوش ہو جائے' کوئی بے ہوشی کی صورت ہو' خطرے کی صورت ہو تو افطار کر لے۔ بعض لوگوں کو سفر کرنا ہوتا ہے تو روزہ ہی نہیں رکھتے۔ کہ جی! مجھے صبح لاہور جانا ہے اس لئے میں روزہ نہیں رکھتا۔ خدانخواستہ گھر میں کوئی کام ہو یا کوئی فوت ہو جائے تو پھر

اب ہے بھی گھر میں اور روزہ بھی نہیں۔ آدمی کو روزہ لازمی رکھنا چاہیے جب سفر شروع کرے تو چھوڑ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں عصر کے بعد روزہ چھوڑا۔ صحابہ کا معمول تھا کہ میرے بھائیو! دین سیکھو' دین سیکھو۔ صحابہ اگر سفر پر روانہ ہوتے' سفر پر جانا ہوتا۔ گھر سے نکلتے سواری پر چڑھ جاتے' روزہ افطار کر لیتے۔ جب تک گھر میں ہوتے روزہ رکھتے۔ سفر شروع کر دیا تو روزہ چھوڑ دیتے۔ (رواہ الامام المالک فی الموطا فی کتاب الصیام باب ما جاء فی الصیام فی السفر عن عبداللہ بن عباس)

س :۔ حافظ صاحب انبیاء معصوم عن الخطا ہوتے ہیں مگر قرآن پاک کی سورہ فتح کی آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتم نعمتہ علیک (48 : الفتح: 2) اس بیان کی نفی کرتی ہے۔

ج :۔ یہ سوال کرنے والا بے سمجھ ہے۔ اس نے سمجھا نہیں ہے۔ خوب سمجھ لیجئے گا۔ نبی معصوم ہوتا ہے اور معصوم مفعول کے وزن پر ہے۔ جیسے مکتوب' مشروب۔ مکتوب کا معنی لکھا ہوا' مشروب کا معنی پیا ہوا۔ معصوم کے معنی بچایا ہوا۔ نبی معصوم ہوتا ہے۔ کیا معنی اللہ اس کو بچاتا ہے۔ اگر اللہ ہاتھ اٹھا لے تو نبی بھی غلطی کر جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے غلطی نہیں کی؟ نوحؑ کو اللہ نے ڈانٹا' نوح علیہ السلام نے غلطی نہیں کی۔ معصوم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ بچاتا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ نبی سے غلطی ہو نہیں سکتی۔ یوسف علیہ السلام کیا کہتے ہیں۔ والا تصرف عنی کیدھن (12 : الیوسف: 33) یا اللہ ! یہ عورتیں میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں ۔ زلیخا تو پہلے ایک تھی اب اس نے ساری کمپنی کو ملا لیا۔ اور سب میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں کہ تو اس کی بات کیوں نہیں مانتا۔ یا اللہ ! الا تصرف عنی کیدھن اگر تو نے اس کی چال کو مجھ سے پھیر نہ

دیا۔ اصب الیھن ان میں سے کسی کے ساتھ الجھ جاؤں گا۔ واکن من الجاھلین (12 : لیوسف: 33) میں جاہل بن جاؤں گا۔ لہذا مجھے بچا۔ نبی انسان ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ خواہشات لوازمات اس کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن چونکہ وہ سرکاری آدمی ہوتا ہے اس لئے اللہ ہمیشہ اس کو بچاتا ہے۔ یہ مسئلہ علق قرآن کا لمبا ہے۔ بس بھئی

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان......

خطبہ نمبر 40

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرۃ من الخسرین (3: آل عمران: 85)

میرے دوستو' بھائیو! دنیا میں اللہ تعالٰی کی نعمتوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس کا شکریہ ہر قانون کے تحت ہر ضابطہ اخلاق کے تحت ادا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ اور نعمتوں کا اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ہی اسلام ہے۔ اللہ تعالٰی نے جب شیطان کو مردود کیا وہاں سے نکالا تو کہنے لگا: اچھا! اے اللہ! تو نے مجھے نکال تو دیا ہے۔ اب میں لاقعدن لھم صراطک المستقیم (7: الاعراف: 16) جس آدم کی خاطر تو نے مجھے نکالا ہے' دھتکارا ہے اب میں اس کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ جو اس کی جرنیلی سڑک ہے دوبارہ دنیا سے جنت میں آنے کی میں اس پر بیٹھوں گا اور جتنے لوگ حق پر چلنے والے ہیں ان کا شکار کروں گا۔ لاقعدن لھم صراطک المستقیم میں ان کے لئے صراط مستقیم پر بیٹھوں گا۔ دیکھو شیطان نے کیا بات کہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جنھوں نے لوگوں کو لوٹنا ہوتا ہے: یہ چور' یہ ڈاکو' یہ لوٹ مار کرنے والے جب اندھیرا ہو جاتا ہے' رات ہو جاتی ہے تو سڑک پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں' جو راستے عام چلتے ہیں ان راستوں

پر بیٹھ جاتے ہیں اور جو سمجھ والے ہوتے ہیں' جنہیں پتہ ہوتا ہے۔ کہ مجھے دیر تو ہو گئی ہے۔ اور لوٹ مار ادھر عام ہے تو پھر وہ مشہور جو راستے ہیں ان راستوں سے نہیں جاتے۔ پھر وہ پگڈنڈیوں سے جو کہ راستہ نہیں ہے' کھیتوں میں سے' ادھر ادھر سے گزرتے ہیں۔ تو شیطان کے راستے پر بیٹھنے کے معنی یہ ہیں کہ جب شیطان دیکھتا ہے کہ آدمی جرنیلی سڑک پر چڑھا ہوا ہے۔ صحیح اسلام پر چل رہا ہے تو اس کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور جو اس کے ہتھے چڑھ ہی گیا اس نے اس کو شکار کر ہی لیا ہے۔ ان کو اس طرف لگاتا جاتا ہے اور بہت سے لوگ جو جاہل قسم کے ہیں اگرچہ پڑھے ہوئے ہیں آج کل کی تعلیم ان کو بہت ہے' وہ جنوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی! دیکھو جن مسلمانوں کو ہی ستاتے ہیں' ادھر ہی ہمارے علاقے میں جن ہیں۔ کبھی بھی کسی انگریز کو جن نہیں ستاتا۔ فرانس میں کبھی کسی کو تجربہ نہیں ہوا' یورپ میں بھی کسی ملک میں بھی کبھی کسی انگریز کو جنوں کا تجربہ نہیں ہوا۔ بس جن جو ہے وہ دیسی لوگوں کو ہی ستاتے ہیں اور یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے۔ شاذ و نادر ہی کبھی کوئی ایسی بات سننے میں آئی ہو گی کہ جنوں نے کبھی انگریزوں کو ستایا ہو۔ اس بات کی وجہ کیا ہے؟ ہر چیز کے منکر' منکر خدا' دہریے قسم کے۔ اس قسم کے جو ہیں ان کو بھی جن کچھ نہیں کہتے اور جن آکر تنگ کرتے ہیں بالکل "درڑ" قسم کے لوگوں کو جو آدھے مسلمان اور آدھے منافق ہیں۔ کچھ مانتے بھی ہیں اور کچھ مانتے بھی نہیں۔ ایسوں کو وہ تنگ کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہوتی ہے کہ ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے تنگ کیا' پھر وہ دوڑے گا' بھاگے گا' کہ جی! کوئی جنوں کا عامل ہو۔ پھر وہ بھی مشرک لوگ اس میں عمل وغیرہ کرتے ہیں اور جن ان کے تابع ہوتے ہیں اور پھر ان کی مرضی کے کام کرواتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان کی دکانداری چلتی ہے۔ جو بالکل ہی پکے کافر ہو جاتے ہیں جنہیں ذرا بھی اللہ کا یا دین کا تصور نہیں ہوتا ان کو شیطان نے کیا

کہنا۔ یہ تو میرے ہو ہی گئے۔ شیطان جو اب ورغلائے گا تو ان کو ورغلائے گا جو ابھی ورغلانے کے قابل ہیں ان کا پھانسا جا سکتا ہے۔ ان کے لئے شیطان جو کوشش کرتا ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے۔ دیکھا ہے۔ یا تو آدمی اعلیٰ درجے کا مسلمان ہو جائے گا پھر وہ محفوظ رکھتا ہے۔ یا پھر وہ بالکل پکا کافر ہو جائے نہ اللہ کو مانے نہ کسی اور ہی کو مانے سب بنائی ہوئی باتیں ہیں کچھ نہیں۔ پھر اسے بھی شیطان کچھ نہیں کہتا۔ اس کو تو یہ سمجھتا ہے کہ یہی تو میرا مقصد ہے کہ میں اس کو بدراہ کروں۔ صحیح راستے سے ہٹا دوں۔ دور کہیں دور لے جا کر پھینک دوں۔ سیدھا دوزخ میں جائے۔ پھر اسے بھی شیطان تنگ نہیں کرتا۔ وہ عیش کرتا ہے۔ اس کی دنیا بڑی فرسٹ کلاس گزرتی ہے۔ خوب جتنا کماتا ہے' جتنا کام کرتا ہے۔ اللہ بدلہ اس کو پورا دیتا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ادھار والا سودا نہیں کرتا۔ ادھار والا سودا اللہ مومنوں کے ساتھ ہی کرتا ہے۔ جو مسلمان ہیں' جو نیک ہیں ان سے وعدے ہیں اور جو مانتا ہی نہیں' کچھ آگے ہے تو اللہ پھر ان سے ادھار والی بات نہیں کرتا۔ مثلاً اب یہ چائنہ' یورپ' روس' امریکہ وغیرہ دیکھو کتنی ترقی کر گئے ہیں۔ وہ جو کرتے ہیں اللہ ان کو دے دیتا ہے۔ اور جو ہمارا دیسی مسلمان ہے یہ اگر انگلینڈ جائے بجائے اسکے کہ کوئی اچھا سائنس دان (Scientist) بن کر آئے کوئی میم اڑا لاتا ہے۔ اپنی نسل کو بھی برباد کرتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی برباد کرتا ہے۔ نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا رہتا ہے۔ لیکن وہ جاتے ہیں دیکھ لو کتنی Research کرتے ہیں۔ نئی سے نئی ایجاد کرتے ہیں۔ بہت کچھ کرتے ہیں اور دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ ملکوں کو دیکھ لو انڈیا ہمارے ساتھ آزاد ہوا لیکن ہم سے کتنا آگے نکل گیا۔ چائنہ ہمارے ساتھ آزاد ہوا لیکن دیکھ لو کتنا آگے نکل گیا۔ باقی یورپ کے کتنے ملک ہیں؟ جتنے ملک ہیں انکا تو خیر کہنا ہی کیا؟ جو آدمی درمیان میں رہتا ہے آدھا ادھر آدھا ادھر وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے۔ میرا بات کرنے کا مقصد جو ہے وہ یہ کہ شیطان نے گمراہ

کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا۔ لاقعدن صراطک المستقیم شیطان نے اللہ سے کہہ دیا ہے کہ یااللہ ! میں ان کو گمراہ کرنے کے لئے صراط مستقیم پر بیٹھوں گا تاکہ یہ اس راستے سے ہٹ جائیں۔ پھر میں ان پر وار کروں گا۔ آگے سے' پیچھے سے' دائیں جانب سے'بائیں جانب سے' ہر طرف سے میں ان پر وار کروں گا۔ کسی کو دنیا کا دھوکہ دوں گا' کسی کو دین کا۔ جو ذرا دین کی طرف زیادہ ہے اس کو دین کی پڑیا دوں گا جس سے یہ دین کے رنگ میں بے دین ہو جائیں گے۔ اب آپ نے دیکھا ہے۔ دیکھو اب مسجدوں کی کوئی حد ہے۔ بہاولپور شہر میں دیکھ لو کتنی مسجدیں ہیں؟ لیکن آپ کا کیا خیال ہے ساری مسجدوں والے دین پر ہیں ؟ بلکہ نہیں۔ سب شیطان کے ہتھے چڑھے ہوئے ہیں۔ الا ماشاء اللہ ! اب وہ خوش بھی ہیں کہ دیکھ لو جی کہ ہم کتنے چلے کرتے ہیں ؟ کتنے وظیفے کرتے ہیں کتنے صلوۃ و سلام پڑھتے ہیں' کتنے درود پڑھتے ہیں۔ ہم تو دین کا کام کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ اتنے گمراہ ہیں' اتنے گمراہ ہیں۔ اصل مقصد سے وہ اتنے دور ہیں اتنے دور ہیں۔ کہ زانی بھی اتنا دور نہیں ہوتا' شرابی بھی اتنا دور نہیں ہوتا۔ اور بڑے سے بڑا گناہ کرنے والا بھی اتنا دور نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو بھی گناہ ہے۔ زنا ہو' چوری ہو' شراب ہو' ڈاکہ ہو یہ ایسے گناہ ہیں کہ گناہ کرنے والا ان کو گناہ مانتا ہے اور جو آدمی گناہ کو گناہ مانے کبھی نہ کبھی شاید سدھر جائے ' اسے احساس ہو جائے' ڈر جائے۔ اور جو کر رہا ہو گناہ اور سمجھے نیکی۔ ہو بیمار سمجھے تندرست وہ کبھی علاج کروائے گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نے اپنے چیلے چانٹوں کو اکٹھا کیا۔ ان سے میٹنگ کی' رپورٹ مانگی کہ کہو کام کیسے چل رہا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو برائی کی طرف رغبت تو دلاتے ہیں' چوریاں کروا' سینما دکھا' گناہ کروا' یہ کروا' وہ کروا لیکن وہ پھر توبہ کر کے نمازی بن جاتے ہیں اس طرح سے ہمارے جال میں سے نکل جاتے ہیں۔ اس نے کہا تم یہ کام پھر کم کرو۔ جوں جوں دنیا اب بڑھتی جا رہی ہے' ترقی کرتی

جا رہی ہے' لوگوں کو سمجھ آتی جا رہی ہے یہ کام ان کی برائی بڑی واضح ہے۔ زنا کی' شراب کی' چوری کی' ان کی برائی بڑی واضح ہے۔ تم لوگوں کو شرک اور بدعت میں لگاؤ۔ مزاروں کو ہرا کرو۔ مزاروں کو آباد کرو۔ مزاروں کو بارونق کرو۔ وہاں اپنی اللہ اللہ کرواؤ ۔ دیکھو کوئی تمہارے جال میں سے نکل جائے ؟ وہ اس کو نیکی سمجھیں گے۔ وہ اس کو عبادت سمجھیں گے' وہ اس کو دین سمجھیں گے اور کبھی توبہ نہیں کریں گے۔ زانی توبہ کر لے گا کیونکہ اس کا دل ملامت کرتا ہے۔ شرابی جانتا ہے کہ میں برا کام کرتا ہوں' اس طرح سے اور گناہ کرنے والا کبیرے سے کبیرا گناہ ہو لیکن غلط وظیفے کرنے والا پیروں کو چومنے چاٹنے والا۔ یہ دیکھو سارے مولوی وظیفے کرنے لگے ہوئے ہیں ' دنیا لگی ہوئی ہے اس قدر دین پر لگے ہوئے ہیں۔ مسجدوں میں اذانیں ہو رہی ہیں دھڑا دھڑ۔ دیکھ لو آپ نے شیعہ کی اذان سنی ہوگی۔ بالکل اس سے ملتی جلتی اذان بریلویوں کی ہوتی ہے۔ شیعہ جب اذان دیتے ہیں' پہلے بہت کچھ پڑھتے ہیں بعد میں بھی بہت کچھ پڑھتے ہیں۔ اپنا بنایا ہوا ہے۔ بریلویوں کو دیکھ لو وہ کوئی درود تاج پڑھے گا' کوئی کچھ پڑھے گا۔ کوئی پہلے پڑھے گا کوئی بعد میں پڑھے گا یعنی اذان سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ یہ دونوں بھائی ہیں ' دونوں ایک ہی قسم کے ہیں۔ ایک ہی برادری ہے۔ پھر آگے مسجدوں میں آ جاؤ۔ مسجدوں میں آ کر دیکھ لو شیعہ کی نماز اور طرح کی ہے۔ بریلوی کی نماز اور طرح کی ہوتی ہے۔ اور بریلوی کے ساتھ دیوبندی مل جاتا ہے دیوبندی اور بریلوی دونوں کی نماز ایک ہی ہے۔ یہاں پتہ لگ جاتا ہے کہ بریلوی اور دیوبندی دونوں بھائی بھائی ہیں۔ یہ بھی ایک برادری ہے۔ نہ ان کا کھڑا ہونا سیدھا' نہ ان کے ہاتھ باندھنے سیدھے' نہ ان کے صحیح ہاتھ باندھنے نہ پڑھنا' نہ رکوع صحیح 'نہ قیام صحیح نہ قعدہ صحیح۔ نہ دعائیں صحیح۔ سب فرضی اور بناوٹی 'مصنوعی نماز۔ اپنی بنائی ہوئی نماز۔ یہاں آ کر پتہ چل جاتا ہے کہ اذان میں بریلوی اور شیعہ دونوں ایک برادری کے ہیں۔ نماز میں

دیوبندی اور بریلوی دونوں برادری ایک ہے۔ اور پھر آگے بڑھو تو اہل حدیثوں کو دیکھ لو کہ ان کی اذان بھی مختلف' کوئی بناوٹ نہیں۔ اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور لا الہ الا اللہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی کہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہہ لو۔ اہل حدیث کبھی نہیں کہے گا۔ نہ ..... توبہ! اذان خراب ہو جائے گی۔ اب کوئی سوچے کہ محمد رسول اللہ کوئی برا کلمہ ہے۔ لیکن یہ نہیں کہے گا کوئی اہل حدیث اللہ اکبر' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ نہیں کہے گا۔ یہ کہے گا اللہ اکبر 'اللہ اکبر لا الہ الا اللہ فل شاپ (Full Stop) بریک پکی۔ ختم.... جو بات اپنی طرف سے کہی جائے وہ کبھی دین ہوتا ہے جس نے یہ بات نہ سمجھی وہ مسلمان کب ہوا۔ دیکھو عقل کی بات ہے۔ میں جمعہ میں کوشش یہ کرتا ہوں اور قاعدہ بھی یہی ہے۔ جب جھاڑو دیا جاتا ہے باہر سے نہیں شروع کیا جاتا ہے۔ اندر سے باہر نکالا جاتا ہے۔ کہ جو گندگی ہے ' جو غلاظت ہے' جو خرابی ہے' جو کوڑا کرکٹ ہے باہر نکال دیا جائے۔ اس لئے ہم جمعہ میں زیادہ دیوبندیوں پر اس کے بعد بریلیوں پر زور دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے قریب ترین ہیں۔ شیعہ کی بات ہم کم کرتے ہیں۔ مرزائیوں کا نام ہی نہیں لیتے۔ کیونکہ نہ تو مرزائی آئے۔ یہ تو مولویوں کو عادت ہے کہ جمعہ میں مرزائیوں کے خلاف 'کبھی شیعہ کے خلاف' کبھی کسی کے خلاف حالانکہ تبلیغ کرتے ہوئے ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیے کہ میرے مخاطب کون لوگ ہیں؟ میری آواز کن تک پہنچتی ہے۔ ان کے مطلب کی بات کرنی چاہیے تاکہ یہ سدھریں۔ میں یہاں کھڑا مرزائیوں کو گالیاں دیتا رہوں کیا فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح سے اور لوگوں کو برا بھلا کہتا رہوں۔ ہم سے کوئی Concern ہے ہیں نہیں۔ کوئی فائدہ نہیں۔ ضمناً کسی کی کوئی بات آ جائے تو وہ علیحدہ بات ہے ورنہ ہماری تقریر کا مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دیوبندی کو سدھارنا اور بریلوی کی اصلاح کرنا۔ جب ہم جھاڑو دیتے ہیں تو پہلے ہم دیوبندی کو صاف کرتے ہیں

کہ یہ ٹھیک ہو جائے' پھر بریلوی کو صاف کرتے ہیں۔ چونکہ انکا ہمارا کافی قرب ہے۔ کم از کم کتابیں ایک ہیں۔ اگرچہ فقہ پر وہ بہت زیادہ زور دیتے ہیں لیکن جھوٹا سچا حدیثوں کو بھی مانتے ہیں۔ بخاری و مسلم' ابوداوَد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ ان کو بھی مانتے ہیں۔ اس لئے پھنس جاتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ان کے شاگرد' ان کے استاد ان کے مولویوں کا گروپ انہوں نے حدیث کی ایک کتاب جمع کی اور اس کے مقدمے میں ' شروع میں کیا لکھتے ہیں ؟ کہ ہمارے حنفی دیوبندی طالب علم جب درسوں میں پڑھتے ہیں اور حدیث کی یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ بخاری' مسلم' ابوداوَد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ تو ان کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ ہم تو حدیث سے بہت دور ہیں۔ ہمارے تو سارے مسئلے ہی حدیث کے خلاف ہیں' بہت دور ہیں۔ اس لئے ہمیں ایسی کتاب جمع کرنی چاہیے کہ جس کو پڑھ کر حنفی ڈولے نہ ۔ حنفی طالب علم ڈولے نہ۔ ان کے دل میں Complex کہ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہمارا دین تو بالکل خلاف ہے۔ یہ بات نہ پیدا ہو تو انہوں نے حدیثیں میں چھانٹ چھانٹ کر چن چن کر بالکل کباڑ خانے کی ضعیف سی ' بیکار سی جمع کیں جو ان کے مذہب کے مطابق تھیں۔ ایسی کتاب تیار کی اور اس کے مقدمے میں یہ بات لکھی ہے میں مظفر گڑھ تھا اللہ اکبر! آدمی کو واسطہ پڑتا ہے تو پتہ لگتا ہے۔ میں Board of Studies پنجاب یونیورسٹی کا ممبر تھا۔ پانچ چھ سال رہا۔ ہمارا کام ہوتا تھا۔ بی۔اے کی اسلامیات کا کورس بنانا۔ میں نے وہاں کوشش یہ کی کہ اس میں ایک طرف حدیث رکھی جائے' ایک طرف فقہ حنفی رکھی جائے۔ تاکہ لڑکے آپس میں مقابلہ کر سکیں۔ ان کو حدیث اور فقہ کے فرق کا پتہ لگ جائے اور وہ صحیح چیز اختیار کریں۔ اس کو قبول کریں۔ میں نے بلوغ المرام کا نماز کا Chapter بی۔اے کے کورس میں رکھوا دیا۔ اور ادھر قدوری جو فقہ حنفی کی کتاب ہے اس کا بھی نماز کا Chapter کورس میں رکھوا دیا کہ فقہ میں یہ

پڑھیں اور حدیث میں یہ پڑھیں۔ چلو کورس بن گیا۔ جو چھپوانے والے ہوتے ہیں انہوں نے کورس کے مطابق کتابیں چھپوا دیں۔ ایک سال گزر گیا۔ ایک سال کے بعد جب اگلے سال Meeting ہوئی اور میں گیا تو علامہ علاؤ الدین صدیقی جو اس وقت اسلامیات Department کے Head تھے ایک اتنا پلندہ خطوں کا میرے سامنے ڈال دیا کہ مولوی تو بڑا خطرناک ہے میں نے کہا کیوں؟ یہ دیکھو کہ یہ کتنے خط آئے ہیں۔ لوگوں کے اتنے خط آئے ہیں کہ اگر کالجوں میں حدیث پڑھائی جانے لگ جائے مسئلے مسائل پڑھائے جانے لگ گئے تو حنفی لڑکے سب اہل حدیث ہو جائیں گے۔ یہ آپ نے کیا ظلم کیا؟ مولوی تو نے شرارت کی ہے۔ یہ تو نے جان بوجھ کر کورس رکھوایا ہے۔ ہمیں تو اس کا احساس ہی نہ ہوا۔ تو نے یہ ڈنگ مارا ہے۔ تو نے یہ کام کیا ہے۔ اور پھر باقی لوگ سٹاف کے ایسے ہی تھے۔ میں نے کہا آپ کی مرضی ہے۔ آپ جو مرضی کر لیں۔ خیر وہ جو نماز کے مسائل احکام کے مسائل تھے۔ ان کو بدل کر کتاب الآداب مشکوۃ کی رکھ دی۔ جس میں تبلیغیوں والے مسئلے تھے جو ہر ایک کو ہضم ہو جائیں اور دیکھ لیں تبلیغیوں کو' تبلیغیوں کو وعظ کریں' قصے سنائیں' کہانیاں سنائیں' اس کا اتنا ثواب' تبلیغیا بڑا خوش ہوگا بڑا خوش ہوگا اور جب اس کو حدیث کے مسئلے سنائیں کہ نبی ﷺ کی نماز ایسی تھی' وہ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے اور رفع الیدین کرتے تھے پھر تبلیغی کو جیسے سانپ ڈس گیا۔ سن ہی ہو جاتا ہے۔ پھر کبھی نہیں بیٹھے گا۔ ویسے کہیں گے دین کی باتیں' دین کی تبلیغ' محنت کرو۔ میں پوچھتا ہوں کس پر؟ حنفیت پر؟ ارے حنفیت کوئی اسلام ہے؟ خیر انہوں نے یہ بدل دیا۔ کتاب الاداب رکھ دی۔ جس میں باب القیام آگیا۔ باب السلام آگیا۔ مصافحہ آگیا۔ معانقہ آگیا پھر اس کے بعد صلہ رحمی آگئی۔ والدین کی۔ اس قسم کی چیزیں بے ضرر سی کہ حدیث بھی رہے اور کہے بھی کچھ نہ۔ بس یہ ہو گیا۔ تو جب یہ کورس تھا نماز کا حدیث کا میں اس وقت [illegible] میں

تھا۔ مظفر گڑھ میں پڑھایا کرتا تھا۔ وہاں جو شہر میں بڑا حنفی مدرسہ ہے وہاں جو صدر مدرس ہے اس کا لڑکا بھی بی۔اے میں پڑھتا تھا اس کے دل میں یہ کہ میرا باپ شیخ الحدیث ہے' اتنا بڑا عالم دین ہے تو وہ اس شان و شوکت کو سامنے رکھتے ہوئے مجھ پر سوال کرتا' اعتراض کرتا اور میں پہلے ہی یہ چاہتا تھا کہ لڑکے کچھ پوچھیں تاکہ ان کے پلے کچھ پڑ جائے۔ میں نے کہا بیٹا ایسے کرو۔ اب دو چھٹیاں آ رہی ہیں۔ اپنے گھر جا کر اپنے ابا سے کہنا کہ ابا جی جو حدیث کی بہت مشہور اعلیٰ درجے کی کتابیں ہیں ان میں رفع الیدین کے بارے میں دکھاؤ۔ بخاری شریف کھولو' دیکھو رفع الیدین کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ رفع الیدین کرنی چاہیے ؟ شروع میں اللہ اکبر کہتے وقت ' اللہ اکبر رکوع کو جاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے اٹھتے ہوئے۔ یہ تین ہو گئیں اور جب پھر دو رکعت کا تشہد پڑھ لیں اور تیسری کو کھڑے ہوں تو پھر اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کر کے ہاتھ باندھیں۔ بخاری شریف میں دیکھیں پہلے' پھر مسلم شریف میں پڑھ لیں۔ پھر ابوداؤد میں پڑھ لیں۔ پھر صحاح ستہ کی جو ترمذی ' ابن ماجہ وغیرہ میں سب میں پڑھ لیں۔ اس کے بعد آپ فیصلہ کر لیں کہ رفع الیدین کرنی چاہیے یا نہیں۔ حنفی مذہب غلط ہے یا اہل حدیث جو کہتے ہیں کہ کرنی چاہیے وہ غلط ہے۔ لڑکا چونکہ صاف ذہن تھا' سفید چادر تھی۔ ابھی رنگ نہیں چڑھا تھا کہنے لگا ہاں یہ ٹھیک ہے میں ان چھٹیوں میں یہ کام کروں گا۔ چلا گیا۔ باپ سے بات کی۔ جب چھٹیاں گزر گئیں۔ کلاس میں آئے تو پھر وہی بات شروع ہوئی ۔ میں نے کہا سناؤ بیٹا اپنے ابا سے پوچھا تھا ؟ کہا جی ہاں میں نے ابا سے کہا تھا تو انہوں نے مجھے کوئی کتاب نہیں دکھائی اور کہا کہ یہ جتنے محدث گزرے ہیں یہ سب ہمارے خلاف تھے۔ یعنی باپ نے یہ کہہ کر یہ Chapter بند ہی کر دیا۔ اس نے کتاب کھول کر دکھائی ہی نہیں۔ تو میں نے کہا اب بیٹا تم خود ہی سوچ لو کہ محدث جو دین کے محافظ ہیں نبی [redacted] کی زندگی کا ریکارڈ رکھنے والے وہ جب اگر تمہارے

خلاف ہوں گے تو تم کہاں کے رہ گئے ؟ پھر تمہارا ستیاناس ہو گیا۔ تمہارا پلے کچھ نہ رہا۔ تو یہ صورت حال ہے۔

شیطان کیا کرتا ہے ؟ نماز پڑھنے والے کو نماز کے رنگ میں جس کو جیسا دیکھتا ہے ویسی ہی پڑیا دیتا ہے۔ اگر بڑا دین کی طرف جاتا ہے تو اس کو شرک کی پڑیا دیتا ہے' بدعت کی پڑیا دیتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے قیامت کے قریب جا کر شیطان اپنے چیلے چانٹوں کو بھیجے گا بدمعاشوں کے پاس' زانی شرابی' بدکار لوگوں کے پاس ۔ ان سے کہے گا دیکھو ! تم کو شرم نہیں آتی' دیکھو بزرگوں کی قبریں۔ کسی کو بشارت دلائے گا کہ فلاں مزار پر جا' اتنا بڑا کامل ولی تھا' اوپر کی نیچے کر دیتا تھا۔ نیچے کی اوپر کر دیتا تھا۔ بس ادھر سے ہٹائے گا۔ پھر وہ . کھلا بھگت بن جائیں گے۔ اور وہ چلے جائیں گے' زنا سے ہٹائے گا' شیطان چوری سے ہٹائے گا' بدعتوں پر لگائے گا۔ صراط مستقیم پر بیٹھ کر اس کو وہاں سے ہٹا کر شرک اور بدعت کی طرف لے جائے گا کہ جہاں نہ توبہ کی گنجائش نہ سدھرنے کی گنجائش (مسند ابویعلی ' مجمع الزوائد ص ۲۰۷ ج ۱۰ تفسیر ابن کثیر آل عمران ۱۳۳) اب دیکھو ناں آپ درخواست دیں تھانے میں' ڈی۔ سی کے یہ صلوۃ سلام والے بہت شور مچاتے ہیں تنگ کرتے ہیں تو عام یہ جو اکثر مفتی و نشی ہوتے ہیں سارے شاہ جی ! شاہ جی فرضی قسم کے کہیں گے وہ تو اللہ کا نام لیتے ہیں۔ دیکھو یہ کتنا بڑا فراڈ ہے ؟ دوسرے کے لئے دھوکہ۔ حقیقت میں دین کو بگاڑنا اور سمجھنا یہ کہ یہ دین ہے۔ چنانچہ دیکھ لو یہ مسجدیں بھری پڑیں ہیں۔ یہ مسجد آپ کے پاس ادھر جامع مسجد ہے۔ فلاں مسجد ہے' فلاں مسجد ہے۔ کتنی تعداد ہے۔ امام آئے گا۔ اگر کانوں کو ہاتھ لگائے گا حالانکہ یہ رفع الیدین کا کوئی طریقہ نہیں۔ توبہ میری ! کانوں کو ہاتھ لگا رہا ہے اور پھر چھوڑتے ہی یہاں ہاتھ باندھ لے گا۔ امام اور پیچھے سارے کے سارے 'جو نیت امام کی وہ میری اور جس گھڑے میں امام جائے گا اسی میں میں جاؤں گا۔ پڑھ رہے نماز

دھڑا دھڑ یہ نہیں دیکھتا کہ ہمارے امام محمد ﷺ ہیں' ہمیں نماز محمد ﷺ کے طریقے کی پڑھنی چاہیے۔ پہلے ہم محنت کریں۔ سمجھیں کہ نبی کی نماز کا کیا طریقہ تھا؟ آپ کھڑے کیسے ہوتے تھے۔ آپ ہاتھ کیسے باندھتے تھے۔ آپ رفع الیدین کیسے کرتے تھے۔ ساری باتیں۔ دیکھو ناں یہ یقین جانیں جب ایک آدمی صحیح دیندار ہوتا ہے تو وہ ہر وقت یہ تلاش کرتا ہے کہ حضور ﷺ کا طریقہ کیا ہے؟ نبی کی سنت کیا ہے؟ میں تو ویسے کروں گا جیسا نبی کا طریقہ ہے' یہ نیک آدمی کی علامت ہے اور جو گندہ ہوگا' بہکا ہوا ہوگا' بھٹکا ہوا ہوگا' غلط راہ پر ہوگا وہ بزرگوں کی تعریفیں۔ یہ بزرگ ایسے تھے' یہ بزرگ ایسے تھے۔ یہ ویسا کر دیتے تھے' یہ ویسے کر دیتے تھے۔ کبھی کچھ کبھی کچھ ادھر ادھر کی باتیں کبھی ادھر کی باتیں کبھی ادھر کی باتیں۔ سوچنے والا سوچتا ہے کہ اسلام میں شخصیت پرستی کا تو سوال ہے ہی نہیں۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ لوگو! اللہ کہتا ہے کہ میں اپنے نبی محمد ﷺ کے سوا کسی کی گارنٹی نہیں دیتا۔ بس سوچ لو' اگر کل کو تم بھٹک گئے اور میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ یا اللہ! میں تو فلاں کے پیچھے لگ گیا۔ میں کہوں گا کہ تجھے کس نے کہا تھا ادھر جا۔ دیکھو ناں آپ کے پاس کوئی اتھارٹی تو ہونی چاہیے۔ اللہ کہتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (3 : آل عمران: 31) اے نبی! لوگوں سے کہہ دے سیدھی بات' لوگوں سے کہہ دے کہ لوگو اگر تمہیں اللہ سے پیار ہے۔ اللہ سے ملنا ہے۔ اللہ سے جنت لینا ہے۔ اللہ سے محبت ہے فاتبعونی میرے پیچھے آؤ۔ چھوڑ دو سب کو۔ یہ قرآن ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ تو کہہ دے لوگوں سے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے' اللہ سے پیار ہے۔ اللہ کے پاس جانا ہے' اس سے ملنا ہے' اس سے جنت لینی ہے تو کیا کرو۔ فاتبعونی تو میرے پیچھے آؤ۔ یحببکم اللہ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اگر تم نے اپنا بنایا ہوا امام پکڑ لیا' اپنا کوئی پیرو مرشد پکڑ لیا اولیاء اولیاء کا ہیضہ ہو گیا۔ تو پھر کیا ہو گا؟ تو بس گڑھے میں پڑ

جاؤ گے۔ کوئی ضمانت نہیں ۔ دیکھو دین کا معاملہ ہے۔ بخاری شریف اٹھائیں۔ جو سب سے اعلیٰ درجے کی صحیح کتاب ہے حضرت عثمان ...... ایک تو حضرت عثمان خلیفہ رسول ﷺ تھے یہ اور حضرت عثمان تھے۔ آپ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ مہاجرین اور انصار میں ۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو ہیں آپ ﷺ نے ان کو ایک انصاری کے گھر میں ان کا بھائی بنا دیا تھا۔ ان کے گھر میں شامل کر دیا تھا۔ یہ فوت ہو گئے۔ پہلے پہلے شروع شروع کی بات ہے۔ مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور کی بات ہے۔ فوت ہو گئے۔ غسل دے رہے ہیں۔ کفن دے رہے ہیں۔ اب تدفین وغیرہ کا موقع ہے۔ جس گھر میں یہ رہتے تھے اس گھر کی وہ جو انصار عورت تھی کہنے لگی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ دیکھو ناں دور دور سے تعریفیں لوگ لوگوں کی کرتے ہیں۔ لیکن اس کا حال پوچھنا ہو تو محلے والوں سے گھر والوں سے جا کر پوچھو تو پھر لوگ بتائیں گے کہ یہ کیسا ہے۔ "دور کے ڈھول سہانے" اب اس عورت کا جس سے چوبیں گھنٹے کا واسطہ ہے۔ بے تکلف آنا' یا کیسی زندگی گزارنا ' پھر کھانے کے لئے لینا۔ پھر کوئی چیز لا کر دینا' پھر کبھی غصہ یا یہ وہ .... وہ عورت کہتی ہے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ اور یہ بہت بڑی شہادت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندی تو کہہ کیا سکتی ہے ؟ تو کیسے کہہ سکتی ہے؟ بخاری شریف کے لفظ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے بارے میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی ﷺ عن ام علاء رضی اللہ عنہا' کتاب الشہادات باب القرعة کتاب الجنائز عن خارجة بن زید رضی اللہ عنہ) اور یہ قرآن مجید میں بھی ہے اور بعض لوگ حدیثوں کو سن کر ہائے !ہائے ! یہ حدیث کبھی صحیح ہو سکتی ہے کہ نبی کو اپنے بارے میں پتا نہ ہو۔ چونکہ ابتدائی دور کی بات ہے۔ ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ کو بلایا اور کہا اے مخلوق

میں سے سب سے بہتر! آپ ﷺ نے اس کو روک دیا۔ نہیں .... مجھے ایسا نہ کہو' مخلوق میں سب سے بہتر میرے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراہیم علیہ الصلاۃ و السلام) ابھی وحی نہیں آئی تھی۔ ابھی اللہ کیطرف سے یہ اعزاز یہ سرٹیفکیٹ نہیں ملا تھا کہ مخلوق میں سب سے اعلیٰ محمد ﷺ ہیں۔ اور جب اللہ کی طرف سے یہ اعزاز مل گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انا سید ولد آدم و لا فخر کہ میں آدم علیہ السلام کی پوری اولاد کا سردار ہوں۔ یہ فخر کی بات نہیں۔ یہ حقیقت کا اظہار ہے۔ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی (رواہ ترمذی ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی ﷺ' مشکوۃ کتاب الفضائل باب الفضائل سید المرسلین ﷺ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد' ابراہیم علیہ السلام سمیت میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ جب پتہ لگ گیا تو آپ ﷺ نے یہ کہا۔ اور جب پتہ نہیں تھا تو کہنے لگے کہ نہ ... مجھے نہ کہو کہ میں سب سے بہتر ہوں' سب سے بہتر ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ تو جب تک اللہ نے اپنے نبی کو نہیں بتایا کہ جنت کی کنڈی تو کھولے گا' جنت کا دروازہ تو کھولے گا۔ سب جنتی تیرے پیچھے داخل ہوں گے۔

اس عورت سے آپ کیا کہتے ہیں کہ تو اس کے بارے میں کہہ رہی ہے کہ یہ جنتی ہے۔ ما ادری ما یفعل بی و لا بکم (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء کتاب الجنائز کتاب الشہادات) مجھے پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ اور یہاں لوگ رجسٹریاں دینے لگ جاتے ہیں۔ یہ بھی جنتی ہے' یہ بھی جنتی ہے' یہ بھی اولیاء جیسا کہ پکا لکھ کے آیا ہے خدا کے ہاں ۔ جہالت ساری کی ساری ..... اب یہ جتنے صوفیاء گزرے ہیں ...... اللہ اکبر! ..... ان کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ اب یہ لاہور والے علی ہجویری جن کو "داتا" کہتے ہیں۔ حالانکہ داتا اللہ کی ذات ہے۔ داتا اللہ کے سوا

کون ہو سکتا ہے۔ لیکن مشرکوں کی زبان ہے... ان کو داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ اپنی "کشف المحجوب" کتاب میں .... اب لوگوں میں تو اس قدر شہرت ہے کہ یہ کتاب پڑھ کر دیکھ لو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بھٹکا ہوا آدمی بالکل بہکا ہوا آدمی...... فلاں نے خدا کو دیکھا ہے' فلاں نے خدا کو دیکھا ہے۔ حالانکہ مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تین باتیں ہیں جس نے وہ تین باتیں کہیں اس نے اللہ پر جھوٹ بولا۔ سب سے پہلی بات یہ کہ جب حضور ﷺ معراج کو گئے تھے تو انہوں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھاتو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ دوسری بات جو یہ کہے جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ پر وحی اتاری تھی محمد ﷺ نے اس میں سے کچھ چھپا لیا ہے جیسے جاہلوں میں ہے۔ یہ کہ لوگوں میں سینہ بہ سینہ آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے درویشوں کو دیا۔ ہوتے ہوتے اہل بیت میں۔ یہ کرتے کرتے پیروں کے پاس آیا۔ کہ جی! وہ خاص چیزیں خاصوں کو ہی دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنی امت سے کوئی بات چھپائی وہ جھوٹ بولتاہے اور تیسری یہ بات جو یہ کہے کہ محمد ﷺ کو پتہ ہے کہ کل کو کیاہوگا؟ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء رسول اللہ ﷺ الی السموات و الارض عن مسروق رحمہ اللہ)

پھر اسی کشف المحجوب میں یہ لکھا ہے کہ جی! فلاں بزرگ تھے ان کو آنے والی مصیبت کا پہلے ہی علم ہو جاتا تھا۔ اب اس سے بڑا شرک اور کونسا ہو سکتا ہے کہ جی! فلاں بزرگ تھے ان کو آنے والی مصیبت کا پہلے ہی پتہ چل جاتا تھا اور اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے؟ جنگ احد ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے فوجیوں کی جہاں جہاں Posting کرنی تھی۔ جو ڈیوٹیاں لگانی تھیں۔ سب کو Set کیا۔ ایک درہ تھا اس پر آپ ﷺ نے ایک صحابی کی کمان میں کچھ

صحابہ کو دیا اور کہا کہ یہ درہ نہیں چھوڑنا۔ فتح ہو یا شکست ہو یہ درہ نہیں چھوڑنا۔ لڑائی ہوئی ۔ کافروں کو شکست ہوئی و لقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہ باذنہ (3 : آل عمران : 152) مسلمانو ! اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا کہ جب بھی تم کافروں سے لڑو گے' تمہاری جیت ہوگی۔ تمہاری فتح ہوگی۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔ جب تم کافروں کو قتل کر رہے تھے اور وہ بھاگے جا رہے تھے۔ جب ان درے والوں نے دیکھا کہ فتح تو ہو گئی ہے۔ کافر بھاگ پڑے ہیں۔ مسلمان کافروں کا مال لوٹ رہے ہیں تو ہم کیوں پیچھے رہیں۔ چلو ہم بھی لوٹتے ہیں۔ وہ جو ان کا امیر اور کمانڈر تھا کہنے لگا۔ سن لو نبی ﷺ نے کہا ہے فتح ہو یا شکست یہ درہ نہیں چھوڑنا۔ وہ تاویل کرنے لگے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ جب تک جنگ ہو۔ اب تو بھاگتے ہیں امیر کا کہنا' کمانڈر کا کہنا نہ مانا۔ مال لوٹنے لگ گئے۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کافروں کی فوج میں تھے بڑے گھاک تھے۔ ان کی نگاہ اس درے پر رہی کہ جب مسلمان اس درے کو چھوڑیں گے...... اپنے آدمی لے کر علیحدہ تھے ...... کہ پیچھے سے حملہ کروں گا اور فتح شکست میں بدل دوں گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ درہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ وہ پیچھے سے پڑ گئے۔ اب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ کوئی کہیں گر پڑا کوئی کہیں گر پڑا۔ ستر بہتر کے قریب حمزہ جیسے ' مصعب بن عمیر جیسے بڑے بڑے جلیل القدر صحابی جن کی وفات پر آپ بھی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے شہید ہو گئے۔ آپ خود زخمی ہو گئے۔ دانت مبارک شہید ہو گیا۔ خود گھڑے میں گر گئے۔ کافروں میں شور پڑ گیا الا ان محمد قد قتل محمد (ﷺ) مارا گیا۔ بڑی خوشی ہوئی کافروں کو۔ کتنا بڑا نقصان ہوا۔ اب مسلمان سنبھلے۔ لوگوں کے دل میں آنے لگا.... ہیں ! یہ کیا ہوا ؟ علی موجود' ابوبکر موجود' عمر موجود' عثمان رضی اللہ عنہم موجود۔ بڑے بڑے صحابی موجود' ارے ! خود نبیؐ موجود' پھر یہ برا حال ہوا کتنے آدمی مارے گئے۔ نبیؐ زخمی ہو گئے۔ یہ کیا

بات بنی کہ حضرت حمزہ ﷺ جیسے شہید ہو گئے۔ یہ کیا بات بن گئی ' کسی نے کچھ ' کسی نے کچھ کہا.... اللہ نے جب یہ مشہور ہو گیا کہ حضور ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ اللہ نے یہ آیت اتاری (صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد ' کتاب الجہاد و کتاب الجنائز وغیرہ) دیکھو توحید و ما محمد الا رسول (3 : آل عمران : 144) اے محمدؐ کا کلمہ پڑھنے والو ' سن لو ! کل کو تم نے مشرک ہو جانا ہے۔ و ما محمد الا رسول محمدؐ اور کچھ نہیں ' کچھ نہیں سوائے ایک رسولؐ کے۔ بس صرف رسول ہیں۔ خدا نہیں ' خدا کا بیٹا نہیں ' کرنی والا نہیں ' اس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت نہیں ' زندگی اور موت نہیں ' فتح اور شکست نہیں۔ ایک انسان ہے۔ سب کمزوریاں اس کے ساتھ ہیں۔ و ما محمد الا رسول محمدؐ صرف رسول ہیں۔ اس سے زائد کچھ نہیں کہ تم اس سے کوئی توقع کرو۔ جہاں وہ شکست نہیں ہو سکتی ' جہاں وہ ہو وہاں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ نقصانوں کو روکنا اس کے بس کی بات نہیں اور اللہ نے پھر قرآن مجید میں آیت اتاری ہے۔ قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا (7 : الاعراف : 188) اے نبیؐ تو اپنی زبان سے کہہ تاکہ لوگ دین سیکھیں۔ لوگو ! سن لو ' میں اپنی جان کے لئے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ و لو کنت اعلم الغیب (7 : الاعراف : 188) اگر میں غیب جانتا ہوتا..... لوگ تو کہتے ہیں کہ پیروں کو غیب ہے ' ان کو آنے والی مصیبت کا پتہ چل جاتا ہے ' وہ پوچھنے والوں کو بتا دیتے ہیں ...... و لو کنت اعلم الغیب اگر میں غیب جانتا ہوتا لاستکثرت من الخیر (ایضا) میں بڑی بھلائی جمع کر لیتا و ما مسنی السوء (ایضا) مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اگر آنے والی مصیبت کا پتہ ہوتا ..... جیسا کہ علی ہجویری نے اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں لکھا ہے کہ کئی بزرگوں کو آنے والی مصیبت کا پہلے ہی پتہ لگ جاتا ہے...... اگر نبیؐ کو پہلے پتہ لگ جاتا تو درے پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرتے جو درہ چھوڑ گئے ؟ آپ کی نصیحت

کے باوجود وہ درہ چھوڑ گئے..... نہیں ' بالکل نہیں۔ کوئی چیز نبی ﷺ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہدایت نبی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے لئے بڑا زور لگایا۔ بڑا زور لگایا۔ ہائے ! میرا چچا' میرا بڑا ہی وفادار..... ہائے ! میرا ساتھ دینے والا ' یہ کسی طرح سے مسلمان ہو جائے۔ چچا کو بڑا سمجھاتے ہیں 'بڑا سمجھاتے ہیں۔ چچا بھتیجے کا دل رکھنے کے لئے کہہ دیتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ تو نبی ہے' تو سچا ہے لیکن ہم اپنے آباء کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو اس اقرار کا اہل حدیثوں کا دیوبندیوں کو کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کبھی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ابوطالب باربار کہتا ہے کہ اسے یقین ہے کہ تو سچا' تیرا دین سچا' تیری بات سچی۔ لیکن خود نہیں شامل ہو سکتا۔ اب بہت کہتے ہیں کہ جی ہاں ! رفع الیدین سنت ہے لیکن میں کرتا نہیں ۔ کیا فائدہ تیرے کہنے کا کہ سنت ہے۔ آخر آخری وقت آگیا' چارپائی پر پڑا ہے' بستر مرگ پر پڑا ہے۔ اللہ کے رسول چلے گئے۔ چچا اب تو آخری بات ہے۔ چند لمحوں کی بات ہے کلمہ پڑھ لے' میرے کان میں ہی کلمہ پڑھ لے ' جو تیری زندگی گزری ہے' جو تو نے میرے لئے قربانیاں دیں ہیں' میرا ساتھ دیا ہے۔ وہ تو مجھے معلوم ہے۔ تو اب آخر میں کلمہ پڑھ لے۔ احاج لک بھا عند اللہ میں اللہ سے کہہ کر تیرے بارے میں تیری بخشش کے لئے زور ماروں گا۔ اللہ سے جھگڑوں گا۔ ادھر دوسرے سردار جو تھے: چوہدری ابوجہل' یہ ' وہ ' دوسرے ' جتنا گند تھا وہ آ کر بیٹھ گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ یہ سمجھا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھ ! دیکھ ! کہیں مرتے وقت داغ نہ لگا جانا۔ اس چھوکرے کے پیچھے لگ کر اپنا آبائی دین نہ چھوڑ دینا۔ بزرگوں کادین نہ چھوڑ دینا۔ اب وہ کشمش میں ہیں یہ کرے یا وہ کرے۔ کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ آخر جان نکل گئی۔ اور مرتے مرتے کیا کہا: حضور ﷺ کے کہنے پر لا الہ الا اللہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا اموت علی دین عبدالمطلب (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصة

ابوطالب و کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عندالموت لا الہ الا اللہ' صحیح مسلم کتاب الایمان باب لول الایمان قول لا الہ الا اللہ نحوہ) میں اپنے باپ دادا کے دین پر مرتا ہوں چلو قصہ ختم۔ اب پھر صحابی پوچھنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے چچا نے آپ کا بڑا ساتھ دیا...... یہاں اگر کوئی کام کر دے کسی کا تو کہا جاتا ہے بس جی وہ بھی ٹھیک ہے۔ یہ بلے گلے جو ہوتے ہیں' یہ جو تحریکیں چلتی ہیں' بریلوی ساتھ مل گئے' کسی نے کچھ کر کروالیا لوگ تھوڑے سے کام پر یہ بخشا ہوا ہے۔ یہ بخشا جائے گا۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کے ہاں معیار ہی بالکل دوسرا ہے۔اب دیکھو! نبی کہہ رہا ہے میرا اس نے بڑا ساتھ دیا ہے۔ مجھے اس سے بڑی تقویت ملی ہے۔ اس نے بڑا Defence کیا ہے۔ پوچھنے لگے یا رسول اللہ! اسے کیا ملے گا۔ کوئی فائدہ ہوگا؟ آپکا چچا بھی تھا' کتنی بڑی رشتہ داری ہے' اس نے آپ کو پالا بھی ہے اور پھر آپ اس کے لئے دعا بھی کرتے رہے ہیں۔ جب آپ دعا کرتے اپنے چچا کے لئے کہ یااللہ! اسے ہدایت دے۔ اللہ کیا کہتا ہے ؟ قرآن پڑھ کر دیکھیں : انک لا تھدی من احببت (28 : القصص : 56) اے نبیؐ! تو اپنے پیارے کو بھی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ قرآن ہے۔ انک لا تھدی من احببت تو جس سے بڑی محبت کرتا ہے اسے تو ہدایت نہیں دے سکتا۔ و لکن اللہ یھدی من یشاء (ایضا) ہدایت دینے والا اللہ ہے۔ بلال کالے کو جو حبشہ کا ہے اس کو تو لا کر مسلمان کر دیا۔ اور نبی کو اپنی زندگی میں جنتوں میں پھرا دیا لیکن چچا .... اس کے لئے نبیؐ دعائیں کرتا گیا۔ اللہ نے فرمایا تیرے بس کی بات نہیں' یہ میری مرضی ہے۔ اور مشرکوں کا حال دیکھ لو ہائے ہائے ہائے! وہ تو ایسی کرنی والا ہے۔ ایک دفعہ نگاہ کر دے تو تقدیریں بدل دیتا ہے۔ یہ جاہلوں میں مشہور ہے۔ کہ جی! وہ بزرگ آئے انہوں نے جماعت کروا دی۔ سلام پھیرا جتنے دائیں طرف تھے سارے حافظ ہو گئے۔ مشرکوں کا یہی کام ہوتا ہے۔ شخصیت پرستی ..... لوگوں کو بڑھانا' لوگوں

کو چڑھاتا' کبھی کچھ کرنا' کبھی کچھ کرنا۔..... اللہ !

میرے بھائیو ! جب تک آدمی کندن نہ ہو ' صاف نہ ہو' عقیدہ درست نہ ہو' بالکل اس وقت تک نماز ' روزہ تو کوئی چیز ہی نہیں۔ دیکھتے نہیں کہ مسجدیں بھری پڑیں ہیں کوئی نمازی نہیں ہیں۔ سب بیکار' بالکل بیکار۔ جب عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے۔ اب دیکھو ناں اکثریت بریلوی بھائیوں کی ہے۔ نماز پڑھتے ہیں اور پھر کیا کرتے ہیں۔ " یارسول اللہ " .... " یارسول اللہ " ! اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اللہ کے رسول ﷺ آگے سے بول پڑیں۔ ہاں بھئی کیا بات ہے ؟.... یہ کہے " کہتا تو کچھ نہیں" ۔ دیکھو ناں ! آپ مجھے آواز دیں' میں کہوں ہاں بھئی ! کیا بات ہے ؟ آپ کہیں "بات تو کچھ نہیں" کیسی احمقانہ بات ہے ؟ بریلوی کہے گا " کچھ نہیں " بس عادت پڑی ہوئی ۔ لوگ کرتے ہیں' میں بھی کرتا ہوں اور اگر کہے " یارسول اللہ میں آپ کو سلام کہتا ہوں " تو اللہ کے رسول کہیں گے کہ مجھے پریشان کرنے کی کیاضرورت ؟ دعائیں کرنی ہیں تو کرتا رہ۔ اب دیکھو ناں ! آپ کا باپ فوت ہو گیا۔ آپ نے باپ کے لئے دعا کرنی ہے۔ پہلے اس کو آواز مارتے ہیں ...... ابا ...... نہ ۔ یااللہ ! میرے والد کو بخش دے ! دیکھو سچا درود کیا ہے ؟ اصلی درود' یہ سنہری درود جو ٹکسالی درود ہے۔ جو اللہ کی طرف سے آیا ہے وہ ہے جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد اے اللہ ! محمد ﷺ پر رحمتیں نازل کر ! اس کو نہیں اٹھاتا' اس کو نہیں بے آرام کرتا' اس کو پریشان نہیں کرتا' اللہ سے کہتا ہے۔ جو کون ہے ؟ جو حی ہے' جو قیوم ہے۔ ہر وقت ہر ایک کی سنتا ہے۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (2 : البقرۃ : 255) نہ اس کو اونگھ ہے' نہ اسے نیند ہے۔ اس کو کہتا ہے اللھم اے اللہ ! صل علی محمد محمد ﷺ پر رحمتیں نازل کر! اللھم بارک علی محمد یااللہ ! محمد ﷺ پر برکتیں نازل کر۔ دیکھو اصلی چیز اصلی ہوتی ہے۔ اب دیکھو ناں ! کوئی ہم سے کہے یااللہ ! اللہ تجھے کہے " کیا کہتا

ہے " میں کہوں گا یااللہ ! میرے حال پر رحم کر ! میں بیمار ہوں۔ میرا بچہ بیمار ہے ' مجھے یہ تنگی ہے' مجھے یہ تنگی ہے۔ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ میرے حال پر رحم کھا۔ اور جب تو کہتا ہے کہ یارسول اللہ ! تو کیا تو یہ کہے گا ؟ " یارسول اللہ ! میرے حال پر رحم کرو۔ " تو اللہ کا رسول ﷺ کہے گا کہ اگر میں تیرے حال پر رحم کرنے والا ہوتا تو میں خود کیوں مرتا ؟ میں بیمار ہو کر فوت ہوا ہوں میں خود کیوں بیمار ہوتا۔ کافر مجھے زخمی کیوں کرتے ؟ میری آنکھوں کے سامنے میرے قریبی کیوں شہید ہوتے؟ تو مجھے کہتا ہے کہ میں تیرا کام کر دوں۔ میرے ہاتھ میں ہے کیا۔ آہا ! ارے جس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا ہے وہ مرتا نہیں ہے۔ دیکھو ناں ! میرے لئے سب سے بڑی مصیبت موت ہے۔ جب میں موت کو نہیں ٹال سکتا' میں کیا کر سکتا ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتا' اسی لئے اللہ نے نبیوں پر بھی موت رکھی ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے۔ نبیؑ کسی کی کوئی مصیبت نہیں ٹال سکتا۔ ارے نبیؑ کسی کی مصیبت ٹال سکتا ہوتا تو خود نہ مرتا...... اللہ اکبر ! ...... حضور ﷺ کا بیٹا ابراہیم بیمار ہو گیا۔ چھوٹا تھا' ابھی گودی میں دودھ پیتا تھا۔ بچہ ہے جان نکل جاتی ہے۔ لیکن گھر والوں نے لا کر حضور ﷺ کی گودی میں رکھ دیا تاکہ بریلوی بھی دیکھ لیں' شیعہ بھی دیکھ لیں' علی مولیٰ کہنے والے کہ بچہ نبیؑ کی گود میں زندہ ہے لیکن جان نکل رہی ہے۔ نہ ملک الموت کو تھپڑ مار سکتے ہیں میرا بیٹا ہے ؟ جان لینے آیا ہے ؟ مار دوں گا اگر آیا۔ گود میں بچے کی جان نکلتی ہے۔ آپ ﷺ رو رہے ہیں ' آنکھوں سے آنسوں گر رہے ہیں بیٹے کے چہرے پر پڑ رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں بیٹا ! کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے تیری محبت نہیں' میں تیری جدائی کی وجہ سے چور چور ہو رہا ہوں۔ میرا تو لڑکا بھی اور کوئی نہیں۔ لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں زبان سے وہی بات کہتا ہوں جو اللہ کو پسند ہے۔ صبر کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قول النبی ﷺ " انا بک لمحزونون " '

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمة بالصبیان) لیکن دیکھ لو بریلوی کی سمجھ میں بات آئی ہی نہیں۔ اس نے نبی کو بھی خدا بنا لیا۔ مردوں کو بھی خدا بنا لیا۔ اور اولیاء کی تو لائن لگا دی۔ اولیاء اولیاء اولیاء ....

جاہل آنکھیں بند کر کے سنتے رہتے ہیں اور اپنا دین ایمان برباد کرتے رہتے ہیں۔ میرے بھائیو! جب تک آپ کے دل میں ایک اللہ کے بارے میں ایمان صحیح نہیں ہو گا۔ نماز میں کبھی جان نہیں آئے گی۔ نماز میں کوئی لذت نہیں آئے گی ۔ اللہ کہتا ہے کہ لوگو! میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ فلسفہ دیکھ لو۔ میں دو حرفوں میں آپ کو بتاتا ہوں لا الہ الا اللہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ کوئی میرے جیسے کام نہیں کر سکتا۔ دلیل کیا ہے ؟ فوجداری نہیں' دھونس نہیں ہے کہ زبردستی مانو۔ اللہ کہتا ہے کہ بالکل نہ ... زبردستی نہیں مانو۔ آیت الکرسی کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ کو آیت الکرسی کیوں زیادہ پیاری ہے ؟ دیکھو اللہ اپنا تعارف کروا رہا ہے۔ اللہ کون ہے ؟ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (2 : البقرہ: 255) اللہ کون ہے؟ جس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ وہ الہ کیوں ہے ؟ الحی وہ زندہ ہے ' باقی کوئی چیز زندہ رہنے والی نہیں۔ فرشتے بھی مرجائیں گے۔ ملک الموت بھی مرجائے گا' جبرائیل بھی مرجائے گا۔ سب پر موت آئے گی۔ و توکل علی الحی الذی لا یموت (25 : الفرقان: 58) اللہ قرآن میں کہتا ہے ارے پاگل! بھروسہ کرنا ہے تو نبی' پر نہ کر۔ آپ ٹیک لگا کر دیکھیں' ایک آدمی اس پلر کے ساتھ ٹیک لگائے ' آپ اس آدمی کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ جب تک یہ پلر قائم دائم ہے آپ بھی قائم رہیں اور جب یہ پلر ہی الٹ جائے تو کام ختم ...... وہ بچے اینٹوں کا کھیل کھیلتے ہیں ناں! اینٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ ایک کو ٹھوکر ماری ساری گر جاتی ہیں۔ دنیا کا یہی حال ہے۔ اللہ کہتا ہے دنیا میرے سہارے قائم ہے۔ ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا (35 : الفاطر : 41) یہ آسمان جو بغیر ستونوں کے کھڑا ہے پتہ نہیں

کتنا اس میں وزن ہے۔ میں نے تھاما ہوا ہے۔ یہ زمین جو اتنا بھاری کرہ ہے چکر لگا رہی ہے' گھوم رہی ہے۔ یہ میں نے روک رکھی ہے۔ ان یمسک السماء ان تزولا یہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہے تاکہ گر نہ جائیں۔ اور جب اللہ چاہے گا قیامت آئے گی۔ ہاں ! دھڑام سے آسمان ادھر' زمین ادھر ۔ سب تہس نہس ہو جائے گا۔ جس پر موت آ جائے۔ اس پر کیا بھروسہ کرنا۔ و توکل علی الحی الذی لا یموت (ایضا) بھروسہ اس زندے پر کر جس کو موت نہیں آئے گی۔ سب پر موت آئی۔ نبیؐ پر بھی موت آئی' ولی پر بھی موت آئی' سب پر موت آئی ۔

میرے بھائیو ! یہ بڑے بنیادی عقائد ہیں' ہمارے ملک میں اکثریت مسلمانوں کے بریلوی فرقہ کی ہے۔ لیکن بریلوی کا عقیدہ آپ نے کبھی سنا ہے کتنا کمزور ہے' کتنا غلط ہے' پھر اس کے بعد دیوبندیوں کو دیکھ لو۔ اس کے بعد ہمارا اہل حدیثوں کا نمبر آتا ہے۔ یہ بھی لڑھک رہے ہیں۔ دین کا پتہ ان کو بھی کچھ نہیں۔ اللہ کی جو شان ہے' اللہ پر جو ایمان ہے' اللہ پر جو بھروسے والی بات ہے۔ وہ تو بالکل ختم ہی ہو گئی۔ تو اس لئے میں جو بات آپ سے کر رہا تھا۔ کہنا تو مجھے اور کچھ تھا۔ کیونکہ ادھر توحید پر معاملہ چل پڑا' میں نے سوچا چلو بعض نئے نئے آدمی ادھر آتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ جو ہمارے ہاں جمعہ پڑھ جائیں۔ اور اس کے ایمان میں کچھ کچا پن رہ جائے۔ میرے بھائیو ! عقیدہ درست کر لو۔ موٹی بات یہ یاد رکھو۔ آپ یہ مانتے ہیں ناں کم از کم جو یہاں آئے ہوئے ہیں یا نمازیں پڑھتے ہیں یا جمعہ پڑھتے ہیں کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں۔ کہیں کسی کو اس میں شبہ ہے ۔ اگر یہ بات یقینی ہے کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں تو پھر آپ یہ کہہ سکتے ہیں گاندھی بخشا جا سکتا ہے۔ اندرہ بندرہ وغیرہ وہ بھی کوئی بخشی جائے گی ؟ جب اسلام ہی نہیں تو قصہ ختم۔ بس' پھر اسلام کیسا' نقلی یا اصلی' دیکھئے ! میں یہ بڑے سادہ انداز میں' عام فہم انداز میں سمجھا رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ

آپ کچھ لے کر جائیں۔ کچھ پڑھ کر جائیں۔ کسی مجلس میں بیٹھیں وہ وعظ کر سکیں۔ لوگوں کو بتا سکیں۔ یہ نہیں کہ میرے گن گائیں۔ اکثر جاہلوں میں کیا ہوتا ہے۔ اپنے مولویوں کی تعریفیں کرنا' بس ہمارے بزرگ ایسے تھے' ایسے تھے' وہ ایسے تھے۔ کوئی پوچھے تیرے پلے کیا؟ بس وہی تھے۔ دیکھ لو نبی ﷺ کے شاگردوں کا' صحابہؓ کا کیا حال تھا؟ کوئی میٹرک نہیں' کوئی ایف نہیں' کوئی بی۔اے نہیں۔ کوئی ایم۔اے نہیں۔ لیکن جس نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی۔ سارے عالم بن گئے۔ سارے عالم بن گئے' سارے بڑے عالم۔ آپ فرق دیکھیں گے۔ ہمارا اہل حدیث رگڑا ہوا۔ جو ہمارے ہاں جمعہ پڑھ جائے یا جو ہم سے تھوڑا بہت قرآن مجید پڑھ لے۔ اللہ کے فضل سے وہ مولوی کیا بڑے بڑے پھنے خان مولوی تھر تھر کانپتے ہیں۔ یہ دین چیز ہی ایسی ہے۔ جب دین خالص آ جاتا ہے تو آپ عالم بن جاتے ہیں۔ آپ نے کتابیں پڑھی ہوں یا نہ پڑھی ہوں۔ آپ کا سینہ کھل جاتا ہے۔ جب حقیقت آپ کے اندر بس جاتی ہے تو آپ کے لئے پھر سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں بہت سادہ انداز میں پڑھانے کے انداز میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں۔ لیکن اسلام کیسا؟ نقلی یا اصلی؟ ملاوٹی یا خالص؟ آپ سب بیک آواز بالاتفاق لازما یہ کہیں گے کہ جی! خالص و اصلی۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں روزمرہ کی بات ہے کہ خالص چیز کونسی ہوتی ہے۔ توجہ سے دلوں کو حاضر کر کے بتائیں کہ خالص چیز کونسی ہوتی ہے۔ خالص چیز وہ ہوتی ہے کہ اس کے جو اجزاء اصلیہ ہوں۔ بس۔ اس کی جنس کی چیز جو اس سے ملتی جلتی ہو وہ اس کے اندر شامل نہ ہو۔ اگر کوئی چیز اس سے ملتی جلتی اس کے اندر شامل ہو جائے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ ہو وہ چیز جس کو آپ خالص لینا چاہتے ہیں وہ خالص نہیں ملے گی۔ آپ کا بچہ بیمار ہے۔ حکیم نے بکری کا دودھ بتایا ہے۔ آپ بکری کا دودھ دھوتے ہیں۔ دینے والوں کے پاس بکری کا دودھ کم ہوتا ہے۔ وہ بھینس کا دودھ ڈال کر آپ

کو دے دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں جی ہاں ! بکری کا دودھ ہے۔ حالانکہ آپ نے بھینس کا دودھ ملا دیا۔ اب آپ بتائیں بھینس کا دودھ اچھا ہوتا ہے یا بکری کا ؟ سائنس کے لحاظ سے بھینس کے دودھ کے اجزاء موٹے ہوتے ہیں لہٰذا بہتر ہوتا ہے۔ بھینس کا دودھ مہنگا ہوتا ہے' بکری کا دودھ سستا بکتا ہے۔ لیکن آپ بکری کے دودھ میں بھینس کا دودھ ملا دیں گے تو بکری کا دودھ خالص نہیں رہے گا اگرچہ اعلیٰ چیز ملی ہے۔ وہ ملاوٹی ہو جائے گا۔ ناقص ہو جائے گا۔ دودھ میں پانی ملا دیں۔ خواہ زم زم کا ہو دیانتداری سے بتایئے کہ دودھ کی قدر و قیمت زیادہ ہے یا زم زم کی ؟ ظاہر بات ہے کہ زم زم کا مقابلہ دودھ کیا کرے گا؟ خواہ بھینس کا ہو یا گائے کا۔ لیکن دیکھ لو اگر کوئی حلوائی یا کوئی مولوی جس نے بھینس رکھی ہوئی ہو زم زم کا پانی ملا کر بیچے تو لوگ کیا کہیں گے بے ایمان ہے۔ دودھ ملاوٹی بیچتا ہے۔ تو خالص کی تعریف کیا ہوگی ؟ خالص وہ کہ جس کے اپنے ہی اجزاء اصلیہ ہوں ۔ کوئی غیر چیز اس میں شامل نہ ہو۔ اس سے ملتی جلتی چیز اس کی جنس میں شامل نہ ہو۔ اب دیانتداری سے بتائیں کہ اسلام خالص کیا ہوگا۔ میرے دیوبندی بھائی غصہ دور کر دیں۔ آپ جمعہ پڑھنے آئے ہیں ' یہ اللہ کی عبادت ہے اور دین کا سمجھنا بہت اہم چیز ہے۔

اسلام اصلی کیا ہے ؟ جب ہم کسی کافر کو اسلام میں داخل کرتے ہیں تو اس کو پڑھاتے ہیں کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ وہ کہے گا جی ! میں مسلمان ہو گیا۔ ہاں بھئی تو مسلمان ہو گیا۔ " حنفی تو نہ کہوں " بھئی نہ حنفی کہنے کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ " وہابی تو نہ کہوں " ..... نہ' نہ ..... وہابی کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو اجزائے اصلیہ اسلام کے کیا ہوئے۔ اللہ اور اسکا رسول بس ۔ قصہ ختم ۔ حنفیت کو اگر آپ نے اسلام میں ملا دیا۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچھا جی ! بتایئے ! آپ امام ابو حنیفہؒ قرآن و حدیث کے باہر کوئی بات کہتے تھے ؟ وہ بھی تو اللہ اور رسول ﷺ کی بات کہتے تھے ناں

۔ اب سوچیں پھر اب اللہ کہہ دیتا کہ بھئی! یہ نہ کہتا کہ اسلام اللہ اور اس کے رسول پر ختم ہو جاتا ہے۔ جو جو اچھا آدمی ' نیک آتا جائے سب کو ملاتے جانا۔ چنانچہ دیکھ لو حنفیوں کو' امام ابو حنیفہ کو ملا دیا۔ شافعیوں نے امام شافعیؒ کو ملا دیا۔ پیروں کی لائن علیحدہ ہے۔ صوفیوں کی لائن علیحدہ ہے۔ مولویوں کی لائن علیحدہ ہے۔ فرقے پر فرقہ ۔ کیوں ؟ ملاوٹیں جو ڈال دیں۔ کسی نے حنفیت کو ڈال دیا' کسی نے شافعیت کو ڈال دیا۔ کوئی وہابی بن گیا' کوئی شیعہ بن گیا۔ کسی نے اہل بیت کو ' کسی نے کسی کو شامل کر دیا' کسی نے کسی کو شامل کر دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی تو دین ہی ہے۔ میں نے آپ سے کہا نہیں کہ اس کے ساتھ اس کے جنس کی کوئی چیز شامل نہ کرو۔ بکری کے دودھ میں بھینس کا دودھ ' بھینس کے دودھ میں بکری کا دودھ وہ اصلی نہیں رہے گا۔

میرے بھائیو! امام ابو حنیفہؒ کتنے بڑے امام کیوں نہ ہوں' امام شافعی کتنے بڑے امام کیوں نہ ہوں' کوئی اور کتنا ہی بڑا امام کیوں نہ ہو۔ حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کیوں نہ ہوں۔ عبداللہ بن عمر سے حضرت ابوبکر کے بیٹے سے ایک آدمی کہنے لگا کہ تیرا باپ تو یوں کہتا ہے اور تو یوں کہتا ہے۔ وہ کہنے لگے ارے اللہ کے بندے! میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کی بات بتاتا ہوں اور تو مجھے میرے باپ کی بات بتاتا ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ (جامع الترمذی ابواب الحج باب ما جاء فی التمتع عن سالم بن عبدالله رضی اللہ عنہ) کیونکہ حضرت عمر کی شہرت دین کے ساتھ ہے ناں لیکن اسلام میں وہ داخل نہیں ہو سکتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی بات دین نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات دین نہیں ہو سکتی ۔ حضرت عثمان کی بات حضرت علی رضی اللہ عنہم کی بات' امام ابو حنیفہ کی بات' امام شافعی بات رحمہا اللہ تعالیٰ کسی کی بات دین نہیں ہو سکتی۔ دین صرف اللہ اور اس کے رسول کے فرامیں۔ بس قصہ ختم

اے میرے دیوبندی بھائی ! اب تو دیانتداری سے سوچ تیرا حنفی مذہب خالص اسلام ہے ؟ ناراض نہ ہونا۔ اپنے آپ کو مسلمان کرنے کی فکر کرنا۔ کوئی کتنا ہی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو۔ دیندار کیوں نہ ہو لیکن کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دین میں شامل ہو جائے۔ اس کے نام پر مذہب بنے اور پھر اسلام خالص رہ جائے۔ اسلام کا آج بیڑا غرق کس چیز نے کیا ہے ؟ یہی ناں کہ میں نے اس کو اسلام میں ڈال دیا' اس نے اس کو ڈال دیا۔ وہ حنفی بن گیا' وہ شافعی بن گیا' وہ اہل بیت کا ماننے والا بن گیا۔ وہ وہابی بن گیا' وہ فلاں ماننے والا بن گیا۔ وہ فلاں کے ماننے والا ہو گیا۔ فرقے پر فرقہ' فرقے پر فرقہ۔

میرے بھائیو ! جب آپ یہ مانتے ہیں کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں اور یہ بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام خالص ہو' ملاوٹی نہ ہو تو آپ کو توبہ نہیں کرنی چاہیے دیوبندیت سے ' حنفیت سے ' بریلویت سے ' وہابیت سے۔ سوچ لو اگر کل کو آپ اللہ کے ہاں جا کر یہ کہیں کہ یااللہ میں تو دھوکے میں آگیا تو اللہ آپ سے یہ کہے گا نہیں۔ یہ بات تم کو سمجھائی نہیں گئی تھی۔ اس لئے میرے بھائیو ! یہ ٹھیک ہے ' ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے والے اللہ کے فضل سے اکثر سمجھ جاتے ہیں۔ ورنہ بھاولپور میں کہاں اہل حدیث تھے ؟ بھاولپور میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ اب یہ جتنے لوگ بدلے ہیں' بریلویوں ہی سے بدلے ہیں۔ بہت فائدہ ہے۔ جو لوگ یہاں آ جاتے ہیں جمعہ پڑھ جاتے ہیں اللہ ان کو ہدایت دے دیتا ہے۔ انہیں خالص دین کا پتہ چل جاتا ہے۔ لیکن جو یہاں جمعہ پڑھنے کے بعد بھی دیوبندی کا دیوبندی رہے اسکا اللہ کے پاس جا کر کوئی عذر نہیں ہوگا۔ خدا کہے گا تجھے سمجھایا نہیں گیا تھا۔ میرے بھائیو ! یہ سوچا کرو۔ یہ سوچا کرو کہ اگر میں نے کسی کو اسلام میں ڈال دیا۔ امام کو' پیر کو' فقیر کو' کسی ولی کو۔ اگرچہ وہ آپ کو دین کی جنس کا لگتا ہے تو اسلام خالص نہیں رہے گا اور نقصان کیا ہوگا ؟ دنیا میں فرقے بنیں گے اور آخرت میں آپ دوزخ میں جائیں گے۔ اس لئے اللہ اور

اس کے رسول پر دین ختم۔ اب آپ نے مسئلہ لینا ہے' مسئلہ سمجھنا ہے' کسی سے پوچھو' کیا پوچھو؟ یہ کہ محمد ﷺ کا طریقہ کیا ہے۔ اگر وہ مولوی آپ کو غلط بتائے گا تو وہ مولوی پکڑا جائے گا اور اگر آپ نے یہ پوچھا کہ جی! میں حنفی ہوں' مجھے حنفی فقہ کے مطابق مسئلہ بتانا تو آپ پکڑے جائیں گے۔ آپ نے کیوں غلط طریقہ اختیار کیا۔ پھر میرے بھائیو! یہ بھی سن لو' اللہ اور اس کے رسول کے بعد کسی کی بات صحیح بھی ہو وہ دین نہیں ہو سکتی۔ دیکھو قانون کیا ہوتا ہے؟ عدالتوں میں کیس جاتے ہیں' وکیل اپنی سمجھ کے مطابق قانون کی کتابیں دکھاتے ہیں۔ وہ References کورٹ کرتے ہیں۔ جج فیصلہ سناتا ہے اور اب آپ کو حق ہے کہ اس جج کے خلاف اپیل کر دیں کہ اس جج نے قانون کی تعبیر صحیح نہیں کی۔ جو حکومت کا قانون تھا اس نے اس قانون کی تعبیر صحیح نہیں کی۔ یہ غلط ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں اس کو چیلنج کرتا ہوں۔ ہائی کورٹ میں جج کا فیصلہ نچلہ جو سول جج ہے' سینئر جج کے پاس' سینئر سول جج سے سیشن جج کے پاس۔ سیشن جج سے ہائی کورٹ کے پاس' ہائی کورٹ سے سپریم کورٹ میں اپیل کر دوں۔ اپیل کس کے خلاف ہوتی ہے۔ وکیلوں آپ بھی سمجھیں اور دوسرے بھائیو! آپ بھی سمجھیں کہ جب آپ Low Court کے خلاف اپیل کرتے ہیں تو اپیل کس کے خلاف ہوتی ہے۔ جج کی ججمنٹ کے خلاف اپیل ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کا اجتہاد وہ دین نہیں ہے۔ اس کے خلاف اپیل ہو سکتی ہے۔ امام شافعی کا اجتہاد اس کی فقہ وہ دین نہیں۔ اس کے خلاف اپیل ہو سکتی ہے۔ لیکن محمد ﷺ کی بات کے خلاف اپیل ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ دین ہے' دین بدلا نہیں کرتا۔ اجتہاد بدلتے رہتے ہیں' امام کے اجتہاد بدلتے رہتے ہیں۔ فقہیں بدلتی رہتی ہیں۔ نہیں بدلتا تو اللہ کا دین نہیں بدلتا۔ جو اللہ نے کہا اور اللہ کے رسول ﷺ نے کہا۔ خوب سمجھ لو نمازیں بعد میں پڑھنا' روزے بعد میں رکھنا پہلے مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان کیسے؟ اس کو یاد کرنا۔ اپنے ساتھیوں میں اس

بات کو دہراتا کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں لیکن اسلام کیسا؟ اصلی خالص...... اور خالص کونسا ہوتا ہے۔ جس میں اس کی جنس کی کوئی چیز نہ ملائی جائے۔ دودھ میں دودھ ملا دو کوئی اور تو بھی خالص نہیں رہے گا۔ ہاں دودھ میں پانی ملا دو' پھر بھی خالص نہیں رہے گا۔ اس طرح سے دین میں امام کی بات ملا دو تو دین خالص نہیں رہے گا۔ کسی پیر' فقیر کی بات ملا دو تو خالص نہیں رہے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س: ایک دوست نے سوال کیا ہے۔ ہے تو سوال ویسا ہی۔ ہندو کہتے ہیں کہ اگر ہم پتھر کے بتوں کو سجدہ کرتے ہیں تم بھی تو پتھر یعنی کعبہ کو سجدہ کرتے ہو۔

ج: اب کہئے! آپ میں سے کوئی آدمی کعبہ کو سجدہ کرتا ہے؟ سجدہ اللہ کو کیا جاتا ہے۔ یہ سمت کے تعین کے لئے ہے تاکہ سب ایک ہی طرف منہ کر کے عبادت کریں۔ کعبہ تو جہت ہے۔ کعبہ کو سجدہ نہیں کیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ اے حجر اسود! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے۔ پتھر کے سوا تیری کوئی حقیقت نہیں۔ لا تضر و لا تنفع نہ تیرے ہاتھ میں نفع ہے نہ تیرے ہاتھ میں نقصان۔ میں تو صرف اس واسطے بوسہ لیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا بوسہ لیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المناسک باب ما ذکر فی الحجر الاسود عن عابس' صحیح مسلم کتاب الحج) اور بعض روایتوں میں آیا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پتھر جنت سے بھیجا تھا۔ (مسند امام احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ص ۲۸۴' ج ۳' جامع

ترمذی ابواب الحج' باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) اور جنت ہمارا گھر ہے۔ گھر کی چیز پیاری ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ مسلمان کبھی اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ سامنے خواہ کوئی چیز ہو۔ اگر کسی جگہ نماز پڑھنی پڑ جائے اور چاروں طرف بت ہی بت ہوں تو مسلمان جو ہوگا وہ بتوں کو سجدہ کرے گا یا اس کے سامنے آگ ہو اب آگ پوجنے والے آگ کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو مسلمان آگ کو سجدہ کرے گا؟ یا کعبہ' اس کی کیا حقیقت ہے پتھر ہے۔ اس کو سجدہ ہے ؟ فول وجھک شطرا المسجد الحرام (2 : البقرہ: 144) اپنا رخ ادھر کر لے۔ فاین ما تولوا فثم وجہ اللہ (2 : البقرۃ: 115) اصولی طور پر سمجھایا گیا ہے کہ اے یہودیو ! اے عیسائیو ! تم جو میرے نبیؐ سے جھگڑا کرو گے کہ اس نے کعبہ کیوں اپنا قبلہ مقرر کر لیا۔ تو پہلی امتوں کے قبلے الگ رہیں ہیں۔ کسی کو کوئی قبلہ تھا' کسی کا کوئی قبلہ تھا۔ میں جدھر بھی جہت مقرر کردوں۔ فاین ما تولوا فثم وجہ اللہ (2 : البقرۃ: 115) تم جدھر بھی رخ کرو تو اللہ دیکھ ہی رہا ہے۔ اللہ کی تو کبھی پیٹھ ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے یہ سوال تو ایسا ہی ہے۔

س : معراج والی حدیث کے الفاظ ہیں " یہ آدم ہیں اور ان کی اولاد کی روحیں ہیں کیونکہ یہ نہیں کہا گیا یہ آدم کی روحیں ہیں۔ لہذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی زندہ ہیں۔

ج: یہ زندگی پر کیا استدلال ہوا ؟ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ پیدا کر کے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ جتنی ان کی اولاد دنیا میں ہونے والی تھی۔ پورے انسان : افریقہ ' امریکہ ' جاپان' چین ' یہ ' وہ کروڑوں' ارب ہا ارب ' کھرب ہا کھرب انسان

پیدا ہوئے تھے۔ سب کو اللہ نے باہر نکالا۔ چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اور ان سے پھر عہد لیا۔ الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ قالوابلٰی سب نے کہا یا اللہ! کیوں نہیں۔ تو ہمارا رب ہے۔ (رواہ مالک و الترمذی و ابوداؤ' مشکوۃ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر عن مسلم بن یسار رحمہ اللہ) تو یہ ہے حدیث ..... اب اس سے نکلتا کہ آدم زندہ ہے۔ بھئی! وہاں جا کر تو سارے ہی زندہ ہیں۔ دیکھو! ایک دفعہ جب جسم میں روح داخل ہو جائے پھر فنا نہیں؟ خوب سمجھ لو اسے۔ موت ہے۔ اور موت کے معنی کیا ہیں؟ موت کے معنی Transfer ہے۔ موت ایک دروازہ ہے جس دروازے سے آدمی کی ٹرانسفر اس دنیا سے' عالم دنیا سے عالم برزخ میں ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ آدمی ختم ہو جاتا ہے۔ اب عالم برزخ کیا ہے؟ وہ ایک Waiting Room ہے کہ لوگ آئیں۔ اچھا بھی ٹھہراؤ ان کو وہاں۔ بس انتظار کرو۔ انتظار کر رہے ہیں۔ تاکہ ان کے سارے بھائی اکٹھے ہو جائیں۔ جب قیامت آ جائے گی۔ سارے اکٹھے ہو جائیں گے۔ اللہ سب کو کھڑا کر دے گا۔ وہ عالم آخرت ہوگا۔ جہان تین ہیں: عالم دنیا' موت کے ذریعہ سے عالم برزخ میں جاتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ پوری زندگی کامل دے گا۔ اس کے ذریعہ سے عالم آخرت میں جائیں گے۔ فنا نہیں ہے۔ اسی لئے عذاب قبر کے ذریعے تکور ہوتی رہتی ہے۔ عذاب قبر میں اگر بد ہے اس کی کچھ نہ کچھ چھلائی' رگڑائی' پٹائی اس کی خاطر تکور شکور ہوتی رہتی ہے اور جو نیک ہے اس کی خاطر اچھی ہوتی ہے۔ اس کو جنت کے نظارے اور دیکھ تیرا گھر کیسا! فوارے چلتے ہیں۔ اس کو یہ دکھایا جاتا ہے۔ یہ عالم برزخ ہے جو کہ Waiting Point ہے فنا نہیں ہے۔ خاتمہ

نہیں ہے۔ وہ ہمارے اعتبار سے ہے کہ چلا گیا۔ ہم نے اس کو قبر میں ڈال دیا۔ کسی کو جانور نے کھا لیا یا کچھ عرصے کے بعد اس کے اجزاء جو تھے مٹی میں مل گئے۔ لیکن وہ اگزسٹ (Exist) کرتے ہیں جو آدمی مرجاتا ہے۔ مٹی اس کو کھا لیتی ہے۔ اس کے اجزاء بکھر جاتے ہیں۔ فنا نہیں ہوتے۔ روح کے ساتھ ان اجزاء کا تعلق رہتا ہے۔ جیسے سورج اپنے اتنے فاصلے سے نچلی چیزوں کو اگاتا ہے۔ ان کو Heat دیتا ہے۔ ان میں خون کا دور وغیرہ یہ سارے کام کرتا ہے۔ اس طرح سے روح اپنے جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جب اللہ کو کھڑا کرنا ہوگا ان اجزاء کو جمع کر کے ان کے اندر وہ روح ڈال دی جائے گی تو انسان کھڑے ہو جائیں گے۔اللہ کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ وہ زندگی پر علامت ہے۔ یہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے۔

س حدیث میں آتا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا جنت میں داخل ہو گا۔ اس حدیث کا مصداق دیوبندی اور بریلوی حضرات بھی ہوں گے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں اس حدیث کی وضاحت فرما دیں۔

ج : میرے بھائیو ! لا الہ الا اللہ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ (رواہ الترمذی فی ابواب الایمان باب ما جاء فی من یموت و ھو یشھد ان لا الہ الا اللہ) تو یہ لا الہ الا اللہ اسلام کا عنوان ہے۔ کیونکہ اس وقت اسلام میں داخل ہونا بہت خطرناک بات تھی۔ کلمہ پڑھنا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو لا الہ الا اللہ پڑھ لے گا کیا معنی اسلام میں Admission لے لے گا۔ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔ اب ظاہر ہے جو لائق ہو گا وہ داخلہ لے کر پڑھے گا بھی۔ وہ پڑھے گا تاں۔ گویا

وہ پاس ہو جائے گا۔ جس نے ایم۔اے کا داخلہ لیا نیت اس کی اچھی ہے تو ایم۔اے کرے گا ہی ناں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا گویا وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ وہ محنت کرے گا۔ وہ پاس ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ جنتوں میں داخل ہو جائے گا۔ یہ معنی بالکل اس کے نہیں ہیں کہ اگر ہندو لا الہ الا اللہ کہہ لیں اور رہے وہیں جہاں ہے تو یا کوئی مسلمان لا الہ الا اللہ کہہ لے اور کرے مزاروں کی پوجا تو پھر بھی جنت میں جائے تو پھر تمہیں نمازوں کی کیا ضرورت ہے۔ لا الہ الا اللہ پر جنت ملتی ہے تو چھٹی نماز کی۔ کیا ضرورت ہے نماز کی۔ روزے کی کیا ضرورت ہے؟ حج کی کیا ضرورت ہے؟ خواہ مخواہ تکلیفیں اٹھانا بے کار۔ جب آپ یہ مانتے ہیں کہ نماز پڑھنی چاہیے۔ روزہ رکھنا چاہیے۔ جہاد کرنا چاہیے۔ یہ سارے خطرات مول لینے چاہئیں' یہ محنتیں کرنی چاہیے تو ظاہر بات ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بغیر نجات نہیں اور لا الہ الا اللہ کے معنی یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ تو میرے بھائیو! بالکل Admission ہے۔ خوب توجہ سے سن لو لا الہ الا اللہ پڑھ لینا اسلام میں داخلہ لینا ہے۔ پھر جب تک وہ زندہ ہے۔ زندگی اس کی بیس سال کی ہو ساٹھ سال کی ہو' سو سال کی ہو اس میں نیکی کے کام کرنا' نبی ﷺ کی سنت کے مطابق زندگی گزارنا یہ اس کا کورس ہے اسلام کا اب جب وہ مر جائے گا تو پھر اس کے بعد پتہ لگے گا یہ پاس ہو گیا یا فیل ہو گیا۔ مگر مطلق آپ کہیں کہ لا الہ الا اللہ ہی ڈگری کا حصول کرنا ہے' وصول کرنا ہے تو بالکل ایسا ہی ہے کہ آپ لڑکے کو ایم۔اے کا داخلہ دلا دیں اور اسے کہیں جا جا کر ڈگری لے آ۔ آج داخلہ لے کر آئے۔ اگلے دن ڈگری لینے چلا جائے۔ کہیں ~~سے کوئی ڈگری~~ دے گا۔ جب آپ

اس کو بے وقوف کہیں گے جو ایم اے کی ڈگری لینے آیا ہو کل میں نے ایم۔اے میں داخلہ لیا تھا مجھے ایم ۔اے کی ڈگری دے دو تاکہ میں اپنے نام کے ساتھ لکھ سکوں ایم۔اے' وہ کہیں گے تیرا دماغ خراب ہے۔ داخلہ اور چیز ہے امتحان پاس کرنا اور چیز ہے۔ سو میرے بھائیو ! بالکل یہی حقیقت ہے آج کل کا مسلمان داخلہ تو سب نے لے رکھا ہے۔ جنہوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ لیکن آج کل رزلٹ کا Percentage کیا ہے؟ یونیورسٹیوں کے رزلٹ دیکھ لو۔ دو فیصدی ' تین فیصدی' چار فیصدی' پھر نقلیں' پھر دعائیں' پھر مرضی۔ وہی اسلام کا حال ہے۔ مولوی سرٹیفکیٹ جعلی دیتے ہیں۔ تو بھی جنتی تو بھی جنتی ۔ سب مزے کرو۔ جنتی ہی جنتی جیسے جھوٹے 'جعلی سرٹیفکیٹ ملتے ہیں بالکل وہی فریب چلتا ہے۔ اور یہ ایک باقاعدہ امتحان ہے۔ اللہ امتحان لے گا۔ نبی کورس پڑھانے والا ہے۔ نبی بھی سامنے ہو گا۔ خدا پوچھے گا کورس پڑھایا۔ نبی کہے گا یااللہ ! پڑھایا خوب پڑھایا۔ جو میرے سامنے لوگ تھے میں نے ان کو پڑھایا۔ اور میں نے ان سے کہا بلغوا عنی و لو اية (صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ' مشکوۃ کتاب العلم فصل اول عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) آگے پڑھانا اگر تم میرے ہو۔ چنانچہ میں آپ کو کورس پڑھا رہا ہوں۔ دن رات یہی کام ہوتا ہے۔ اب جو اس کورس کو پڑھنے کے بعد اپنی زندگی کو بدل دے اس کے مطابق ڈھل جائے وہ یقیناً جنتی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز۔ اور جو صرف کلمہ پڑھ کر ہی کہے کہ یااللہ ! دے ڈگری اور جیسے جاہل کہتے ہیں کہ ہم جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے انتظار میں ہوں گے۔ کہ میرا عاشق آیا ہے۔ یہ سب پاگلوں والی باتیں ہیں ' بے وقوفوں والی باتیں ہیں '

جاہلوں والی باتیں ہیں۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان.....

خطبہ نمبر 41

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ و حدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ○ انہ ھو الغفور الرحیم ○ و انیبوا الی ربکم و اسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون ○ و اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ و انتم لا تشعرون ○ ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ و ان کنت لمن السخرین (39 : الزمر : 53 ۔ 56)

میرے بھائیو ! اپنے دلوں کو جتنا حاضر کر سکو اس بارے میں حاضر کرو کہ اللہ احکم الحاکمین ہے۔ اللہ کی حکومت پوری کائنات پر ہے۔ وہ اس کائنات کا خالق ہے اور مالک ہے۔ اس کی تدبیر سے یہ سب نظام چل رہا ہے۔ کل یوم ھو فی شان (55 : الرحمن : 29 یہ سورہ الرحمن کی آیت ہے۔ کہ وہ روزانہ کسی نہ کسی کام میں ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیا کام ہے؟ فرمایا کہ کسی کو اوپر کرنا اور کسی کو نیچے کرنا۔ یہ اتار چڑھاؤ جو دنیا میں دیکھ رہے ہیں اگر یہ لوگوں کے بس کا ہوتا تو طاقتور طاقتور ہی ہوتا چلا جاتا۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ مجھے رب پھر کون مانے۔ اگر میں اس کو الٹا نہ کردوں۔ جو

آج بہت طاقتور بنا پھرتا ہے اس لئے آدمی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ پتہ نہیں کب اللہ یہ جو ہمیں دنیا نظر آ رہی ہے اس کو لپیٹ دے۔ اللہ نے ہی یہ سارا چھٹ دیا ہے۔ زمیندار آپ نے دیکھا ہے کھیت میں جا کر بیج بکھیرتا ہے۔ جسے یہ معلوم نہ ہو کہ پھر فصل یوں پکتی ہے' پھر اس کو جمع کرتے ہیں تو ہر کوئی یہ کہے گا کہ یہ پاگل ہے۔ اچھے بھلے دانے بوری میں گھر پر محفوظ پڑے تھے۔ لے جا کر زمین میں بکھیر رہا ہے' پاگل ہے۔ لیکن اسے کیا پتہ کہ کیا نتیجہ نکلے گا۔ چھ مہینے کے بعد یہ پندرہ بیس سیر دانے منوں کے حساب سے ہوں گے۔ اور پھر یہ ساری کھیتی کو سمیٹ لے گا۔ یہ زمین پر جو انسانوں کا بیج اللہ نے بویا ہے۔ یہ اتنے انسان جو نظر آ رہے ہیں یہ سب کچھ اللہ ہی نے بکھیرا ہے۔ جب چاہے وہ اس کو سمیٹ سکتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب (21 : الانبیاء: 104) جیسے کوئی اپنا بستہ باندھ لیتا ہے۔ اس طرح ہم زمین کو لپیٹ لیں گے۔ کوئی پتہ نہیں خدا کا حکم کب کیا ہو جائے۔ اب سے چند مہینے کسی کو پہلے خیال تھا کہ اب جو دنیا میں ہو رہا ہے اس طرح سے دنیا میں ہو جائے گا۔ سارے مفکر' سارے مدبر' سارے سیاست دان' سارے دوراندیش' دوربین حیران ہیں کہ یہ بن کیا گیا۔ اور ابھی پتہ نہیں کہ بن کیا جائے گا۔ سب شش و پنج میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کنٹرول کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ ان کو احساس نہیں ہے کہ اللہ احکم الحاکمین ہے۔ ہم لوگ تو مسلمان ہیں' ہمیں تو ہر وقت اسی کی فکر کرنی چاہیے۔ تیار رہنا چاہیے۔ قیامت کو بھی تسلیم کرنا چاہیے اور اپنی موت کو بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ موت فردا فردا بھی آ سکتی ہے۔ جیسے گھروں میں ہم مرتے ہی ہیں۔ کبھی میت کسی گھر میں ہو گئی' کبھی میت کسی گھر میں ہو گئی۔ لیکن اللہ چاہے تو تھوک کے حساب سے بھی کام کر سکتا ہے۔ صفائی ہوتی چلی جائے۔ جیسا کہ اب شروع ہو ہی رہی ہے اور آہستہ آہستہ اغلب گمان یہی ہے کہ سب ملک وہ ملوث ہو جائیں گے۔ کسی

سائنس دان سے کسی نے پوچھا تھا کہ وہ جو مصر سے تصویر چھپی ہے اس میں لکھا ہے کہ کسی سائنس دان سے کسی نے پوچھا World War کب ہوگی۔ یہ 39ء والی کے بعد اس نے کہا کہ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کب ہو گی لیکن لوگ آگ کی تلاش میں ہیں۔ وہ بہت سے ملکوں کو حاصل ہو جائے گی۔ بدگمانی پیدا ہو جائے گی' پھر لوگ آگ چھوڑیں گے کہ کہیں وہ پہلے نہ چھوڑ دیں۔ اور دنیا کی تباہی ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد وہی تیر اور تلوار رہ جائیں گے۔ وہی دھات' کارخانہ آ جائے گا۔ آخر اللہ نے اس کو لپیٹنا تو ہے ہی ناں ۔ بعض بے خبر جو ہیں وہ کہتے ہیں اگر ایٹم بم چل گئے تو قیامت آ جائے گی۔ لیکن یاد رکھو قیامت بندے نہیں لا سکتے۔ قیامت تو اللہ لائے گا۔ انسانوں کی کسی حرکت سے قیامت نہیں آئے گی۔ تباہی ہو جائے گی لیکن قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت جب آئے گی تو زمین گالے بن کر اڑ جائے گی۔ پہاڑ اور آسمان ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ یہ زمین سب بدل دی جائے گی۔ سارا نظام تہس نہس ہو جائے گا اور یہ کام اللہ ہی کرے گا۔ اور یہ بندے نہیں کر سکتے۔ بہرکیف نہ تو ہم اللہ کی تدبیر میں دخل دے سکتے ہیں نہ اپنی طرف سے ہم کوئی اور اپنا انتظام کر سکتے ہیں۔ ہمیں تو ہروقت تیار رہنا چاہیے۔ اور تیاری کیا ہے ؟ خاتمہ اچھا ہو۔ اپنے گناہوں کو یاد کیا کرو۔ اور اللہ نے قرآن مجید میں آواز دی ہے۔ یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله (39: الزمر : 53) اے میرے گنہگار بندو ! میں نے تمہیں جمع تو کرنا ہی ہے۔ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ ان الله یغفر الذنوب جمیعا میں سب گناہ بخش دوں گا بشرطیکہ و انیبوا الی ربکم و اسلموا له (39 : الزمر : 54) تم میری طرف رخ کرو۔ اگر تم میری طرف پیٹھ کئے رکھو' میری پرواہ نہ کرو تو پھر یہ سمجھو کہ اللہ معاف کر دے گا۔ بے وقوفی ہے۔ توبوا الی الله توبة نصوحا (66 : التحریم : 8) اللہ کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔ پھر ناامیدی کی کوئی بات نہیں۔ اللہ سب گناہ

معاف کر دے گا۔ کوئی گناہ ایسا نہیں جسے اللہ معاف نہ کرے۔ شرک ہو کفر ہو' زنا ہو' ماں سے ہو' بہن سے' غیر سے ہو یا بڑے سے بڑا ظلم جس کا آپ تصور کر سکیں۔ یغفر الذنوب جمیعا شرط توبہ ہے۔ اور اگر توبہ کئے بغیر مر گئے تو پھر اللہ کی مرضی ہے جو گناہ چاہے معاف کرے جو گناہ چاہے نہ معاف کرے۔ اور شرک اور کفر کے بارے میں بالکل طے ہے کہ اللہ بالکل معاف نہیں کرے گا۔ نہ کسی نبی کے کہنے سے' نہ کسی ولی کے کہنے سے' نہ کسی چھوٹے کے کہنے سے نہ کسی بڑے کے کہنے سے۔ کسی کے کہنے سے اللہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (4 : النساء : 116) اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ شرک کے علاوہ جو بھی گناہ ہو گا جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔ مومن کا قتل' مسلمان کا قتل عمدا' قصدا' ارادتاً کرنا و من یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا (4 : النساء : 93) اس کی سزا کیا ہے' جہنم ہے۔ خالدا فیھا ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔یہ مسلمان کو قتل کرنے کی سزا ہے۔ لیکن اگر اللہ چاہے تو تخفیف کر دے۔ کچھ مدت سزا دینے کے بعد نکال دے۔ اللہ چاہے تو نکال دے۔ یہ اسکی مرضی ہے۔ لیکن شرک کے بارے میں یہ ہو جائے گا۔ جیسے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ بس چاولوں کو جیسے دم دے دیا ہے۔ فی عمد ممددا (104 : الھمزۃ: 9) جیسے چاولوں کو دم دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے مشرکوں کے لئے دوزخ کے کواڑ بند کر دیئے جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ خالدین فیھا ابدا (4 : النساء:122) قرآن مجید میں دوزخیوں کے بارے میں چار جگہ ابدا کا لفظ آتا ہے۔ خالدین ہمیشہ رہیں گے۔ ابدا ہمیشہ' کبھی ان کی وہ سزا ختم نہ ہوگی۔

میرے بھائیو! اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے و انہ لحسرۃ علی الکافرین (69 : الحاقۃ: 50) کافروں پر حسرت ہے۔ آپ جانتے ہیں حسرت کسے کہتے

ہیں ؟ ایک تمنا ہوتی ہے' آرزو ہوتی ہے اور حسرت وہ آرزو ہے جو کبھی پوری نہ ہو اور نہ اس کے پورا ہونے کاامکان ہو۔ میری یہ تمنا ہے' یہ میری یہ آرزو ہے اور آرزو کسے کہتے ہیں ؟ جس کے پورا ہونے کا امکان ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ پوری ہو جائے۔ لیکن حسرت کسے کہتے ہیں کہ پچھتاوا کہ ہائے ! اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کافروں پر حسرت ہے و انہ لحسرۃ علی الکافرین و انہ لحق الیقین (ایضا) دوزخ کا آنا' حساب کتاب کا ہونا یہ حق الیقین ہے' کسی شبے کی سرے سے کوئی گنجائش نہیں۔ اگر مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈالے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمیں توبہ کرنی چاہیے۔ کوئی آدمی جسے اپنے گناہ یاد نہ ہوں کہ میں نے زنا کیا تھا' میں نے چوری کی تھی' میں نے قتل کیا تھا' میں نے فلاں کو مارا تھا' میں نے یہ گناہ کیا تھا' میں نے یہ گناہ کیا تھا۔ آدمی کو چاہیے یاد کر کر کے ان کو اللہ کے سامنے روئے۔ اللہ کا نام غفور ہے' غفار ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں غفور اور غفار کس کے لئے ہوں ؟ و انی لغفار لمن تاب (20 : طٰہٰ : 82) میں غفار ہوں اس کے لئے جو توبہ کرے' واپس آ جائے۔ و امن و عمل صالحا اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگ جائے۔ ثم اھتدی (20 : طٰہٰ : 82) پھر ہدایت والا ہو کر زندگی گزارے۔ میں اس کے لئے غفار ہوں' غفور ہوں' رحیم ہوں۔ لیکن نبی عبادی عنی انی غفور الرحیم (15 : الحجر : 49) اے میری نبی ! میرے بندوں کو بتا دے کہ میں غفور الرحیم ہوں اور و ان عذابی ھو العذاب الالیم (15 : الحجر : 50) اور میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ معاف کرنا چاہوں تو معاف کر دوں لیکن قاعدے کے تحت اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ معافی کن لوگوں کو ملے گی اور کن لوگوں کو نہیں ملے گی۔ اس لئے قرآن مجید کی یہ آیت بڑی پر امید ہے کہ جب تک تو زندہ ہے ناامید ہونے کی کوئی بات نہیں۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اللہ سب گناہوں کو بخش دے گا۔ تو توبہ کر سہی۔ و انیبوا الی ربکم اور جھکو' مائل ہو جاؤ' ادھر کو رخ

کر لو۔ الی ربکم اپنے رب کی طرف اور و اسلمواله اس کے فرمانبردار بندے بن جاؤ۔ من قبل ان یاتیکم العذاب (39 : الزمر : 54) پیشتر اس کے کہ تم پر عذاب آئے ثم لا تنصرون اور جب عذاب آ جائے تو پھر مدد کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ تو اللہ کا مقابلہ ہوا ناں۔ کہ اللہ کا عذاب آئے اور پھر کوئی مدد کر دے۔ اور آپ کو بچا لے ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (39 : الزمر : 55) کیا کرو۔ جو اللہ نے اتارا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ زندگی اسلامی گزارو۔

میرے بھائیو ! افسوس نہیں ہے کہ ہم کلمہ پڑھیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ریس کریں انگریزوں کی' ریس کریں کافروں کی۔ لباس میں شکل و صورت میں' کھانے پینے میں رہنے سہنے میں' تمدن میں' ترقی یافتہ اسے کہیں جو بالکل انگریز کی طرز کی زندگی گزارتا ہے۔ اور جو اسلامی طرز کی زندگی گزارتا ہو اسے پاگل 'دقیانوس' پرانی ٹائپ کا بے سمجھ۔ اللہ نے قرآن میں شروع شروع میں فرمایا ہے اذا قیل لھم امنوا کما امن الناس (2 : البقرہ : 13) جو ڈپلومیٹ تھے۔ بڑے بڑے چالاک تھے' سیاسی ٹائپ کے لوگ وہ مسلمانوں سے بھی بنانے کی کوشش کرتے اور کافروں سے بھی یاری رکھتے' دوستی رکھتے۔ جب ان سے کہا جاتا امنوا کما امن الناس ارے ! تم ایسا ایمان کیوں نہیں لاتے جیسے بلال لایا ہے۔ جیسے اور سیدھے سادھے مسلمان ایمان لائے ہیں۔ ان پر یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ دونوں طرف ہیں۔ ایک طرف ہیں۔ دوستی ہے۔ تو نیکوں سے ہے' دشمنی ہے تو غیروں سے۔ جو نیک نہیں ہیں بس کوئی مغالطہ نہیں ہے۔ کبھی کسی کو شبہ نہیں پڑا۔ اور تم سمجھتے ہو وہ ہمارے ساتھ ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہیں اور حقیقتاً دل سے کسی کے ساتھ نہیں ہیں۔ مطلب پرست۔ جب ان سے کہا جاتا ہے امنوا کما امن الناس ایسے ایمان لاؤ جیسے مخلص مومن لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں انومن کما امن السفہاء پاگل ہیں کہ ایسے

ایمان لائیں جیسے پاگل ایک طرف ہو گئے ؟ ہمیں دنیا میں رہنا ہے۔ سب سے بنا کر رکھنی ہے۔ دیکھ لو اس وقت بھی جو سادہ ایمان والا' جو خالص ایمان والا تھا اس کو لوگ پاگل کہتے تھے۔ یہ قرآن نے بتایا ہے۔ اور آج بھی دیکھ لو۔ اس کو "داڑھی میجر" کہتے ہیں ' اس کو دقیانوس کہتے ہیں' اس کو ملاں کہتے ہیں اس کو فلاں کہتے ہیں' اس کو بے وقوف کہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے مولوی کا کردار آج کل بہت گندہ ہے اور مولوی کی وجہ سے اسلام بڑا بدنام ہے اور دیندار طبقہ جاہل بھی ہے۔ جتنے دیندار مولوی سمیت جاہل بھی ہیں۔ بے عقل اور بے سمجھ اور یہ جو بے سمجھی ہے یہ ان کے دین سے دور ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن جو واقعتاً مومن ہوتا ہے وہ کبھی بھی بے سمجھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بات آپ دل سے نکال دیں۔ کہ ہو خالص مومن اور بے سمجھ ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ جلیبیب ایک صحابی تھے' رنگ کالا سیاہ ' بہت ہی بدشکل۔ بعض دفعہ رنگ کالا ہوتا ہے' نقوش اچھے ہوتے ہیں تو پھر بھی رنگ بچ جاتا ہے' زیب دیتا ہے' جلیبیب بڑا بدصورت تھا' اسے رشتہ کون دے۔ لیکن اللہ کے رسول کا بڑا گہرا ساتھی' بڑا مخلص ' دل سے جان دینے والا۔ اب آپ اندازہ کر لیں۔ آپ کی Frankness کا۔ اس کے ساتھ وہ ایک دفعہ کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو جاکر کمر سے پکڑ لیا۔ وہ یوں دیکھنے لگا آپ یوں پھر گئے وہ پھر یوں دیکھنے لگا۔ آپ پھر یوں پھر گئے جیسے بچوں سے کھیلتے ہیں۔ ایسے بے تکلفی تھی رسول اللہ ﷺ کی اس کے ساتھ اور یہ صرف ایمان کی وجہ سے تھی۔ یہ کیسا نیک اور مخلص ہے۔ اور اس قسم کی بے تکلفی تھی اس کے ساتھ۔ آپ ﷺ ایک گھر چلے گئے اور ان کی لڑکی جوان تھی۔ اسے جاکر کہا کہ جلیبیب کو رشتہ دے دے۔ ماں بھی بھڑک پڑی' باپ بھی ناراض ہوگیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے یہی رکھا ہے۔ ہم اس کو لڑکی دے دیں ؟ یہ بدصورت' بدشکل' کالا اسکا رنگ۔ اس کو تو کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

لڑکی بھی کھڑی سن رہی تھی۔ حالانکہ کنواری لڑکیوں کو بہت حجاب ہوتا ہے' بڑی شرم ہوتی ہے۔ وہ کبھی بولتی بھی نہیں وہ فورا بول پڑی۔ اپنی ماں اور اپنے باپ سے کہنے لگی کہ جو اللہ کے رسول کہتے ہیں اسے تسلیم کر لو۔ (اخرجہ احمد' حیوۃ صحابہ ج 2 ص 790)اللہ نے قرآن میں کہا ہے و ماکان لمومن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (33 : الاحزاب : 36) جب اللہ کا رسول ﷺ فیصلہ کر دے تو مومن کو اختیار نہیں رہتا۔ پھر مومن کہے نہیں کہ " میری مرضی ہے " میں نہیں چاہتا۔ مومن کو پھر اختیار نہیں رہتا۔ بس جو اللہ کے رسول ﷺ نے کہہ دیا تو ٹھیک۔ لڑکی کہنے لگی میری اس میں بھلائی ہے۔ جو اللہ کے رسول نے کہہ دیا ہے۔ انکار بالکل نہ کرو۔ اب دیکھ لو یہ ایمان ہے۔ اس لڑکی کا ایمان دیکھ لو۔ کیا سادہ سی لیکن کس قدر اللہ نے اس کو عقل دی تھی۔ اللہ نے اس کو سمجھ دی تھی۔ کتنی وہ خوش بخت اور خوش قسمت' خوش نصیب۔ تو یہ بات جو ہے یہ سمجھ لینا۔ آج کل کے مولویوں کو دیکھ کر کہ دیندار طبقہ بے سمجھ ہوتا ہے۔ یہ بالکل بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ جو واقعتاً منافق ٹائپ نہ ہو۔ واقعتاً دیندار ہو۔ وہ کبھی بے سمجھ نہیں ہو سکتا۔ بے سمجھ وہی ہوتا ہے جس کو دین کی سمجھ نہ ہو۔ اللہ نے قرآن میں کہا۔ و لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم (59 : الحشر: 9) لوگو ! اللہ کو نہ بھلانا۔ و لا تکونوا کالذین نسوا اللہ لوگو ! ایسے نہ بننا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ جو اللہ کو بھلا دیتے ہیں اللہ ان کے ساتھ پھر کیا کرتا ہے۔ ان کو ان کی جانیں بھلا دیتا ہے۔ ان کو پھر اپنے نفع و نقصان کی ہوش نہیں رہتی۔ وہ بے وقوف اپنا نقصان کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم بڑے مزے میں ہیں۔ یہ سزا ہے ان کی۔ جال لگایا ہوا ہو' پرندہ دانے چگ رہا ہو وہ تو دانے خوش ہو کر چگ رہا ہے کہ مجھے دانے مل رہے ہیں۔ لیکن اسے کیا پتہ ہے کہ جال لگا ہوا ہے۔ دو منٹ کے بعد وہ پھڑپھڑاتا ہے اور

رہ جاتا ہے۔ چپکے سے معاملہ ختم۔ بس جو اللہ کو بھلا دیتا ہے اللہ پھر اسے اسی طرح سے دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔ کہ پھر اسے اپنے نفع و نقصان کا پتہ نہیں ہوتا۔ دنیا میں اپنے انجام کو خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے۔ اب دیکھو لو یہ قومیں آپ کے سامنے ہیں۔ اب صدام کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ دیکھ لو۔ اور امریکہ کا بھی دیکھ لو۔ خود بھی تباہ ہوں گے اور دنیا کو بھی تباہ کریں گے اور اس تباہی کا سارا بوجھ ان بڑے بڑے جنگی لیڈروں پر ہوگا۔ جنہوں نے اس دنیا میں آگ لگائی۔ جو دنیا کی ترقی ہے اسکا حشر یہی ہے۔ جو اب امریکہ کا ہوگا کوئی بڑی ترقی کرے گا۔ کیا کرے گا؟ کوئی ایٹم بم بنائے گا ناں۔ اسی پر پابندی ہے ناں کہ ترقی کرو اور ایٹم بم نہ بناؤ۔ یہ آخری ترقی ہے۔ یہ ترقی کا آخری زینہ ہے۔ اور خاص ہمارے لئے ہے۔ تم یہ نہ کرو۔ آج جو بڑی ترقی کرتا ہے وہ ایٹم بم بناتا ہے۔ اور پھر اس کا انجام کیا ہوگا؟ حشر کیا ہوگا؟ وہ پھر آپ کے سامنے ہے۔ دنیا کا خاتمہ تو ایسے ہوتا ہے اور آگے اندھیرا ہے۔ ہے ہی کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! اللہ کے عذاب سے پہلے توبہ کر لو۔ اپنی زندگی کو بہتر بنا لو۔ کوئی اب لمبا چوڑا موقع نہیں ہے۔ میں تو ہمیشہ آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ عرصہ ہوگیا کھاتے پیتے' عیش اڑاتے' مزے کرتے۔ آخر اللہ نے نکالنا بھی ہے ہی۔ اب وقت آگیا ہے۔ دیکھ لو سعودیہ والے کتنے اچھے اچھے کام کرتے تھے۔ مکے اور مدینے کے محافظ۔ لوگوں کو حج کروانا' مسجدیں بنوانا' روپیہ پاکستان کو فلاں ملک کو' فلاں مسلمان ملک کو' ہر تحریک کو پیسہ دینا۔ لیکن بس پیسہ تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے اور اپنی زندگی عیاشی میں۔ اور یہی حال کویت کا تھا۔ دیکھ لو کویت کتنی مسجدیں بناتا تھا۔ کتنی کتابیں تقسیم کرتا تھا۔ کتنی کتابیں چھپوا کر تقسیم کرتا تھا۔ لیکن اندر ہی اندر کیا ہوتا تھا۔ عیاشی کی زندگی۔ دیکھ لو اللہ نے کیسے پکڑ لیا۔ اب نہ سعودیہ کا کوئی پرسان حال ہے نہ کوئی کویت کا پرسان حال ہے۔ اور مزا

خدا کس سے رہا ہے۔ صدام ہے' جس کو کل انہوں نے پالا تھا۔ ایران سے لڑائی تھی اور پالتے کون تھے؟ فیڈ کون کرتے تھے؟ یہی سعودیہ اور کویت۔ دیکھ لو اسی کو اللہ نے دشمن بنا کر کیسے چڑھا دیا۔ لوگ دیکھتے نہیں۔ اللہ مثالیں دیتا ہے۔ تجھے بیوی کتنی پیاری ہوتی ہے۔ کوئی حد ہے؟ چولہے پر میاں بیوی دونوں بیٹھے ہوں۔ اگر خاوند ناراض ہو جائے تو وہی پھونکنا جس سے وہ پھونک مارتے ہیں یا چمٹا وہی بیوی کے مار دیتا ہے۔ کسی اور جگہ ہو جوتا پاس پڑا ہو دھڑام سے بیوی پر مار دیتا ہے۔ اب بیوی کہے میں تیری اتنی پیاری جوتے جیسی ذلیل چیز میرے اوپر اٹھا رہا ہے۔ کہہ سکتی ہے؟ کہہ ہی نہیں سکتی۔ جب غصہ ہی آگیا' جب مارنا ہی ہوا' جوتا ہوا یا ہاتھ ہوا' دوست ہوا' دشمن ہوا۔ دیکھ لو مسلمان اللہ کو کتنے پیارے ہیں۔ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے محمد رسول اللہ کہنے والے۔ دیکھ لو اللہ تعالیٰ اسرائیل کو مسلط کر دیتا ہے۔ کیسے وہ ان کا خون پی رہا ہے۔ کیسے ان کے لئے وہ ہوا بنا ہوا ہے۔ لوگو! کیوں اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ ہم دیکھتے بھی ہیں کہ ترقی یافتہ قومیں جس ڈگر پر جا رہی ہیں انتہائی خطرناک راستہ ہے۔ لیکن ہمارا آج کل کا پڑھا لکھا جو دس پاس کر جائے' جو میٹرک پاس کر جائے۔ وہ کہتے ہے کہ میں انگریز کا بچہ بن جاؤں۔ مسلمان نہ بنوں۔ شکل ویسی' صورت ویسی' کھانا ویسا۔ بائیں ہاتھ سے کھائے گا۔ چائے پیئے گا تھوڑی سی چھوڑ دے گا۔ اسلامی تہذیب کا پتہ ہی نہیں کہ سالن جو ڈالو' چائے جو ہو قطرہ قطرہ تک پی لو۔ برتن میں بالکل باقی نہ رہے۔ سالن کھاؤ برتن کو صاف کر دو۔ برتن تمہارے لئے دعا کرے گا۔ کسی مولوی کی دعا شاید ہمارے حق میں قبول نہ ہو لیکن برتن کی دعا اللہ رد نہیں کرے گا۔ وہ تو بے گناہ ہے۔ لوگ مولویوں سے دعائیں کرواتے ہیں۔ برتن سے کبھی دعا نہیں کرواتے۔ جس کی دعا کو اللہ رد ہی نہیں کرتا۔ اسلامی تہذیب بری نکتی ہے۔

میاں فضل حق یہ فیصل آباد والے بتا رہے تھے کہ جب شاہ فیصل یہاں آیا

تو ہم نے گھر پر انہیں ناشتہ کروایا۔ تو جو کچھ اس نے اپنی پلیٹ میں ڈالنا تھا ڈالا۔ اس کے بعد جب وہ کھا چکا تو انگلی کے ساتھ پلیٹ کو چاٹ رہا ہے۔ اپنی انگلی سے پلیٹ کو چاٹ رہا تھا اور آج کل یہ کوئی کام کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی بھوکا برتن بھی چاٹ رہا ہے۔ انگلیاں بھی چاٹ رہا ہے۔ یہ تہذیب تھی۔ باپ عبدالعزیز تھا۔ بہترین مسلمان تھا۔ اور دیکھ لو شاہ فیصل کو اللہ نے غیرت بھی دی تھی۔ ایمان بھی تھا اور عزت بھی تھی۔ تو میرے بھائیو! مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ اب زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ تھوک کے حساب سے بھی آ سکتی ہے اور ویسے بھی آسکتی ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے۔ و اتبعوا احسن ما انزل الیک من ربکم (39 : الزمر : 55) جو میں نے احکام تمہاری طرف بھیجے ہیں وہ بہت اچھے ہیں ان کی پیروی کرو۔ من قبل ان یاتیکم العذاب بغتة (39 : الزمر : 55) پیشتر اس کے کہ تم پر ناگہانی عذاب آئے اور تمہیں پتہ بھی نہ لگے اور عذاب آ جائے۔ و انتم لا تشعرون اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ تمہیں اندازہ ہی نہ ہو اور خدا کی پکڑ آ جائے اور پھر تم کہو یااللہ! میری توبہ! خدا پھر توبہ سنتا ہے؟ جب فرعون کو غوطے آنے لگے حتی اذا ادرکه الغرق (10 : یونس : 90) جب اللہ نے فرعون کو پکڑ لیا۔ اور غوطے آنے لگے۔ قال امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل و انا من المسلمین (ایضا) لگا کلمے پڑھنے کہ یااللہ! میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا الان اب؟ آلان و قد عصیت قبل (10 : یونس : 91) تو آج تک نافرمانیاں کرتا رہا و کنت من المفسدین اور شرارتیں کرتا رہا ہے۔ اور اب تو توبہ کرتا ہے۔ مسلمان ہوتا ہے۔ اب تو وقت گزر گیا۔

میرے بھائیو! اب وقت ہے اور وقت بھی اب بہت تھوڑا ہے۔ وقت اب بہت تھوڑا ہے۔ یہ جو سلسلہ اب شروع ہو گیا ہے کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت کروٹ بیٹھے۔ کس کس کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اس لئے توبہ استغفار

کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ تسلیم کرو کہ اللہ بادشاہ ہے۔ اللہ احکم الحاکمین ہے۔ اصل حکومت تو اسی کی ہے۔ باقی حکومتیں تو عارضی ہیں۔ چند دن کی ہیں۔ ہیں کہ نہیں ہیں ؟ بس ختم۔ فرمایا اب توبہ کر لو۔ ان تقول نفس یا حسرتی (39 : الزمر : 56) جب میں پکڑ لوں پھر کوئی کہنے لگے اے افسوس ! یحسرتی اے حسرت علی ما فطرت فی جنب الله (ایضا) میں اللہ کے بارے میں جو کوتاہیاں کرتا رہا ہوں' اللہ کے احکام کی میں نے پرواہ نہیں کی۔ و ان کنت لمن الساخرین (39 : الزمر : 56 میں تو ہنستا ہی رہا۔ اوہو ! میں تو یہی سمجھتا رہا کہ مولویوں نے تو اپنا کام کرنا ہی ہے۔ منبر پر چڑھنا ہے اور کہنا ہے کہ چھوڑو یہ بات۔ میں ہنستا ہی رہا۔ مذاق ہی اڑاتا رہا۔ میں سمجھتا تھا نہیں ' کچھ نہیں ہوگا۔ دنیا اٹو میٹک ہے۔ آ رہے ہیں جا رہے ہیں۔ آ رہے ہیں جا رہے ہیں۔ ہر صبح کے بعد شام اور ہر شام کے صبح۔ یہ اندازہ ہی نہیں کہ کوئی صبح ایسی آئے گی جس کی شام نہیں ہوگی اور کوئی شام ایسی آئے گی جس کی صبح نہیں ہوگی۔ یحسرتی علی ما فطرت فی جنب الله اے حسرت اس کوتاہی پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا ہوں۔ و ان کنت لمن الساخرین میں تو ہنسی مذاق ہی سمجھتا رہا۔ او تقول یا اے بندے ! جب میں پکڑ لوں تو یہ کہے لو ان الله هدٰنی لکنت من المتقین (39 : الزمر : 57) اگر اللہ مجھے ہدایت دے دیتا میں بھی متقی بن جاتا۔ پھر کہے او تقول حین تری العذاب (39 : الزمر : 58) یا جب میرے عذاب کو دیکھے پھر کہیں لو ان لی کرة (39 : الزمر : 58) یااللہ ! اگر تو دنیا میں ایک دفعہ واپس بھیج دے۔ فاکون من المحسنین (39 : الزمر : 58) میں اب بالکل نیک ہو جاؤں گا۔ فرمایا پھر جو تم یہ واویلے کرو گے' یہ مختلف آوازیں جو اللہ نے نکال کر دکھائی ہیں کہ کوئی یوں کہے کوئی یوں کہے ۔ ہم کہیں گے بلی کیا ہے تو' کیا باتیں کر رہا ہے ؟ قد جاء تک ایتی فکذبت بها (39 : الزمر: 59) میرے احکامات تیرے پاس آتے تھے۔

میرا قرآن تیری الماریوں میں تیرے سر سے اوپر ہوتا تھا اور تجھے آوازیں دیتا تھا فکذبت بھا تو نے اس کو نہ مانا' اس کو جھوٹا کہا۔ و استکبرت اور اکڑا رہا' اپنی " میں " میں رہا ہے وکنت من الکافرین (39 : الزمر : 59) زندگی کافروں والی گزاری ہے اور اب واویلے کرتا ہے و یوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ (ایضا) فرمایا قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جو آج دنیا میں اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ' یہ غلط مذہبوں والے ' غلط فرقوں والے اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ اب مولوی کو دیکھیں گے۔ اس کی تقریر کو سنیں گے اور یہ سمجھیں گے یہ مولوی صاحب یہ بیان کر رہے ہیں' یہ دین ہی بیان کر رہے ہیں۔ اور یہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اگر مولوی غلط بات کہے تو اللہ پر جھوٹ بولتا ہے ۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی وہ بات کہتا ہے جو اللہ نے کہی ہے۔ حالانکہ وہ بات اس کی اپنی ہوتی ہے۔ فرمایا: تو قیامت کے دن دیکھے گا جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان میں سب سے پہلے مولوی آئیں گے۔ پیر آئیں گے۔ کیا ہو گا ؟ وجوھھم مسودۃ (39 : الزمر : 60) دنیا میں کتنے ہی گورے کیوں نہ ہو' کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں۔ وہاں کالے سیاہ ہوں گے۔ اندازہ کرو' سیاہی چڑھتی ہی جائے گی۔ سیاہی زیادہ ہی ہوتی جائے گی۔ دنیا کا حسن و جمال بالکل ختم ہو جائے گا۔ اور یہاں آدمی کتنا منہ رگڑتا ہے۔ منہ دھوئے تو تاول سے ' تولیے سے رگڑتا ہے۔ ہر وقت اس کی جیب چھوٹا سا ڈسٹر (Duster) ہوتا ہے۔ رومال سا ' تولیہ سا۔ پیشانی کو بار بار صاف کرتا ہے۔ رخساروں کو رگڑتا ہے کہ گرد نہ پڑ جائے' مٹی نہ پڑ جائے۔ حسن میں فرق نہ آ جائے۔ اور اللہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے پر سیاہی چڑھتی ہی چلی جائے گی۔ جیسے گھٹائیں آتی ہیں۔ رنگ کالے سے کالا ہوتا ہی چلا جائے گا۔ یہ سزا ہے۔ کس بات کی ؟ یہ دنیا میں بہت رگڑتا تھا اور اپنے آپ کو صاف رکھتا تھا۔ الیس فی جھنم مثوی المتکبرین (39 : الزمر : 60) کیا متکبروں

کے لئے دوزخ کافی نہیں ہے۔ اور اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی' پکتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ ثم صبوا فوق راسه من عذاب الحميم (44 : الدخان : 48) کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ اور پھر کہا جائے گا ذق چکھ انک انت العزیز الکریم (44 : الدخان: 49) تو دنیا میں بہت پالش اور بہت عزت والا' بہت بزرگی والا' بڑا تیرا مقام ہوتا تھا۔ ذق انک انت العزیز الکریم (ایضا) اب یہ سزا چکھ اس دنیامیں گورے پن کی اور صفائیوں کی۔

میرے بھائیو! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اگر بندے میں ایمان ہو تو کیا وجہ کہ حرکت پیدا نہ ہو۔ میرے بھائیو! انسان کے زندہ ہونے کی علامت کیا ہے ؟ عقل سے سوچیں ۔ یہ بندہ ابھی زندہ ہے۔ اسکی علامت کیا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر آئے ' حکیم آئے۔ سب سے پہلے آ کر نبض دیکھتا ہے۔ دل کی حرکت کو دیکھتا ہے۔ اگر حرکت ہے تو زندگی ہے اور اگر حرکت نہ رہے تو کہتے ہیں کہ نہیں جی ! یہ تو ختم ہو گیا۔ یعنی زندگی کا پتہ حرکت سے لگتا ہے۔ اگر حرکت ہے تو زندگی ہے ورنہ زندگی نہیں۔

میرے بھائیو! اور ایمان کا پتہ کس سے لگتا ہے ؟ اگر دین کی طرف حرکت ہے تو ایمان ہے ورنہ ایمان نہیں۔ کہیں کوئی شے والی بات ہے۔ میرے بھائیو! میں نے ہزار دفعہ کہا ہے کہ اسلام ' اسلام بہت Scientific مذہب ہے۔ بڑا معقول' بڑا معقول ۔ آپ یہ دیکھ لیا کریں' یہ آپ کا اپنا میٹر ہے۔ اگر آپ کے اندر کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ دیکھو اگر حرکت زیادہ پیدا ہو تو آپ صحت مند ہیں اور اگر کم از کم نبض کی حرکت ہو تو چلو زندگی ہو گی پھر اور جتنی حرکت زیادہ ہوگی۔ دیکھو بچہ کو' چونکہ نئی نئی جان ہوتی ہے' قوی سارے نئے نئے بنے ہوتے ہیں۔ دیکھو لو بچہ کیسی حرکتیں کرتا ہے' کیسی شرارتیں کرتا ہے' چین سے بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ اور بوڑھا بیچارہ ٹھنڈا ہلتا ہی نہیں۔ حرکت ہی نہیں کرتا۔ بچہ

کتنی حرکتیں کرتا ہے۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اس کی زندگی تازہ ہے۔ نئی زندگی ہے ' وہ چین سے بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جس میں جتنی ایمانی حرکت ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی مضبوط ہوگا۔ اور جتنا ایمان کیطرف سے بے حرکت ہے اتنا اس کا ایمان مردہ ہے۔ آخر آپ مسلمان ہیں۔ آپ نے کلمہ پڑھا ہے۔ زبان سے آپ کہتے ہیں قرآن اللہ کی کتاب ہے لیکن دیکھ لو حال کیا ہے ؟ کوئی حرکت آپ کو نظر آتی ہے۔ آپ اپنے اندر کوئی Change پچھلے جمعے سے اب تک کوئی تھوڑا سا فرق ' ایک مہینے سے کوئی فرق پاتے ہیں ؟ اور اگر آپ کوئی فرق نہیں پاتے تو طے کر لیں ' فیصلہ کر لیں کہ آپ کا ایمان جو ہے وہ مردہ ہے۔ ایمان کی زندگی اسی سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ آپ کی حرکت دین کی طرف کیسی ہے ؟ اگر آپ دین کیطرف آگے بڑھتے ہیں و السابقون السابقون (56 : الواقعہ : 10) جو نمبر لے گیا لے گیا۔ جو آگے نکل گیا نکل گیا۔ فرمایا اولٰئک المقربون (56 : الواقعہ : 11) وہ بالکل خدا کے قریب چلا جاتا ہے۔ اللہ اس کو اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ جتنی زیادہ دین میں حرکت کرے گا۔ محنت کرے گا' کام کرے گا۔ ہوش و حواس سے سمجھ کر اتنا ہی وہ آگے نکلے گا۔ وہ کمائی زیادہ کر جائے گا۔ جیسے بڑھاپا۔ دیکھ لو بچپن کی حرکتیں دیکھو کتنی تیز ہوتی ہیں۔ حرکتوں میں پھر جوں جوں جسم پرانا ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں جسم پرانا ہوتا چلا جاتا ہے لچک کم ہوتی جاتی ہے۔ حرکت کم ہوتی جاتی ہے۔ آخر بوڑھا ہو کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور جان نکل جاتی ہے تو بے حرکت ہو جاتا ہے۔ بالکل یہی حالت ایمان کی ہے۔ جتنا ایمان مضبوط ہوگا اتنا آپ سے ایمانی کام زیادہ کروائے گا۔ آپ اسلام کے سپاہی بنیں گے۔ بغیر کسی کے کہنے کے۔ آپ اسلام کے پہرے دار ہوں گے۔ اسلام کے محافظ ہوں گے۔ اسلام کے رکھوالے ہوں گے۔ اور اگر آپ پر اسلام کا بڑھاپا ہوگا' ایمان کی کمزوری ہوگی تو پھر جیسے بوڑھے بیل کو دم سے پکڑ کر اٹھاتے ہیں پھر بھی نہیں اٹھتا۔ پھر یہی حال ہوگا جیسے

روز وعظ سناتے ہیں ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ بیٹھے کہ بیٹھے۔

میرے بھائیو! نماز پڑھتے وقت سوچا کرو کہ میں نے کیا پڑھا ہے۔ نماز اللہ سے ملاقات کا نام ہے۔ اس میں نہ ہلدی لگے نہ پھٹکڑی۔ زکوۃ وہ دے جس کے پاس پیسہ ہو اور پیسہ بھی ایک سال پڑا رہے۔ جب پیسہ آتا ہے فافٹ تو زکوۃ نہیں لگتی۔ جب تیرے پاس سرپلس ہو' تیری ضرورتوں سے زائد ہو اور پھر پڑے پڑے ایک سال گزر جائے۔ پھر زکوۃ پڑتی ہے۔ حج پوری زندگی میں ایک مرتبہ جب تیرے پاس آنے جانے کا خرچ ہو اور پیچھے بیوی بچوں کا خرچ ہو تو سب کچھ بیچ کر چلا جائے۔ بچے بھوکے مریں کوئی حج نہیں۔ یہ مذاق ہے خدا سے۔ خدا کے دین کو بدنام کرنے والی بات ہے۔ بیوی بچوں کے خرچے کا بھی انتظام اور تیرے خرچ کا بھی انتظام ہو کہ تو وہاں جا سکے۔ پھر حج فرض ہوگا۔ اور زندگی میں ایک مرتبہ' روزے سال میں ایک مرتبہ۔ ایک مہینے کے روزے وہ بھی اگر تو تندرست ہے۔ روزے آگئے ہیں۔ تجھ پر روزے فرض ہیں۔ اگر تو بیمار ہے' سفر میں ہے یا اگر اور کوئی عذر ہے۔ تو چھوڑ دے نہ رکھ۔ جب تیرے حالات نارمل ہوں پھر رکھ لینا۔ اور اگر ایسا وقت آیا ہی نہیں۔ تو روزے فرض ہوئے ہی نہیں۔ قصہ ختم۔ مثال کے طور پر میں رمضان شریف میں بیمار ہوگیا۔ میرے پندرہ روزے رہ گئے۔ رمضان کے بعد شوال آیا تو میں بیمار۔ اگلا مہینہ آیا تو میں بیمار۔ پھر میں مرگیا۔ رمضان کے بعد دو اڑھائی مہینے اسی حالت میں گزرے میرے ذمے کوئی روزہ نہیں۔ وہ جو رہ گئے تھے وہ میرے ذمے نہیں۔ کیونکہ مجھ پر وقت ہی نہیں آیا۔ ہاں میرے روزے رہ گئے ہیں اس کے بعد کبھی تندرست ہو جاؤں۔ اتنے دن مجھے مل جائیں کہ میں روزے رکھ سکوں پھر میں نہ رکھوں تو پھر سر پر قرض ہے۔ پھر میرے جو وارث ہیں وہ میری جائیداد لیں گے۔ میرا مکان' میری زمین' میری چیزیں سنبھال لیں گے۔ ان کے ذمے روزے فرض ہوں گے۔ وہ میرا یہ قرض ادا کریں گے۔ لیکن نماز ایک ایسا

فرض ہے جس کو کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ بیٹا چاہے کہ میں ابا کی نمازیں پڑھ لوں یا دو رکعتیں پڑھ کر بعد میں باپ کو بلٹی کر دوں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جاہل لوگوں میں کہ جی! میں نے اپنے ابا کی طرف سے چار نفل پڑھ دیئے۔ خدا کہتا ہے اگر مرنے کے بعد تیرے نفل پہنچ جائیں تو وہ زندگی میں کہہ دے بیٹا تو عشاء پڑھنے جا رہا ہے میری بھی ساتھ پڑھ دینا۔ لیکن نہیں۔ نماز کسی کی طرف سے کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ دن میں پانچ مرتبہ۔ ارے حج زندگی میں ایک مرتبہ' زکوٰۃ بھی اس صورت میں کہ رقم ہو اور سال گزر جائے۔ لیکن نماز دن میں پانچ مرتبہ۔ کیوں ؟ یہ نماز خدا سے ملاقات ہے۔ اب سوچو جو بندہ خدا سے پانچ مرتبہ ملے وہ خدا سے پھر جھجکے گا قیامت کے دن ؟ وہ شرمائے گا؟ وہ کوئی تکلف کرے گا ؟ اللہ اسے خوب جانتا ہوگا اور بندہ اللہ کو خوب جانتا ہوگا۔ جانا پہنچانا ہوگا۔ بڑی بے تکلفی ہوگی اور اگر نماز ایسی ہے کہ اس میں انسان ذہنی طور پر غیر حاضر (Mental Absent) ہے۔ آیا چلا گیا۔ کوئی پوچھے کیا ہوا ؟...... جی! کچھ بھی نہیں۔ مجھے پتہ ہی نہیں کیا ہوا ؟ تیری خدا سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی ؟..... کہ جی! مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں۔ جو کچھ مولوی کہتا رہا' کرتا رہا' میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ ایسا نمازی یا جو کوئی سرے سے ہی نہیں پڑھتا۔ ان کو خدا کی کیا پہچان۔ کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

میرے بھائیو! جو نمازی ہوتا ہے وہ خدا کا دوست ہوتا ہے۔ اس سے خدا کی شناسائی ہوتی ہے۔ جان پہچان ہوتی ہے' بے تکلفی ہوتی ہے۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ خدا سے ملتا ہے اور اگر کسی نے زیادہ ہی یارانہ لگانا ہو تو تڑکے کو اکیلے ہو کر پیچھے پڑ جائے۔ پھر تو کہنا ہی کیا؟ جب یہ پانچ نمازیں بندے کی زیادہ قبول ہو جاتی ہیں دوستی ہو جاتی ہے تو پھر اس کو بے چینی ہو جاتی ہے۔ پانچ دفعہ تو وہ بلاتا ہے۔ میں جاتا ہوں' حی علی الصلاح کہتا ہے... اللہ !!... تو میں جاتا ہوں۔ میں خود کیوں نہ جاؤں ؟ اس لئے وہ تڑکے کو اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ یا اللہ!

میں آگیا۔ اب میں خود آیا ہوں' بغیر تیرے بلائے۔ میرا تیرے ساتھ دل بہت لگتا ہے۔ یہ تہجد ...... اب بتائیں جس آدمی کا یہ انداز ہو وہ کبھی محروم رہ سکتا ہے ؟ وہ پھر لوگوں کے دھوکے میں کبھی آ سکتا ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم نمازیں ہی نہیں پڑھتے۔ ہم نمازوں کو جانتے ہی نہیں پہچانتے ہی نہیں۔ دیکھ لو حال۔ اول تو ہمارے مسلمان بے نماز اور پھر آ کر نماز پڑھیں بھی تو نماز کونسی ؟ حنفی نماز ! حنفی نماز کوئی اللہ کی نماز ہے ؟ سوچیں ! یہ چوٹ نہیں مار رہا۔ اگر آپ میں ایمان ہوگا تو آپ سوچیں گے ۔ نماز کیسی ہونی چاہیے۔ کسی مولوی کے طریقے کی؟ نہیں۔ کسی امام کے طریقے کی نہیں۔ کسی پیر کے طریقے کی نہیں۔ نماز اس طریقے کی جو طریقہ اللہ نے بتایا ہے۔ یہ نماز دنیا میں کیسے انٹروڈیوس ہوئی ہے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ دنیا میں کیسے چلا ؟ دنیا میں سب سے پہلے کس نے سکھایا۔ یہ اللہ نے سکھایا۔ کیسے سکھایا ؟ جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ محمد ﷺ کو سکھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے۔ آ کر حضور ﷺ کو جماعت کروائی اور نماز پڑھ کر دکھائی۔ نماز کا طریقہ سکھایا۔ جب آپ نے سیکھ لی تو آپ نے اعلان کیا۔ لوگو ! صلوا کما رایتمونی اصلی (متفق علیہ ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب تاخیر الاذان عن مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ) لوگو ! نماز ایسے پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں۔ اس نماز کے نمبر لگیں گے۔ اس نماز کا اجر اور ثواب ملے گا لیکن آج لوگوں میں کوئی حنفی نماز پڑھتا ہے' کوئی شیعہ نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے امام یوں کہتے ہیں ' ہمارے امام یوں کہتے ہیں۔ جا کر لے لینا اپنے امام سے۔ جو تیری مرضی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ وہاں کسی امام کے ہاتھ میں کچھ ہوگا۔ دیکھو اللہ کا نظام جیسے عدالتیں لگتیں ہیں۔ کچھ کتابیں جج کے پاس بھی پڑی ہوتی ہیں۔ باقی کتابیں وکیل لے کر جاتے ہیں۔ وہ کتابیں کیا ہوتی ہیں ؟ وہ جو گورنمنٹ ہوتی ہے اس کے قانون کی کتابیں ہیں۔ جج بھی اس پر پابند ہوتا ہے۔ دونوں وکیل بھی اس پر پابند ہوتے ہیں۔ وہ کتابیں پیش ہوتی

ہیں۔ جب اللہ کا دربار لگے گا تو وہاں قانون کیا ہو گا ؟ امام ابو حنیفہؒ کا قانون ہو گا ؟ میرے دیوبندی اور بریلوی بھائیوں کا ؟ بھائیو ! سن لو' سمجھ لو اس بات کو جب اللہ کا دربار لگے گا تو قانون کس کا ہو گا ؟ قانون وہ ہو گا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے بھیجا ہے۔ نماز اس طریقے کی' روزہ اس طریقے کا' حج اس طریقے کا۔ زکوۃ اس طریقے کی۔ نکاح اس طریقے کا۔ طلاق اس طریقے کی۔ یہ تو ہماری حماقت اور جہالت ہے کہ ہم نے اپنے امام بنا لئے اور ان کے قانونوں کو اختیار کر لیا۔ یہ اس کا مقلد' وہ اس کا مقلد ۔ حماقت نہیں تو اور کیا ہے ؟ اللہ نے عقل دی ہے۔ سمجھو' سوچو۔ 23 سال حضور بعد از نبوت اس دنیا میں رہے۔ 23 سال وحی آتی رہی۔ حضور ﷺ کو کوئی بات پوچھتا آپ کبھی اپنی طرف سے کوئی بات نہ بتاتے۔ یہ مشکوۃ میں حدیث ہے۔ ایک آدمی آیا۔ آ کر پوچھنے لگا۔ دیکھو ! بڑی عام سی بات ہے کہ یارسول اللہ سب سے بہتر جگہ کونسی ہے ؟ سب سے بہتر جگہ کونسی ہے؟ اور سب سے بری جگہ کونسی ہے؟ ہمارے جیسا کوئی ٹرائیڈ ہوتا کوئی نہ کوئی بات گھڑ دیتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے پتہ نہیں جبرائیل آئیں گے میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ آپ نے دیکھا اصلی دین کیسا دین ہے۔ اصلی دین وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہے ۔ یہ محمد ﷺ کا گھڑا ہوا دین نہیں۔ ارے جب محمد ﷺ بھی دین نہیں گھڑتے بلکہ جو اللہ کی طرف سے وحی کی صورت میں آتا ہے وہی آگے پہنچاتے ہیں تو پھر اماموں کی باتیں کیسے چل سکتی ہیں ؟ کتنی Common Sense کی بات ہے۔ سب سے بہتر جگہ کونسی ہے ؟ آپ نے کہا کہ جبرائیل آئیں گے میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آئے ۔ ان کا آنا تھا' حضور ﷺ کی جبرائیل علیہ السلام سے بڑی دوستی تھی۔ اور ظاہر بات ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام آتے ہوں گے۔ آپ کا دل بھی بہت لگتا ہو گا۔ آپ ﷺ نے ایک دن کہا اے جبرائیل علیہ السلام تو اوپر وہاں کیا کرتا ہے؟ یہیں میرے پاس آ جایا

کر اکٹھے بیٹھے باتیں کیا کریں گے وقت اچھا گزرے گا۔ آپ ﷺ نے یہ بات جبرائیل علیہ السلام سے کہی قرآن میں فوراً آیتیں نازل ہو گئیں۔ اے جبرائیل! تو کہہ و ما نتنزل الا بامر ربک (19: المریم: 64) اے محمدؐ! ہم اپنی مرضی سے نہیں آ سکتے۔ جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو میں آتا ہوں۔ اپنی مرضی سے میں نہیں آ سکتا۔ (رواہ البخاری فی کتاب التفسیر تفسیر سورہ مریم) دیکھ لو یہ دین کا نظام۔ تو آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل زمین پر سب سے بہتر جگہ کونسی ہے؟ سب سے بری جگہ کونسی ہے؟ جو نبیوں کا استاد ہے کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ سے پوچھ کر آؤں گا تو بتاؤں گا۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بتا سکتا۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام گئے اور جا کر اللہ سے سوال کیا۔ وہاں سے جواب لیا۔ اور پھر حضور ﷺ کے پاس آئے اور آکر پہلے یہ کہا یارسول اللہ ﷺ میں آج اتنا اللہ کے قریب ہوا کہ آج تک کبھی اتنا اللہ کے قریب نہیں ہوا۔ اس سوال کے تحت اللہ نے کہا ہے سب سے بہتر جگہ مسجد ہے اور سب سے بری جگہ بازار ہے۔ (صحیح ابن حبان' الترغیب للمنذری' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ) یہ کتنی سادہ سی بات تھی۔ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ دین کیسا ہے؟ اس لئے ہم کہتے ہیں اسلام وہ ہے جو زمین پر بنا ہو؟ جو پنچائتی ہو؟ جو مولویوں نے بنایا ہو؟ جو اماموں نے گھڑا ہوا؟ ...... نہیں بلکہ اسلام وہ ہے جو آسمان سے آیا ہے۔ آج لوگوں کو اسلام کی پہچان نہیں رہی۔ اس لئے دھکے کھا رہے ہیں۔ ذلیل ہو رہے ہیں۔ اگر اللہ کا دین زمین پر چلتا ہوتا' خدا اپنے دین والوں کو کبھی نہ ذلیل کرتا۔ یہ اسلام قوموں کو اونچا کرتا ہے۔ اور یہ اسلام قوموں کو نیچا کرتا ہے۔ جب لوگ اسلام کو پاؤں کے نیچے لے لیتے ہیں' اسلام کو ذلیل کر دیتے ہیں' اپنا تابع بنا لیتے ہیں تو ذلیل ہو جاتے ہیں اور جب اسلام کو اپنے سر کے اوپر رکھتے ہیں' حاکم بناتے ہیں

تو اللہ انکو دنیا میں حکمرانی دے دیتے ہیں۔۔ سو حقیقت یہ ہے میرے بھائیو! ہم لوگ خاندانی مسلمان ہیں' جدی پشتی مسلمان ہیں' لیکن اپنے عمل سے ' اپنے ارادے سے' اپنی کوشش اور محنت سے ہم مسلمان نہیں ہیں۔ سو اپنی کوشش سے مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ اسلام کو پہچانو' ہم اسلام کو نہیں پہچانتے۔ آپ غصہ نہ کریں' دیکھیں اب ہم سب ایسے ہی ہیں۔ اس کو دل سے تسلیم کرو اور میں بہت کھول کر بات بیان کرتا ہوں۔ اللہ کا شکر ہے میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کوئی مغالطے میں رہ جائے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے' میرا خیال ہے ان شاء اللہ العزیز جو یہاں آ جاتا ہے ایک دو جمعے پڑھ جاتا ہے اس کا ذہن بالکل صاف ہو جاتا ہے ۔ عملی کوتاہی اس میں ہو تو اس کی مرضی ہے ورنہ جہاں تک دین کے سمجھنے کا تعلق ہے اللہ کے فضل سے کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔ کوئی میرا بھائی دیوبندی ہو' بریلوی ہو' کوئی کسی ذہن کا ہو ۔ دین چیز ہی ایسی ہے' بہت واضح ہے۔ بہت صاف ہے' کتنا سادہ ہے اگر آپ یہ یقین کرنا چاہتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں تو آپ اپنے دل سے پوچھا کریں کہ تو کس کی مانتا ہے ؟ اگر آپ کا دل کہے کہ میں تو امام کا مقلد ہوں کہ سمجھ لے کہ تو بالکل حق پر نہیں ہے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر چلتا ہوں' عبادت اللہ کی کرتا ہوں حکم نبی کا مانتا ہوں بس تو حق پر ہے۔ شبے والی بات ہی نہیں۔ بالکل سو فیصدی یقینی طور پر تو کھرا ہے۔ تو حق پر ہے۔ اور اگر تو چشتی ہے' سہروردی ہے' تو قادری ہے' تو فلاں ہے' تو فلاں ہے' پھر پوچھا کر کہ تجھے کس نے کہا تھا کہ تو چشتی بن جا' تو نقشبندی بن جا یا سہروردی بن جا۔ یا فلاں بن جا یا فلاں بن جا۔ رضوی بن جا۔ حنفی بن جا۔ دیوبندی بن جا' بریلوی بن جا' وہابی بن جا۔ کس نے کہا تھا۔ تیرا ایمان تجھے کہے گا نہیں۔ یہ سب کچھ خود ساختہ ہے۔ کسی نے نہیں کہا۔ اور اگر تیرا جواب یہ ہو کہ میں محمدی ہوں' میں محمد ﷺ کی اتباع کرتا ہوں۔ آپ کی لائن پر چلتا ہوں۔ جو لائن آپ ﷺ نے مقرر کی

تھی۔ تو بڑا خوش قسمت ہے۔ اللہ اسی پر تیرا خاتمہ کرے۔ (آمین)

خطبہ ثانی

ارے بھئی ذرا جلدی آیا کرو۔ بڑی دیر ہو جاتی ہے۔ جو تو پرانے ہیں' جو رجے ہوئے ہیں' جن کے پیٹ پہلے سے بھرے ہوئے ہیں جو سن سن کر تھک گئے ہیں وہ تو کہتے ہیں جلدی جان چھوٹے یا سوئے رہتے ہیں اور دیر ہو تو انکو تکلیف ہوتی ہے اور جو بیچارے نئے ہیں ان کے چہرے دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے اور وہ اتفاق کی بات ہے وہ آتے ہی لیٹ ہیں۔ میں چاہتا ہوں یہ نیا نیا آیا ہے اس بیچارے نے کبھی سنا نہیں۔ ہماری آواز اس کے کانوں تک پہنچی نہیں تو اس لئے میں دو بجے کے بعد زور زیادہ لگاتا ہوں اور اللہ کا فضل ہے اس کا فائدہ ہوتا ہے اور تھوڑا بہت بہاولپور میں جو چکارا ہو رہا ہے وہ اسی وجہ سے کہ ہم جمعہ ذرا لیٹ پڑھتے ہیں اور کھنگڑ اہل حدیث ہیں وہ کہتے ہیں جلدی کرو' جلدی کرو جان چھوٹے۔ انہیں نہیں پتہ کہ فائدہ کیسے حاصل ہوتا ہے۔ تو بہرکیف میرے بھائیو جلد کوشش کیا کریں اور پھر اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اپنے ساتھ نئے آدمیوں کو ضرور لائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اے علی! اگر تیرے ہاتھ سے ایک بھی سدھر گیا تیری نجات کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب الفضائل و المناقب باب المناقب علی رضی اللہ عنہ عن سھل بن یسار رضی اللہ عنہ) اور میں سچی بات ہے اس لئے بہت کوشش کرتا ہوں کہ جو نئے نئے چہرے دیکھتا ہوں تو پھر میرے دل میں جو ولولہ اٹھتا ہے' جوش اٹھتا ہے کہ یااللہ! یہ آیا ہے یہ اب خالی نہ جائے۔ یہ سمجھ جائے۔ اس کی سمجھ میں یہ دین آ جائے۔

میرے بھائیو! ہم کوئی سیاسی پارٹی نہیں بناتے۔ ہم کوئی چندہ نہیں مانگتے' اللہ کا شکر ہے یہ ہماری لائن ہی نہیں۔ بالکل یہ لائن ہی نہیں ہے۔ لیکن یہ

تڑپ ہمارے دل میں بہت ہے کہ ہم لوگوں کو کھرے دین کی' خالص دین کی دعوت دیں۔ تاکہ یہ ہماری کمائی ہو جائے۔ یاد رکھیں جتنے لوگوں کو اللہ ہدایت دے گا وہ سب جس نے وعظ کیا ہے جس نے کوشش کی ہے اللہ اس کے کھاتے میں ڈالے گا۔

س: یہ کسی نے سوال پوچھا ہے گزشتہ رمضان میں' میں نے آنکھ کے اپریشن کی وجہ سے یہ ارادہ کیا تھا کہ ٹھیک ہونے کے بعد روزے رکھوں گا لیکن مسلسل کمزوری کی وجہ سے میں روزے نہیں رکھ سکا۔ اب بھی خاصی کمزوری ہے۔ تھوڑا سا چلتا ہوں تو سانس پھول جاتی ہے۔ اس حالت میں میں کیا کروں۔

ج: دیکھئے بھیا! یہ اجتہاد ہے وہ کرے ۔ اگر وہ اس قابل نہیں ہے کہ روزے رکھ سکے اور اس کو یہ خدشہ ہے شاید مجھ پر وقت نہ آئے تو وہ اپنے روزوں کا فدیہ دیا کرے۔ وہ عورت جو کبھی حمل میں ہوتی ہے' کبھی بچے کو دودھ پلاتی ہے روزے نہ رکھ سکے یا وہ بوڑھا جس پر اب یہ دن آنے کی امید نہیں کہ یہ تندرست ہو کر روزے رکھنے کے قابل ہوگا ایسے کمزور لوگ جو ہیں ان کے لئے یہی صورت ہے کہ وہ کسی آدمی کو روزہ رکھوائیں۔ یعنی اس کو دونوں وقت کا کھانا دیں جس کو فدیہ کہتے ہیں۔ باقی رہا یہ تو اب تو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ تجھ پر Depend کرتا ہے ایسے مسائل میں دیکھئے نبی ﷺ کا طریقہ کیا عمدہ تھا۔ کوئی آدمی آکر پوچھتا کہ میں بیمار ہوتا ہوں' وضو کروں یا نہ کروں۔ پانی لگنے سے مجھے خدشہ ہوتا ہے کہ مجھے بخار ہو جائے گا یا مجھے کوئی تکلیف ہوگی۔ یا ایسے میں روزے رکھوں کہ نہ رکھوں تو آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے استفت قلبک (مسند لامام احمد ' والدارمی ' اربعین للنووی رقم الحدیث 27 عن واصبۃ بن عبد

[illegible]) بندے مسئلہ مجھ سے نہ پوچھ اپنے دل سے پوچھ تیرا دل کیا کہتا ہے ؟ ایسے معاملات میں آدمی کا اپنا فیصلہ جو ہے وہ معتبر ہوگا۔ اگر وہ واقعتاً کوئی ناجائز چھٹی نہیں لینا چاہتا بچاؤ نہیں کر رہا' واقعتاً اسے کوئی تکلیف ہے یا اسے کوئی خدشہ ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ فدیہ دے دے یا تیمم کر لے۔

س : نفع نقصان شراکتی کھاتے میں پیسے جمع کروانا کیسا ہے ؟

ج : یہ بینکوں میں نفع و نقصان کا جو کھاتہ ہے یہ سب فراڈ ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وہی سودی صورت ہے' بالکل جائز نہیں ہے۔

س: دکانیں اور مکانات کرائے پر دینا کیسے ہیں ؟

ج : بالکل جائز ہے۔ کرایہ کیا چیز ہے ؟ آپ سائیکل کسی کو کرایہ پر دیتے ہیں یا کوئی اور چیز کسی کو کرایہ پر دیتے ہیں جو اس کے استعمال میں آتی ہے۔ کرایہ اس کا معاوضہ ہوتا ہے۔ اس لئے کرایہ جائز ہے۔ اگر نفع نقصان شراکتی کھاتے میں ہے' پیسے جمع کروانا غلط ہے تو دکانیں اور مکانات کرائے پر دے کر پیسے حاصل کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اب دیکھو نا اس میں کوئی اشتباہ ہی نہیں ہے۔ یہ اور چیز ہے وہ اور چیز ہے۔ کرائے کا فلسفہ میں نے آپ کو بتا ہی دیا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان....

خطبہ نمبر42

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یایھا الذین امنوا الرکعوا واسجدوا و اعبدوا ربکم و افعلوا الخیر لعلکم تفلحون ○ و جاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو اجتبکم و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلمین من قبل و فی ھذا لیکون الرسول شھید علیکم و تکونوا شھداء علی الناس فاقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اعتصموا باللہ ھو مولکم فنعم المولی و نعم النصیر (22 : الحج: 77 ۔ 78)

میرے بھائیو! ہمارے مسلمان ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کو راضی کر سکیں۔ اور ہمیں جنت مل جائے۔ اگر مطمع نظر ایک ہو اور تمام افعال سب کا مقصد ایک ہو وہ مقصد حاصل کرنا آسان ہے۔ اور اگر مقاصد مختلف ہو جائیں' اگر انسان کوئی مفاد سوچے 'کبھی کوئی مفاد سوچے تو پھر انسان اپنے مقصد کو پا نہیں سکتا۔

آپ کبھی لکڑی کو کاٹنے کا تجربہ کریں' یہ مزدور لوگ درخت کاٹتے ہیں اگر لکڑی کو کاٹتے وقت ایک نشان رکھا جائے جو بھی کلہاڑا لگے وہ ادھر ہی لگے' ایک جگہ لگے جہاں سے کاٹتا ہے تو وہ لکڑی کٹ جائے گی۔ اور اگر کوئی ٹپہ یہاں لگا

دیا' کوئی وہاں لگا دیا' تو لکڑی کبھی نہیں کٹے گی۔ اس طرح سے اگر کوئی کام کرنا ہو اس پر اپنی توجہ کو مرکوز کریں اور اپنی تمام کوششوں کو اس پر مجتمع کر دیں تو پھر کامیابی کے امکانات بڑے روشن اور بڑے واضح ہوتے ہیں۔ اب ہم دنیا میں آ تو گئے ہی ہیں۔ اس میں ہماری نیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اب ہمیں کرنا کیا چاہیے۔ اس کو سوچ کر ہمیں اپنے سامنے یہ نظریہ رکھنا چاہیے کہ اب دنیا سے جانا بھی لازمی ہے۔ جیسے آنا یقینی ہے ویسے جانا بھی یقینی ہے۔ ہم جب یہاں سے جائیں تو لازما سرخرو ہو جائیں۔ پاس ہو جائیں' ہمارا مقصد پورا ہو جائے۔

اور اس کے لئے دو ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک مثبت اور ایک منفی۔ کچھ کوشش کی جاتی ہے کہ یہ یہ اعمال کئے جائیں' ان سے اللہ راضی ہوگا اور ان کے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اور بعض چیزوں سے آدمی کو رکنا چاہیے۔ یہ گناہ نہ کیا جائے' یہ گناہ نہ کیا جائے۔ گناہوں سے پرہیز اور نیکیوں سے رغبت یہ دونوں طریقے ہیں انسانوں کے کامیاب ہونے کے' پاس ہونے کے۔ جیسے کسی کو اپنی صحت کا خیال ہو' اگر کوئی چاہے کہ میری صحت ٹھیک رہے تو کیا کرے۔ ایک طرف گندی چیزوں سے پرہیز کرے جو صحت کے لئے مضر ہے۔ دوسری طرف ایسی چیزیں کھائے جو طاقت دیں۔اور مقوی ہوں' وہ چیزیں کھائے۔ بالکل جیسے صحت کا اصول ہے ایسے ہی انسان کے لئے آخرت کا اصول ہے۔ گناہوں سے پرہیز کرے اور نیکیاں کرے۔ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جو انسان کے لئے انتہائی مہلک ہے وہ شرک ہے۔ شرک کو لوگ بہت کم پہچانتے ہیں۔ بہت کم جانتے ہیں۔ اس لئے اس سے کوئی خاص بچ نہیں پاتے۔ بڑے بڑے نمازی اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم اور مولوی اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اسی حالت کو دیکھ کر اللہ عالم الغیب ہے۔ پہلے سے یہ بات کہہ دی و ما یومن اکثرھم باللہ الا و ھم مشرکون (الیوسف : 12 : 106) اللہ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت جو ہوگی وہ مشرک ہوگی۔ کہ وہ اللہ پر ایمان لائیں گے'

اللہ کو مانیں گے لیکن اس کے باوجود اکثریت مشرکوں کی ہوگی۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ یہ کہ آدمی اس میں امتیاز نہیں کرتا کہ میں اس کو سمجھوں کہ شرک کیا ہے ؟ پھر وہ بعض دفعہ قصداً کرتا ہے۔ بڑا جلی اور موٹا شرک ہوتا ہے اور بعض دفعہ اتنا خفی اور اتنا باریک ہوتا ہے' لطیف ہوتا ہے کہ آدمی کو اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ کرتا جاتا ہے' بہت خوشی سے کرتا جاتا ہے۔ تو شرک سے بچنا گناہوں میں سب سے اول نمبر پر ہے۔ سب سے پہلا جو انسان کے لئے پرہیز کا سوال ہے وہ شرک ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا دوسرا خطرناک جرم جو ہے وہ بدعت ہے۔ بہت بڑا گناہ ہے۔ چوری بھی' قتل بھی' ٹھگی بھی اور اس طرح کے گناہ ہیں لیکن ان کی بخشش کی امید ہے۔ ان سے آدمی کے ہٹ جانے کی امید ہوتی ہے کہ شاید ان سے خائف ہو جائے۔ اب دیکھو ناں ! کسی کو زنا کی عادت پڑ جائے۔ ہوتے ہوتے شاید وہ زنا سے باز آ ہی جائے۔ اسی طرح سے چور بھی شاید بڑھاپے تک ہٹ ہی جائے۔ بڑھاپے میں کرنے کے قابل نہ ہو اور برا فعل اور اسے یہ احساس بھی ہوجائے کہ میں کیسا احمق تھا کہ ساری زندگی میں یہ برائی کرتا رہا لیکن شرک اور بدعت دو گناہ ایسے ہیں کہ یہ مذہب بن جاتے ہیں۔ انسان ان گناہوں کو نیکی سمجھنے لگ جاتا ہے اور بہت یقین کے ساتھ' تندہی کے ساتھ' بہت محنت کے ساتھ جیسے نیکی کرتا ہو یہ کام کرتا ہے۔

اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نے اپنے چیلے چانٹے اپنے گمراہ کرنے والے جو ایجنٹ تھے ان کو جمع کیا کہ سناؤ بھئی ! رپورٹ دو۔ تمہارا کام کیسے چل رہا ہے۔ کیونکہ شیطانوں کا کام ہی یہی ہے۔ کیونکہ جنوں کا' شیطانوں کا کام ہی یہی ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرنا۔ جب اللہ تعالٰی نے شیطان کو اس آدم کی خاطر نکالا تو اس نے وہیں اللہ سے کہہ دیا تھا لاغوینهم اجمعين (15 : الحجر : 39) یااللہ ! تو اس کی وجہ سے مجھے دھتکار تو رہا ہے میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں تیری ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان سب کو برباد کر کے

چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ اپنی فوجیں بھیجتا ہے۔ وہ اپنے کارندے بھیجتا ہے کہ جا کر انسانوں کو گمراہ کرو۔ پھر میٹنگ ہوئی تو ان کے جو بڑے بڑے گروپ لیڈر تھے سارے اکٹھے ہوئے' رپورٹ پیش کی کہ ہمیں اس حد تک کامیابی ہوتی ہے۔ انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ شکوہ کیا کہ ہم لوگوں سے گناہ کرواتے ہیں وہ توبہ کر لیتے ہیں۔ زانی توبہ کر لیتا ہے' شرابی توبہ کر لیتا ہے۔ اس طرح سے اور گناہ کرنے والے فسق و فجور کرنے والے' بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرنے والے جو ہیں وہ توبہ کر لیتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں اور ہمارا کیا دھرا جو ہے اس پر پانی پھر جاتا ہے۔ تو پھر غور و فکر کیا گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ انسانوں کو کس چیز میں مبتلا کیا جائے۔ یہ بات پاس ہوئی کہ انکو شرک اور بدعت پر لگا دو۔ شرک اور بدعت سے توبہ نہیں کریں گے۔ اس کو اپنا مذہب سمجھیں گے' اس کو عبادت سمجھیں گے' اس کو نیکی سمجھیں گے۔ (مسند ابویعلی رقم الحدیث 131 ' تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ آل عمران آیت 133 ' مجمع الزوائد 10/ 207 عن ابی بکر رضی اللہ عنہ) چنانچہ آپ دیکھ لیں دنیا آپ کے سامنے ہی ہے۔ لوگ مزاروں پر جاتے ہیں' چڑھاوے چڑھاتے ہیں منتیں مانتے ہیں۔ پیروں کو' فقیروں کو' مردوں کو پکارتے ہیں اور پکارنا تو بڑا صریح شرک ہے۔ بہت بڑا شرک ہے۔ اب اصل پکارنا عبادت ہے۔ پکارنا جو ہے وہ اصل عبادت ہے۔ اگر پکار نہ بنے اور آپ کے منہ سے الفاظ نکلیں تو عبادت بھی کچھ نہیں کرتی۔ اب آپ نمازیں پڑھیں' نماز میں آپ کتنی مرتبہ اللھم اغفرلی کہتے ہیں؟ لیکن اگر آپ کے دل کی پکار نہیں تو عبادت کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہی نہیں کہ آپ نے کیا کہا ہے۔ اب جو پیروں کو پکارتا ہے' جو مردوں کو پکارتا ہے' وہ اس کو حاضر ناظر سمجھتا ہے' وہ ان کو مشکل کشا سمجھتا ہے' وہ اس کو اپنے دکھوں کا مداوا' اس کی فریادرسی کرنے والا سمجھتا ہے۔ اور اصل عبادت جو ہے وہ یہ ہے۔ اس لئے اللہ نے قرآن میں فرمایا ناں! دیکھو اللہ

نے پکارنے کو عبادت کہا ہے وقال ربکم ادعونی استجبلکم (40 : المومن : 60) لوگو! تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو' میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ تمہاری دعا کو سنوں گا۔ اس کا جواب دوں گا۔ ان الذین یستکبرون عن عبادتی (ایضا) دیکھو! پہلے " ادعونی " ہے کہ مجھے پکارو آگے عبادت کہہ دیا۔ ان الذین یستکبرون عن عبادتی جو مجھے نہیں پکارتے' یعنی میری عبادت نہیں کرتے۔ یہاں عبادت سے مراد پکار ہے۔ پہلے جو کہا ہے مجھے پکارو' جو مجھے نہیں پکارتے سیدخلون جھنم داخرین (40 : المومن : 60) وہ بڑے ذلیل ہو کر دوزخ میں جائیں گے۔ اصل عبادت جو ہے وہ پکار ہے۔ فریاد ہے' ہائے! میرے اللہ! میری سن' یہ اور اسی طرح سے دل سے پکار نکلے اے میرے پیر! یا رسول اللہ! یا بہاولحق' یا پیر جیلانی! یا فلاں یا فلاں جو بھی ہے اصل عبادت یہ ہے۔ دیکھو سجدہ کر جائیں' سجدہ کر جائیں اور اندر اس کے پکاریں نہ عبادت کیا ہوئی؟ کچھ بھی نہیں' اور اگر سجدے میں پڑھ کر آپ پکاریں گے تو دیکھو ناں دونوں چیزیں مل گئیں۔ ایک آدمی ہے جس نے اپنے آپ کو کتنا ذلیل کیا ہے۔ پیشانی زمین پر رکھ دی نچلا حصہ اوپر کر دیا اور پھر پکار رہے ہیں کیا Set بن گیا۔ اور اگر آپ ویسے ہی Exercise کرتے ہیں' بچے کھیلتے ہیں سجدہ کر دیتے ہیں' جھک جانا یہ کرنا کروانا یہ بالکل خالی ایک ہیئت ہے۔ اور سجدہ کب ہوتا ہے۔ جب اس حالت میں فریاد ہوتی ہے' آواز نکلتی ہے' پکار ہوتی ہے۔ اور پھر وہ سجدہ بن جاتا ہے اور اس بات کو جانتے ہی نہیں۔ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور اس کے باوجود چل سو چل چل سو چل۔ نعرے پہ نعرہ' کبھی اس کے نام کا' کبھی اس کے نام کا۔ وہ سمجھتے ہیں نہیں کچھ۔ تو شیطان نے جو میٹنگ کی اس میں یہ طے ہوا کہ اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ یہ تمہارے جال سے نکل جائیں گے تو ان کو زنا سے روکو' انسانوں کو شراب سے روکو' جوئے سے روکو اور فسق و فجور کے کاموں سے روکو' ان کو شرک اور بدعت کے کاموں میں لگا دو۔ اور پھر تم

کامیاب ہی کامیاب۔ وہ اس گناہ کو نیکی سمجھیں گے حالانکہ یہ سب سے بڑا خطرناک گناہ ہے۔ اور گناہوں کو اللہ معاف کر دے اس کو تو کبھی کرے گا ہی نہیں۔ بالکل ہی نہیں کرے گا۔ قتل کتنا بڑا گناہ ہے وہ بھی اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اللہ چاہے گا تو معاف کر دے گا' ماں سے زنا کر لینا کتنا بڑا گناہ ہے لیکن اگر اللہ چاہے گا تو وہاں جا کر بھی معاف کر دے گا۔ لیکن شرک اگر سانس موجود ہے اور توبہ کر لے تو معافی کی صورت ہے اگر سانس نکل گیا' مر گیا' موت آ گئی اور شرک سے توبہ نہیں کی۔ تو پھر اب معافی کا امکان ہی نہیں۔ اللہ نے قرآن میں پہلے سے ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ جو ضابطہ بنایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ شرک کو تو اللہ بخشے گا ہی نہیں' اور و یغفر ما دون ذلک جو بھی شرک کے علاوہ ہے لمن یشاء (4 : النساء : 48) جس کو چاہے گا' جو گناہ چاہے گا' بڑے سے بڑا' بڑے سے بڑا اللہ بخش دے گا لیکن شرک کو اللہ نہیں بخشے گا اور بدعت ماں ہے شرک کی۔ شرک پیدا ہی بدعت سے ہوتا ہے۔ سو یہ پرہیز والی بات ہے۔

میرے بھائیو! نیکیوں میں سب سے اول نمبر نیکی کیا ہے۔ نماز جو ہے یہ سب نیکیوں میں اول نمبر ہے۔ جب حساب ہو گا' اعمال میں نیکیوں میں نماز سب سے پہلے پیش ہو گی۔ موطا امام مالک میں یہ حدیث موجود ہے۔ نسائی شریف میں یہ حدیث موجود ہے اور بھی حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث بہت مشہور ہے۔ جو آدمی نماز میں پاس ہو گا اللہ پھر باقی اس کی نیکیاں دیکھے گا' اس نے روزے رکھے ہیں' اس نے زکوتیں دی ہیں' اس نے حج کیا ہے۔ اس نے صدقہ و خیرات کیا ہے۔ ان کے نمبر کب لگیں گے۔ اگر Compulsary ٹاپک پر پاس ہو جاتا ہے۔ نماز میں اگر اس کے اتنے نمبر آ جاتے ہیں کہ وہ پاس ہو گیا تو باقی نیکیوں کے نمبر بعد میں لگیں گے۔ ورنہ خدا سب کچھ Cancel کر دے گا۔ بس کانٹا پھیر دے گا۔ جاؤ لے جاؤ' جس نے سرے سے نماز نہ پڑھی وہ بھی گیا۔ اور جس

نے پڑھی اور فیل ہو گیا وہ بھی گیا۔ (رواہ الامام مالک فی الموطا و النسائی' والترمذی' فی ابواب الصلوۃ باب ما جاء ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) جیسے کہ میٹرک کا امتحان کچھ لوگ تو دیتے ہی نہیں۔ نہیں دیا' ٹھیک ہے' میٹرک نہیں ہو گا۔ کچھ وہ ہیں جنہوں نے دیا ہے مگر فیل ہو گئے۔ میٹرک یہ بھی نہیں ہے وہ بھی نہیں ہے۔ جنہوں نے داخلہ لیا ہی نہیں' امتحان میں بیٹھے ہی نہیں وہ بھی میٹرک نہیں۔ اور جو داخلہ لے کر امتحان میں بیٹھ بھی گئے اور فیل ہو گئے وہ بھی میٹرک نہیں اس طرح سے بے نماز جس نے سرے سے نماز نہیں پڑھی وہ بھی بے نماز ہے' وہ بھی فیل ہے' لیکن وہ جس نے نماز پڑھی ہے اور نماز میں پاس نہیں ہوا۔ وہ بھی بے نماز ہے۔ جب نماز میں گیا تو سب روزہ' زکوۃ' حج سب باقی نیکیاں ختم' کوئی نمبر نہیں لگیں گے۔ یہ اپنے بچوں سے پوچھ لیں جو امتحان دیتے ہیں۔ اگر لڑکا Compulsary مضامین میں فیل ہو جائے اور Optional میں پاس ہو جائے تو پھر وہ پاس کہلاتا ہے یا فیل ہوتا ہے تو نماز نیکیوں میں سب سے پہلی پوزیشن ہے۔ دیکھو اللہ کی قدرت شرک گناہوں میں سب سے پہلا گناہ ہے اور پرہیز کے قابل ہے۔ اس میں بھی کچھ لوگ ایسے مگن ہیں' ایسے مگن ہیں' ایسے پاگل ہیں' ایسے دیوانے ہیں کہ اس کو سمجھتے کچھ نہیں اور اس سے کماحقہ پرہیز نہیں کرتے اور نیکیوں میں نماز سب سے بڑی نیکی ہے اس پر پاس اور فیل ہونے کا مدار ہے۔ وہ نماز کی فکر نہیں کرتے کہ میری نماز پاس ہو گی کہ نہیں؟ میری جان چھوٹے گی کہ نہیں؟ جب یہ اتنی اہم چیز ہے کہ آپ کے روزے کی قیمت اس پر لگ گئی' زکوۃ کی' حج کی' باقی سب نیکیوں کی۔ دیکھو اس کی کوئی حد ہے۔ جتنے روزی کمانے کے ذریعے ہیں اتنے ہی راستے نیکی کمانے کے ہیں۔ میری باتوں کو خوب توجہ سے سنا کریں۔ بڑی Practical بڑی مجرب' تجربہ کی ہوئی' آزمائی ہوئی چیزیں آپ کتنے آدمی بیٹھے ہیں دیکھ لیں یہ بہت امیر ہے' کیا کرتا

ہے۔ مزا کرتا ہے' یہ بہت امیر ہے 'کیا کرتا ہے ؟ یہ ریڑھی لگاتا ہے' یہ بہت امیر ہے ' یہ کیا کرتا ہے' کاروبار کرتا ہے۔ یہ جتنے ذریعے روزی کمانے کے ہیں اس سے زیادہ ذرائع انسان کے لیئے نیکی کمانے کے ہیں۔ لیکن تمام نیکیوں کے نمبر نماز کے تابع ہیں۔ کہ اگر نماز میں پاس ہوگا باقی نیکیوں کے نمبر لگیں گے۔

میرے بھائیو ! میں یہ بڑی Scientific باتیں کرتا ہوں' بڑی Practical باتیں۔ اپنے بچوں سے جاکر پوچھ لیا کریں کہ بیٹا تو پاس ہوتا ہے' تمہارے ہاں پاس اور فیل ہونے کا قاعدہ کیا ہے' ضابطہ کیا ہے ؟ آپ کا بیٹا بتا دے گا ابا جی ! جو Compulsary Subject ہے جو لازمی مضمون ہے' جس میں پاس ہونا ضروری ہے اگر اس میں فیل ہو جائے تو سب میں فیل۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ باقیوں کے نمبر لئے پھریں۔ دیکھ لو میرے اتنے نمبر ہیں۔ مجھے پاس کر دے۔ دسویں پاس کبھی نہیں کرے گا۔ بی۔اے پاس کبھی نہیں کہلائے گا' ایم۔اے پاس کبھی نہیں کہلائے گا۔ فرض ہے' نفل ہے' فرض سے انسان پاس ہوتا ہے' جان چھوٹتی ہے نفل سے آدمی کی ڈویژن بنتی ہے۔ نفلی عبادت کا ثواب فرضوں سے زیادہ ہوتا ہے' لیکن فرض سے جان چھوٹتی ہے؟ اگر فرض نہیں تو جتنے مرضی نفل پڑھ لے۔ کوئی فائدہ نہیں۔ دیکھ لیں اب آپ مزدور رکھتے ہیں گھروں میں آپ کا چھٹی کا ٹائم پانچ بجے ہے۔ پانچ بجے چھٹی ہو جائے گی۔ دہاڑی ملے گی۔ جو یومیہ ہے آپ کو دھاڑی مل جائے گی۔ مزدوروں کو دھاڑی دے دیں گے۔ لیکن کسی کو آپ Extra ٹائم آپ لگوائیں گے۔ اسے کہیں میرا کام بکھرا ہوا ہے۔ Extra ٹائم لگا دے۔ پھر وہ اسکے حساب سے پیسے نہیں لے گا۔ یا اگر اس نے اپنی مرضی سے لگایا ہے تو آپ کتنے خوش ہوں گے جا جا تجھے اتنے دیئے پھر جو مزدوری کا حساب ہے اس سے کہیں زیادہ Over Time کے پیسے ہوں گے۔ یہی نفلی عبادت کا کام ہے کہ نفلی عبادت کا ثواب فرضوں سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن فرضوں سے جان چھوٹتی ہے۔ آدمی پاس ہوتا ہے۔ اس کے بغیر

پاس نہیں۔ اگر صرف نفل ہوں تو کچھ بھی نہیں۔ سو میرے بھائیو ! ان دونوں کی فکر خوب کیا کرو۔ کتابیں پڑھا کرو' تاکہ آپ کو پتہ لگے کہ شرک کیا آفت ہے ؟ اور پھر نماز کی Quality کیسی ہونی چاہیے کہ جس سے ہم پاس ہو جائیں۔ نماز میں ہمارے نمبر اتنے لگ جائیں تاکہ ہمارا کیریئر بن جائے' ہم پاس ہو جائیں تاکہ ہمارے روزوں کے اور باقی جو ہمارے اعمال ہیں ان کے بھی نمبر لگ جائیں اور اگر مشرک ہو تو نماز کیسی ہی کیوں نہ پڑھ لے کچھ فائدہ ہی نہیں۔ دیکھو ناں یہ تو ایک تعمیر ہے' اسلام کی تعمیر ہوتی ہے۔ آدمی جب مسلمان ہوتا ہے پہلے دن تو کتنی تعمیر ہوتی ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ پھر جوں جوں وہ پختہ ہوتا جاتا ہے۔ عقیدہ درست ہوتا جاتا ہے۔ اعمال Set ہوتے چلے جاتے ہیں تو پھر اسلام کی تعمیر ہوتی چلی جاتی ہے۔ آپ یہ دیواریں بناتے ہیں۔ اگر نچلی دیواروں کی اینٹیں ٹھیک نہ ہوں تو اوپر کتنی ہی اچھی کیوں نہ لگا دیں۔ بنیاد اعلیٰ پھر اس کے اوپر والی' پھر اس کے اوپر کو سہارا نیچے والی کا ہوتا ہے۔ اگر نچلی ٹھیک نہ ہو تو اوپر والی کا کیا اعتبار ہے۔ اس کا معاملہ بھی بڑا خطرناک ہے تو اس طرح سے نماز Rest کرتی ہے توحید پر' اور توحید کب پختہ ہوتی ہے' توحید کب پکتی ہے ؟ جب شرک سے صاف ہو۔ اگر توحید نہیں تو نماز نہیں اگر نماز نہیں تو روزہ نہیں' حج نہیں تو زکوۃ نہیں۔ کچھ نہیں۔ آپ کی ساری کی ساری بلڈنگ دھڑام سے گرے گی۔ آپ دیکھو ناں بنیادی طور پر نماز کے بارے میں خوب توجہ سے سنیں۔ یہ جمعہ آپ کی تعلیم ہے۔ آٹھویں دن جمعہ رکھا ہے اس لئے کہ آپ آئیں۔ اپنے اسلام کو درست کریں' اپنی اصلاح کریں' یہ تعلیم بھی ہے' آپ کی تربیت بھی ہے' اس لئے اور میں اسی کوشش کے تحت اسی انداز سے اکثر کوشش کرتا ہوں جمعہ میں آپ کو سمجھایا جائے' پڑھایا جائے۔ باقی رہا یہ چلتی چلتی باتیں کر دینا ہے جیسے ہمارے تبلیغی جماعت والے اتنا ثواب اتنا ثواب انسان کو بالکل حقیقت پسند ہونا چاہیے۔ میں جو باتیں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ یہ

Logical بھی ہیں کہ ایک چیز بالکل سلسلہ (Sequence) میں آ رہی ہے۔ عین ایک دوسرے پر Base کرتی ہے۔ دوسری ' تیسری پر۔ اس طرح ہر چیز عین Systematic ہے۔ ہر چیز عقلی طور پر بھی دیکھ لو اور قرآن و حدیث کی رو سے بھی دیکھ لو۔ دین دین ہے..... اللہ اکبر..... اگر دین معیاری نہ ہو Scientific نہ ہو'معقول نہ ہو Logical نہ ہو تو پھر سارا System ہی درہم برہم ہوجائے۔ دین کانظام ایسا سیٹ ہے کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ کمال ہے او میرے مالک ! کہ یہ تیرا دین ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں نکالا جا سکتا۔ اس لئے خوش فہمی میں نہ رہیے۔ تبلیغی جماعت والی خوش فہمیوں میں نہ رہیں۔ دین کو سمجھنے کی کوشش کریں

نماز ہم پڑھتے ہیں دیکھو نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ باقی سارے کام بہت کم۔ رمضان شریف دیکھو سال کے بعد آئے گا' حج زندگی میں ایک مرتبہ' اسی طرح سے باقی چیزیں بھی۔ آپ میں توفیق ہے تو کریں نہیں تو چھٹی لیکن نماز آپ جس حالت میں بھی ہوں' پاک ہوں پلید ہوں' تندرست ہوں' بیمار ہوں' گھر میں' سفر میں ہوں کہیں بھی ہوں پانچ نمازوں سے جان نہیں چھوٹتی اتنی ہی اہم چیز ہے لیکن دیکھ لو مسلمانوں کاحال۔ اکثریت تو مسلمانوں کی ویسی ہی ہے۔ صاف نمازوں کا نام و نشان نہیں۔ لیکن دیکھ لو زبردستی گھسے ہوئے ہیں اور وہ زبردستی گھسے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں میں۔ حالانکہ مسلمان نہیں اور یہ قصور ہے ہمارا۔ اور یہ ہمارا قصور ہے جو ہم گھسنے دیتے ہیں۔ دیکھو ناں یہ دو آدمی بیٹھے ہیں۔ اس میں تیرا تبھی گھسے گا جب یہ ڈھیلے پڑیں گے۔ اگر یہ آپس میں ایک دوسرے کو کس لیں'عین فٹ ہو کر بیٹھیں تو تیرا کیسے گھس سکتاہے۔ بے نماز نمازیوں میں کیسے گھستے ہیں۔ اس وقت جب نمازی ڈھیلے ہوتے ہیں۔ ہم انکو رشتے دیتے ہیں' ہم ان کے لئے کہ وہ میرا رشتہ دار ہے۔ میرا فلاں ہے میرا فلاں ہے۔ ارے تیرا تو تب ہو جب وہ نمازی ہو اگر وہ مسلمان ہو' دیکھو قرآن مجید کے لفظ ہیں خوب

سن لو۔ فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیں تو فاخوانکم فی الدین (10 : التوبہ: 11) پھر تمہارے دینی بھائی ہیں۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ فان تابوا اگر وہ توبہ کر لیں ' شرک سے باز آ جائیں و اقامو الصلوۃ اور نماز کو قائم کرنے لگ جائیں و اتوا الزکوۃ اور زکوۃ دینے لگ جائیں فاخوانکم فی الدین پھر تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اسلامی اخوت تمہاری تب ہو اگر وہ توبہ کر کے شرک سے باز آ جائیں اور پھر نماز پڑھ لیں۔ تو اب آپ یہ سوچ لیجئے گا اگر وہ یہ نہیں کریں' پھر تو وہ تمہارے دینی بھائی ہی نہیں۔ اور اگر وہ تمہارے دینی بھائی ہی نہیں تو مسلمان بھائی بھی نہیں۔اور اگر وہ تمہارے مسلمان بھائی ہی نہیں ہیں تو۔ وہ تمہاری بیٹی کے لینے کے حقدار نہیں۔ اگر تو بے نماز کو بیٹی دیتا ہے تو پھر تو مسلمان ہے ؟ دیکھو یہ قرآن ہے۔ اب کر لو تاویلیں۔ توڑ مروڑ کر لو۔ جب ہم کہتے ہیں لوگو ! بے نماز کا جنازہ نہ پڑھایا کرو وہ مسلمان نہیں' پڑھ لیتے ہو جیب سے رومال نکالا ' سر پر رکھا' پڑھ لیا' بے نماز کا جنازہ کیسا ؟ جس چیز کو وہ خود نہیں کرتا' اس مردار پر وہ تم کام کرتے ہو؟ زندے باپ کو کبھی کھیر اور حلوہ کھلایا نہیں جب مرجائے تو اس کے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ بے وقوفی نہیں ہے ' حماقت نہیں ہے ؟ جو بے نماز مرا ہے اسے بے نماز رہنے دو۔ اسے تکلیف نہ دو کہ تم اس پر نماز پڑھو۔ خواہ مخواہ مولوی کو بھی گنہگار کرتے ہو اور خود بھی گنہگار ہوتے ہو۔ جرات سے کام لو کہ نہیں ٹھیک ہے۔ یہ میرا باپ تھا لیکن نماز کا مستحق نہیں تھا۔ اس کو نماز پسند نہیں تھی۔ میں اس پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ اس کو بے نماز چلتا کرو۔

وضو کیوں کراتا ہے' اس نے کوئی نماز پڑھنی ہے ؟ زندگی میں تو پڑھے نہ 'قبر میں جا کر وہ تہجد پڑھے گا ؟ وضو کا کوئی فائدہ نہیں اور جب وضو نہیں کرواتا' تو غسل کا بھی کوئی فائدہ نہیں' وہ مردار ہے اسے گھسیٹو لے جا کر زمین

میں گھڑا بھگودو اور جا کر اسے دبا دو۔ کہئے غلط بات ہے' یہ جذبات کی بات ہے' یہ معقول نہیں ہے؟ کون ہے جس کی عقل اس سے انکار کرتی ہے کہ نہیں یہ مسئلہ غلط ہے۔ دین کی یہی تو خوبی ہے۔ قرآن و حدیث کو دیکھو وہ بھی وہی کہے گا۔ عقل کے معیار پر جانچو' وہ بھی یہی کہے گی۔ نماز کی فکر آدمی کو بہت ہونی چاہیے۔ اور بہت کمائی چاہیے۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی نماز کی فکر کریں۔ سب سے زیادہ لڑکے کو لڑکی کو بیوی کو پوچھے..... بیٹی کو پوچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ "نہیں پڑھی ابا جی!" ہے' کمبخت! کیوں نہیں پڑھی۔ جب میں نماز پڑھنے گیا تھا تو نے اٹھ کر وضو کیوں نہیں کیا؟ کبھی نماز پر اس کو مار کر تو دیکھو کہ اللہ کتنا راضی ہوتا ہے۔ سکول نہ جائے تو اس کو سائیکل پر چھوڑ کر آتے ہیں اور اگر نماز نہ پڑھے تو آپ کو کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ بھی تو دیکھتا ہے کہ میری نماز کی اس داڑھی والے بڈھے کے دل میں اتنی ہی قدر ہے؟ کبھی بیٹی کو یا بیوی کو یا بچے کو نماز نہیں پوچھی اور تو پوچھتے ہیں؟ سکول نہ جائیں تو مارتے ہیں' کام پر نہ جائے تو مارتے ہیں' پیسے ضائع کرے تو مارتے ہیں لیکن نماز ضائع کرے' نماز نہ پڑھے تو کیا اللہ کا کھانا ایسے ہی چل رہا ہے؟

اللہ بھی کہے گا آ تو میرے پاس' جیسا تو میرے ساتھ سلوک کرتا ہے میں بھی تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی قرآن مجید میں تعریف کی ہے وکان یامر اھلہ بالصلوۃ و الزکوۃ (19 : المریم : 55) اسماعیل علیہ السلام ایسا اللہ کا نیک بندہ تھا وکان یامر اھلہ بالصلوۃ والزکوۃ وہ اپنے گھر والوں کو تاکید کیا کرتے تھے' حکم دیا کرتے تھے کہ نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا وکان عند ربہ مرضیا (19 : المریم : 55) اپنے رب کے ہاں بڑا ہی پسندیدہ تھا۔ اللہ کو بڑا ہی پیارا تھا۔ کیونکہ وہ یہ حکم اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو دیا کرتا تھا کہ نماز' نماز' نماز۔

حضور ﷺ کی جب جان نکلنے لگی' آپ ﷺ آخری لمحوں میں

تھے اس وقت بھی آپ ﷺ کے یہ آخری لفظ تھے نماز' نماز' نماز (فتح الربانی باب ما جاء فی فضل الصلوۃ مطلقا عن علی رضی اللہ عنہ ' عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ج 2 ص 208) اور آج دیکھ لو جتنے عاشقان رسول ہیں۔ سب بے نماز اور عاشق رسول اور مولوی کبھی نہیں دیکھتا کہ یہ نمازی ہے یا بے نماز۔ لے آؤ مردوں کو بخشی کرنے والی بات ہے۔ کوئی سلیقہ تو نہ ہوا' کوئی طریقہ تو نہ ہوا' کھلا ہی کام ہے۔

اس کے علاوہ پھر نماز کا دیکھیے کہ جب انسان نماز پڑھنے لگے جو کہ اللہ کی ہوتی ہے ..... اللہ اکبر ! ...... شیطان نے کیسے کیسے لوگوں کو چکروں میں ڈال رکھا ہے۔ یہ دیوبندی سمیت بریلویوں کا تو خیر کہنا ہی کیا ہے ؟ دیوبندی سمیت فرض اللہ کے' سنتیں رسول کی' سفر میں سنتیں معاف ہیں۔ جب قصر کی جاتی ہے تو سنتیں نہیں پڑھی جاتیں۔ یہ ہمارے مولوی کیا کہتے ہیں کہ فرض اللہ کے ہیں اور سنتیں رسول کی۔ فرض تو اللہ نے معاف کر دیئے ہیں نبی نہیں معاف کرتا۔ وہ کہتا ہے سنتیں پڑھو۔ اب اندازہ کر لو جن کا یہ عقیدہ ہو کہ فرض اللہ کے ہوتے ہیں اور سنتیں رسول کی ہوتی ہیں اس کو آپ موحد کہہ سکتے ہیں ؟ عبادت نفلی ہو' فرضی ہو' نفل ہوں' سنت ہوں' فرض ہو کچھ ہو' کچھ نہ ہو سب عبادت اللہ کی۔ نماز کس کی ہے ؟ نماز اللہ کی ' نماز کا طریقہ کس کا ہونا چاہیے ؟ میرے دیوبندی بھائی ! جو بیٹھے ہیں دل کو حاضر کرکے کان لگا کر سنیں اور آپ کو تو چاہیے کہ دین کی تبلیغ کریں۔ کیسٹیں لے جائیں ' اپنے علاقوں میں' اپنے حلقوں میں اپنے ماحول میں لے جاکر لوگوں کو کیسٹیں سنائیں تاکہ لوگوں کو کھرے دین کا پتہ لگے کہ کھرا دین' اصل دین کیا ہے ؟

میرے بھائیو ! عبادت فرض ہو' نفل ہو' مستحب' کچھ بھی ہو' سب اللہ کے لئے ہے۔ پھر طریقہ کس کا ہونا چاہیے۔ میرا ؟ تیرا ؟ نماز کس طریقے کی ہونی چاہیے ؟ اپنی عقل سے پوچھیے اور اپنے ایمان سے پوچھیے ۔ آپ کا ایمان آپ

کو جواب دے گا۔ آپ کی Common Sense جو ہے ' آپ کی سادہ عقل جو ہے وہ جواب دے گی۔ جب نماز اللہ کی تو طریقہ بھی اسی کا۔ تو جو وہ کہے اس طریقے کے مطابق نماز پڑھی جائے۔اگر تو حنفی نماز پڑھے گا'اگر تو شافعی نماز پڑھے گا۔ اگر تو اپنے امام کے طریقے کی نماز پڑھے گا تو وہ اللہ کی ہوگی ؟ دیکھو اللہ کی نماز کس طریقے کی ہوگی ' اس کا طریقہ ہو گا جس کو اللہ نے استاد بنا کر بھیجا ہے۔ تو جا کر لوگوں کو نماز سکھا۔ اگر اس طریقے کی ہوگی تو نماز اللہ کی ہوگی اور اگر تیرے اپنے بنائے ہوئے خانہ ساز امام کے طریقے کی ہے پھر نماز تیری اور تیرے امام کی ہے۔ تو وہ اللہ کی نماز ہے ہی نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ جانتا ہے کہ ہم جب بھی یہ پڑھتے ہیں حنفی نماز' دو دو آنے کی ' چار چار آنے کی۔ آج کل تو مہنگائی ہے۔ آج کل تو شاید آٹھ آنے میں بکتی ہو۔ ارے حنفی بھی کوئی نماز ہے ؟ جو نماز حنفی ہو وہ تو بناوٹی ہے' وہ جعلی ہے' وہ تو مصنوعی نماز ہے وہ اللہ کی نماز نہیں ہے۔ نماز کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ وہ محمدی ' وہ سرکاری' وہ خدائی طریقہ۔ دیکھو اللہ نے دنیا کو پڑھانے کے لئے سکھانے کے لئے ایک کو بھیجا ہے۔ دو کو نہیں بھیجا۔ وہ محمد ﷺ ہیں۔ وہ امام ابو حنیفہ نہیں ہیں' وہ امام شافعی نہیں ہیں۔ وہ کوئی اور چھوٹا بڑا امام نہیں ہے۔ وہ ایک نبی ہے جس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔ اللہ کس نماز کے نمبر لگائے گا؟ اللہ کس نماز کے نمبر لگائے گا؟ اس کے جو نماز محمدی طریقے کی ہوگی۔ اب ہمارا دیوبندی بھائی' حنفی بھائی اللہ کے پاس جائے گا۔ فرض کر لیجئے گا ایک نماز کے سو نمبر ہیں اور نماز کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ اکبر سے ۔ اب دیوبندی کھڑا ہو کر نماز شروع کر دے گا۔ یا اللہ میں عمل پیش کرتا ہوں ' میرے نمبر لگا۔ وہ کہے گا اللہ اکبر ۔ اب وہ ہاتھ اٹھائے گا' کانوں کو ہاتھ لگائے گا۔ یہ جو نماز پڑھتے ہیں ناں ' یہ کانوں کو ہاتھ لگا کر نماز پڑھتے ہیں ۔ خدا کہے گا یہ تجھے کس نے سکھایا تھا کہ کانوں کو ہاتھ لگا۔ یہ تو دیسی کام ہے۔ کان کو ہاتھ لگا' اوپر ہے کان' پوچھو اس

محمد ﷺ سے کہ یہ میری تعلیم ہے ؟ یہ کیسے پڑھتے تھے اور کیسے سکھائی ؟ حدیثوں میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نماز پڑھتے کان یرفع یدیه حذو منکبیه آپ ﷺ جب رفع الیدین کرتے' شروع میں آپ نماز میں داخل ہوتے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوتیں۔ (رواہ البخاری فی صفة الصلوٰة باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ ' مشکوٰة کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) یہ انگلیاں کانوں کے برابر ہوتیں۔ یہ طریقہ نہیں۔ توبہ میری ! توبہ میری ! بالکل نہیں۔ نمبر کٹ گئے۔ پہلی رفع الیدین گئی۔ اب ہاتھ باندھ لئے۔ اب وہ ہاتھ باندھے گا ناف کے بھی نیچے۔ Stand Easy اور حدیثیں بھری پڑی ہیں۔ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے۔ ہاتھ سینے پر رکھتے۔ مشینری تو یہاں ہے۔ ارے ! دل جس پر خدا کی تجلیات ہوتی ہیں وہ تو یہاں ہے۔ تو وہاں رکھتا ہے جہاں کباڑخانہ ہے' جہاں سارا گند ہے۔ تو یہاں ہاتھ رکھتا ہے۔ الٹا کام نہیں ؟ اور نماز میں بندے کو الرٹ رکھا جاتا ہے دیکھ لیں اہل حدیثوں کے ہاتھ یہاں نہیں رہتے ؟ جب اہل حدیث ست ہوتا ہے تو ہاتھ نیچے کو جا رہے ہیں۔ کھسکتے ہی جاتے ہیں اور اگر وہ Attentive ہوگا Alert ہوگا ' جاگ رہا ہوگا' یہ خیال ہوگا کہ میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو اسکے ہاتھ یوں ہوں ۔ اور جب وہ ست ہوجائے گا تو ہاتھ کھسکتے ہی جائیں گے۔نمبر کٹے۔ اب رکوع کو جا رہا ہے۔ اللہ کہے گا کہ اپنے پاؤں کو تو دیکھ' تیرے پاؤں کیسے ہیں ؟ یہ قبلے کی طرف منہ کریں گے۔ ادھر شمال ادھر مغرب۔ پاؤں کا رخ ایسے ہوگا۔ پیچھے سے ایڑھیاں قریب ملی ہوئیں اور آگے سے پاؤں کھلے۔ ایک کا رخ شمال کو ایک کا مغرب کو خدا کہے گا تیرا رخ ہی میری طرف نہیں ہے۔ تجھے کھڑا ہونا چاہیے ایسے کہ پاؤں بالکل متوازی (Parallel) ہوں۔ پاؤں کا رخ بالکل قبلے کی طرف۔ یہ تو کیا کرتا ہے۔ پھر رکوع کو جاتے وقت رفع الیدین اس نے نہیں کرنی۔ جب تو نے رکوع

کیا تو رفع الیدین کیوں نہ کی؟ یا اللہ! میرے امام نے نہیں کی۔ میں تو حنفی تھا۔ بس یہیں بات ختم ہو جائے گی۔ خدا کہے گا جا اس سے جا کر نمبر لگوا۔ اپنی نماز کا اس سے جا کر ثواب لے۔ جب تو تھا ہی حنفی تو اس کے طریقے کی نماز پڑھتا تھا۔ جو تو نے اپنے لئے مقرر کر رکھا تھا جا کے اس سے نمبر لے لے میرے ہاں تیرے لئے زیرو...... بس ختم بات۔ بھاگ جا' چلا جا۔ کسی Examiner سے پوچھ لے کہ نمبر لگاتے وقت کیسے مارکنگ کرتا ہے؟ ایک ایک پوائنٹ کا نمبر ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! توجہ سے سنو نبی ﷺ دنیا میں 23 سال تک نبی کی حیثیت سے زندہ رہے۔ مکی زندگی میں تو چھپ چھپا کر ہی نماز ہوتی تھی۔ مدنی زندگی 10 سال کی۔ حضور ﷺ پکار پکار کر کہا کرتے تھے۔ لوگو! دیکھ لو مجھے' دیکھو مجھے۔ حنفی نماز نہیں پڑھتا مجھے دیکھو۔ جیسے میں نماز پڑھتا ہوں ویسے نماز پڑھنا۔ صلوا کما رایتمونی اصلی (بخاری و مسلم' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب تاخیر الاذان عن مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ) نماز ایسے پڑھنا جیسے میں پڑھتا ہوں۔ کہیئے آپ کو کبھی یہ فکر ہوئی کہ میری نماز نبی ﷺ کے طریقے کی ہے۔ ان میں تو نمبر کٹے۔ تیرا کھڑا ہونا تو ٹھیک نہیں۔ تیرا ہاتھ رکھنا تو ٹھیک نہیں۔ تیرا ہاتھ اٹھانا تو ٹھیک نہیں۔ کتنے نمبر کٹ گئے۔ اس کے بعد توجہ سے سنیں۔ سب سے افضل نماز جو ہے' سب سے اونچی نماز جو ہے۔ اور فرضوں کا نظام خدا نے کیسے رکھا ہے۔ فرضوں کو خدا نفلوں میں لپیٹتا ہے۔ جیسے دیکھو خط لکھتے ہیں کسی کو وہ بھی کاغذ ہوتا ہے جس پر خط لکھا جاتا ہے اور وہ بھی کاغذ ہوتا ہے جس میں کاغذ کو لپیٹا جاتا ہے۔ وہ لفافہ کہلاتا ہے اور اندر والا جو خط ہے جس نے جانا ہوتا ہے وہ بھی کاغذ ہوتا ہے لیکن اس کی حفاظت کے لئے اور کاغذ چڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ محفوظ رہے۔ بالکل اسی طرح سے بھی فرضوں کے آگے پیچھے نفل ہوتے ہیں۔ نفل بھی نماز ہے' فرض بھی نماز ہے

لیکن نفل اس کا لفافہ ہے تاکہ نماز کی حفاظت ہو۔ آدمی پہلے دو نفل پڑھ لے' چار نفل پڑھ لے۔ الرٹ ہو جائے' تیار ہو جائے۔ جیسے ریس لگانے والے' دوڑنے والے یوں کرتے ہیں کہ اپنی ٹانگوں کو جنبش میں رکھتے ہیں تاکہ دوڑتے وقت ٹانگیں خوب کھل جائیں۔ اس طرح سے پہلے بھی نفل' بعد میں بھی نفل۔ تاکہ پہلے نفل تیاری کے لئے دوسرے نفل کوتاہی کو دور کرنے کے لئے۔ تاکہ جو سستی ہو اس کو دور کرنے کے لئے ہے۔ اور نماز نفلوں میں لپٹی ہوئی جاتی ہے۔ اصل نماز فرض ہوتی ہے۔ جب نماز کا حساب ہوگا تو فرضوں کا حساب ہوگا۔ سنتوں کا حساب نہیں ہوگا۔ پاس فیل کا معیار فرض ہیں۔ فرضوں کو دیکھا جائے گا۔ اگر کوئی فرضوں میں پاس ہوجائے تو پاس ہے اگر فرضوں میں پاس نہیں تو فیل ہے۔ جب فرضوں میں پاس ہو جائے گا کچھ نمبر کم ہوں جیسے مثلاً 33 فیصد ۔ یہ پاس مارکس ہیں۔ اس سے ڈویژن تو کچھ نہیں بنتی۔ تھرڈ کلاس ہی رہے گا۔ اب اس نے جب فرضوں کا حساب ہو جائے گا تو وہ پاس ہو جائے گا۔ تو خدا کہے گا کہ لاؤ اس نے ظہر کے اردگرد' آگے پیچھے کیا پڑھا ہے۔ پھر سنتیں آئیں گیں' پھر نفل و نوافل آئیں گے۔ کوئی ذکر و اذکار آئے گا۔ کوئی بیٹھنا اٹھنا آئے گا۔ نماز کے اذکار آئیں گے۔ یہ سب ملا کر اس کے نمبروں میں اضافہ ہوگا۔ نمبر ایڈ ہو جائیں گے۔ اس کی ڈویژن جو ہے وہ اچھی ہو جائے گی۔ خوب اچھی ڈویژن بن جائے گی۔ لیکن معیار کیا ہے ؟ فرض۔ ہائے ! ہائے ! بڑے افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے ہمارا دیوبندی بھائی ہو' ہمارے بریلوی بھائی ہوں وہ نفل پڑھے گا تو الحمد شریف پڑھے گا۔ وہ نفل پڑھے گا اکیلا تو الحمد شریف ہر رکعت میں پڑھے گا۔ سنتیں پڑھے گا تو ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھے گا۔ اب جو بہترین نماز باجماعت امام کے پیچھے ہوتی ہے جو سب سے ٹاپ کی نماز ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا..... جو معلم اول ہیں ..... لا صلوۃ لمن یقراء بفاتحۃ الکتاب (رواہ البخاری فی کتاب صفۃ الصلوۃ باب

وجوب القرء ۃ للامام و الماموم و مسلم' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب القراۃ فی الصلوۃ عن عبادۃ بن صامت ﷺ) جس نماز میں الحمد نہیں وہ سرے سے کوئی نماز ہی نہیں۔ یہ حدیث کے لفظ ہیں۔ اب مجھے یہ دیکھ دیکھ کر عقل پر افسوس ہوتا ہے' حیرانی ہوتی ہے کہ ہمارے یہ بھائی سوچتے ہی نہیں۔ کہ فرضوں پر تو نجات ہے اور ہم فرضوں ہی میں الحمد نہیں پڑھتے اور اس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان بڑا صاف اور واشگاف لفظوں میں ہے۔ لا صلوۃ کوئی نماز نہیں جس میں الحمد نہ ہو۔ جنازہ بغیر الحمد کے نہیں ہوتا' ہم جنازہ پڑھتے ہیں اور بلند آواز سے الحمد شریف پڑھتے ہیں۔ حنفی بیچارے جو حیران یہ نماز ہونے لگی۔ ارے! تمہارا کیا خیال ہے؟ کوئی کھیلنے لگے ہیں۔ جنازہ نماز نہیں ہے؟ جنازہ کی بھی نماز ہی ہے۔ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔ یہ بھی الحمد شریف کے بغیر نہیں ہوتا۔ فرض ہوں' نفل ہوں' کوئی ہو الحمد شریف کے بغیر نہیں ہوتے۔ سنتیں ہوں' وتر ہوں' یہ ہوں' وہ ہوں کوئی نماز ہو اور نماز کا اطلاق کم از کم ایک رکعت پر ہوتا ہے۔ جس رکعت میں الحمد شریف نہیں ہے۔ یوں سمجھ لو جیسے رکوع نہیں۔ اگر آپ کا رکوع رہ جائے تو وہ رکعت ہو جائے گی؟ وہ رکعت دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ اگر آپ کا سجدہ رہ جائے تو ہو جائے گی؟ نہیں۔ وہ رکعت دوبارہ پڑھنی پڑھے گی۔ اسی طرح سے اگر قیام رہ جائے رکعت ہو جائے گی؟ نہیں۔ وہ دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ اگر قراء ت رہ جائے۔ الحمد رہ جائے تو وہ دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ یہ نماز کے ارکان ہیں' یہ نماز کی مین باڈی ہے۔ دیکھو نماز کی مین باڈی کیا ہے؟ سب سے پہلا پلر قیام ہے' اور قیام کو کیسے بھرا جاتا ہے۔ یہ رکن ہے۔ اس کو کیسے بھرا جاتا ہے؟ الحمد شریف کے ساتھ۔ اگر یہ قیام ہوتا ہے اور اس میں الحمد نہیں ہے قیام نہیں ہے۔ گئی نماز' برباد ہو گئی۔ دوسرا پلر... بڑا رکن .... کیا ہے؟ رکوع ہے۔ تیسرا بڑا پلر کیا ہے؟ سجدہ ہے۔ اور آخری تشہد اور درمیان میں جو بھی ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا

ہو گا۔ آج کل کراچی میں تعمیر کیسے ہوتی ہے؟ پلر بناتے ہیں پھر درمیان میں اس کو دیواروں سے بند کرتے ہیں اور بلڈنگ کا سارا وزن پلروں پر ہوتا ہے' بلڈنگ کا سارا وزن پلروں پر ہوتا ہے اور درمیان میں جو خلا ہے۔ اس کو چھوٹی چھوٹی سی دیواریں بنا کر جیسے پردہ سا کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح سے ان کو کھڑا کر دیتے ہیں ورنہ اصل بلڈنگ کا وزن سارا پلروں پر ہوتا ہے۔ تو نماز کے پلر' اس کے ستون جو ہیں وہ کیا ہیں؟ قیام' الحمد شریف' پھر رکوع۔ اب جو نماز الحمد شریف کے بغیر ہو وہ کوئی نماز نہیں۔ دیکھ لو ہمارے دیوبندی بھائی' بریلوی بھائی سب نماز سے فارغ۔ پھر نتیجہ کیا نکل رہا ہے۔ دنیا میں جتنے نمازی اتنے ہی صاف۔ بیکار' کچھ پلے نہیں۔ ارے جس کا فرض ہی نہ ہو سب کچھ گیا۔ میں نے جو آپ سے شروع میں عرض کیا تھا' نجات کے لئے پرہیز' نمبر ایک عمل نمبر دو۔ پرہیز میں سب سے زیادہ کس سے پرہیز؟ شرک اور بدعت سے۔ اور اعمال میں نیکیوں میں سب سے اہم کونسی چیز ہے؟ نماز۔ اور نماز کا حال یہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ سو میرے بھائیو! ان فرقوں کو چھوڑو۔ ان فرقہ پرستیوں کو چھوڑو' اس توں توں میں میں کو چھوڑ دو۔ یقین جانیں جس دن آپ کے دل میں یہ شوق پیدا ہو گیا۔ یہ خوف پیدا ہو گیا کہ میری نجات ہو جائے آپ کبھی اڑی نہیں کریں گے۔ کبھی ضد نہیں کریں گے۔ فورا سیدھے ہو جائیں گے۔ اپنی نماز کو محمدی طریقے کی بنائیں گے۔ اپنی نماز کو قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق بنائیں گے۔ پھر بھیڑ چال جو ہے اس کو بالکل چھوڑ دیں گے۔

اللہ مولوی بڑے عجیب عجیب طریقوں سے دھوکے دیتے ہیں۔ عالم سمجھتے ہیں کہ یہ جو ہم بیان کرتے ہیں اس میں کوئی جان نہیں اور جاہل لوگ جو ہیں .... آپ میں سے بہت سوں کے دل میں یہ خیال آتا ہو گا کہ جی! قرآن میں تو ہے فاذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا (7 : الاعراف: 204) کہ

جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو۔ اور تم کہتے ہو کہ الحمد شریف پڑھو۔ دیکھو ناں بظاہر اللہ اکبر! کیسا پرفریب استدلال ہے۔ کیسا بھڑکیلا اور چمکیلا استدلال ہے۔ لیکن یہ جاننے والا جانتا ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ مکے والے بھی مسلمانوں کو ایسے ہی کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ دیکھو ان مسلمانوں کا حال۔ اللہ کو کہتے ہیں کہ ہمیں بہت پیارا ہے۔ اگر وہ کسی چیز کو مار دے تو وہ چیز مر جائے۔ مردار ہو جائے تو کہتے ہیں کہ یہ حرام گئی۔ اور خود اپنی چھری سے جانور کو ذبح کر لیں تو کہتے ہیں کہ یہ حلال ہے۔ اپنے مارے ہوئے کو حلال کہتے ہیں اور اللہ کے مارے ہوئے کو مردار اور حرام کہتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں بہت پیارا ہے۔ اگر ان کو اللہ پیارا ہو تو اللہ کی چیز مردار کو فٹافٹ کھائیں۔ ہائے ہائے کیسی مبارک چیز ہے؟ کیسی متبرک چیز ہے؟ یہ اللہ نے ماری ہے۔ لیکن مسلمانوں کا حال کیا ہے؟ کہ آپ مار لیں چیز کو تو کہتے ہیں یہ ذبح ہے۔ یہ مذبوح ہے۔ یہ حلال ہے' اللہ مار دے کسی چیز کو تو کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے' مردار ہے۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ نے اسکو کہا ہے زخرف القول غرورا دیکھو! کیسی سنہری بات ہے۔ یہ آٹھویں پارے کے شروع میں ہے۔ زخرف القول غرورا (6 : الانعام: 112) کیسی سنہری بات نظر آتی ہے۔ سارا فراڈ۔ میرے بھائیو! اسی طرح کی یہ بات ہے اذا قری القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا (7 : الاعراف: 204) جب قرآن پڑھا جائے سنو۔ اور چپ رہو۔ اور جو بے سمجھ ہو گا جس کو سمجھ نہ ہو گی وہ جھٹ جال میں آ جائے گا۔ اور جو عقل والا ہو گا وہ اس کا وزن کرے گا' وہ سوچے گا۔ آگے پیچھے دیکھے گا۔ حقائق کو سمجھے گا تو ان شاء اللہ اس کو سمجھ آ جائے گی اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں عام غلطی کی ہیں ان کا علاج بھی عام رکھا ہے۔ جس چیز کی جتنی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی ہی پابندی کم کر دیتا ہے۔ اس چیز کو عام کر دیتا ہے۔ انسانی زندگی کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز کون سی ہے؟ ہوا

؟ ہوا پر کسی کا کنٹرول نہیں ہے ؟ کیونکہ سانس ہر کسی کو لینا ہے۔ کوئی حکومت، کوئی ظالم سے ظالم بادشاہ کیوں نہ ہو ہوا پر کسی کا کنٹرول نہیں۔ دوسرے نمبر پر پانی پھر اور چیزیں ہیں گندم ہے، فلاں چیز ہے، فلاں چیز ہے، لوہا ہے، سونا ہے۔ جو چیز زندگی کے لئے، اس کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ اللہ نے اتنا ہی اس کو عام کیا ہے اور مفت کیا ہے۔ اب یہ مسئلہ بڑا پریشان کن ہے نمازیوں کے لئے، مسلمانوں کے لئے ، ورڑ جو ہیں ، دلیا قسم کے مسلمان جو ہیں ان کے لئے۔ Through Proper Channel ۔ جب مانگو نبی ﷺ کے طفیل، حضرت فاطمہؓ کے طفیل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طفیل، فلاں کے طفیل، فلاں کے طفیل۔ کہ جی ! اللہ ان کی بہت سنتا ہے۔ ہماری نہیں سنتا۔ اس لئے دعا جب بھی کرو Through Proper Channel کرو۔ کسی نہ کسی کو درمیان میں ڈالو۔ اللہ پھر گرمایا جائے گا۔ پگھلے گا، پھر تمہاری بات مانے گا۔ ورنہ تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔ اللہ نے کہا اے مسلمان! تو فریبوں میں نہ آ۔ تو ایک دفعہ بھی نماز پڑھ لے تو تیری سمجھ میں یہ بات آ جائے گی، آ نماز پڑھ کر دیکھ۔ چنانچہ دیوبندی ہو، بریلوی ہو، کوئی بھی ہو نماز پڑھنے آتا ہے۔ رکوع کو جاتا ہے۔ رکوع میں کیا کہتا ہے۔ سبحان ربی العظیم میرا اللہ بہت بڑا رب ہے۔ وہ پاک ہے، کوئی کوتاہی نہیں، کوئی کسر نہیں، کوئی خامی نہیں، کوئی عیب نہیں۔ اللھم لک رکعت یااللہ ! میں یہ تیرے لئے جھکا ہوں ورنہ مجھے کوئی سزا نہیں۔ یہ تو پولیس والے ایسے کام کرتے ہیں کہ کان پکڑ۔ اللہ میں تو اپنی مرضی سے تیرے سامنے جھکا ہوں۔ اللھم لک رکعت بک امنت میں تیرے لئے جھکا ہوں، تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔ (رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ باب ما یقال بین التکبیر والقراءۃ ، مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب ما یقراء بعد التکبیر عن علی رضی اللہ عنہ) تھوڑی سی خدا کی تعریف کرتا ہے۔ عجز و نیاز سے اپنی بات کرتا ہے۔ خدا کہتا ہے اب کھڑا ہو کر

کہہ تاکہ سارے بریلوی اور دوسرے سن لیں۔ سمع اللہ لمن حمدہ اللہ ہر ایک کی جو اس کی تعریف کرتا ہے' سنتا ہے دیکھو! میں حیران ہوتا ہوں' دیوبندی ہوں' بریلوی ہوں' میں حیران ہوتا ہوں کہ جب تیری زبان سے یہ نکلتا ہے۔ سمع اللہ لمن حمدہ اللہ ہر ایک کی جو اس کی تعریفیں کرتا ہے' فریادیں کرتا ہے' سنتا ہے' جو اس سے مانگتا ہے۔ پھر تو کیوں کہتا ہے؟ فلاں کے واسطے' فلاں کے واسطے۔ فلاں کے رگڑے سے' فلاں کے یوں سے تماشا بنایا ہوا ہے۔ تم نے خدا کو تماشا بنایا ہوا ہے۔ خدا یہ کہلواتا ہی اس لئے ہے تاکہ مشرکوں کا شرک ٹوٹ جائے اور یہ کفر ٹوٹ جائے اور ان کو دین کی سمجھ آ جائے۔ کہ اللہ کو جب پکارتا ہے' خدا سب سے پہلے سنتا ہے۔ اس کو سب سے پہلے ترس آتا ہے' وہ رحمان ہے' رحیم ہے' وہ غفور ہے' درمیان میں کسی کو ڈالنے کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں۔

میرے بھائیو! قرآن مجید کو دیکھ لو' قرآن مجید کو کھولیں' کبھی تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ قرآن کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ الم سے لے کر والناس تک یہ قرآن ہے۔ الحمد شریف بھی اس احاطہ میں ہے' یہ قرآن نہیں ہے' قرآن کیوں نہیں یہ کس پارے میں ہے؟ نہ پہلے میں ہے نہ تیسرے میں لیکن ہے قرآن سے علیحدہ ہے قرآن۔ اور اللہ نے سورہ الحجر چودھویں پارے میں کہا ہے و لقد اتیناک سبعا من المثانی و القرآن العظیم (الحجر: 15: 87) اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں و القرآن العظیم یہی قرآن عظیم ہے جو ہم نے آپ کو دیا ہے۔ سارے قرآن کا نماز سے وہ تعلق نہیں جو اس الحمد شریف سے ہے۔ کہیں کوئی میرا بھائی دیوبندی ہو دیانتداری سے خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے دل کو درست کر کے سوچے کہ جو تعلق الحمد شریف کا نماز کے ساتھ ہے وہ باقی قرآن کا ہے؟ میں آپ کو بالکل روزمرہ کی مثال دیتا ہوں۔ نماز پڑھائے ہمارا بھائی دیوبندی' نماز پڑھائے ہمارا بھائی بریلوی'

نماز پڑھائے' شافعی' نماز پڑھائے مالکی' نماز پڑھائے حنبلی' نماز پڑھائے شیعہ' کوئی کلمہ گو اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے نماز پڑھائے تو میرے بھائیو! سب سے پہلے وہ کیا پڑھے گا۔ الحمد شریف اس کے بعد کیا پڑھے گا قرآن ۔ جہاں سے مرضی پڑھے۔ نتیجہ کیا نکلا ؟ کہ جب نماز کا معاملہ آئے گا تو قرآن نماز کا Fixed Portion ہے۔ اگلا حصہ قرآن کا گھومے گا۔ کبھی کہیں سے پڑھ لو' کبھی کہیں سے پڑھ لو' تھوڑا پڑھ لو' بہت پڑھ لو۔ جتنا پڑھ لو لیکن جب نماز پڑھو گے پہلے الحمد شریف پڑھو گے۔ کیونکہ یہ پریکٹیکل نہیں ہے۔ کیا دیوبندی اس کو تسلیم نہیں کرتا' کیا بریلوی مولوی اس کو تسلیم نہیں کرتا کہ جب بھی نماز پڑھی جائے گی سب سے پہلے الحمد شریف پڑھی جائے گی۔ نتیجہ کیا نکلا ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ جو تعلق جو نسبت الحمد شریف کی نماز کے ساتھ ہے وہ باقی قرآن کی بالکل نہیں۔ کہئے ! کوئی شبہ کی کوئی گنجائش ہے۔ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! سارا قرآن پڑھ جاؤ۔ الم سے لے کر والناس تک۔ اپنے قیام میں سارا قرآن مجید پڑھ جاؤ۔ الم سے لے کر والناس تک۔ الحمد شریف نہ پڑھو نماز نہیں ہوگی۔ سارے قرآن میں سے ایک آیت نہ پڑھو صرف الحمد شریف پڑھ لو رکعت ہو جائے گی۔ (مشکوۃ کتاب الصلوۃ) کیوں ؟ ساری قرآن کی سورتوں میں سے نماز نام صرف الحمد شریف کا ہے اور کسی سورت کا یہ نام نہیں۔ اللہ نے اس کا نام ہی نماز رکھا ہے۔ اس لئے میرے بھائیو !...... اللہ اکبر ..... اب وقت نہیں ہے کہ میں اس کو تفصیل کے ساتھ عرض کروں۔ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ دین کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ فرقے آپ کے کام نہیں آئیں گے۔ پہلے تو یہی کلنک کا ٹیکہ ہے آپ کے ماتھے پر۔ آپ دیوبندی' بریلوی' وھابی۔ ان فرقوں میں آپ برباد ہوئے۔ جس دن آپ صحیح مسلمان ہوں گے اور یہ کہیں گے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں پس سمجھو کہ آپ مسلمان ہیں اور

اختلافات بھی مٹ جائیں گے۔ مسائل میں معمولی اختلاف رہ جائے گا۔ کسی چیز کے سمجھنے کا وہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن یہ جو فرقے بنتے ہیں یہ اسی لئے بنتے ہیں۔ آپ کا اپنا امام' اس کا اپنا امام' اس کا اپنا امام۔ اس لئے میرے بھائیو! نماز پڑھو تو محمدی طریقے کی۔ محمد ﷺ کے طریقے کی پڑھو۔ مشکوۃ شریف خریدو اس میں محمد ﷺ کا طریقہ دیکھو کہ' آپ ﷺ کھڑے کیسے ہوتے تھے' آپ ﷺ رکوع کیسے کرتے تھے؟ سجدہ کیسے کرتے تھے؟ قرآن مجید کی تلاوت کا کیا حساب تھا' اپنی نماز محمدی بناؤ۔ اور اگر آپ اپنی ضد پر اڑیں گے اور یہی رہا کہ میں حنفی رہوں گا تو پھر میں آپ سے عرض کر دوں۔ پھر آپ ہمیں وہاں یاد کریں گے کہ کہنے والے نے تو ہمیں کہا لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہم سمجھے نہیں۔ شرک سے بچو اور اپنی نماز کو درست کرو۔ ان شاء اللہ العزیز امید ہے کہ خدا معاف کرے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س : رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کسی امام کی پیروی کرنے والا اگر وہ مشرک نہ ہو تو کیا وہ قیامت کے دن خدا کے عذاب سے بچ سکتا ہے؟

ج : کسی کی پیروی یہ بذات خود شرک ہے۔ اگر شرک نہ ہو تو کیا بات ہے۔ چونکہ جن کی پیروی کرنی ہوتی ہے ان کو اللہ مقرر کرتا ہے۔ اپنا مقرر کیا ہوا وہ پیروی کے لائق نہیں ہوتا۔ اپنا داماد رشتہ داری میں کسی کو بنا لیں۔ اپنا داماد بنا لیں۔ کوئی رشتہ دار بنا لیں لیکن دین میں آپ کسی کو امام نہیں بنا سکتے۔ یہ تو بذات خود شرک ہے۔

س : جو بندہ ہفتے میں جمعہ کی نماز پڑھے اور بقایا نماز نہ پڑھے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

ج: میرے بھائیو ! نماز تو ایک چھوڑ دینے سے کافر ہو جاتا ہے۔ ہفتے کی پوری نمازیں چھوڑ دینے سے مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔ جو آدمی صرف عید کی نماز پڑھے' جمعہ کی نماز پڑھے عید اور جمعہ میں تو ہندو بھی آ جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک سکھ نمبردار تھا وہ جمعہ پڑھنے آ جایا کرتا تھا اور اچھا خاصا اس پر اثر ہو جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ امید تھی۔ شاید اگر پاکستان کا معاملہ بن گیا ادھر آئیں شاید وہ مسلمان ہی ہو جاتا۔ لیکن مسلمان ہونے کے لئے پانچوں نمازیں پڑھنا' جمعہ پڑھنا یہ فرض ہے۔

س: بعض لوگ کہتے ہیں اہلحدیث بھی دوسرے فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں

ج: دیکھو بھئی ! اگر اہلحدیث بھی ایک فرقہ ہو تو ان کاامام کون ہے ؟ ہمارا تو کوئی امام نہیں سوائے محمد ﷺ کے۔ ہم امام بخاریؒ کی بھی غلطیاں کہتے ہیں کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ یہ مسئلہ ان کا غلط ہے' یہ مسئلہ ان کا غلط ہے۔ امام شافعیؒ کا مسئلہ غلط ہے۔ امام ابو حنیفہؒ یہ مسئلہ غلط ہے۔ فلاں کا یہ مسئلہ غلط ہے۔ فرقہ بنتا ہے کسی Head کے ساتھ۔ ہمارا محمد ﷺ کے سوا کوئی Head نہیں۔ اسلئے اہل حدیث فرقہ نہیں ہے۔ اہل حدیث تو اپنے ابا کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ نماز محمدی طریقے کی' روزہ محمدی طریقے کا۔ حج محمدی طریقے کا۔ ہر مسئلے میں حدیث' ہر مسئلے میں حدیث۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل۔

س: کیا حنفیت عین اسلام ہے ؟

ج: اگر حنفیت عین اسلام ہو تو صحابہ تو مسلمان نہیں ہو سکتے۔ صحابہ تو حنفی نہیں تھے۔ اور جب صحابہ حنفی نہیں تھے وہ پورے کامل اور مکمل مسلمان تھے۔ ان کا اسلام خالص اسلام تھا تو نتیجہ یہ نکلا ۔

حنفیت اسلام میں اضافہ ہے۔ حنفیت کیا ہے؟ Something + اسلام۔ اور شافعیت کیا ہے؟ اسلام + کچھ اور۔ اسی طرح سے ہر فرقہ وہابیت کیا ہے؟ اسلام + کچھ اور۔ اور یہ سب اضافی ہیں۔ دوسرے معنوں میں دین بگاڑنے والی بات ہے۔ دودھ میں پانی ڈالنے والی بات ہے۔

س : سفری نماز کے بارے میں مفصل بتائیں۔ میں لاہور میں پڑھتا ہوں ہفتہ وار بہاولپور آتا ہوں کبھی ایک ماہ کے بعد آتا ہوں۔ کیا مجھے سفری نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔ راستے میں آتے جاتے وقت قصر نماز پڑھیں گے؟

ج : یہاں جب گھر آئیں گے تو پوری نماز پڑھیں گے۔ اس لئے جب وہ گھر آئے گا تو اسے یہ نہیں کہا گا کہ مہمان (پرونہ) آیا ہے۔ یا مسافر آیا ہے۔ اس کا اپنا گھر ہے۔ اپنے باپ کا گھر ہے۔ وہ اپنے گھر آیا ہے۔ یہاں آکر پوری پڑھے گا' وہاں جا کر بھی پوری پڑھے گا کیونکہ اس کی اقامت ہے' مستقل وہ پڑھتا ہے۔ جب تک وہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ جب بھی جائے گا نماز پوری پڑھے گا اور جب وہ فارغ ہو کر آجائے اگر پھر کبھی جائے گا تو قصر کرے گا۔

س: جب میں قبرستان جا کر والد کی قبر پر ابا جی " السلام علیکم " کہتا ہوں تو کیا وہ سنتے ہیں اور کیا انہیں پتہ چلتا ہے کہ میرا بیٹا قبر پر آیا ہے۔

ج : نہ انہیں کوئی پتہ چلتا ہے نہ وہ کوئی سنتے ہیں۔ آپ صرف جاتے ہیں تو ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یہ سلام تحیہ ہے؟ یہ دعا کا سلام ہے۔ یہ تحیہ نہیں بلکہ دعا کا سلام ہے۔

س : لوگ کہتے ہیں اہلحدیث کی پالیسی امریکہ نواز ہے ہمیں کیا کرنا

چاہیئے؟ عوام کو اصل حقائق سے آگاہ کریں۔ کیونکہ یہ بھی آپ کے مسلک سے متعلق ہے۔

جواب: میرے بھائیو! اصل یہ معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے کہ صدام جس کا نام چونکہ صدام حسین ہے اور وہ مسلمان شمار ہوتا ہے اور امریکہ جو مارنے والا ہے کافر نظر آتا ہے۔ اور ہے بھی حقیقت میں وہ کافر۔ تو اس لئے خواہ مخواہ ہمدردیاں صدام کیطرف کی جاتی ہیں لیکن جب صدام کی اصل نسل کو دیکھتے ہیں تو یہ کیمونسٹ ہے۔ بالکل دہریہ اور ملحد ہے۔ اسلام کا نام و نشان نہیں ہے اور اس نے کام بھی بالکل غلط کیا ہے۔ اپنے محسنوں کے ساتھ غداری کی ہے۔ کویت اور سعودیہ جنہوں نے اس کو پالا ہے' سنبھالا ہے اور اتنی دولت دی ہے اب ان پر ہی حملہ کر دیا ہے۔ جو بھی ہو بہرکیف اب ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ امریکہ سے اسے بچایا جائے' امریکہ سے اسے چھڑایا جائے۔ اور جب وہ ادھر سے اس کی جان چھوٹ جائے گی تو خود پکڑ کر اپنے بھائی کو مار کر یا بغیر مارے سیدھا کیا جائے۔ بندہ بن اور ٹھیک کام کر۔ اب یہ کہہ دینا کہ صدام کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ بھی بیوقوفی ہے اور یہ کہہ دینا کہ سعودیہ کے ساتھ ہو جاؤ یہ بھی بیوقوفی ہے۔ اب ہماری سب سے پہلی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ جنگ رک جائے۔ تاکہ صدام کو وہ مارنا چاہتے ہیں۔ اسکو وہ مٹانا چاہتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ایک مسلمان ہے۔ اگرچہ وہ مسلمان نہیں۔ لیکن ان کی نگاہ میں تو وہ مسلمان ہے۔ جو اتنا طاقتور ہے۔ جو اسرائیل کے لئے بھی خطرہ ہو سکتا ہے اور اور ملکوں کے لئے بھی خطرہ ہو سکتا ہے اور ہمیں اس اپنی طاقت کو بچانے کے لئے کہ اگر آج صدام ہے کل کو یہ ممکن ہے کہ نہ ہو..... یہ طاقت مسلمانوں کے کام آئے

گی..... یہ کہہ دینا کہ اہل حدیث امریکہ نواز ہیں یہ جہالت کی بات ہے۔ میں آپ سے عرض کر دوں۔ اس میں شک نہیں اہل حدیثوں کا موجودہ کردار بڑا ہی گندہ ہے۔ کیونکہ اہل حدیث اپنے مقام سے ہل گئے ہیں۔ نام ہی ہے۔ لیکن کردار اہل حدیثوں والا بالکل نہیں۔ یہ جمہوریت۔ کبھی اس میں گر گئے' کبھی اس میں گر گئے۔ ان کا کوئی رول صحیح نہیں۔ ورنہ اہل حدیث جیسا صحیح سمجھ والا' صحیح حالات کا جائزہ لینے والا دنیا میں کوئی اور ہے ہی نہیں۔ صحیح بات اللہ سمجھاتا ہی اہل حدیث کو ہے کیونکہ مذہب اس کا صحیح ہے باقیوں کا صحیح نہیں۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان.....

خطبہ نمبر43

ان الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث کتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فى النار

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

و اذا سالک عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لى و ليومنوا بى لعلهم يرشدون (2 : البقرة: 186)

اب رمضان شریف جو ہمارے لئے ایک بڑا ہی نادر موقع تھا ختم ہو رہا ہے۔ یہ اس رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ یہ مہینہ کس لئے آیا تھا۔ اس لئے کہ ہم اس میں زیادہ سے زیادہ کمائی کر سکیں۔ اور کمائی کا طریقہ جو تھا ایک تو یہ تھا کہ دن میں روزہ رکھیں اور رات کو جتنی ہم سے ہو سکے عبادت کریں۔ پھر عمل کے علاوہ بڑی چیز جو مسلمان کے کام کی ہے وہ دعا ہے۔ کثرت سے رمضان شریف میں دعا کی جائے۔ روزے کے ساتھ دعا بڑی قبول ہوتی ہے۔ دن میں بھی جب چاہے خاص طور پر افطاری کے وقت کیونکہ وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی روزے کی وجہ سے بالکل تھکا ہوا' لاچار ہوا' بالکل کمزور ہوا ہوتا ہے۔ اس وقت کی دعا جو بندے کے منہ سے نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رد نہیں فرماتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں رمضان شریف کا ذکر فرمایا ہے اس کے لئے ایک رکوع مخصوص کیا وہاں اس میں دعا کا بھی ذکر کیا۔ و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب پہلے اصول سمجھایا' پھر دعا کی ترغیب دی۔ چونکہ عرب لوگ جو ہیں

پہلے کوئی دین تو تھا نہیں' جہالت تھی بعض لوگ بہت چلا چلا کر بہت زور زور سے اونچی آواز سے دعائیں کرتے تو اللہ نے قرآن مجید میں دعا کے آداب سکھائے ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ انہ لا یحب المعتدین (7 : الاعراف : 55) اور آپ ﷺ نے فرمایا جب صحابہ رضی اللہ عنہم بہت چلا چلا کر بہت اونچی آواز سے دعا کرتے تھے' دعا کرتے تھے کہ تمہارا رب گونگا نہیں' بہرا نہیں کہ وہ تمہاری آواز کو سن نہ سکے۔ دل کو حاضر کر کے دعا کرو۔ اس آیت میں اللہ عز و جل نے فرمایا و اذا سالک عبادی عنی اے نبی ! جب لوگ میرے بارے میں تجھ سے پوچھیں کہ اللہ اونچی سنتا ہے یا آہستہ سنتا ہے تو ان کو بتا دے فانی قریب کہ میں قریب ہوں اور دوسری جگہ فرمایا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین (7 : الاعراف : 56) اللہ کی رحمت جو ہے نیکوں کے بہت قریب ہے۔

اب قریب ہونے کے کیا معنی ہیں ؟ اللہ تعالیٰ بندے کے کیسے قریب ہے ؟ ہمارے ہاں یہ ہے کہ اگر بندہ قریب ہو تو آواز جلدی سن لیتا ہے۔ جتنا زیادہ قریب ہوگا اتنی ہی آواز جو ہے جلدی سے' آسانی سے سن لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے لئے قریب اور بعید کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اے بندے ! تیری آواز تو درکنار جب تیرے دل میں خیال آتا ہے تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ میرا بندہ یہ چاہتا ہے۔ اس کی یہ آرزو ہے۔ اس کی یہ تمنا ہے۔ تیرے دل میں یہ ایمان ہونا چاہیے کہ میرا اللہ ہے اور وہ زندہ ہے اور وہ سنتا ہے۔ یہ خیال کبھی نہیں کرنا چاہیے کہ ہماری نہیں سنتا۔ پیروں کی سنتا ہے' وہ جو بزرگ ہیں وہ جو اولیاء ہیں وہ ان کی سنتا ہے۔ وہ ہماری نہیں سنتا۔ دیکھئے کس قدر جہالت کی بات ہے۔ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا اور اسی عقیدے کے بارے میں شیطان ہمیں گمراہ کرتا ہے اور ہمارے دلوں میں یہ بات ڈال رکھی ہے کہ ہم لوگ گنہگار ہیں' ہماری نہیں سنتا۔ اللہ پیروں کی سنتا ہے۔ اس لئے پیر مرجائیں

تو ان کی قبر پر جاتے ہیں۔ پیر زندہ ہو تو اس کے پاس جاتے ہیں اور اس کے Through جاتے ہیں۔ دفتروں کی ملازمتیں کرتے ہوئے' دنیا کے نظام کو دیکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں جیسے درخواست Through Proper Channel جانی چاہیے۔ ڈائرکٹ بڑے افسر کو آدمی مل نہیں سکتا۔ اب مثلاً بہاولپور میں ایک آدمی ملازم ہے اور اس کے ڈیپارٹمنٹ کا' محکمہ کے ڈائریکٹوریٹ کا دفتر ہے۔ تو وہ ڈائریکٹر کے بغیر اپنے سیکریٹری سے نہیں مل سکتا۔ اگر اسے سیکریٹری سے ملنا ہے تو Through Proper Channel درخواست دے یا ڈائریکٹر سے اجازت لے۔ پھر جا کر سیکریٹری سے بات کر سکتا ہے' اس سے ملاقات کر سکتا ہے؟ تو جاہلوں نے' پیروں نے لوگوں کے ذہنوں میں بھی بات ڈال رکھی ہے کہ کوٹھے پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہے۔ اللہ سے ملنے کے لئے' اللہ سے بات کرنے کے لئے پیروں کی ضرورت ہے۔ اس لئے Through Proper Channel بات ہونی چاہیے۔ میری پیر کے آگے اور پھر پیر کی خدا کے آگے۔ وہ جو چاہے کرے۔

میرے بھائیو! یہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ یہ کافروں کے عقائد تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے اسلام آیا ہے۔ اللہ کہتا ہے اے بندے! میں تیرا خالق' میں تیرا مالک' میں تیرا رازق۔ ہر بندے پر اللہ کی نگاہ یکساں ہے۔ اپنی حیثیت کو دیکھئے۔ آپ اندازہ کریں۔ کسی انسان کو' میں یا آپ میں سے کسی کو' بہاولپور میں کچھ حیثیت حاصل ہے؟ چلو بہاولپور میں تو ہو سکتا ہے لیڈر ٹائپ کا کوئی آدمی ہو ایم این اے۔ اسے سارا شہر جانتا ہو لیکن ملک میں ایک عام آدمی کی کیا حیثیت ہے؟ عام آدمی پتہ نہیں کتنے مرتے ہیں' کتنے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اگر دنیا کا تصور کر لیں۔ جبکہ ساری دنیا میں اربوں انسان ہیں۔ ایک انسان کی کیا حیثیت ہے۔ کیا دکھیا ہے' وہ سکھیا ہے' وہ کیا چاہتا ہے' وہ کس مصیبت میں ہے؟ اور پھر آپ ساتھ ہی یہ فرض کر لیں کہ جہان ایک نہیں پتہ نہیں کتنے جہان ہیں۔ تو

پھر اگر ایک انسان سوچے تو کائنات میں اس کی کوئی حیثیت نہیں جو ہمارے نزدیک ایک چھوٹی چیونٹی کی ہے۔ اللہ کے نزدیک ایک انسان کی ایک چیونٹی کے برابر بھی حیثیت نہیں کیونکہ مخلوقات کی کوئی حد نہیں۔ لیکن میرے بھائیو! مخلوقات کی اس کثرت کے باوجود کہ اتنے انسان' اتنے جن' اتنے فرشتے' اتنے جانور' اتنی مخلوق۔ اس کے باوجود اللہ کی نگاہ ہر آدمی پر ایسے ہے جیسے ماں کی نگاہ اپنے بچے پر ہوتی ہے۔ بالکل کسی آن کوئی بندہ کہیں بھی ہو وہ اللہ کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہوتا۔ کہ اس کو پتہ نہ ہو کہ میرے بندے کا کیا حال ہے۔ خوش ہے یا تکلیف میں ہے۔ بیمار ہے یا صحت مند ہے۔ اور قیامت کے دن بھی یہی ہوگا جبکہ سارے اولین و آخرین آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے انسان دنیا میں پیدا ہوئے ہیں سب میدان محشر میں موجود ہوں گے۔ ہر ایک سے اللہ بیک وقت کلام کرے گا اور جواب دے گا۔ ہر ایک کی سنے گا' ہر ایک کو جواب دے گا۔ اللہ کا اپنی مخلوق سے یہ معاملہ ہے' یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اللہ نے سارا کام بزرگوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ یہ جو جاہلوں نے نام رکھے ہوئے ہیں۔ قطب' غوث'ابدال کہ اللہ اس علاقے کو کسی قطب کے سپرد کر کے فارغ۔ یہ مشرک مثالیں دیا کرتے ہیں کہ دیکھئے کہ کوئی بہت بڑا آدمی ہو۔ اس کے ہاں کوئی بیاہ شادی ہو' اس کے لڑکے کی یا اس کے کسی عزیز کی وہ خود سارے کام نہیں کیا کرتا۔ کھانے کا انتظام کسی کو دے رکھا ہوتا ہے' مہمانوں کااستقبال کرنا ان کو ٹھہرانا'ان کی چارپائیاں' ان کے بستر وغیرہ یہ کسی کے سپرد۔ ان کے کھانے کا انتظام کسی کے سپرد۔ ان کی رہائش کا انتظام کسی کے سپرد۔ اب مالک ہر کسی سے نہ پوچھتا ہے اور نہ آپ کو مالک کے پاس جانے کی ضرورت ہے اور اگر جائیں بھی تو وہ کہے گا کہ وہ جو انچارج ہے اس سے جا کر بات کریں۔ اس طرح سے مشرکوں نے باتیں بنا رکھیں ہیں کہ اللہ نے علاقے سپرد کر رکھے ہیں۔ بہاولپور ڈویژن فلاں بزرگ کے سپرد۔ فلاں علاقہ فلاں کے سپرد۔ فلاں علاقہ فلاں کے

سپرد۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں اتنے فرشتے اتنے انسان میں نے کسی کو یہ اختیار دیا ہی نہیں۔ میں کام جس سے مرضی لوں لیکن اختیار میرا ہے۔ میں ہر ایک کی سنتا ہوں۔ میں ہر ایک کی فریاد رسی کرتا ہوں۔ لہٰذا یہ تصور بالکل باطل ہے کہ کوٹھے پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہے۔ خدا سے کوئی بات منوانا ہو۔ خدا سے کچھ مانگنا ہو' خدا سے کچھ لینا ہو تو پیر کی ضرورت ہے۔

میرے بھائیو! اپنے دل سے پوچھئے آخر آپ انسان ہیں۔ آخر اللہ نے آپ کو عقل دی ہے۔ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے' ایک خواہش اٹھتی ہے۔ آپ ایک ضرورت اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ اسکو زبان پر بھی نہیں لاتے۔ ابھی وہ آپ کے دل ہی میں ہے۔ آپ دیانتداری سے بتائیے کوئی آپ میں سے بریلوی دوست بیٹھا ہو' کوئی شیعہ دوست بیٹھا ہو یا کوئی اور تو تعصب کو دور کر کے' ضد سے ہٹ کر اپنے دل سے پوچھئے کہ پہلے آپ کے اس خیال کا آپ کی اس خواہش کا اللہ کو پتہ لگے گا یا آپ کے پیر کو لگے گا۔ کہیے! آپ کا دل کیا کہتا ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ پہلے پیر کو پتہ لگے گا کہ میرے مرید کے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ پہلے کسے پتہ لگے گا اللہ کو یا پیر کو؟ میں نہیں سمجھتا جو تھوڑا سا بھی' ہلکا سا بھی اسلام کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہو وہ یہ کہہ دے کہ پیر کو پہلے پتہ لگے گا اللہ کو بعد میں پتہ لگے۔ مشرک سے مشرک بھی یہ کہے گا کہ نہیں پہلے اللہ کو پتہ لگے گا۔ پھر آپ اپنی اس آرزو' اس تمنا' اس خواہش کو اپنی زبان پر لائیں' زبان پر لا کر بچہ ماں سے کہے اماں! میرا دل چاہتا ہے' میری خواہش یہ ہے' میں یہ چیز چاہتا ہوں بیٹا باپ سے کہے' بیوی خاوند سے کہے' چھوٹا بڑے سے کہے ' ماتحت افسر کہے ادھر اللہ سے نہ کہے دیانتداری سے سوچئے کہ پہلے اللہ آپ کی اس بات کو سنے گا یا پیر سنے گا یا ماں پہلے سنے گی۔ یا افسر پہلے سنے گا' یا بڑا پہلے سنے گا۔ کہئے آپ کیا

فیصلہ کرتے ہیں ؟ آپ بریلوی ہوں یا شیعہ ہوں' کوئی بھی کیوں نہ ہوں آپ لا محالہ' لازما یہی کہیں گے کہ جب بات دل میں آئے گی' کوئی آرزو زبان پر آئے گی۔ تو سب سے پہلے اللہ سنے گا۔ کیونکہ اللہ جیسا سننے والا کوئی نہیں۔

ہم کہاں تک پہنچے۔ اگر دل میں خیال ہے تو سب سے پہلے اللہ کو پتہ لگے گا۔ اگر بات زبان پر آئی ہے تو سب سے پہلے اللہ کو پتہ لگے گا۔اب اس کے بعد موقع آتا ہے آپ کی خواہش کے پورا کرنے کا۔ آپ کی ضرورت کو پورا کرنے کا۔ بتایئے آپ کی اس آرزو کو ماں پہلے پورا کرے گی یا افسر پہلے پورا کرے گا۔ یا پیر پہلے پورا کرے گا؟ یا بڑا چھوٹے کی آرزو کو پورا کرے گا۔ کس میں طاقت ہے کہ سب سے پہلے اس کام کو کر دے ؟ کہئے بریلوی نہیں مانے گا اس بات کو کہ نہیں' نہیں سب سے پہلے اللہ اس کام کو کر سکتا ہے۔ اللہ سے پہلے نہ ماں کر سکتی ہے نہ پیر کر سکتا ہے' نہ فقیر کر سکتا ہے' نہ نبی کر سکتا ہے' نہ ولی کر سکتا ہے' نہ کوئی افسر کر سکتا ہے' نہ کوئی بڑا کر سکتا ہے' نہ کوئی چھوٹا کر سکتا ہے۔ پھر باقی کیا رہ گیا؟ پھر اللہ نے کیا کہا۔ و اذا سالک عبادی عنی جب میرے بارے میں تجھ سے میرے بندے پوچھیں کہ خدا سے کیسے مانگیں' اونچی آواز سے مانگیں یا آہستہ آہستہ مانگیں تو ان سے کہہ دے فانی قریب میں قریب ہوں' مجھ سے زیادہ کوئی بھی قریب نہیں۔

میرے بھائیو ! میں آپ کو ہر جمعہ توجہ دلاتا ہوں عقل سے کام لیں' سمجھ کے بغیر دین کبھی سمجھ نہیں آ سکتا۔ اگر آپ عقل سے کام نہیں لیں گے تو دین آپ کو کبھی سمجھ نہیں آئے گا۔ ایک طرف تو لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں اللہ نہیں سنتا' پیر سنتا ہے۔ ارے بھائیو ! جب اللہ سے زیادہ بندے کے کوئی قریب نہیں تو پھر اللہ سے مانگنے کے لئے کسی کو درمیان میں ڈالنے کی' کسی پیر' فقیر' نبی ولی کی کیا ضرورت ہے ؟ میرے بھائیو ! توحید

ہے۔ آج کا مسلمان جو تباہ ہوا ہے' برباد ہوا ہے' آج کا مسلمان جو اللہ سے دور ہوا ہے' اس کی وجہ ہی یہی ہے کہ اللہ کو جانتا پہچانتا نہیں ہے۔ آج کا مسلمان اللہ کو نہیں پہچانتا کہ اللہ کونسی ذات ہے؟ اس کا بندے کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ میرے بھائیو! جو قرب ہر مخلوق میں سے ہر چیز کو اللہ کا حاصل ہوتا ہے وہ کبھی کسی دوسرے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان جب مجھے پکارنے والا پکارتا ہے' کوئی کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے مولا! او مالک! او الٰہی! او خالق! جو پنجابی میں' اردو میں' انگریزی میں' اپنی زبان میں جو بھی اللہ کو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان جب بندہ مجھے کہتا ہے کہ اے میرے اللہ! ہائے میرے اللہ! اے میرے رب! تو میں ماں سے پہلے سنتا ہوں۔ فلیستجیبوالی پس بندوں کو چاہیے' انسانوں کو چاہیے کہ جب وہ مجھ سے مانگتے ہیں تو اس بات کو یاد رکھیں کہ میں کون ہوں۔ جب وہ مجھ سے چیزیں مانگتے ہیں۔ اپنی مزدوریں مانگتے ہیں مجھے بھی تو پہچانیں کہ میں کون ہوں؟ میرا ان پر کیا حق ہے؟ وہ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ فلیستجیبوا لی ان کو چاہیے میری بات بھی مانیں' میرے بندے بھی بنیں۔ مجھے پہچانیں۔ میرے حکموں کو قبول کریں والیومنوابی مجھ پر ایمان لائیں۔ لعلھم یرشدون پھر ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ پھر ان کے لئے فائدے ہی فائدے ہیں۔ ان کی کمائی ہی کمائی ہے۔ ان کو پھر نقصان کبھی نہیں۔

میرے بھائیو! میں نے بڑے آسان طریقے سے آپ کو سمجھایا ہے کہ جب دعا کرناہو دیکھئے! اس میں گمراہی کے کیا کیا طریقے ہیں؟ گمراہ ہو گئے جو مشرک ہیں وہ کیا کریں گے۔ وہ اللہ کو پکارتے ہی نہیں۔ وہ پکارتے ہیں یاپیر! پیر دستگیر! ' یا بہاولحق! اے فلاں! اے فلاں! میری تیرے آگے ' آگے تو جانے اور وہ جانے۔ یہ مشرک بالکل مشرک۔ جو ذرا اس سے کم درجے کے ہیں' کچھ شرماتے

ہیں' تھوڑے تھوڑے جیسے ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اب مشرک کیا کریں گے۔ بسوں پر' مکانوں پر' دروازوں پر' یااللہ ! یا محمدؐ ! ...... کوئی پوچھے یااللہ کے کیا معانی ہیں۔ یااللہ میری سن' یا اللہ میری مدد کر۔ یااللہ تو میرا رب ہے' یااللہ میں تیرا بندہ ہوں اچھا یا محمدؐ کے کیا معنی ہیں ؟ اے محمد ﷺ آگے پھر شرمائے گا' پھر شرمائے گا۔ یااللہ ایک طرف یامحمدؐ اور اس پر آج کل مسلمانوں میں لڑائیاں ہوتی ہیں اور قیامت کے دن کیا ہوگا دوزخی دوزخ میں جلیں گے اور کیا کہیں گے یااللہ ! آج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ دنیامیں ہمارا گناہ ہی یہ تھا اذ نسویکم برب العالمین (98 : الشعراء: 26) کہ ہم اللہ کی مخلوق کو' اللہ کے بندو کو اللہ کے برابر کرتے تھے۔ ایک طرف یااللہ اور ایک طرف یامحمدؐ ۔ اب دیکھئے یامحمدؐ کہنے والا بڑے اخلاص سے کہتا ہے یامحمدؐ بڑے جوش میں کہتا ہے ' بڑے جذبے سے کہتا ہے۔ اس سے پوچھے غصے میں نہ آ بھائی ! بات کو سمجھ یامحمدؐ کے معنی کیا ہیں یہ ہیں "او محمدؐ" ارے محمدؐ" اے محمدؐ' ...... اب اگر محمد ﷺ پوچھیں' بولیں اور پوچھیں بھئی ! کیا کہتے ہو' کیا بات ہے ؟ اے بریلوی کیا بات ہے ؟ تو کہتا ہے یا محمدؐ ہاں میں بولتاہوں تو کہہ کیا کہتا ہے۔ کہنا تو کچھ نہیں صرف شرارت کرتا تھا۔ اگر آگے کچھ نہ کہیں صرف یامحمد اور آگے کچھ نہ کہیں۔ کوئی جا رہا ہو اور آپ کہیں یازید ! اے زید ' او عبداللہ ! ہاں جی ! کیا بات ہے ؟ بات تو کچھ نہیں' ارے مجھ سے مذاق کرتا تھا ؟ یامحمدؐ کے بعد کیا کہیں گے ؟ اگر کہتے ہیں ہائے ! میری سن' اے محمدؐ میری سن۔ تو خدا بن گئے۔ یہ حق صرف اللہ کا ہے۔ اے خدا ! میری سن۔ سارے اختیارات تیرے قبضے میں ہیں۔ سب کچھ تیرے ہاتھ میں' تو جو چاہے دے 'جو چاہے نہ دے۔ اے اللہ ! میری سن اور اگر آپ یہی کہیں یامحمد ! اس کے بعد کہیں اے محمد ﷺ میری سن'ہائے ! میں مر گیا۔ ہائے میں برباد ہو گیا۔ میری سن' مجھے پکڑ۔ تو یہ کیا ہے ؟

میرے بھائیو! یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ ایسی بات کہنے والے کی نہ نماز' نہ روزہ' نہ حج ' نہ زکوۃ' سارا صاف' بالکل Plane بالکل چٹ۔ آپ نے کبھی سوچا نہیں۔ قرآن مجید میں دیکھئے آج کل کے چھپے ہوئے تاج کمپنی کے قرآن مجید کھولیں۔ شروع میں ننانوے نام اللہ کے : الجبار' الغفار' المومن ' المھیمن ' المجیب وغیرہ غیرہ ننانوے نام اللہ کے سارا قران الٹ جایئے آخر میں ننانوے نام نبی کے۔ اور حالانکہ دنیا کی کس کتاب میں ہے ؟ یہ مشکوۃ شریف ہے یہ چھوٹا سا حدیث کا خلاصہ ہے۔ اللہ کے ننانوے نام' اللہ کے رسول نے گن کر بتائے۔ (رواہ الترمذی و البیھقی فی دعوات الکبیر مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) اور اللہ کے رسول کے نام۔ آپ نے فرمایا میرے چار نام ہیں۔ مخصوص تو دو ہیں' ایک محمد اور ایک احمد صلی اللہ علیہ وسلم الحاشر' الماحی ' نبی الرحمۃ و نبی التوبۃ (رواہ مسلم فی کتاب الفضائل باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صفاتہ عن ابی موسی العشری رضی اللہ عنہ) اس طرح سے آپ نے گن کا بتایا کہ میرے چار نام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام۔ آپ کو خود پتہ نہیں تھا۔ یہ شیطان نے مسلمانوں سے شرک کروانے کے لئے یہ فکر دلائی کہ اللہ تو نہ خوش ہو کہ تیرے ننانوے نام ہیں میں تیرے شریک ایسے بناؤں گا کہ ننانوے ان کے بھی ہوں گے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام۔ حالانکہ کسی حدیث نہ کسی کتاب میں' نہ قرآن میں 'کوئی نام و نشان نہیں' لیکن گھڑے کر دیئے۔ خدا کے برابر کر دیئے۔ خدا بار بار کہتا ہے۔ اپنی صفتیں بیان کر کے۔ و ھم بربھم یعدلون (6 : الانعام: 150) یہ مشرک' یہ کافر' اپنے رب کے برابر کرتے ہیں۔ میری مخلوق کو بتاؤ ! آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ بتاؤ زمین کو کس نے پیدا کیا ؟ بتاؤ تمہاری فصلیں کون اگاتا ہے ؟ بتاؤ تمہاری زندگی اور موت کس کے قبضے میں ہے۔ بتاؤ بارش کون برساتا ہے۔ بتاؤ فلاں کام کون کرتا ہے ؟ پھر االہ مع اللہ (27 : النمل: 63) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی

ہے ؟ لیکن بدبختو ! سب کو تم نے برابر کر ہی دیا۔ سو سن لو' خوب سن لو۔ یہ شرک ہے۔ یہ جلی شرک ہے۔ یہ موٹا شرک ہے کہ کسی اور کو پکارنا وہ نبی ہو' وہ ولی ہو' وہ پیر ہو' وہ فقیر ہو' وہ کوئی بھی ہو۔ کسی کو پکارنا مشکل کشا سمجھ کر' حاجت روا سمجھ کر یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ اور بے عقلی اور بے وقوفی ہے۔ کیسا کمزور اور غلط گمان ہے۔ امام ابوحنیفہ کا وہ مقولہ ' وہ بڑا مشہور مقولہ ہے گزرے جا رہے تھے کسی کو دیکھا' کسی کے مزار پر کسی کی قبر پر کھڑا ہوا کچھ مانگ رہا تھا۔ انہوں نے کیا جنتکی سی' سادہ سی بات کی۔ بڑی Common Sense کی بات۔ ارے بدبخت ! اس زندہ کو چھوڑ کر اس مردہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ شرم کر' حیا کر' (فتاوی عالمگیری غرائب فی تحقیق المذاہب بحوالہ تفہیم المسائل از محمد بشیر الدین قنوجی) دیکھو کیا پتے کی بات ہے اب چلے جاؤ۔ عرس ہوتے ہیں' پاک پتن عرس ہوتا ہے۔ یہ چنن پیر ہوتا ہے' سخی سرور چلے جاؤ' لاہور چلے جاؤ۔ یہ دربار ہے۔ عقل' عقل' عقل۔ یہ دربار ہے۔ کس کا ؟ علی ہجویری کا۔ داتا کا' وہ کہاں ہے ؟ جی پتہ نہیں ؟ نیچے ہے کہیں۔ یہ بارات ہے ؟ کس کی ہے ؟ کہ جی ! دولہا کا پتہ نہیں' دولہا غائب۔

میرے بھائیو سن لو جیسے بارات بغیر دولہے کے اس کو بارات کہنا بیوقوفی ہے' حماقت ہے' جہالت ہے' لفظ کا غلط استعمال ہے۔ اسی طرح سے دربار کہنا۔ مرے ہوئے کا جس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ صدیوں سے زمین میں پڑا ہوا۔ پتہ نہیں جسم ہے کہ نہیں۔ صدیوں سے زمین کے نیچے پڑا ہوا کہ فلاں کا دربار۔ آخر بادشاہوں کے دربار لگتے رہتے ہیں۔ ارے بادشاہ ہوتا تھا تو دربار ہوتا تھا۔ لیکن وہاں کوئی نہیں لیکن دربار ہے۔ لیکن یہ مسلمان بے عقل مسلمان اور یاد رکھئے گا میں نے آپ سے بہت دفعہ عرض کیا ہے۔ ایماندار مومن بے عقل کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور مشرک ہمیشہ بے عقل ہوتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے آپ کو

کوئی ضرورت ہو آپ کو کوئی پریشانی ہو' کوئی دکھ ہو' کوئی تکلیف ہو آپ مزار پر چلے جائیں' مردے کے پاس چلے جائیں خدا کیا کہتا ہے ارے بدبخت! تجھے عقل اس لئے دی تھی کہ مجھ جیسے زندہ کو چھوڑ کر مجھ جیسے "فعال" کو جو چاہے کرے اس کو چھوڑ کر اس کے پاس چلے جانا کہ جس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ لیکن دیکھ لیں آج کل کے کروڑوں مسلمان ہیں۔ کروڑوں مسلمان ہیں مزاروں پر جاتے ہیں۔ کیوں جاتے ہیں اس لئے کہ جی! وہ ہماری سنتا ہے۔ دیکھئے اللہ کے سوا کسی کو پکارنا' ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ وہ سنتا ہی نہیں اور اللہ سنتا ہے۔ اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ وہ کر کچھ نہیں سکتا اور اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اللہ قرآن میں ..... اللہ اکبر...... کیا پیاری بات کہتا ہے ؟کوئی مزار پر کھڑا ہو۔ داتا کے دربار .... "نقل کفر' کفر نہ باشد" داتا دربار کہنا ویسے مشرکوں والا لفظ ہے۔ پاکپتن وہاں کھڑا ہو مزار پر خدا کہتا ہے اے میرے بندے! اے موحد! اے جس کی سمجھ میں توحید آ گئی ہے تو پوچھ اس بریلوی سے جو بے سمجھ ہو گیا ہے۔ عقل سے کام نہیں لیتا۔ پوچھ الھم ارجل یمشون بھا (7 : الاعراف: 195) ارے! جن کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو ان کے پاؤں ہیں کہ چل پھر سکیں۔ کہئے! کیا جواب دے گا؟ پھر پوچھ الھم اید یبطشون بھا (ایضا) ارے! ان کے ہاتھ ہیں؟ کہ وہ چیز پکڑ سکیں۔ لے سکیں' دے سکیں پھر پوچھ الھم اعین یبصرون بھا ارے! جن کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو ان کی آنکھیں ہیں کہ دیکھ سکیں؟ ام لھم اذان یسمعون بھا ارے! ان کے کان ہیں کہ تمہاری فریاد سن سکیں۔ ارے! تم بے عقل ہو یا عقل والے۔ آؤ اس زندہ کو پکارو۔ اللہ اکبر! وہ زندہ ایسا زندہ ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (2 : البقرۃ: 288) موت تو درکنار اس کو نیند نہیں آتی۔ اس کو اونگھ نہیں آتی۔ دیکھ لو انسانوں کو نیند بھی آتی ہے۔ اونگھ بھی آتی ہے۔ کیونکہ ان پر موت آنی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے کوئی بڑا ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ اللہ کے رسول

ﷺ کی نماز لیٹ ہو جاتی کیوں؟ اونگھ آگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں دو دفعہ ایسا ہوا۔ خیبر فتح کیا' مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ راستے میں سفر کرتے کرتے پچھلی رات ہو گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ ﷺ تھکے ہوئے بھی ہیں۔ اب جنگ کر کے آئے ہیں۔ یہاں کچھ دیر Rest کر لیں۔ آرام کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ نہ اب اگر ہم نے آرام کرنا شروع کیا تو ہماری صبح کی نماز رہ جائے گی۔ حضرت بلال کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ نہیں۔ آپ لوگ آرام کریں میں جاگتا ہوں۔ میں پہرہ دوں گا۔ اچھا بھئی! ٹھیک ہے۔ اگر تو ذمہ داری لیتا ہے' اللہ کے رسول بھی لیٹ گئے' سو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی لیٹ گئے' حضرت عمر بھی' حضرت علی بھی' اور صحابہ بھی۔ سارے کے سارے آرام سے سو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا چلو میں نفل پڑھ لیتا ہوں۔ اتنے میں وقت ہو جائے گا۔ میں اذان دے دوں گا۔ سب کو اٹھا لوں گا۔ نفل پڑھتے رہے۔ آخر وہ بھی انسان تھے۔ تھکے ہوئے تھے۔ ادھر پو پھوٹنے والی تھی۔ وقت بھی قریب تھا کہ چلو اب میں تھوڑا سا بیٹھ لو اور پھر اذان دے دوں۔ اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ وہ تو سوئے بے فکر ہو کر۔ کیونکہ کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ذمہ داری لی ہوئی تھی۔ حضرت بلال نفل پڑھتے رہے۔ اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ لیکن تھکے ہوئے تھے۔ نیند کا غلبہ ہوا' ایسی نیند آئی کہ سورج نکل آیا۔ سورج کی گرمی نے اٹھایا اور سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھ کھلی' جب اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھ کھلی تو آپ حیران' ارے یہ کیا ہوگیا۔ ارے بلال! یہ کیا ہوگیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ جس چیز نے آپ کو پکڑ لیا اس چیز نے مجھے پکڑ لیا۔ نیند آگئی۔ آپ' لیٹ کر سو گئے میں بیٹھ کر سو گیا۔ آخر انسان ہے۔ (رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ باب من نام عن صلوۃ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ بات تاخیر الاذان عن ابی ہریرۃ

ﷺ) میں نے ایک دفعہ سرگودھا کے چک نمبر 26 میں جمعہ پڑھانے جانا تھا۔ یہی رمضان شریف ' گاڑی میں بیٹھ گئے۔ کیونکہ آخر رات کو جاگنا' رات کو قرآن مجید پڑھنا پڑھانا' سرگودھے سے بیٹھا۔ صرف تین Station لیٹا نہیں۔ بیٹھے بیٹھے ایسی اونگھ آئی دو اسٹیشن آگے نکل گیا۔ اور جب آنکھ کھلی یہ تو لالیاں آگیا۔ ہیں ہیں ! یہ کیا ہوگیا۔ اتفاق یہ کہ اللہ کو منظور تھا کہ میں جمعہ کو وہاں پہنچ جاؤں۔ میں اترا فورا دوسری گاڑی آگئی' جو ادھر کو آ رہی تھی۔ میں جلدی سے اس میں بیٹھا اور وہاں سکھاں والی کے Station پر اتر گیا۔ جمعہ کے وقت میں وہاں پہنچ گیا۔ مجھے یہ حدیث اس وقت وہاں یاد آئی۔ کہ دیکھ لو اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ' حضرت عمرؓ حضرت علی سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہرے پر لیکن سو گئے۔ یہ نیند کیوں آ جاتی ہے۔ اس لئے کہ موت آ جاتی ہے۔ اور جنتوں میں نہ نیند ہو گی نہ اونگھ ہو گی۔ جنتوں میں انسانوں کو نہ نیند ہو گی نہ اونگھ ہو گی۔ کیونکہ وہاں موت نہیں ہو گی۔ اور اللہ کے لئے لا تاخذہ سنة و لا نوم اللہ کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ کیونکہ اللہ کے لئے موت نہیں۔ اب آپ سوچیں جو تین درجے پیچھے ہو' موت بھی' نیند بھی اونگھ بھی اس پر توکل کرنا اس پر Depend کرنا' اس کو پکارنا' اس کا سہارا لینا۔ اس کو اللہ کو چھوڑ کر جو زندہ ہے۔ حی ہے' قیوم ہے' یہ عقل والے کا کام ہے کہ بے عقل کا؟ سوچ لیجئے ! اس لئے اللہ کہتا ہے کہ انسانوں دنیا میں تمہارے لئے بڑے دھوکے ہوں گے۔ باپ تمہارا' بھائی تمہارا' برادری تمہاری ' پارٹی تمہاری لیکن کبھی کسی کا سہارا نہ لینا۔ سہارے کے لائق صرف میں ہوں۔ و توکل علی الحیی الذی لا یموت بھروسہ اس پر کرنا۔ ساری زندگی جس پر موت نہیں۔ باقی سب کے لئے موت ہے اور اسی قسم کا واقعہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جب آپ مدینے سے مکے کو جا رہے تھے پیش آیا' سارے سو گئے۔ آنکھ لگ گئی۔ صبح کی نماز رہ گئی۔ دن نکل گیا۔ سورج نکل

آیا۔ (مشکوۃ کتاب الفضائل)

میرے بھائیو! سوچ لو رمضان شریف ہے، آخری دن ہے۔ اب دعا کے دن ہیں۔ زیادہ تر ہم اللہ سے مانگیں کہ یااللہ محنت جو کرنی تھی کر لی۔ روزے جو رکھنے تھے رکھ لئے۔ تراویح جتنی پڑھنی تھی پڑھ لی۔ قرآن جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا۔ اللہ جو کچھ کرنا کرانا تھا کر لیا۔ لیکن ہمارے کرنے سے کیا ہوگا۔ ہوگا تو تیرے فضل سے سب۔ اس لئے میرے بھائیو! خوب یاد رکھو بندہ اپنی محنت سے اتنا نہیں کما سکتا جتنا اللہ سے مانگ کر لے سکتا ہے۔ جتنا اللہ سے مانگ کر لے سکتا ہے۔ اللہ کے رسول کا طریقہ کیا تھا۔ تیرہ سال مکے میں کوشش کی۔ محنت کی، جماعت تیار کی۔ دو سال جا کر مدینے میں پورا زور لگایا۔ جماعت تیار کی۔ پندرہ سال خرچ کر کے جماعت تیار کی۔ اتنے میں جنگ بدر ہو گئی۔ اب میدان بدر میں آ گئے۔ اب کافر تعداد میں بھی زیادہ۔ اسلحے میں بھی زیادہ، راشن میں بھی زیادہ، ہر چیز میں زیادہ۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کیا کہتے ہیں؟ اللہ میرا کسی چیز پر سہارا نہیں، نہ ان میرے صحابہ پر ہے، نہ گھوڑوں پر، نہ اونٹوں پر، نہ کسی اسلحے پر۔ اللہ یہ میری پندرہ سال کی محنت ہے۔ اللہ اس کو بار آور کرنا۔ اس کو کامیاب بنانا، کامیاب بنانا، اس کو بھر دینا اللہ تیرا کام ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب المغازی اذ تستغیثون ربکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کتاب الجہاد باب فی درع النبی ﷺ و القمیص فی الحرب، و مسلم فی کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ عن عمر رضی اللہ عنہ) چنانچہ دیکھ لو نتیجہ کیا نکلا؟ وہ جو اس قدر تعداد کے ساتھ آئے تھے۔ تکبر کے ساتھ، بڑے فخر کے ساتھ، بڑے بڑے سردار ان کے ستر بھتر مارے گئے۔ اور اتنے گرفتار ہو گئے۔ اب آپ اندازہ تو کریں کہ کل دو گھوڑے۔ فوج کا یہ حال ہے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا یااللہ! میں اپنی محنت پر ناز نہیں کرتا۔ میں اپنی محنت پر اعتماد نہیں کرتا۔ اللہ تیرے فضل کے ساتھ چلتا ہوں۔

اب رمضان شریف جا رہا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ اللہ سے دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ جو ہماری بہت تھوڑی نیکی ہے۔ اس کو قبول فرما۔ اللہ اس میں برکت ڈال۔ اللہ ہمیں اس کا اجر اپنے خاص فضل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دے۔ اور سب سے بڑی کمائی کیا ہے؟ سب سے بڑی کمائی آدمی کے لئے دعا ہے اور دعا میں کس کا نمبر ہے۔ استغفار کا۔ اور یاد رکھئے گا' خوب توجہ سے سن لیجئے گا۔ دعا میں سب سے بڑا نمبر کس چیز کا ہے۔ استغفار کا۔ اللہ بخش دے۔ اللہ بخش دے۔ چھوڑ دے! معاف کر دے! اس کا نمبر ہے۔ کیوں؟ اگر اللہ حساب لینے پر آگیا تو مرگیا' بچ نہیں سکتا۔ کوئی بچ نہیں سکتا۔ مارے گئے۔ اور اگر یہ کہا جائے اللہ معاف کر دے۔ اللہ چھوڑ دے۔ اللہ مہربانی کر دے۔ ختم کر دے۔ جانے دے! حساب نہ لے' گرفت نہ کر۔ یہ سب سے بڑی دعا ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ میں آپ کو یہ سناؤں عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفار کثیرا (رواہ ابن ماجۃ' و النسائی' فی عمل یوم و لیلۃ' مشکوۃ کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ) یعنی مبارک ہے وہ آدمی کہ جب وہ قیامت کے دن جائے' اپنے نامہ اعمال میں سب سے زیادہ عمل کیا دیکھے' استغفار' استغفار' استغفراللہ' استغفراللہ۔ اس کا نامہ اعمال زندگی کی فائل' اس کی مثل' اسی کے ساتھ بھری ہو۔ اور یہ یاد رکھئے گا استغفار کس کا قبول ہوتا ہے۔ جو اللہ کو جانتا پہچانتا ہو۔ سوچئے! دیکھئے مثالیں۔ بعض کو دیکھنے میں بظاہر اچھی نہیں لگتیں۔ لیکن بات کو واضح کرنے کے لئے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے بڑی مفید ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ شرک کو زنا کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔ آپ دیکھئے آپ کی بیوی۔ آپ سے بڑی محبت کرے' بڑی محبت کرے۔ بڑی پیار کی باتیں کرے۔ لیکن آپ کے دل میں یہ شبہ بھی ہو کہ اس کمبخت کا یار اور بھی ہے۔ وہ جب

آپ سے بڑی پیار کی باتیں کرے ہائے میں تو مرگئی تیرے بغیر میں تو تیرے بغیر رہ نہیں سکتی۔ میرا یہ حال' میرا یہ حال اور آپ کے دل میں یہ شبہ بھی ہے۔ کہ اس کا یار اور کوئی بھی ہے تو آپ کیا کہیں گے۔ جوں وہ کہے گی۔ ہائے میں تیری محبت میں مرگئی۔ آپ کہیں گے بڑی بے ایمان ہے' اچھا تیرا یار بھی تو ہے ناں۔ پھر گیا سب پر پانی پھر۔ سمجھنے کی بات ہے پھر گیا ناں پانی۔ میرے بھائیو! بالکل اسی طرح سے خدا کہتا ہے اے خاوند تجھے بڑی غیرت آتی ہے۔ تو بڑی غیرت والا ہے' تو نہیں برداشت کرتا کہ تیری بیوی کے ساتھ کوئی اور بھی میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے؟ انا اغیر الناس (متفق علیہ' مشکوۃ کتاب النکاح باب اللعان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) میں تجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہوں جب بندہ میری عبادت کرتا ہے' مجھ سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے یااللہ! یارب! ربنا! جب وہ مجھے پکارتا ہے' مجھ سے پیار کی باتیں کرتا ہے' اللہ کہتا ہے کہ تیرا اور خصم بھی ہے۔ تو اوروں کو بھی پکارتا ہے۔ تیرے دل میں یہ ہے کہ اور بھی کچھ کرلیتے ہیں۔ پلید' بے ایمان! جھوٹا' مکار' منافق!

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو یہی وجہ ہے کہ آج کل کے مسلمان کی اللہ سنتا نہیں۔ کیونکہ آج کل مسلمانوں میں اکثریت بریلویوں کی ہے۔ میں لگانے کے لئے یہ بات نہیں کرتا اور نہ یہ میرا طریقہ ہے اور لیکن جب تک کھول کر بات نہ کی جائے آدمی سمجھ نہیں سکتا۔ اب اپنے بریلوی بھائیوں کو دیکھئے! نماز کس کی پڑھیں گے؟ اللہ کی۔ الحمد للہ .... سب تعریفیں اللہ کی ہیں لیکن نعتیں کس کی پڑھیں گے اللہ کے رسول کی' پیروں کی۔ اب اندازہ کریں داتا...... داتا نام کے کیا معنی ہیں؟ دینے والا۔ اب اللہ کا نام معطی ہے اس کا مطلب بھی دینے والا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں وہ جو لاہور میں علی ہجویری ہے وہ داتا ہے۔ یا گنج بخش خزانے بخشنے والا۔ پیسہ دو پیسے نہیں۔ خزانے بخشنے والا۔ اب سوچئے جب کسی کے پلے ایک دانہ تک نہیں وہ خزانے کہاں سے بخش دے گا۔ لیکن

دیکھ لو اب جو کسی کو گنج بخش بھی کہہ سکتا ہے جو کسی کو داتا بھی کہہ سکتا ہے جب وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے اللہ اسے کہتا ہے ارے مکار! ارے منافق! جانے دے۔ بک مت' جانے دے' ختم کر۔ جیسے آپ اپنی بیوی سے کہتے ہیں جب وہ آپ سے پیار کی میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے۔ آپ کہتے ہیں میرے پاس آگئی تو میری محبت کی باتیں اور جب میں باہر چلا جاتاہوں تو تیرے یار اور آ جاتے ہیں۔ اسے جواب دے کر آپ کی چھٹی۔ اس کی محبت آپ پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ اس بیوی کی محبت آپ پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ ہاں! مخلص ہو بیوی۔ بے شک زبان سے نہ کہے 'ہائے میں تیرے پیچھے مرگئی لیکن آپ کو یہ پتہ ہو۔ کہ میرے سوا یہ کسی سے بات تک نہیں کرتی آپ کا دل اس سے بالکل خوش ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! موحد 'کا بالکل یہی حال ہے۔ جس کے دل میں یہ ہو اللہ تیرے سوا نہ کسی کے ہاتھ میں کچھ ہے نہ دے سکتا ہے۔ اللہ میں کس کے پاس جاؤں ۔ اللہ سے جب دعا کرو تو یہ کہو۔ اللہ تو جانتا ہے میں کبھی کسی سے نہیں مانگتا۔ اللہ میرا ایمان ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اللہ اگر تو نہیں دے گا تو اور کون دے گا؟ میں کس کے دروازے پر جاؤں۔ کبھی ہو سکتا ہے کہ خدا اس کی بات کو رد کر دے۔ اور اگر یہ ہو کہ اس کے بہت یار ہیں۔ یہاں سے بھاگی وہاں' وہاں سے بھاگی وہاں۔ تو کبھی کچھ' کبھی کچھ۔

میرے بھائیو! باتیں اگرچہ کچھ کڑوی ہیں' کچھ تلخ ہیں' لیکن یقین جانیں بالکل مخلصانہ اور عین حقیقت پر مبنی اور میں دل سے یہ چاہتا ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پہلے بھی ہر جمعے یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں جب جمعہ پڑھاتا ہوں اس طرح سے کہ یااللہ جیسے ہم لوگ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں اللہ تو ہمیں پاک صاف کر دے۔ اسی طرح سے ہم میدان محشر میں جائیں اللہ ہمارے عقیدے درست ہوں' ہمارے اعمال درست ہوں۔ اللہ تیرا خالص دین ہم اس پر پکے ہوں تو مزا

آجائے۔ میری بھی کمائی اور آپ کی بھی کمائی تو اس لئے میں نے بات واضح کی ہے کہ اب رمضان شریف کا اخیر ہے۔ دعا کریں اور کثرت سے دعا کریں لیکن دعا کا فائدہ کب ہوگا۔ جب آپ کا ایک ہی سہارا ہو گا اور وہ اللہ ہے۔ اور اگر آپ کے اور بھی ہیں۔ نہ دعا کا فائدہ نہ روزے کا فائدہ نہ کسی اور چیز کا فائدہ۔ سب بیکار ہیں۔

میرے بھائیو! اب رمضان شریف جا رہا ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں کا جائزہ لینا چاہیے کہ میرے کون کون سے گناہ ہیں۔ اور کون سا گناہ خطرناک ہے۔ جس سے انسان لازما پکڑا جائے گا۔ بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے ذکر میں ..... جہاں رمضان شریف کا ذکر کیا اس میں باتیں خاص طور پر ذکر کی گیں ہیں۔ ایک دعا دوسری کمائی حلال کی ہو۔ اگر آپ کی کمائی حلال نہیں تو یاد رکھو نہ نماز میں لذت آئے گی نہ نماز قبول ہوگی۔ بلکہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے ایک کپڑا بناتے ہیں وہ دس روپے کا ہے۔ دس درہم کا ہے۔ اور ایک درہم اس میں حرام ہے۔ وہ کپڑا پہن کر آپ نے نماز پڑھی ہے۔ نماز سے چھٹی۔ ختم" (رواہ احمد و بیھقی فی شعب الایمان مشکوۃ کتاب البیوع باب الکسب و طلب الحلال عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) فائدہ ہی کوئی نہیں۔ یہ بات آپ کو بری لگے۔ سخت لگے' یہ آپ کی مرضی ہے۔ کیونکہ میرا مقصد اپنا بچاؤ ہے۔ اپنے ساتھیوں کا بچاؤ ہے۔ روزے کا مقصد ہی یہ ہے۔ رمضان کا مقصد ہی یہ ہے لعلکم تتقون (2 : البقرۃ: 183) کہ تم بچ جاؤ۔

سو میرے بھائیو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوزخ سے بچ جائیں اور ہماری نجات کی صورت ہو جائے تو گناہوں سے بچنے کی بڑی کوشش کریں۔ گناہ کو کیا سمجھیں حضرت عبداللہ بن مسعود سمجھایا کرتے تھے۔ مثال دے کے۔ جب تم سے گناہ ہو جائے آخر انسان کو یاد ہے اپنی زندگی۔ اب میں پچاس ساٹھ سال گزار چکا۔ میرا ماضی مجھے یاد ہے۔ اور ہر ایک کو یاد ہوتا ہے۔ اپنی کرتوتیں بھی یاد

ہوتی ہیں کہ کیا کیا وہ کرتا رہا ہے۔ اگر گناہ ہو گیا تو یوں سمجھو جیسے ایک آدمی کوئی پہاڑ ہے۔ اس کی چٹان ہے۔ آگے کو بڑھی ہوئی ہے اور مجبوری کے تحت آپ اس کے نیچے بیٹھ گئے ہیں۔ بارش آگئی' آندھی آگئی لیکن اس کے گرنے کا ہر وقت خطرہ ہے۔ اب گری کہ اب گری۔ فرمایا گناہ وہ گرنے والی چٹان ہے کوئی پتہ نہیں کب تم پر گر جائے۔ گناہوں کا عذاب تم پر آ جائے۔ ہمارا پاکستان گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ پہلے تو یہ روتے تھے کہ ہائے جمہوریت بحال ہو جائے' ہائے! جمہوریت بحال ہو جائے۔ نہیں تو ہم لیڈر بھی مر جائیں گے اور عوام بھی مر جائے گی۔ خدا خدا کر کے کچھ جمہوریت جھوٹی سچی بحال ہوئی۔ اب مارشل لاء گیا بھی نہیں۔ لیکن اسمبلیوں میں وہ جوت چلنے لگا کہ پناہ بخدا! وہ تیاریاں ہونے لگیں' پانی کا ایشو کھڑا ہو گیا' اب دیکھو سندھ اور پنجاب اور دوسرے صوبوں میں کوئی بعید نہیں کب بغاوت ہو جائے' خانہ جنگی ہو جائے۔ اب اگر دوبارہ مارشل لاء آئے تو جنہوں نے لاکھوں روپیہ برباد کر کے الیکشن جیتا ہے وہ بچ جائیں گے۔ ہائے! ہائے! ہم تو مر جائیں گے۔ جو اس وقت اودھم مچے گا اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ اگر مارشل لاء نہ آئے تو دیکھ لینا۔ ابھی سندھ اسمبلی میں یہ فیصلہ کر دیں گے ہم علیحدہ ہوتے ہیں۔ یہ کیوں؟ یہ گناہوں کی سزا ہے۔ دیکھ لو نئے سے نیا ایشو کھڑا ہوتا ہے۔ نئے سے نیا ایشو کھڑا ہوتا ہے۔ سوچئے دمے کا مریض بوڑھا ساٹھ سال کا اگر ماش کی دال کھا لے اور پھر کہے کہ کھانسی نہیں آئے گی۔ دمہ تیز نہیں ہو گا' کوئی عقلمندی ہے؟ اللہ کی حدود کو توڑ کر مزے کریں' ترقیاں کریں کوئی عقلمندی ہے؟ کفر کھلا' شرک کھلا۔ گناہوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں ملک ترقی کرے۔ ملک ترقی کرے۔ اب آپ ترقی کو رو رہے ہیں۔ خدا کے عذاب سے ڈریئے کہ پتہ نہیں خدا کا عذاب کب آ جائے۔ میرے بھائیو! گنہگار ہر وقت خطرے میں ہے۔ جیسا کہ کوئی آگے بڑھی ہوئی چٹان کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ ہر وقت یہ خطرہ کہ کب یہ چٹان اس کے

اوپر گر جائے۔ لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی نجات ہو جائے' آپ کی بخشش کی کوئی صورت ہو جائے۔ اللہ آپ کے گناہ معاف کر دے۔ تو ماضی کو بھی یاد کیجئے اور آئندہ کے لئے عہد کیجئے کہ میں گناہ کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔ اور حرام آئے' ہائے! ہائے! اب یہ دیکھ لو حرام کے طریقے کہ یہ بینک جی! بغیر سود کے بینکاری لیکن سارا فراڈ' پھر انعامی بانڈز اور یہ جوا۔ پہلے تو جوا اور طریقے کا ہوتا تھا اب بچے کی ٹافیوں کے ساتھ جوا' یہ صرف کے ڈبوں کے ساتھ جوا' ایک ایک چیز کے ساتھ جوا۔ کہ اتنے جمع کرواؤ۔ جس کے اتنے ہو گئے اس کو Honda یہ کرو اسکو یہ مل جائے۔ تاکہ جو کھائیں حرام کھائیں۔ جو کھائیں حرام کھائیں۔ یعنی خدا کا خوف 'ڈر بالکل ہے ہی نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ایمان والا گناہوں سے ایسے ڈرتا ہے جیسے چھت گرنے والی ہو۔ اس کے نیچے بارش میں کوئی بیٹھا ہے۔ اور جس میں ایمان نہیں گناہ ایسے کرتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اور یوں ہاتھ ہلایا اور اڑ گئی۔ بس ختم' ڈر ہی کوئی نہیں۔ (رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب التوبۃ ' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالٰی باب الاستغفار والتوبۃ عن حارث بن سوید رضی اللہ عنہ) اب دیکھو نا! مکھی اگر ناک پر بیٹھ جائے' بس مکھی گئی 'گناہ کرنے والے کو ڈر ہی نہیں لگتا' کوئی خوف ہی نہیں اس کے دل میں۔ یہ حال کب ہوتا ہے؟ جب اللہ کو وہ نعوذباللہ مردہ سمجھتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ اللہ ہے ہی نہیں۔ مشرکوں نے یہ تصور دیا تھا کہ اللہ ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔ سب کچھ بزرگوں کے' ولیوں ' غوث' ابدال' قطب کے سپرد کر دیا ہے۔ اور آج کل کا جو بے دین ہے وہ کہتا ہے خدا ہے ہی نہیں۔ بس چھٹی۔

اب اگر میں اسی نوے سال کا ہو جاؤں میرا ڈر کس کو؟ نہ بیوی کو ' نہ اولاد کو نہ محلے والوں کو۔ بڈھا ہے پڑا ہے' پڑا رہنے دو۔ کیا خطرہ ہے؟ بلکہ اگر لیٹا ہوا ہے تو چور آرام سے کام کر کے چلے جاتے ہیں۔ کہ یہ کیا ہمارا بگاڑ سکتا

ہے۔ اللہ کا کوئی ڈر نہیں۔ جو ہو جائے سو ہو جائے۔ سو میرے بھائیو! یہ بات جو میں نے عرض کی ہے کہ اس کی فکر کریں۔ اپنے گناہوں کا جائزہ لیں۔ ان کو چھوڑنے کی فکر کریں۔ اور خاص طور پر اپنی کمائی حلال بنائیں۔ دیکھئے اگر آپ کے دل میں خدا کا ایمان ہے تو کہئے کوئی شبہ آپ کو ہے کہ میرا اور اس کا جھگڑا پیسوں کا ہے۔ میں کہتا ہوں میرا دس ہزار مار گیا۔ یہ کہتا ہے یہ بے ایمان جھوٹ بولتا ہے۔ مر گیا۔ میں بھی مر گیا وہ بھی مر گیا۔ نہ میں نے اس کو دیا نہ اس نے مجھے دیا۔ کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اب آپ دیانتداری سے بتایئے کہ یہ مقدمہ اللہ کے سامنے پیش ہو گا کہ نہیں ؟ آپ کا جھگڑا ہے بیوی سے۔ آپ بیوی پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ بے چاری بے زبان۔ ہر عورت بے زبان نہیں ہوتی۔ وہ بے چاری بے بس کمزور، کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کیا خیال ہے آپ کا ؟ کہ آپ کا اور آپ کی بیوی کا جھگڑا اللہ کے پاس نہیں جائے گا ؟ جائے گا کہ نہیں ؟ اگر یہ جھگڑے جو ہمارے آپس میں ہیں۔ پیسے کے، لینے دینے کے اور مارپیٹ کے، ظلم زیادتی کے۔ اگر یہ اللہ کے پاس جائیں گے تو کبھی تو آپ سوچ لیا کر میرا وہاں کیا جواب ہو گا؟ کیا آپ کی نجات اس میں نہیں ہے کہ آپ پہلے ہی سے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے اس کے ساتھ طے کرلیں۔ اب دیکھ لو۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع دے دی گئی تھی کہ اے نبی ﷺ آپ کی ڈیوٹی ختم ہے، تیار ہو جائیں۔ فسبح بحمد ربک و استغفرہ (110 النصر : 3) عبادت زیادہ کیا کر۔ استغفار زیادہ کیا کر۔ تیاری کر رخصت ہونے کی۔ اب آپ نے تیاری شروع کر دی۔ ایک دن آپ نے کیا کہا لوگو! جن سے میرا واسطہ ہوا ہے دیکھو اگر کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو آؤ مجھ سے لے لو۔ اگر میں نے کسی پر ظلم اور زیادتی کی ہو تو آؤ مجھ سے بدلہ لے لو۔ قیامت کے دن مجھے نہ پکڑنا، اب جب میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ (الرحیق المختوم ص 745) یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسول

جانتے تھے' دل میں ڈر تھا اور ہم بے فکر ہیں۔ کیوں ؟ کچھ نہیں۔ دیکھ لو زمین میں میرے بھائی کا حق بنتا ہے اور میں کھا گیا۔ اور خوش ہوں مٹھائیاں تقسیم ہو رہی ہیں کہ کیس میرے حق میں ہو گیا۔ مولوی صاحب یہ لڈو' میں جیت گیا۔ اب یہ ڈر نہیں کہ حق تو اسکا بنتا تھا۔ اگر عدالت نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا' میں تو مر گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کہا کرتے تھے کہ لوگوں تم میرے پاس اپنے مقدمے لاتے ہو۔ تم میں سے بعض بڑے چرب زبان' بڑے تیز وکیل ٹائپ کے ہیں گواہ بھی اور دلائل بھی دے دیتے ہیں۔ مجھے Convince کر لیا۔ اپنے حق میں فیصلہ کروا لیا۔ میں نے اس کو سچا سمجھا اور اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہ زمین کا فیصلہ یا کسی اور چیز کا فیصلہ فرمایا سن لو۔ اگر میں تمہارے بیانوں کی وجہ سے ' اگر میں تمہاری گواہیوں کی وجہ سے' اگر میں تمہاری چرب زبانی کی وجہ سے کوئی فیصلہ غلط کر بیٹھا اور کسی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور حالانکہ حق اس کا نہیں بنتا۔ وہ اس چیز کو اپنے لئے حلال نہ سمجھے۔ فانما اقطع له قطعة من النار (رواه المسلم فی كتاب القضاء باب الحكم بالظاهر' مشكوة كتاب الامارة و القضاء باب الاقضية و الشهادات عن ام سلمة رضی اللہ عنہا) میں نے دوزخ کا ٹکڑا اس کو کاٹ کر دے دیا ہے۔ وہ یہ نہ سمجھے اس کے لئے یہ چیز حلال ہو گئی ہے۔

میرے بھائیو ! میں یہ کچہری میں بات بیان نہیں کر رہا میں جمعہ پڑھا رہا ہوں ۔ ان لوگوں کے لئے باتیں بیان کرتا ہوں جو آئے ہیں کہ اللہ ہمیں پاک کر دے' ہم جمعہ پڑھنے آئے ہیں۔ ہم نے روزے رکھے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے یہ باتیں بیان کرتا ہوں کہ اپنی تیاری کر لو۔ خدا کا خوف اپنے دل میں پیدا کر لو۔ اللہ کے حساب لینے سے پہلے اپنا حساب خود کر لو۔ اور قرض یاد رکھئے گا۔حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن آپ نے دعا کی اللهم اعوذ من الكفر و دين اللہ میں کفر سے اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایک صحابی کہنے لگے یارسول

اللہ ﷺ ! آپ اتعدل قرض کو کفر کے برابر قرار دیتے ہیں؟ فرمایا جیسے کفر معاف نہیں ہوگا ایسے ہی قرض معاف نہیں ہوگا۔ (رواہ النسائی فی کتاب الاستعاذۃ' باب الاستعاذۃ من الدین' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالٰی باب الاستعاذۃ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) کہئے ! آپ کے دلوں میں ڈر پیدا ہوتا ہے۔ دیکھ لو ہم میں سے کتنے ہیں جن کے بارے میں اطلاعیں ملتی ہیں کہ جی میرا اتنا کھا گیا۔ اے جی ! میرا اتنا کھا گیا' میرا اتنا کھا گیا۔ اور ہے وہ نمازی' روزے دار

میرے بھائیو ! اب روزے جا رہے ہیں۔ یہ آپ کے پاس رمضان کیا تھا؟ آپ کے پاس رمضان آیا تھا۔ یہ روزوں کا مہینہ' یہ رمضان کا مہینہ آپ کے پاس اللہ کی طرف سے مہمان آیا تھا۔ آپ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کی کیا خاطر کی۔ اس کے اندر آپ نے کیا تیاری کی۔ یہ خدا کو جا کر ڈائری دے گا۔ رپورٹ دے گا کہ یا اللہ میں گیا۔ فلاں تیرا بندہ تو ٹس سے مس نہیں ہوا۔ جیسے پہلے گناہ پروف تھا' بے ایمانی پروف تھا ویسے میں چلا آیا۔ اس پر کوئی اثر نہیں اور یا اللہ ! فلاں بندہ تو تیرا ڈر گیا۔ اس نے تو باقاعدہ گن گن کر دیکھ دیکھ کر اپنی صفائی کی' اپنا معاملہ صاف کیا۔ یا اللہ اس نے میری بڑی قدر کی۔ میری بڑی عزت کی' میرا بڑا لحاظ کیا۔

میرے بھائیو ! یہ رمضان جا رہا ہے۔ یہ آپ کی جا کر رپورٹ دے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے مہمان آیا تھا۔ خدا کے لئے اب بھی دو چار دن باقی ہیں۔ اپنے دلوں کو حاضر کرو۔ اپنا جائزہ لو۔ یاد رکھئے گا۔ آپ لکھ پتی ہو جائیں' آپ کروڑ پتی ہو جائیں۔ آپ کو مربعے پہ مربع مل جائے۔ آپ کو بلڈنگ پر بلڈنگ مل جائے لیکن اگر اس میں حرام کا حصہ ہے تو آپ نے کوئی کمائی نہیں کی۔ آپ غریب ہو جائیں آپ کے پلے کچھ نہ رہے لیکن آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ مجھے کسی کا کچھ دینا نہیں ہے۔ سمجھو آپ نے ساری کمائی کر لی۔ سو اللہ کے رسول

نے کہا کوئی ہے جس پر مجھ سے ظلم ہوا ہو۔ مجھ سے بدلہ لے لے۔ کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو وہ مجھ سے اب وصول کر لے۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ آپ نے چھڑی میرے پیٹ پر ماری تھی میں اس کا بدلہ چاہتا ہوں۔ (الرحیق المختوم ص 745) آپ ﷺ کون ہیں؟ وقت کے بادشاہ ہیں۔ آپ ﷺ کی سب سے زیادہ مانی جاتی۔ مکے کے کافر بھی جب آپ ﷺ کے صحابہ کو دیکھتے جنگ بدر سے پہلے کافر جب اکٹھے ہو گئے' تعداد بھی زیادہ اسلحہ بھی زیادہ' ہر چیز زیادہ غالباً عتبہ نے یا شیبہ کسی نے کہا اپنے دوستوں سے کافروں سے مسلمانوں کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر کہنے لگا سن لو۔ ویسے پلے ان کے کچھ نہیں۔ اسلحہ ان کے پاس نہیں۔ پچکے ہوئے' بھوکے' ہڈیاں ہی ہڈیاں لیکن یہ دیوانے ہی دیوانے مجھے نظر آتا ہے اگر ہم نے ان کا ایک مارا تو ہمیں یہ چھوڑیں گے کبھی نہیں۔ یہ ایسے دیوانے ہیں سو میرے بھائیو! اگر آپ نے حق ادا کر دیئے اور غریب ہو گئے تو غریبی آپ کو مبارک۔ خدا کے لئے یہ نہ دیکھو' اپنی امیری کو' اپنی جائیدادوں کو جو بھی شبہ ہو اپنے آپ کو پاک کر لو۔ بری کر لو۔ آپ کی جان آسانی سے نکلے گی۔ جان نکلتے وقت آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔ قبر میں آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔ اور میدان محشر میں آپ اللہ کے فضل سے مزے کریں گے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! یہ مجھے بڑی امید ہے ان شاء اللہ العزیز کہ جو سمجھ والا آدمی' پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آئے گا' تعصب سے کام نہیں لے گا' ضد سے کام نہیں لے گا تو وہ ضرور ضرور شکار ہو جائے گا۔ وہ بچ نہیں سکتا کہ وہ خالی چلا جائے۔ اللہ اس کا ضرور ذہن بدل دے گا۔ اللہ کے فضل سے میں چاہتا ہوں کہ اللہ جن کو

ہدایت دے ان کی سب باتیں ان کا سب رنگ صحابہ والا ہو جائے۔ یہ دنیا کی ساری کی ساری جہالت کی باتیں نکل جائیں۔ میرے بھائیو! ہمارے ہاں بڑی غلطی چلتی ہے کہ کسی کا کوئی مر جائے' میت ہو جائے تو ہم چاہتے ہیں 'ہائے میرا باپ مر گیا' دیگیں چڑھا دو۔ میرے بھائیو! یہ اسلامی طریقہ نہیں۔ اسلامی طریقہ کیا ہے؟ اس کے لئے دعا کرنا۔ یہ چیزیں چھوڑ دو۔ کوئی مر جائے تیسرے دن' آٹھویں دن'ساتویں دن' پندرھویں دن دیگیں چڑھانا' کھانا کھلانا یہ عام لوگ خیرات و برات کرتے ہیں۔ دیگیں چڑھاتے ہیں۔ یہ اصول یاد رکھئے جب آپ اللہ کی راہ میں خرچ کریں دیکھئے بات بڑی معقول ہے Logical ہے۔ یہ اسلامی ہے اور ویسے بھی معقول ہے۔ جو پیسہ آپ خرچ کریں صحیح ہوگا۔ کہ وہ کوئی ایسی مد میں خرچ کرے کہ کوئی دینی ضرورت' اسلامی ضرورت پوری ہو۔ جس کو خرچ کر کے جائزہ لیں دیکھیں کہ اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اس کی افادیت؟ اسکی افادیت تو کوئی خاص نہ ہو تو سمجھو وہ آپ کا صدقہ بیکار ہے۔ دیکھئے کوئی فوت ہو گیا ہے آپ چاہتے ہیں کہ کوئی فائدہ پہنچے تو کیا کرنا چاہیے۔ دیگیں چڑھا کر لوگوں کو کھلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں روٹی نہیں کھاتے۔ مثلاً فرض کر لیجئے گا اب میں ہمیشہ اپنے گھر میں کھاتا ہوں آپ نے دیگ چڑھا دی میرے جیسے یا اور مسجد سے سو دو سو کو لے گئے اور کھانا کھلا دیا۔ کھلانے کے دو دن بعد تین دن بعد آپ سوچیں کہ میرے اس پانچ سو یا ہزار خرچ کرنے سے فائدہ کیا ہوا۔ کوئی موری بند ہوئی' کوئی اسلامی ضرورت مسلمانوں کی پوری ہوئی۔ لیکن کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ لوگ روٹی تو اپنے گھروں میں بھی کھاتے تھے۔ اگر آپ نے خرچ کرنے سے پہلے سوچ لیا کہ میں چاہتا ہوں اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔ دیکھوں کہ کون سی

ضرورت ہے؟ جو اشد ہے ہاں بھی فلاں جگہ پانی کا انتظام نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ وہاں نلکہ لگادوں۔ وہاں لوگ آنے جانے والے پانی پیئیں گے۔ لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ کہئے کوئی کام ہوا ناں۔ آپ کے محلے میں کوئی بیوہ عورت ہے۔ بجائے اس کے لوگوں کو دیگیں چڑھا کر کھلا دوں اور کوئی نتیجہ نہ نکلے اب وہی پانچ چھ سو روپیہ موسم ہے موقع میں گندم لے کے اس بی بی کو دے دو اس بچاری کے پانچ چھ مہینے نکل جائیں گے۔ یا اسی طرح سے کوئی غریب ایسا ہے میں اسکو سپورٹ کر دوں' اس کے چار چھ مہینے نکل جائیں۔ اس کے یا مثلاً کسی جگہ مسجد کی ضرورت ہے میں وہاں مسجد بنادوں۔ یہ ضرورت ہوئی ناں۔ لیکن عام لوگوں میں' جاہلوں میں بے عقل مسلمانوں میں کیا چلتا ہے۔ مر گئے دیگیں چڑھاؤ' بڈھے کا نکاح کر دو۔ جیسے نکاح پر دیگیں چڑھتی ہیں ایسے دیگیں چڑھتی ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں مولوی مست ہو ہو کر پیٹ بڑھا بڑھا کر سارے درسوں سے آتے ہیں اور پیٹ پر ہاتھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ بتائیے کوئی موری بندھ ہوئی' یہ عقل والوں کا کام ہے یا بے عقلوں کا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے کہ یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی۔ میں نہیں تھا شاید مجھے کوئی وصیت کرتی۔ مجھے بتائیے میں کیا کروں کہ جس سے میری ماں کو فائدہ پہنچے۔ حالانکہ وہ غربت کا زمانہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ دیگیں اتار دے۔ فرمایا فلاں فلاں جگہ کنواں لگوا دے۔ جب تک لوگ پانی پیتے رہیں گے تیری ماں کو ثواب پہنچتا رہے گا (رواہ ابوداؤد و النسائی' مشکوۃ کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقۃ عن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) یہ تو ہوا ناں خرچ کا معاملہ اور ایک ثواب کا وہ طریقہ کہ نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری۔ ان عبداللہ بن عباس قال قال رسول اللہ ما المیت فی القبر الا کالغریق یہ چونکہ آخری جمعہ ہے۔ بہت

سے لوگ چونکہ نئے نئے آئے ہیں۔ اگرچہ دیر ہو گئی ہے لیکن چار پانچ منٹ اور انتظار کر لیں قال قال رسول اللہ ﷺ ماالمیت فی القبر الا کالغریق المتغوث فرمایا میت قبر میں کیسے ہوتی ہے۔ جیسا کہ ڈوبنے والا جو ڈوب رہا ہو۔ جو ادھر ادھر ہاتھ مارتا ہے۔ ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق جو قبر میں ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اس انتظار میں ہوتا ہے کہ ہائے کوئی میرے لئے دعا کرے۔ کوئی میرا ہو تو دعا کرے۔ یا میرا باپ ہو یا ماں کرلے' یا بھائی کرے یا دوست کرے۔ اللہ کوئی دعا کرے تاکہ میری یہ مشکل دور ہو۔ فاذا لحقتہ جب کوئی دعا کرتا ہے اور وہ دعا اس کو پہنچ جاتی ہے اس کا فائدہ اس کو پہنچ جاتا ہے کان احب الیہ من الدنیا و ما فیھا تو اس کو یہ سب سے اچھا دنیا اور دنیا کی ساری دولت سے۔ ہزار دیگیں چڑھا دیں وہ اسکو اتنی اچھی نہیں لگتی جتنی اس کو دعا اچھی لگتی ہے۔ و ان اللہ تعالٰی اور اللہ لیدخل علی اھل القبور من دعاء داخل کرتا ہے جو لوگ قبروں میں ہیں ان پر من دعاء اھل الارض دعا کو جو پچھلے زندہ اس کے لئے کرتے ہیں۔ کیسے ؟ امثال الجبال پہاڑوں کی طرح بڑھا بڑھا کر۔ و ان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے کیا ہے ؟ میں یہ آپ کو کیوں سکھا رہا ہوں؟ کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارا کام بڑا معیاری' اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تقریر' ہمارا بیان' ہماری دعوت عام مولویوں جیسی دعوت نہیں۔ ہم وہ بات کہتے ہیں جو بالکل صحابہ کی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کیا کرتے تھے۔ اللہ کے رسول نے کیا کہا۔ زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے کیا ہے ؟ ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالٰی باب الاستغفار و التوبۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) اب رمضان شریف جا رہا ہے۔ جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں اپنے فوت شدگان کے لئے بھی دعا کریں۔ آپ کا باپ فوت ہو گیا ہو' آپ کی بیوی فوت ہو گئی ہو' ماں فوت ہو گئی ہو' کوئی

اور عزیز فوت ہو گیا ہو۔ اسی سلسلے میں دیکھیں عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز و جل لیرفع الدرجۃ فی العبد الصالح فی الجنۃ اللہ جو آدمی مرچکا ہے یہاں سے چلا گیا ہے اور وہ نیک تھا۔ کیونکہ بد کو تو دعا لگتی ہی نہیں۔ کوئی بد مرجائے' مشرک مرجائے' بدعتی مرجائے۔ سارا جہاں اس کے لئے دعا کرے' اب دیکھو نا! سارا جہان اس کے لئے دعا کرے' اسے کوئی فائدہ نہیں۔ آپ ہمیں خشک کہیں یا نرم کہیں سن لو اگر بدعتی مرجائے یا مشرک مرجائے سن لو سارا جہان اس کے لئے دعا کرے' شاہ ایران بھی دعا کر رہا ہے' اندرا آئی اس نے بھی دعا کی۔ اے جی! فلاں آیا ہے اس کے لئے دعا کر رہا ہے۔ فرمایا بدعتی مشرک مرجائے اس کے لئے سارا جہان دعا کرے بالکل کوئی فائدہ نہیں۔ نیک بندہ جب کوئی مرجاتا ہے۔ لیرفع الدرجۃ اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ پہلے سی کلاس میں تھا پھر اس کو بی کلاس میں کر دیتا ہے۔ فیقول وہ کہتا ہے یا رب انی لی ھذا یااللہ! یہ کیا؟ یہ میرا درجہ کیسے بلند ہوا؟ میرا عمل تو کوئی ہے نہیں۔ نہ میں عمل کروں نہ دعا ہی کوئی کر سکوں۔ یا اللہ تو نے مجھے اول کلاس دے دی۔ یہ کیوں؟ خدا کہتا ہے فیقول خدا کہتا ہے باستغفار ولدک لک (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالٰی باب الاستغفار و التوبۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) تیرے لئے تیرے بیٹے نے بخشش کی دعا کی۔ سو دیگیں چڑھانے والو! سمجھ جاؤ اپنے باپوں کے لئے دیگیں چڑھانے والو! اللہ آپ کو ہدایت دے! اللہ آپ کو صحیح معنوں میں اہلحدیث بنائے کہ اللہ اور رسول کی بات پر چلنے والے آپ ہو جائیں۔ دیگیں چڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں کھانا کھلانے کا ثواب تب ہے جب قحط کا زمانہ ہو۔ کہ بارشیں ہوئی نہیں۔ یہ چولستان سارا آگیا۔ چولستان والے سارے بھوکے بیٹھے مر رہے ہیں' ہاں! کھانا پکا پکا کر ان کو بھیجو' یہ موقع ہے ناں' آپ نے بھوکوں کا پیٹ بھر دیا۔

جاہلوں میں مشہور ہے باپ مر گیا' دیگیں چڑھاؤ۔ ماں مر گئی دیگیں چڑھاؤ۔ یہ ہندوؤں کی رسمیں ہیں' مشرکوں کی رسمیں ہیں۔ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ تو وہاں جو پہنچ چکا وہ نیک تھا۔ عملوں کی کمی کی وجہ سے Lower کلاس میں تھا۔ اللہ اس کو اپر کلاس دیتا ہے۔ یہ پوچھتا ہے یااللہ یہ Change کیوں؟ خدا کہتا ہے تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا کی۔ سو اگر آپ نے دین کو سمجھ لیا ہے اللہ نے آپ کو ہدایت دی ہے تو نماز توجہ کے ساتھ پڑھئے! جب یہاں پہنچے و لوالدی..... رب اغفرلی ولوالدی اس کو بار بار کہئے! اس پر زور دیجئے۔ یااللہ! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے۔ یہ گولی کی طرح جاتی ہے۔ نہ ہلدی لگے نہ پھٹکڑی۔ اور نہ ہی پیسہ خرچ ہو۔ اور آپ کے والدین کا درجہ بلند ہو۔

اچھا اب فطرانہ کی بات کریں' رمضان شریف جا رہا ہے۔ روزے فرض تھے۔ ہم جتنی بھی کوشش کریں کوئی نہ کوئی کسر رہ جائے گی۔ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے صدقہ فطر رکھا ہے اور صدقہ فطر کتنا ہے؟ وہ حنفیوں والا حساب نہیں پونے دو سیر والا۔ وہ غلط ہے' بلکہ پونے تین سیر' پونے تین سیر فی کس... مرد ہو یا عورت ہو یا ایک گھنٹے کا بچہ ہو۔ جو بچہ عید کی نماز سے پہلے پیدا ہوا اس کا بھی صدقہ فطر ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ آپ کے نوکر کا صدقہ فطر آپکے ذمے نہیں کیونکہ وہ آپ سے تنخواہ لیتا ہے۔ہاں آپ کی ہمشیرہ ہے وہ شادی شدہ نہیں ہے۔ یا بیوہ ہے آپ کے سر اس کا خرچ ہے۔ تو اس کا صدقہ فطر بھی آپ کے ذمے ہے۔ سب کا صدقہ ادا کریں پونے تین سیر فی کس جو آپ کھاتے ہوں گندم کھائیں' مکئی کھائیں' چاول کھائیں' باجرہ' چری' جوار جو کھائیں اس کی قیمت کا حساب لگایا ہے۔ آج کے حساب سے قریبا قریبا پانچ روپے۔ فی کس یعنی چھوٹے سے چھوٹے بچے سے لے کر بڑے سے بڑے آدمی تک پانچ روپے فی کس اور یہ عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا ہونا چاہیے۔ یہ کسی

بدعتی' کسی مشرک کو نہیں دینا چاہیے۔ یہ جو راستے میں بیٹھے مانگ رہے ہیں ان کو نہیں دینا چاہیے۔

توجہ سے سن لیجئے گا۔ ہمارے مسئلے آپ یاد کریں گے۔ جب اللہ کے پاس پہنچیں گے تو پتہ چلے گا کہ کھرے ہیں کہ ملاوٹی۔ اس لئے توجہ سے سنئے اور سوچئے گا۔ جو چیز آپ خرچ کریں گے جو اللہ نے فرض کی ہے یا اپنی طرف سے' اپنی رغبت سے صدقہ خیرات کریں۔ کوئی بھوکا مرتا آپ کے دروازے پر آ جائے ' کوئی ہندو آ جائے' چوڑا چمار آ جائے' مشرک آجائے۔ بھوکا مرتا ہو۔ اس کو دیں ' کھانا کھلائیں' اللہ آپ کو اجر دے گا۔ لیکن جو اپ اپنی طرف سے اپنے ثواب کے لئے دیں' اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہوں وہ صرف نمازی کو' موحد کو جو بدعتی نہ ہو۔ اور جو بدعتی ہو اس کو نہ دیں۔ اور یہ معیار کہ کوئی غریب بھوکا مرتا ہی ہو۔ نہیں۔ آج کل اکثر لوگ جو ہیں مسکین ہیں۔ جو بیچارہ کلرک ہے دفتر میں وہ رشوت لے تو اور بات ہے ورنہ کون کلرک ہے جو غریب نہ ہو۔ کلرک کبھی امیر ہو سکتا ہے ؟ دیانتداری سے بتائیے ! معمولی زمین والا۔ جس کے بچے' بیوی ہو' پانچ چھ یا دس ایکڑ زمین ہو۔ وہ کبھی امیر ہو سکتا ہے۔ فقیر ہو' بہت تنگدست ہو' مسکین ہو' جو From Hand to Mouth زندگی گزارتا ہو۔ تنگی سے گزراوقات ہوتی ہو۔ ہر وقت اپنے خرچ میں بیچارہ پریشان رہتا ہو۔ وہ صدقہ فطر کا مستحق ہے۔ اس کو صدقہ فطر دو۔

عید کا چاند دیکھ کر عید پڑھی جائے گی' شور دور دیکھ کر نہ پڑھ دیجئے گا کہ جی ! فلاں جگہ دیکھ لیا۔ مردان دیکھ لیا۔ کراچی دیکھ لیا۔ جب اردگرد دیکھا جائے۔ آس پاس دیکھا جائے' اطمینان ہو جائے تو ورنہ تیس روزے۔ پورے کرنے ہوں گے۔ دیکھئے جیسے ہمارے سب کام علیحدہ ہیں۔ اب دنیامیں یا دیوبندی ہے ' یا بریلوی ہیں یاشیعہ ہیں یا پھر وہ ٹولی' وہ خالی پلین ہے ' جیسے ہمارا ہر کام علیحدہ عید بھی ہم علیحدہ پڑھتے ہیں اور اللہ کے فضل سے عین سنت کے مطابق۔

جو طریقہ محمد ﷺ کا۔ وہاں عورتوں کے لئے پردے کا انتظام ہوتا ہے۔ اپنی عورتوں کو بھی لائیں تاکہ وہ بھی وعظ سنیں۔ آپ بھی وہاں جائیں اور اس کے لئے وقت جو ہے وہ آٹھ بجے عید کی نماز ہو گی۔ اگلی عید ذرا جلدی پڑھ لینی چاہیے۔ اس عید کو ذرا قدرے دیر کر دینی چاہیے تو آٹھ کا ٹائم رکھا ہے۔ لیکن کوشش کریں کہ آٹھ سے لیٹ نہیں کریں۔ کوشش کریں آپ دس پندرہ منٹ پہلے پہنچیں۔ اس کے علاوہ اور بات بڑی تاکید سے کہنے کی ہے۔ یہ نگاہ رکھیں کہ اب رمضان شریف ختم ہونے والا ہے کسی سے کوئی کمی رہ گئی تو اعتکاف بیٹھ کر دور کر لے۔ اعتکاف ایک ہوتا ہے۔ دس دن کا اور اعتکاف دو گھنٹے کا بھی ہو سکتا ہے' چار گھنٹے کا بھی ہو سکتا ہے' ایک دن کا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سے صحیح دعائیں نہیں ہو سکیں' آپ نے زیادہ محنت نہیں کی تو اب آخری دن ہیں اب زور لگا لیجئے گا۔ قرآن مجید کثرت سے پڑھیں۔دعائیں کثرت سے کریں۔ مسجد میں بیٹھ کر زیادہ وقت گزاریں اور خدا سے دعا کریں تاکہ لیٹ ویٹ جو ہے نکل جائے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان.....

خطبہ نمبر 44

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین ' ذرھم یاکلوا و یتمتعوا و یلھھم الامل فسوف یعلمون (15 : الحجر : 2 ـ 3)

پہلے بھی یہ بات کئی دفعہ عرض کی جا چکی ہے کہ نعمتیں تو اللہ تعالیٰ کی بے حد ہیں۔ ساری مخلوق پر ہی۔ کافروں پر بھی اور مسلمانوں پر بھی۔ لیکن حقیقت میں اصل نعمت وہ ہوتی ہے جو اللہ کافروں کو نہ دے صرف مسلمان کو دے۔ دیکھو اگر آدمی ایک چیز دوست کو بھی دے اور دشمن کو بھی دے تو اس سے دوستی اور محبت ظاہر نہیں ہوتی۔ دوستی اور محبت کا پتہ اسی وقت لگتا ہے کہ بھئی میں خاص اپنے کو دوں گا۔ یہ عام چیز ہے جو مرضی لے جائے۔ یہ زندگی ہے جو اللہ نے کافروں کو بھی بخشی ہے اور مسلمانوں کو بھی بخشی ہے اور پھر زندگی میں کھانا پینا۔ یہ ہوا' یہ دھوپ اور باقی عیش و عشرت۔ یہ سب نعمتیں کافروں کو بھی میسر ہیں۔ ہم مسلمانوں کو بھی میسر ہیں۔ سب سے بڑی نعمت دین ہے۔ سب سے بڑی نعمت جو ہے اسلام ہے۔ اگر کسی کو نصیب ہو جائے۔ کافر جب دوزخ میں چلے جائیں گے تو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ ربما یودا الذین کفروا کافر بار بار آرزو کریں گے' بار بار خواہش کریں گے لو کانوا مسلمین کاش! کہ

وہ مسلمان ہوتے۔ دنیا کی کسی نعمت کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ نہ انہیں یاد رہیں گی۔ دنیا کی عیش و عشرت حکومتیں ان کو ملیں' عزت اور اقتدار سب کچھ ان کو دنیا میں ملا۔ وہ کس چیز کی وہاں آرزو کریں گے۔ کاش ! ہم دنیا میں مسلمان ہوتے۔ ہم کو اسلام نصیب ہو جاتا۔ ربما یود الذین کفروا بار بار کافر چاہے گا' آرزو کرے گا لو کانوا مسلمین کاش کہ میں مسلمان ہوتا۔ رہ گیا باقی اسکے علاوہ نعمتیں ذرھم یاکلوا و یتمتعوا اے نبیؐ ! چھوڑ ان کو کھانے پینے دے۔ مزے کرنے دے۔ اگر کوئی یہ کہے میرے پاس اتنا پیسہ ہے۔ میری اتنی زمین ہے' میری اتنی جائیداد ہے' میں ایسے عیش کرتا ہوں۔ فرمایا ذرھم یاکلوا و یتمتعوا چھوڑ ان کو' کھانے دے اور عیش کرنے دے۔ و یلھھم الامل اور ان کو امیدیں جو ہیں' اپنے لارا لپا' خوشی ..... یہ ہو جائے گا' میں ایسا بن جاؤں گا۔ میں ایسا بن جاؤں گا۔ مجھے یہ مل جائے گا۔ان کی امیدوں کو انہیں غافل کرنے دے۔ امیدوں کی دنیامیں انہیں بسنے دے۔ فسوف یعلمون (15 : الحجر : 3) انہیں جلدی پتہ لگ جائے گا۔ تو اصل نعمت جو ہے۔ میرے بھائیو ! اسلام ہے۔ اگر یہ نصیب ہو جائے اور یہ اصل مل جائے' کھوٹا اسلام نہ ملے۔ نقلی اسلام نہ ہو' پیوندی اسلام نہ ہو' اپنا بنایا ہوا اسلام نہ ہو' پاکستانی اسلام نہ ہو۔ ہندوستانی اسلام نہ ہو۔ اسلام جو آسمانی ہے' اسلام جو محمدی ہے' اسلام جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ وہ اسلام مل جائے۔ تو کیا کہنے۔ اس جیسی دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ ایک آدمی کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں' بازو ٹانگیں کاٹ دی جائیں۔ ساری عمر وہ رگڑ رگڑ کر گھسٹ گھسٹ کر بڑی تنگی کے ساتھ عمر گزار لے۔ لیکن اللہ نے اس کو اسلام دے دیا ہے۔ وہ مسلمان وہ جنتوں میں جائے گا۔ وہ کہے گا۔ دنیا تو چیز ہی کچھ نہیں۔ میں دنیا میں بڑا خوش قسمت تھا۔ کیونکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں صرف خواب ہے۔ بعض دفعہ آدمی خواب میں ڈرتا ہے اور جب آنکھ کھلتی ہے تو کہتا ہے وہ تو ویسے ہی

خواب تھا۔ میں ویسے ہی ڈر گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ یہ واقعہ نہیں' یہ خواب تھا مجھے ویسے ہی غلطی تھی۔ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ یہ عیش کر رہا ہے۔ جب آنکھ کھلے او۔ ہو! میں تو سویا ہوا تھا۔ یہ تو خواب تھا۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ سو دنیا آخرت کے مقابلے میں ایک خواب ہے۔ کتنی بھی تنگی کی زندگی ہو یہ گزر جائے گی۔ اور ایک آدمی تخت کا مالک ہو سب طرح کا عیش اور آرام اس کو میسر ہو۔ کوئی چیز اس کے پاس ایسی نہیں جو اسے چاہیے۔ اور اس کو میسر نہ ہو۔ لیکن آخرت میں وہ دوزخ میں جائے تو وہ کہے گا کہ مجھ سے یہ لنگڑے لولے دنیا میں جو چل نہیں سکتے تھے ہزار درجے بہتر ہیں۔ سو میرے بھائیو ! میں یہ آپ کو توجہ دلا رہا ہوں اگر اللہ آپ کو مسلمان کر دے۔ شکر کریں کہ اللہ تیرا ہزار بار شکر ہے تو نے مجھے مسلمان بنایا ہے۔ اور اگر مسلمان نہیں ہے تو مسلمان بننے کی کوشش کرے۔ اب رسمی اسلام ہمیں پیدائشی طور پر ملا ہوا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو گئے۔ مسلمانوں والا نام والدین نے رکھ دیا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کو سمجھیں۔ اسلام کیا چیز ہے ؟ کونسا اسلام ہے جو واقعتاً نعمت ہے۔ جو اللہ کا احسان ہے۔ کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمان ہو کر بھی دوزخ میں جائیں گے۔ دیکھو ناں اسلام کے اندر بھی کفر داخل ہے۔ آج کل اسلام کے اندر بھی کفر داخل ہے۔ کفر کسے کہتے ہیں۔ شرک کرنا' شرک کرنا جو ہے وہ کفر ہے۔ نماز نہ پڑھنا یہ کفر ہے۔ اس طرح سے اور گندے عقیدے۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔ اور یہ مسلمانوں میں موجود ہیں۔ وہ رسمی طور پر مسلمان ہیں۔ وہ پیدائشی طور پر مسلمان ہیں۔ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ حقیقت میں وہ کافر ہیں۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (4 : النساء: 145) منافق دوزخ کے نچلے طبقے میں ہوگا اور منافق کون ہوتا ہے اور جو مسلمان ہو اور اوپر سے مسلمان ہو۔ اندر سے مسلمان نہ ہو۔ ان اللہ جامع المنافقین و الکافرین فی جہنم جمیعا

(4 : النساء: 140) .... ان اللہ اللہ جامع المنافقین اکٹھا کرنے والا ہے منافقوں کو اور کافروں کو جہنم میں' سب کو اور منافق کون ہوتا ہے۔ جو مسلمان ہو' کلمہ پڑھے' ہمارے جیسے نام نہاد' نام مسلمانوں والا ' مسلمانوں کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتا ہے' مسلمانوں کے ساتھ اپنا بھائی چارہ بھی ہے۔ یہ وہ ' سب کچھ ہے۔ لیکن مسلمان نہیں ہیں۔ جیسے گنا اوپر سے ٹھیک ہے لیکن اندر سے کانا ہے آپ نے کبھی دیکھا گنا اوپر سے بالکل ٹھیک ہے اور اندر سے کانا۔ نہ وہ گڑ شکر کے قابل نہ وہ چوسنے کے قابل۔ خربوزہ اوپر سے ٹھیک ہو اندر سے گندہ ہو' آم اوپر سے ٹھیک ہو اندر سے گندہ ہو۔ تو اسی طرح سے اگر ایک آدمی کا لیبل مسلمان کا ہے اور اندر سے وہ کانا ہے۔ گیا۔ برباد ہو گیا۔ سو اس لئے میرے بھائیو ! اس طرف توجہ دو کہ آپ کے پاس جو اصل نعمت ہے وہ ہے یا نہیں۔ زندگی کوئی نعمت نہیں۔ کھانا پینا' عیش و عشرت' ہوا پانی' آگ یہ کوئی نعمتیں نہیں۔ یہ تو جانوروں کو بھی میسر ہیں' یہ تو کافروں کو بھی میسر ہیں' کتے اور سور کو بھی میسر ہیں۔ اگر آپ اس پر ہی خوش ہیں کہ اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں اللہ نے مجھے نوکری دے رکھی ہے۔ اللہ مجھے عیش کروا رہا ہے۔ یہ بھی ہے وہ بھی ہے تو یہ کوئی خوشی کی بات ہے؟ کافر کو تو اس سے بھی زیادہ ملا ہوا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ آپ کو وہ بھی دے ' جو کافر کو نہیں ملا۔ کیونکہ اس سے دوست اور دشمن میں امتیاز ہوتا ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو وہ نعمت دی ہے جو کافروں کو نہیں دی۔ تو آپ اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ کے پیارے ہیں۔ اللہ نے آپ کو سپیشل چیز دی ہے۔ خاص چیز دی ہے۔ اگر آپ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جو باقی ہیں۔ دیکھیں ناں آپ جوان ہیں۔ آپ کی صحت ہے۔ آپ کی بیوی ہے' آپ کے بچے ہیں۔ آپ کے گزارے کا بڑا معقول انتظام ہے۔ کیا یہ کافروں کے انتظامات نہیں ہوتے ؟ آپ کو کیسے پتہ لگے کہ اللہ مجھ سے راضی ہے۔ اللہ مجھ سے خوش ہے۔ میں اللہ کا دوست ہوں۔

میرے بھائیو! کام تو سوچنے سے بنتا ہے۔ جانوروں کی طرح سے بے عقلوں کی طرح زندگی گزارنے سے زندگی کامیاب نہیں ہوتی۔ دوزخی دوزخ میں ہوں گے۔ جل رہے ہوں گے اور کہیں گے وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (67 : الملک : 10) کہیں گے۔ لو کنا نسمع اگر ہم دنیا میں کام کی باتیں سنتے۔ او نعقل اور سمجھ سے کام لیتے۔ ما کنا فی اصحاب السعیر ہم دوزخ میں کبھی نہ ہوتے۔ دوزخ میں کون جاتا ہے؟ جو سوچتا نہیں' سمجھتا نہیں اور میں نے یہ مسئلہ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ یہ بات آپ کے سامنے رکھی ہے اور میں اس کو بار بار دہراتا ہوں۔ اور بار بار دہراتا ہوں تاکہ یہ بات آپ کی طبیعت میں راسخ ہو جائے۔ آپ کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ آ جائے اور آپ جمعہ کے بعد فیصلہ کریں اور سوچیں کہ آپ اللہ کے اپنے ہیں یا غیر ہیں۔ دیکھو مخلوق ہونے کے اعتبار سے کتا بھی اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ کا ہے۔ کافر بھی اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ کا ہے۔ لیکن اللہ کا اپنا کون ہے؟ مسلمان...... دیکھو! دو بھائی ہیں اور دونوں کافر ہیں تو دونوں اللہ کے نہیں ہیں۔ اب ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے اور ایک کافر رہ جائے تو جو مسلمان ہو گا وہ اللہ کا ہو گا اور جو کافر ہے وہ اللہ کا نہیں ہے وہ غیر ہے۔ فرق کس چیز سے ہوا؟ کہ اللہ نے اس کو اسلام دے دیا اس کو دین کی سمجھ دے دی اور وہ محروم ہے۔ وہ جو پیاری چیز تھی' خاص چیز تھی جو اللہ اپنے دوستوں کو دیتا ہے۔ اللہ نے وہ چیز اس کو دے دی جو دوسروں کو نہیں دی۔ ہدایت' دین کی سمجھ' اسلام اللہ جس کو دے دے وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور اللہ جس کو نبی بنا دے وہ تو پھر بہت ہی قریبی دوست ہو جاتا ہے۔ دیکھو ناں! آپ سوچ لیں۔ دنیا میں سب سے اونچا درجہ کس کا ہوتا ہے؟ دنیا میں انسانوں میں سے سب سے اونچا درجہ کس کا ہوتا ہے؟ آپ مانتے ہیں کہ نبی کا درجہ سب سے اونچا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کو اسلام نصیب ہوتا ہے۔ اور اللہ کا وہ

خاص نوکر ہوتا ہے۔ جو اللہ کہتا ہے وہ وہ کرتا ہے۔ جو اللہ پہنچانا چاہتا ہے وہ کام کرتا ہے۔ اللہ کاوہ نوکر ہوتاہے اور اللہ جس کو نوکر نہیں رکھتا صرف اس کو دین کی سمجھ دے دے۔ چلو وہ بھی اپنا ہو گیا۔ کافروں کے مقابلے میں۔ کافر غیر ہے وہ مسلمان ہے۔ وہ خدا کا اپنا ہے۔ لیکن اللہ جس کو نبی بنا لیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو بہت قریب کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا و قربنہ نجیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے قریب کیا۔ کہ میں تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ و قربنہ نجیا (19 : المریم: 52) ہم نے اس کو قریب کیا۔ و قربنہ نجیا سرگوشی کے لئے کہ اے موسیٰ علیہ السلام آگے آ جا۔ آگے آ جا۔ اس سے باتیں کیں اور کہا۔ و انا اخترتک (20 : طه: 13) ......و اصطنعتک لنفسی (20 : طه: 41) اے موسیٰ! میں نے تجھے بنایا ہی اپنے کام کرنے کے لئے۔ و انا اخترتک میں نے لاکھوں' کروڑوں انسانوں میں سے چن لیا ہے۔ و انا اخترتک میں نے تجھے چن لیا ہے فاستمع لما یوحی (20 : طه: 13) میں تیری طرف وحی کرتا ہوں کان لگا کر سن۔ ابھی آپ سمجھے نا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے بہت قریبی تھے ؟ کیوں ؟ اللہ نے ان کو صرف دین دیا۔ دین کی ڈیوٹی پر لگا دیا کہ تو لوگوں کو دیندار بنا۔ جس کو اللہ چن لے اور وہ اس کو دین کے کام پر لگا دے۔ وہ اسپیشل آدمی ہو جاتا ہے اور جو عام دیندار ہو جائے۔ عام آدمی دیندار ہو جائے وہ بھی اللہ کا دوست ہو جاتا ہے اور آپ اس حقیقت کو نہ سمجھیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد آپ عقل سے سمجھ سے کام لیتے ہیں۔

دیکھو! ایک آدمی اپنی نماز پڑھ لیتا ہے اور اپنی روٹی کما لیتا ہے' اپنی نماز پڑھ لیتا ہے اور اپنی روٹی کماتا ہے' دنیا کے جو دھندے ہیں اس میں لگا رہتا ہے اس طرح سے وقت گزارتا ہے۔ ایک آدمی جو ہے وہ اپنا وقت گزارتا ہے' روٹی کماتا ہے' اپنا گزارہ کرتا ہے لیکن خدا کی ڈیوٹی بھی دیتا ہے کہ لوگوں کو دین

کی تبلیغ بھی کرتا ہے۔وہ جمعہ پڑھاتا ہے وہ درس دیتا ہے' وہ لوگوں کو وعظ کرتا ہے۔ لوگوں کو جا جا کر سمجھاتا ہے۔ لوگوں کو کفر سے اسلام کی طرف لاتا ہے۔دیکھو دونوں میں کتنا فرق ہے۔ جتنا اللہ کے زیادہ قریب وہ کون ہوگا۔ جتنا اللہ کے کام زیادہ کرے گا۔ اب دیکھ لو یہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اب اس حکومت میں سب سے زیادہ قرب کس کو حاصل ہوگا؟ جو جتنا بڑا ورکر ہوگا۔ جو جتنا بڑا ورکر ہوگا۔ جو جتنا زیادہ پیپلز پارٹی کا کام کرے گا۔ اس کے لئے جھوٹ بولے گا۔ اس کے لئے ٹھگیاں مارے گا'دھوکے دے گا' سب کچھ وہ اتنا ہی زیادہ قریب ہوگا۔ اور اسی طرح سے اللہ کے زیادہ قریب کون ہوگا جو اللہ کا دین لوگوں کو پہنچائے گا۔ لوگوں کو دیندار بنائے اور اہلحدیث بنائے گا اور نوٹ کرتا جائے گا کہ اتنے آدمی میرے ہاتھ سے اہلحدیث ہوئے۔

میرے بھائیو! اس زمانے میں اصل اسلام صرف اہلحدیث ہے۔ اب میں آپ کو کیا نمونہ بتاؤں کہ اہلحدیث کون ہوتا ہے وہ کیسے ہوتے ہیں۔ کہ میں جب اہل حدیث کا نام لیتا ہوں تو آپ کو یہی نظر آتے ہیں جو سب کچھ کرتے ہیں' ٹھگیاں مارتے ہیں' دھوکہ کرتے ہیں' فریب کرتے ہیں' اور یہ اور وہ' سب کچھ کرتے ہیں۔ اہلحدیث اصل میں وہ ہوتا ہے جس کی زندگی قرآن اور حدیث کے مطابق ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کا پیروکار ہو۔ دوزخی دوزخ میں ہوں گے' تو میں نے آپ کو ایک بات بتائی کہ وہ بار بار آرزو کریں گے۔ جو کافر ہوں گے ' جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ وہ بار بار آرزو کریں گے۔ ربما یود الذین کفروا کافر بار بار آرزو کریں گے' لو کانوا مسلمین کاش کہ وہ مسلم ہوتے اور جو ہمارے جیسے خاندانی مسلمان ہیں' پیدائشی مسلمان' جدی پشتی مسلمان ہیں۔ اور لیکن صحیح مسلمان نہیں ہیں۔ جیسا کہ آج کل پاکستان میں ہے۔مسلمان کروڑوں کی تعداد میں یہ دوزخ میں کیا کہیں گے۔ قرآن کہتا ہے یومئذ یود الذین کفروا و عصوا الرسول (4 : النساء: 42) دیکھو! دونوں کافروں کا

ذکر میں نے آپ کو پہلے سنا دیا۔ چودھواں پارہ پہلی آیت ربما یود الذین کفرو لو کانوا مسلمین (15 : الحجر : 2) کافر بار بار آرزو کریں گے کہ کاش میں مسلمان ہوتا۔ جو کافر نہیں مسلمان تھا' مسلمانوں کی برادری میں شامل تھا لیکن تھا نقلی' آج کل جیسا وہ کیا کہے گا۔ یومئذ یود الذین کفروا عصوا الرسول اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوں گے اور رسول ﷺ کے نافرمان ہوں گے۔ کیا آرزو کریں گے لو تسوی بھم الارض (4 : النساء : 42) ہوں گے دوزخ میں۔ کیا کہیں گے؟ اے کاش! ہم دنیا میں ملیامیٹ ہو جاتے۔ یعنی زمین میں ہم اس طرح سے ہو جاتے کہ ہمارا نام و نشان نہ ہوتا۔ یومئذ یود الذین کفروا رسول اللہ ﷺ نے ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا۔ اے عبداللہ! مجھے قرآن سنا۔ حضرت عبداللہ کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو قرآن سناؤں۔ میں نے تو آپ سے سیکھا ہے' آپ سے پڑھا ہے۔ فرمایا کہ نہیں تو سنا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کردی۔ پڑھتے رہے پڑھتے رہے۔ اور آپ ﷺ پگھلتے گئے پگھلتے گئے۔ جب حضرت عبداللہ اس آیت پر پہنچے وکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولاء شھیدا (4 : النساء : 41) اس دن کیا ہوگا؟ وکیف اور کیا حال ہوگا؟ اذا جئنا من کل امۃ بشھید جب ہم ہر امت سے ایک گواہ کھڑا کریں گے' ہر امت کا نبی بیان دے گا کہ یااللہ! میں نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا لیکن میری امت نے میرے ساتھ یوں مقابلہ کیا۔ اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولاء شھیدا اور اے محمد! ہم تجھے ان کافروں پر گواہ کھڑا کریں گے کہ تو بتا ابوجہل نے کیا کہا۔ تو بتا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہا۔ کون تیرے کہنے پر مسلمان ہوا' کون تیری فرمانبرداری کرتا ہے اور کون تیرا نافرمان تھا۔ جب حضرت عبداللہ پڑھتے پڑھتے یہاں آئے رسول اللہ ﷺ بے ساختہ رونے لگ گئے (رواہ البخاری فی کتاب التفسیر

سورہ النساء و الفضائل القرآن) اور پھر ساتھ ہی اگلی آیت یومئذ یود الذین کفروا لو تسوی بھم الارض (4 : النساء : 42) وہ دن ہو گا جس دن کافر اور رسول ﷺ کا فرمان یہ آرزو کرے گا لو تسوی بھم الارض کاش ! کہ مجھے کچل دیا جاتا۔ مجھے زمین میں روندھ دیا جاتا۔ وہ جس کو پوڈر کہتے ہیں مجھے وہ بنا کر ختم کر دیا جاتا۔ میں کیسا بیوقوف تھا ! میں کیسا احمق تھا ! کہ میں دنیا میں بچے پیدا کرنے ہی میں لگا رہا۔ کھانے پینے میں لگا رہا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانا۔

میرے بھائیو ! قرآن جیسی کتاب ہمارے درمیان ہو اور ہمیں یہ نصیب ہو ' ہم اس کو رمضانوں میں بھی سنیں ' ویسے بھی سنیں۔ پڑھتے رہیں لیکن بے ایمان کے بے ایمان رہیں کتنی بڑی بد بختی ہے ! جس نے قرآن پڑھ کر جس کی طرف قرآن آگیا اور وہ راہ راست پر نہ آیا اور اس نے اپنی دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی۔ اس جیسا بدبخت کون ہو سکتا ہے اور اللہ نے دوسری جگہ قرآن میں فرمایا ہے۔ و انذر الناس یوم یاتیھم العذاب اے نبی ! لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے۔ آج تو یہ غافل ہیں ' لاپرواہ ہیں ' ان کو اس دن سے ڈرا جس دن خدا کا عذاب ' خدا کی پکڑ آ جائے گی۔ فیقول الذین ظلموا (14: ابراہیم : 44) ظالم کہیں گے ؟ کیا کہیں گے ؟ ربنا اخرنا الی اجل قریب یااللہ ! تھوڑی سی مہلت دے دے ' تھوڑی سی مہلت دے دے۔ کیا کریں گے ؟ نجب دعوتک (14 : ابراہیم : 44) تیری آواز کو ' تیری دعوت کو قبول کر لیں۔ و نتبع الرسل اور ہم رسولوں کی پیروی کر لیں۔ ہمیں پتہ ہی آج لگا ہے۔ ارے اصل نعمت ہے ہی یہ۔ اصل چیز تھی ہی یہ اور ہم کتنے لا پرواہ رہے۔ اب میرے بھائیو ! آج دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کتنی دنیا ہے ؟ جن کو اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کہ اللہ کون ہے اور رسول کون ہے ؟ ان کی بلا سے اور کتنے وہ ہیں جو بظاہر مسلمان ہیں اور ان کو رسول ﷺ کی پیروی کا پتہ

ہی نہیں۔ امام ' پیر' فقیر' مرشد اپنے ولی' سارا قرآن پڑھ جائیں کہیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ کوئی دوزخی کبھی یہ آرزو کرے گا کہ کاش ! میں حنفی ہوتا ! میں وہابی ہوتا ! میں حنبلی ہوتا ! میں چشتی ہوتا ! میں قادری ہوتا۔ میں شافعی ہوتا' میں مالکی ہوتا۔ جو بھی کہے گا وہ یہ کہے گا کہ کاش میں نبی ﷺ کی پیروی کرتا۔ اندازہ کریں مسلمانوں میں کتنے ہیں جن کو نبی ﷺ کی راہ ان کی اتباع' اس کی پرواہ نہیں۔ ہم نے بعض مولویوں کو ان کی کتابیں دیکھیں ہیں' مولوی کیا کہتے ہیں کہ اللہ مجھے حنفی زندہ رکھنا' میرا خاتمہ حنفیت پر ہو میں مروں تو حنفی مروں۔ زندہ رہوں تو حنفی رہوں۔ کیسی بڑی بدبختی کی بات ہے۔ وہاں تو آرزو کریں گے۔ و یوم یعض الظالم علی یدیہ (25 : الفرقان: 27) ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ جیسے کسی کو اپنے پر غصہ آتا ہے۔ و یوم یعض الظالم علی یدیہ جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ وہ کہے گا یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا (25 : الفرقان: 27) کاش ! میں نبی والی راہ پکڑ لیتا۔ یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا میں نبی کی راہ پر لگ جاتا اور یہی میں نے آپ کو پچھلے جمعے بتایا تھا کہ اسلام ایک راہ ہے۔ اسلام صراط مستقیم ہے۔ اور صراط مستقیم کسے کہتے ہیں ؟ جس کا Head محمد ﷺ ہو۔ دیکھو ناں ! لائن ..... اب آپ سوچیں۔ میرے بعض دیوبندی بھائی بڑے غصے میں آ جاتے ہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ غصے میں آ جاتے ہیں۔ اب دیکھو نبی ﷺ آگے جا رہے ہیں۔ پیچھے کون ہیں ؟ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے صحابہ اور پھر اس کے بعد صحابہ کے ساتھی۔ اب ان کے شاگرد تابعین' پھر تبع تابعین۔ اب سوچئے ! اگر آپ کہیں کہ جی ہمارے امام کی بھی تو وہی راہ ہے۔ اگر آپ نے کسی اور کا نام لے کر راہ کا ذکر کرنا ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام کیوں نہیں لیتے ؟ وہ تو رجسٹرڈ جنتی ہے۔ دیکھو !

رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کہ جن کے بارے میں آپ ﷺ نے نام لے لے کر فرمایا کہ یہ جنتی ہے' یہ جنتی ہے' یہ جنتی ہے۔ کسی کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ جنتی ہے' یہ وہاں چھوٹ جائے گا۔ یہ پھنسے گا نہیں۔

میرے بھائیو! کبھی قرآن و حدیث کا مطالعہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جو مہاجر گئے تھے مدینے آپ ﷺ نے ان کے مواخات' بھائی چارے کا سلسلہ قائم کیا۔ بچے جانتے ہیں ' بڑے بھی جانتے ہیں' بڑی مشہور چیز ہے آپ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کر دیا۔ کسی کو کسی انصاری کے ساتھ ملا دیا اور کسی کو کسی انصاری کے ساتھ ملا دیا اور اس نے اس کو اپنے گھر میں شامل کر لیا۔ اپنے گھر کا فرد بنا لیا۔ زمین تقسیم کر دی۔ مکان تقسیم کر دیئے۔ بیویاں تک تقسیم کر دیں کہ یہ میری بیویاں ہیں ان میں سے جسے تو کہے میں طلاق دے دیتا ہوں تو اس سے نکاح کر لے۔ یہ بھائی چارہ قائم کر دیا۔ حضرت عثمان بن مظعون یہ ایک صحابی تھے۔ بہت قدیم صحابہ میں سے یہ مدینے گئے۔ جن انصاریوں کے ساتھ آپ نے اس کو شامل کیا۔ جن کے ساتھ اس کا بھائی چارہ قائم کیا۔ یہ اس گھر میں فوت ہو گیا۔ اس گھر والی جو عورت تھی جو بیچاری روٹی پکا کر دیا کرتی تھی۔ جب یہ فوت ہو گئے تو وہ عورت کہنے لگی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ وہاں موجود ہیں۔ جب تک دیکھو نبی کی طرف وحی نہیں آتی۔ نبی ﷺ کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کیا بات ہے؟ کیا نتیجہ ہے؟ کیا ہوگا؟ جب اس عورت نے یہ بات کہی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ جنتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو کیسے کہتی ہے اللہ کی بندی! میں اپنے بارے میں نہیں کہہ سکتا۔ تو اس کے بارے میں کیسے کہتی ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الاحادیث الانبیاء باب مقدم النبی ﷺ عن ام علاء و فی کتاب الشھادات باب القرعة و فی کتاب الجنائز عن خارجة بن زید

ﷺ) یہ بخاری شریف میں ہے۔ حدیث اٹھا کر دیکھ لیں اور قرآن کے لفظ
ہیں چھبیسواں پارہ پہلا رکوع یہ سورت مکے میں نازل ہوئی تھی۔ ما ادری ما
نہیں جانتا ما یفعل بی (46 : الاحقاف : 9) میرے ساتھ کیا ہوگا و لا بکم
اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا ؟ ہاں جب اللہ نے وحی کے ذریعے بتا دیا تو آپ نے
فرمایا کہ میدان محشر میں لواء الحمد بیدی میں سب سے بڑا جنتی ہوں گا اور
اللہ کی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ (رواہ الترمذی و الدارمی' مشکوۃ
کتاب الفضائل ' باب الفضائل سید المرسلین ﷺ فصل ثانی)
جب اللہ نے بتا دیا تو پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ اعلان کیا اور کچھ دنوں
کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس کے بارے میں اس
عورت نے کہا تھا فرمایا ہاں وہ واقعی جنتی ہے۔ کیونکہ وحی آ گئی۔ جب تک وحی
نہیں آئی۔ نبی نہیں کہہ سکتا کہ یہ جنتی ہے کہ نہیں تو سوچیے' عقل سے سمجھنے
کی کوشش کیجئے ! اسلام کی لائن کیا ہے اور پیش رو Head کون ؟ محمد ﷺ
اس لائن کا کیا نام ہے۔ اسلام ..... محمدی اسلام ..... کسی دوسرے کا آپ نام
نہیں لے سکتے۔ اگر آپ ﷺ یہ کہیں کہ وہ کیا کم ہیں تو پھر نام ابوبکر
رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ کا لینا ہے۔ یا بخاری کا نام لینا ہے یا امام شافعی کا نام لینا
ہے۔ عقل کی بات کرو' سوچو۔ دیکھو ناں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنتی
ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ قرآن باقاعدہ بول کر کہتا ہے کہ ابوبکر جنتی ہے۔ خاص
اس کی شان میں آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ و ما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا
ابتغی لوجہ ربہ الاعلیٰ (92 : اللیل : 19) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں
کہ یہ وہ شخص ہے جس نے بلال پر احسان کیا۔ کوئی دنیا کا لالچ نہیں تھا۔ صرف
اللہ کو راضی کرنا مقصود تھا اور اللہ نے یہ کہا یہ راضی ہوگا۔

قرآن شہادت دیتا ہے رسول اللہ ﷺ نے نام لے کر بتایا کہ ابوبکر'
عمر' عثمان' علی رضی اللہ عنہم ان کے بارے میں کہا کہ وہ جنتی ہیں۔ (رواہ

الترمذی' مشکوۃ کتاب المناقب و الفضائل باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم عن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) سو میرے بھائیو! اگر نام ہی لینا ہے کسی اور کا تو سب سے پہلے ابوبکر کا حق ہے' حضرت عمر کا حق ہے' حضرت عثمان کا حق ہے' عشرہ مبشرہ کا حق ہے رضی اللہ عنہم۔ امام ابوحنیفہؒ کتنے نمبر پیچھے ہیں' کتنے نمبر پیچھے ہیں اور ان کی شخصیت تو Disputed ہے خطیب بغدادی کی کتاب پڑھ کر دیکھ لو اور پہلے لوگوں کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ امام ابوحنیفہؒ جس دن فوت ہوئے امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ صغیر میں لکھا ہے کہ جس دن امام ابوحنیفہؒ فوت ہوئے اور یہ خبر آئی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو امام سفیان ثوری کہنے لگے اللہ تیرا شکر ہے یہ دین کو توڑا کرتا تھا۔ (تاریخ صغیر للبخاریؒ) دور نہ جاؤ۔ شاہ عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیتہ الطالبین اٹھا کر دیکھ لو۔ ہر بریلوی کی دکان پر کتاب موجود ہو گی۔ غنیتہ الطالبین میں امام ابوحنیفہ صاحب اور ان کے پیرو کاروں کو گمراہ لکھا ہے اور دوزخی لکھا ہے۔ (غنیتہ الطالبین باب 8 فصل الثانی فی بیان الفرق الضالۃ) یعنی میں نے کہا کہ ان کی شخصیت Disputed ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ..... کوئی مسلمان ایسا ہے جو کہہ دے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دوزخی ہیں یا حضرت عمر دوزخی ہیں یا عشرہ مبشرہ جو ہیں ان میں سے کوئی دوزخی ہے۔ تو پھر اگر مرنا ہی ہے۔ کسی کو کوئی اور نام رکھنا ہی ہے تو ابوبکر کے نام پر اپنے مذہب بنا لو' عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنا مذہب بنا لو۔ مدتوں بعد جا کر حنفی بننا' مالکی بننا' شافعی بننا' وھابی بننا یہ بننا وہ بننا بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ ایک اسلام میں تفریق پیدا کرنا ہے' اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے اور ایک مشکوک چیز کے پیچھے چلنا ہے۔ یہ لوگ جتنے بھی ائمہ گزرے ہیں ان پر لوگوں نے بڑے اعتراض کئے ہیں۔ اب امام ابن تیمیہؒ عالموں کی حد نہیں جو ان کی تعریفیں کرتے کرتے تھکے نہیں۔ اور ایسے عالم بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ سیدھا دوزخ میں جائے

گا۔ اسی طرح سے دوسروں کو دیکھ لیں کونسا ایسا ہے جس میں لوگوں نے تنقید نہیں کی۔ امام ابوحنیفہؒ کی Favour میں لکھنے والے ان کو نیک پاک عالم متقی' پرہیز گار لکھنے والے سینکڑوں' ہزاروں عالم ہیں لیکن ایسے بھی ہیں جو ان کا کردار یہ ظاہر کرتے ہیں ۔ سو میرے بھائیو ! رسول اللہ ﷺ کے بعد اور آپ کے صحابہ کے بعد کوئی رجسٹرڈ جنتی نہیں۔ کسی کے بارے میں دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جنتی ہے اور آپ اس کے نام پر مذہب بنا لیں۔ اگر مذہب بنانا ہے تو اس کے نام پر بنائیں جو رجسٹرڈ ہو چکا ہے جس کو جنت کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے لیکن ہماری الٹی مت۔ مذہب ہمارا حنفی' مسلک ہمارا حنفی اور پھر طریقت ہماری' مشرب ہمارا .... کوئی چشتی' کوئی سہروردی' کوئی قادری ... یہ لوگ جو صوفی تھے جن کو دین کا پتہ ہی نہ تھا..... آپ کو یہ بات عجیب معلوم ہوگی یاد رکھو جتنا صوفیوں سے دین کو نقصان پہنچا ہے اتنا کسی سے دین کو نقصان نہیں پہنچا۔ دین کا اصل حلیہ بگاڑنے والے یہ صوفی لوگ ہوتے ہیں۔ انہوں نے توحید کو اور شرک کو اس طرح سے Combine کیا ہے۔ ایسے انہوں نے گڈ مڈ کیا ہے کہ ان کو ملا کر رکھ دیا۔ کہ پتہ ہی نہ لگے کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے ؟ اب ابن عربی توحید کو توحید لڑ گئی۔ ایک ہی ایک ' دوسرا کوئی ہے ہی نہیں۔ یہ کتا بھی وہی ہے' یہ سور بھی وہی ہے ' یہ بندر بھی وہی ہے ...... سب کچھ اللہ ہی اللہ ہے۔ صرف اللہ ہی ہے دوسرا ہے ہی کوئی نہیں۔ یہ توحید لڑ گئی اور اسی پر وحدۃ الوجود پیدا ہو گیا۔ بڑے بڑے صوفی جن کا نام لیتے آدمی کی زبان تھکتی نہیں۔ وحدۃ الوجود کا شکار تھے اور وحدۃ الوجود خالصتاً کفر ہے۔

میرے بھائیو ! اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دین کو لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے دین کیسے بتایا ہے۔ جو میں کہتا ہوں ....بس ختم معاملہ ۔ اگر دین صحیح چاہیے' خالص اسلام چاہیے۔ جو محمد ﷺ کہیں' جو وہ کریں بس پیچھے لگ جاؤ۔ تو دوزخی دوزخ میں بار بار تمنا

کریں گے اے کاش! یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا میں اپنی راہ رسول کے ساتھ پکڑ لیتا لم اتخذ فلانا خلیلا (25 : الفرقان: 28) فلاں فلاں کو دوست نہ بناتا۔ میں احمق تھا' بے وقوف تھا جو میں نے اوروں کو دوست بنا لیا۔ میرے بھائیو! میں آپ سے وہ باتیں عرض کر رہا ہوں جس سے آپ کا دین پاک صاف ہو جائے۔ کوئی آلائش' کوئی دھبہ نہ رہ جائے۔ اب دیکھ لو بخاری شریف مسلمانوں کی کتابوں میں کتنی مشہور کتاب ہے۔ قرآن مجید کے بعد سب سے پہلا نمبر بخاری شریف کا ہے۔ لیکن امام بخاری کے بارے میں لوگوں نے کیا نہیں کہا کہ یہ گمراہ ہے۔ اور کہتا ہے جو قرآن میں پڑھتا ہوں مخلوق ہے۔ فتویٰ دے دیا۔ علماء نے نکال دیا شہروں سے۔ بے چارے پریشان پھر رہے ہیں۔ سو میرے بھائیو! دین کبھی کسی اور کے نام پر چلنا ہی نہیں چاہیے۔ مذہب مسلک طریقہ' مشرب' جو کہہ لیں صرف وہ جو محمد ﷺ کہیں۔ آپ نے جانا ہے نبی ﷺ کے پاس۔ جس سے راستہ پوچھیں۔ امام ابوحنیفہ سے پوچھیں' امام شافعی سے پوچھیں۔ امام مالک سے پوچھیں' امام بخاری سے پوچھیں۔ کسی سے پوچھیں۔ راستہ محمد ﷺ کا۔ اب آپ کیا کرتے ہیں۔ کوئی مسئلہ آ گیا۔ آپ سوال کریں گے عالم سے سوال کریں گے فتویٰ لینے کے لئے اور کہیں گے کہ مجھے حنفی مسلک کے مطابق جواب دیں کہ امام ابوحنیفہ کیا کہتے ہیں۔ کیسی گمراہی کی بات ہے۔ آپ کو چاہیے جب مسئلہ پوچھیں یہ کہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتاؤ۔ آپ ﷺ کا اس بارے میں کیا حکم ہے۔ دین یہ ہے قصہ ختم۔ اور باقی رہ گیا یہ کہ اگر کوئی مسئلہ اجتہادی ہے تو نبی کے بعد کسی کو مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً آپ کو مسئلے کی ضرورت ہے۔ آپ امام احمد بن حنبل سے پوچھ لیں۔ امام شافعی سے پوچھ لیں۔ امام مالک سے پوچھ لیں۔ امام ابوحنیفہ سے پوچھیں۔ امام بخاری سے پوچھیں۔ نبی تو ایک مقرر ہے۔ جس کے بعد دوسرا نہیں۔ اور اگر مسئلہ اجتہادی ہے۔ کوئی مسئلہ اجتہادی

ہے تو پھر کوئی ایک مقرر نہیں ہو سکتا۔ کوئی یہاں غلطی کھا گیا' کوئی یہاں غلطی کھا گیا۔ اب دیکھ لو امام بخاریؒ کتنے بڑے زبردست محدث ہیں' بہت بڑے فقیہ ہیں۔ لیکن دیکھ لو جہاں ٹھوکر لگی کہتے ہیں عورت حیض والی ہو تو قرآن پڑھ سکتی ہے۔ سب لوگ جو ہیں جانتے ہیں کہ حیض والی عورت قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ امام بخاریؒ کا مذہب ہے' بخاری شریف میں آتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے اور قرآن سارا ذکر ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب مخالطۃ الجنب عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) اس لئے کسی نام پر سکہ نہیں چل سکتا۔ مذہب نہیں ہو سکتا۔ پس مذہب وہی جو محمد ﷺ کی راہ ہے۔

میرے بھائیو! اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر کے دین کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دین کیا ہے؟ جیسا کہ قرآن مجید بار بار کہتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں ہوں گے اور کہیں گے کہ کاش! ہم نبی کی پیروی کرتے۔ و نتبع الرسل (14: ابراہیم: 44) ہم نبی ﷺ کی پیروی کرتے۔ ہم احمق رہے۔ ہم بے وقوف تھے جو کبھی کسی کے پیچھے لگ گئے' کبھی کسی کے پیچھے لگ گئے۔ دیکھو میرے بھائیو! میں آپ کو ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ توجہ سے سنیں۔ آپ کو کسی دوست نے دعوت دی ہو۔ آپ نے اس کے گھر جانا ہے' آپ اس کے گھر کا راستہ نہیں جانتے۔ لیکن آپ نے اس کی دعوت کو قبول کیا ہے۔ اس کے گھر کیطرف چل پڑے۔ اب آپ اس کے گھر کا پتہ پوچھتے ہیں۔ اتفاق سے آپ کو کسی نے صحیح پتہ دے دیا۔ آپ وقت پر اس کے گھر پہنچ جائیں گے۔ دعوت میں شریک ہو جائیں گے وہ بھی خوش ہو گا آپ کو بھی خوشی ہو گی کہ چلو میں دعوت میں شریک ہو گیا اور وقت پر آ گیا اور اگر فرض کر لیجئے گا۔ آپ کو کسی نے مغالطے میں ڈال دیا۔ جان بوجھ کر یا اتفاق سے کہ اسے خود پتہ نہیں تھا۔ آپ کو اس کا گھر غلط پتہ بتانے کی وجہ سے نہیں ملا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے دعوت کا وقت گزر گیا۔ اب

آپ کو شرم آئی کہ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے ہوں گے۔ کھانا بھی ختم ہو گیا ہو گا۔ اب میں جاؤں تو بڑی شرم کی بات ہے۔ چھوڑو اب کیا جانا ہے۔ آپ واپس گھر چلے جاتے ہیں۔ وہ جب آپ سے ملے گا تو کیا کہے گا۔ بھئی! تو آیا نہیں۔ آپ کہیں گے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں گھر سے چلا۔ میں نے آپ کے گھر کا راستہ پوچھا لیکن راستہ بتانے والوں نے مجھے غلط راستہ بتایا میں آپ کے گھر نہیں پہنچ سکا۔ بڑا پریشان ہوا۔ اب کہیے! وہ گھر والا آپ سے ہمدردی کرے گا یا آپ کا مخالف ہو گا۔ آپ غلطی پر تھے آپ نہیں پہنچے۔ راستہ بھول گئے' کسی نے غلط راہ پر ڈال دیا۔ لیکن وہ مکان والا' وہ گھر والا جس نے آپ کو دعوت دی ہے۔ آپ سے ناراض نہیں بلکہ آپ سے ہمدردی کا اظہار کرے گا۔ اچھا! مجھ سے غلطی ہو گئی اگر میں پہلے سے ہی جگہ پوری طرح سے بتا دیتا تو آپ پریشان نہ ہوتے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ کو بڑی پریشانی اٹھانا پڑی۔ یوں کہہ کر دوستی بھی قائم رہے گی اور وہ ہمدردی کا بھی اظہار کر دے گا۔ اور اگر گھر سے چل پڑے دعوت میں شریک ہونے کے لئے اور آپ کو راستے میں کوئی اور دوست مل گیا ارے! بھئی ذرا دو منٹ کے لئے بیٹھ تجھے ٹی۔وی کا پروگرام دکھائیں' تجھے یہ چیز دکھائیں' تجھے یہ چیز دکھائیں۔ آپ وہاں بیٹھیں گے؟ دعوت کا وقت گزر گیا آپ بڑے اچھے کام میں لگے رہے یا برے کام میں لگے رہے۔ اب جب وہ آپ سے ملے گا جس نے دعوت دی تھی وہ کیا کہے گا؟ بھئی آپ آئے نہیں' بھئی آپ عجیب آدمی ہیں۔ اب اگر آپ سچ بولیں اور کہیں کہ بھئی میں آیا تو تھا اور مجھے ایک اور دوست مل گیا وہ لے گیا۔ وہ ناراض ہو گا ناں! وہ لازما آپ سے ناراض ہو گا کہ تو عجیب آدمی ہے۔ تجھے میرے گھر آنا چاہیے تھا۔ تو اور دوستوں کے ساتھ مل گیا۔ پہنچا یہ بھی نہیں اور پہنچا وہ پہلا بھی نہیں۔ لیکن پہلا جو ہے وہ بے قصور ہے وہ اس سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ دعوت دینے والا اور دوسرا اس کو ملامت کرتا ہے اور اس پر غصے کا اظہار کرتا

ہے۔ یہی حال لوگوں کا ہے۔ آپ جس سے پوچھیں' محمد ﷺ کی راہ پوچھیں۔ جس سے پوچھیں محمد ﷺ کا مسئلہ پوچھیں۔ اگر کوئی مولوی آپ کو غلط بتائے گا آپ بے قصور ہیں۔ نہ رسول اللہ ﷺ آپ سے ناراض ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ اور اگر آپ نے پکڑ ہی امام ابوحنیفہ کو لیا۔ اسی کو چمٹ ڈال لیا۔ کہ بتائیے کیا حال ہے؟ کہئے! آپ کیا کہتے ہیں؟ تو پھر آپ کی خیر ہے۔ ہر کوئی کہے گا کہ تجھے کس نے کہا تھا کہ تو کسی کو پکڑ کر بیٹھ جا۔ فلاں کو پکڑ کر بیٹھ جا۔ فلاں کو پکڑ کر بیٹھ جا۔ تو بے وقوف نہیں ہے؟

میرے بھائیو! آپ کو کہیں پہنچنا ہو' یہ مائل سٹون لگے ہوتے ہیں Indicator لگے ہوتے ہیں کہ یہ راستہ ادھر کو جاتا ہے۔ اماموں کی یہی مثال ہے۔ امام Indicators ہیں۔ امام Miles Stone ہیں وہ آپ کو بتاتے ہیں۔ محمدی راہ یہ ہے۔ یہ سڑک محمدی ہے۔ اگر محمد ﷺ کے پاس جانا ہے تو یہ راہ اختیار کریں۔ لیکن آپ اس Indicator کو چمٹ ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں کہ میرا امام تو تو ہی ہے۔ وہیں ڈٹ گئے۔ یہی حال ہے حنفیوں کا۔ آپ نے امام ابوحنیفہ سے راستہ محمدی پوچھنا تھا۔ آپ حنفی بن کر بیٹھ گئے۔ کہئے! آپ کی خیر ہوگی؟ کبھی نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں' میں نے بہت واضح کر کے یہ مثال دے کر سمجھایا ہے۔ اب جس کی قسمت میں نہ ہو اور پھر بھی ناراض ہی رہے تو پھر اللہ ہی کے پاس معاملہ جو ہے وہ صاف ہوگا۔ اس لئے میرے بھائیو! میں آپ سے بیان یہ کرنا چاہتا تھا کہ دوزخی دوزخ میں جائیں گے۔ وہاں کیا کیا باتیں کریں گے۔ دوزخ میں جائیں گے تو کیا کیا باتیں کریں گے۔ قرآن مجید میں بہر حال اللہ نے بیان کیا ہے۔ قرآن ہدایت کی کتاب ہے' اللہ نے جنت اور دوزخ کا میدان محشر' وہاں کی پیشی کا' وہاں کی حاضری کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ دوزخی دوزخ میں ہوں گے۔ پہلے تو میں نے آپ کو بتایا کافر کہے گا کہ کاش! میں مسلمان ہوتا۔ اور جو نقلی مسلمان ہوگا' بدعمل مسلمان ہوگا' جس نے نبی

ﷺ کی پیروی نہیں کی ہوگی وہ کہے گا کاش! میں محمد ﷺ کی پیروی کرتا۔ پھر کس کی! کہ میں نے فلاں کو پیر پکڑ لیا۔ میں نے فلاں کو امام پکڑ لیا تو اب وہ کہیں گے۔ یالیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول (33 : الاحزاب: 66) کاش کہ ہم اطاعت کرتے ہم اللہ کی اور اطاعت کرتے ہم رسول ﷺ کی۔ یہ سورہ احزاب ہے آخر کی طرف دوسرا رکوع و قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا و کبراء نا (33 : الاحزاب: 67) وہ کہیں گے یااللہ ! دنیا میں ہم نے انا اطعنا سادتنا و کبراء نا ہم دنیا میں اطاعت کس کی کرتے رہے۔ اپنے سیدوں کی' اپنے سرداروں کی۔ اپنے آقاؤں کی۔ اپنے مرشدوں کی۔ دو لفظ ہیں سادتنا سیادت کرنے والا' آگے ہو کر اس کو لے جانے والا اور و کبراء نا اور جو ہمارے بڑے تھے۔ جو ہمارے بزرگ تھے یااللہ ہم ان کی راہ پر چلتے رہے۔ اور پھر ان سے بھی خود پوچھ کر نہیں جو اس راستے کے مولوی تھے ہم ان سے پوچھ پوچھ کر ان کی راہ پر چلتے رہے۔ اب آج حنفی دنیا میں لوگ امام ابوحنیفہؒ کا نام لیتے ہیں اور اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ تو بڑے قریب کے زمانے کے ہیں۔

ان کے حالات تو بہت بہتر تھے اور بعد والے مولوی جو آئے ہیں اللہ میرا معاف کرے وہ تو چٹ بالکل صاف اور آج ہم حنفی مذہب پر چلنے کے لئے ان مولویوں کے پیچھے چلتے ہیں اور نتیجہ کیا ہے ؟ میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آج کا حنفی امام ابوحنیفہؒ ان کے مسائل کے دسویں حصے پر بھی عمل نہیں کرتا۔ اوروں کے مسئلوں پر وہ عمل کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے مسئلوں پر وہ عمل نہیں کرتا۔ ہم نے یہاں شروع شروع میں ایک رسالہ نکالا تھا۔ "دعوت حق و اتحاد" اس پر مولوی بڑے جلے۔ بڑے سٹپٹائے' ہائے ہائے! دیکھ نام کیا تھا دعوت حق اور اتحاد کہ یہ رسالہ کیا ہے حق کی دعوت ہے اور اتحاد کی دعوت ہے اس میں بتایا یہی تھا کہ لوگو! چھوڑ دو اپنے اماموں کو ایک محمد

مسئلے پر جمع ہو جاؤ۔ اس میں ہم نے یہ لکھا تھا۔ کوئی سے دس مسئلے لے لو حنفی فقہ کے' کوئی سے دس مسئلے حنفی فقہ کے لے لو۔ سارے حنفی عالم کراچی' لاہور' مصر' شام جہاں جہاں حنفیوں کا زور ہے۔ سارے حنفی عالم زور لگا دیں کوئی سے دس مسئلے ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ امام ابوحنیفہ کے ہیں۔ کوئی سند ہے ہی نہیں۔ امام صاحب کا کوئی مسئلہ سند کے ساتھ نہیں اور امام عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں لو لا الا سناد لقال من شاء و ما شاء (رواہ مسلم فی مقدمہ باب فی ان الاسناد من الدین) سند کے بغیر جو چاہے جس کے ذمے جھوٹ لگا دے۔ جتنے گندے مسئلے ہیں جتنے لغو مسئلے ہیں۔ بیکار مسئلے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے ذمے لگے ہوئے ہیں اور یہ دیکھ لو آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ عقیقہ کرنا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔ عقیقہ کرنا مکروہ ہے یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔ رمضان شریف کے بعد چھ روزے شوال کے رکھنا مکروہ ہے۔ یہ جائز نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے اور اس سے بڑھ کر گندے مسئلے وہ امام ابوحنیفہؒ کے ذمے ہیں۔ کون کہتا ہے کوئی بھی نہیں؟ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ کتابیں بھری پڑی ہیں' سند کوئی نہیں۔ اور ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ دعوی کہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ ان مسئلوں سے بالکل پاک تھے۔ یہ مسئلے ان کے ذمے تھوپے ہوئے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے۔ (ص 165 مطبوعہ صدیقی) اب یہ مسئلہ کہ ایک عورت کسی آدمی پر دعویٰ کر دیتی ہے کہ یہ میرا خاوند ہے' لیکن ہے نہیں' کوئی نکاح نہیں' کچھ نہیں' عدالت میں جا کر گواہ گزار دیتی ہے۔ اب عدالت نے گواہوں پر فیصلہ کرنا ہے۔ عدالت فیصلہ کر دیتی ہے کہ ہاں یہ اس کا خاوند ہے۔ اب وہ مرد اس عورت کو لے جائے جو مرضی کرے نہ اللہ کے نزدیک مجرم نہ لوگوں کے نزدیک مجرم۔ (عند ابی حنیفہ عالمگیری ج 3 ص 443' شرح وقایہ ص 467' درمختار ج 2 ص 22) ابوحنیفہؒ کے نزدیک

یہ مسئلہ اس طرح ہے۔ اس طرح بے انتہا مسئلے صرف اس وجہ سے کہ سند کوئی نہیں۔ سو میرے بھائیو! یہ ساری خرابی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب انسان بھٹک جاتا ہے تو کبھی یہاں غلطی کھاتا ہے اور کبھی وہاں غلطی کھاتا ہے۔ کبھی یہاں قلابازی کھاتا ہے اور کبھی وہاں قلابازی کھاتا ہے۔ اور میں نے آپ کو سیدھی بات بتائی ہے کہ اپنا مذہب کیا ہے؟ جو محمد ﷺ کہے' مولوی سے مسئلہ پوچھو اور اسے کہو کہ مجھے بات محمدی بتانا۔ اب بات مولوی محمدی نہیں بتاتا۔ کسی اور کی بتا دیتا ہے۔ غلط بتا دیتا ہے۔ آپ اس پر عمل کر لیتے ہیں۔ آپ بالکل گنہگار نہیں' کیونکہ یہ قصور مولوی کا ہے۔ لیکن اگر آپ خود ہی حنفی بن گئے کہ مجھے حنفی مسئلہ بتانا۔ تو پھر آپ کی بھی موت اور اس مولوی کی بھی موت۔ دونوں ہی کی خیر نہیں۔ سو اس لئے میرے بھائیو! توجہ کے ساتھ دین کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آج جو باتیں چل پڑی ہیں یہ اس لئے کہ جب تک یہ چھلائی نہیں ہوگی آپ کا ذہن صاف نہیں ہوگا۔ آپ کو یہ حقیقت خوب سمجھ لینی چاہیے کہ ہمارا دین کس کے ساتھ ہے۔ محمد ﷺ کے ساتھ۔ باقی جتنے امام ہیں' امام ابوحنیفہؒ سب سے پہلے اور اس کے بعد امام مالک' پھر امام شافعی' پھر امام احمد بن حنبل' امام بخاری' امام مسلم رحمہم اللہ سب بعد میں ہیں۔ لیکن کوئی نبی نہیں۔ کوئی اس لائق نہیں کہ اس کی پیروی کی جائے۔ کسی کی تقلید کی جائے۔ کسی کے نام پر اپنا مذہب بنایا جائے۔ سو ہمیں اللہ سے دعا بھی یہی کرنی چاہیے اور کوشش بھی یہی کرنی چاہیے کہ ہم محمدی بن جائیں۔ محمد ﷺ رجسٹرڈ پیغمبر ہیں اور تمام پیغمبروں میں افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پانچ پیغمبروں کا ذکر بار بار اور اکٹھا کیا ہے۔ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراہیم و موسی و عیسی ابن مریم (33 : الاحزاب: 7) ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔ سب سے عہد لیا۔ اے نبی ﷺ تجھ سے عہد لیا۔ پھر پوری ترتیب نوحؑ سے عہد لیا' ابراہیمؑ سے عہد لیا' موسیٰؑ سے عہد لیا'

عیسیٰؑ سے عہد لیا۔ و اخذنا منھم میثاقا غلیظا ہم نے سب سے پکا عہد لیا اور آپ نے فرمایا انا سید ولد آدم و لا فخر (مسند احمد ج ۱ ص ۵ عن ابی بکر ﷺ) میں آدم علیہ السلام کی پوری اولاد کا سردار ہوں۔ مجھے کوئی فخر نہیں۔ حقیقت کا اظہار اور ہماری بدبختی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی راہ کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور اس کے بعد دوسروں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں۔ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا۔ آپ کو کف افسوس ملنا پڑے گا۔ جیسا سورہ فرقان میں یوم یعض الظالم علی یدیہ (25 : الفرقان : 27) ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی نے کھانے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا کہ میں نہیں آؤں گا۔ وہ کافر تھا۔ وہ کہنے لگا نہیں نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ کو ضرور بلانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا! تو پھر مسلمان ہو جا۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا کہ چلو کلمہ پڑھنے میں کیا حرج ہے کلمہ پڑھ لو۔ یہ آ تو جائیں گے۔ اپنے برادری ہے' اپنا بھائی ہے۔ اب جب دوسرے کافروں کو پتہ لگا کہ فلاں تو مسلمان ہو گیا۔ اس نے تو محمد ﷺ کو دعوت میں شریک کرنے کے لئے کلمہ پڑھ لیا وہ اس کے پیچھے پڑ گئے۔ گالی گلوچ دی' بہت برا بھلا کہا' احمق آدمی ہے' تو بیوقوف ہے۔ دین چھوڑ گیا ہے۔ آبائی دین' اپنے بزرگوں کو دین چھوڑ گیا؟ تو اس نے پھر توبہ کر لی۔ نہیں نہیں میں نہیں محمد ﷺ کی راہ پر چلتا۔ میں تو تیرے کہنے پر اس کے کہنے پر یہ وہ پھر آگے بات بڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ کی کافروں کو یقین دلانے کے لئے گستاخی کی' بے ادبی کی۔ اللہ نے اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتار دی۔ کہ جن لوگوں نے نبی کا ساتھ چھوڑ کر نبی کو پس پشت ڈال کر اوروں کو اپنا یار بنا لیا تو وہ اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں گے۔ اور کہیں گے کہ کاش! میں نبی کی راہ اختیار کر لیتا۔ یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا و لم اتخذ فلانا خلیلا (25 : الفرقان : 27)

فلاں کو میں دوست نہ بناتا۔ میں نے تو فلاں کو پکڑ لیا اور اس کے پیچھے لگ گیا۔ اور حقیقت کیا تھی کہ مجھے محمد ﷺ کے پیچھے لگنا چاہیے تھا۔ میرے بھائیو! کوئی شے والی بات ہے۔ جب ہم آپ کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ اصل دین کیا ہے؟ میں جو نئے نئے اہل حدیث ہوتے ہیں ان سے پوچھا کرتا ہوں کہ آپ کو اب کافی دن ہو گئے اہلحدیث ہوئے ہوئے آپ کو یقین ہو گیا کہ کھرا مذہب یہی ہے۔ اگر وہ کہے کہ ہاں تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تجھے کیسے یقین ہو گیا؟ تو نے حدیثیں پڑھ لیں' تو نے کوئی علم حاصل کر لیا کہ نہیں۔ اصل میں میں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ دین کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول۔ کلمہ کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بس ان دونوں پر جم جانا۔ اس پر اپنا مذہب بنا لینا۔ یہ صحیح راستہ ہے۔ ورنہ دیکھو اگر یہ پیچیدہ مسئلہ ہوتا تو ہم میں سے ان پڑھ جو ہیں وہ سارے یہ کہہ دیں گے اللہ کو جا کر کہ مجھے کیا پتہ میں کوئی پڑھا ہوا تھا۔ سچا مذہب کونسا ہے؟ جھوٹا مذہب کونسا ہے؟ جہاں لوگ حنفی تھے۔ میں حنفی بن گیا۔ جہاں لوگ شافعی تھے میں شافعی بن گیا۔ جہاں وھابی تھے میں وھابی بن گیا۔ مجھے کیا پتہ؟ خدا کیا کہے گا؟ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یااللہ! میں ان پڑھ تھا۔ خدا کہے گا تو بتا میں نے تجھے کیا کہا تھا؟ توجہ سے سنیں۔ خدا آپ سے یہ کہے گا۔ میں نے تجھے کیا کہا تھا کہ کس کس کو مان اور کس کس کا کلمہ پڑھ۔ وہ کہے گا۔ یااللہ! کلمہ تو تو نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا تھا کہ رسول صرف محمد ﷺ ہیں' قصہ ختم..... پھر تو حنفی کیوں بن گیا؟ تو وہابی کیوں بن گیا؟ تو چشتی کیوں بن گیا؟ تو قادری' سہروردی' رضوی' اویسی' فلاں فلاں' کیوں بن گیا؟ یہ تجھے کس نے کہا تھا؟ کوئی جواب ہے؟ میرے بھائیو! کوئی جواب نہیں۔ محمدی ہونے کے بارے میں محمد ﷺ کی پیروی کرنے کے بارے میں قرآن ببانگ دھل کہتا ہے اور کسی کا قرآن نام تک نہیں لیتا۔ آپ حیران ہوں گے دیکھو صحابہ کتنے بڑے بڑے تھے اللہ نے کسی صحابی کا قرآن میں نام لیا ہے؟

حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق کتنی بڑی شان کے صحابی ہیں؟ ان کے بارے میں آیات نازل ہوئی ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضرت عمر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضرت علی ؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ لیکن اللہ نے نام کسی کا نہیں لیا۔ نام صرف ایک صحابی زید ؓ کا لیا۔ سارے قرآن میں نام صرف لیا تو ایک صحابی حضرت زید ؓ کا فلما قضی زید منها وطرا زوجنكها (33 : الاحزاب: 37) زید ؓ کا نام لیا اور وہ بھی خاص حکمت کوئی نکاح کا معاملہ تھا اس سلسلہ میں حضرت زید کا نام لیا۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے کسی کافر کا نام بھی نہیں لیا۔ ابوجہل کتنا بڑا کافر تھا کوئی نام لیا ہے ؟ نہیں۔ ولید بن مغیرہ ' فلاں ' امیہ بن خلف ' ابی بن خلف ' جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ بڑے بڑے کافر ..... اللہ نے کسی کافر کا نام بھی نہیں لیا۔ لیا ہے تو ایک کافر کا نام لیا ہے۔ حضور ﷺ کا چچا ابولہب تاکہ لوگوں کا مان ٹوٹ جائے' کہ سید سید ہوتا ہے خواہ کوئی بھی ہو..... سید کی "س" کو سلام ..... اللہ نے پوری سورت تبت يدا ابی لهب و تب ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ایسا ہو گیا۔ ما اغنی عنه ماله و ما كسب (111 : لهب: 2) نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی اس کے کام آئی۔ سيصلى نارا ذات لهب وہ ابولہب تھا' لاٹوں والی آگ' شعلہ مارنے والی آگ۔ وہ لاٹوں والی آگ میں داخل ہو گا۔ وامراته حمالة الحطب اس کی بیوی یعنی حضور ﷺ کی چچی بھی ساتھ جائے گی۔ حمالة الحطب وہ ایندھن اٹھانے والی۔ فی جيدها حبل من مسد جس کے گلے میں رسی کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہے۔ اس کی کمینگی کا اظہار کیا۔ اتنے بڑے سردار کی بیوی ہو کر لکڑیاں چن چن کا بیچا کرتی تھی۔ دیکھ لو کس کافر کا ذکر کیا ؟ ابولہب کا۔ کون تھا ؟ حضور ﷺ کا چچا تاکہ جاہلوں کی

آنکھیں کھل جائیں وہ یہ نہ کہیں کہ یہ تو اس خاندان کا ہے وہ تو۔ سارے ہی پار۔ خدا بتا رہا ہے کہ دیکھو نبی کا چچا خدا نام لے کر بتا رہا ہے کہ وہ دوزخ میں جائے گا اور اس کی بیوی بھی دوزخ میں۔ اللہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

میرے بھائیو! اپنے دین کو درست کرو۔ میں جو باتیں آپ سے عرض کرتا ہوں اللہ کا شکر ہے میری عادت چھیڑخانی کرنا نہیں' شرارت کرنا نہیں۔ لیکن سمجھانے میں کسر نہیں چھوڑتا۔ کسی کو بات اچھی لگے یا بری لگے۔ اور پہلے دن سے ہم یہی کام کرتے آئے ہیں۔ یہ ملمع سازی میں نہیں جانتا۔ میں یہاں شروع شروع میں آیا تو لوگ حیران تھے کہ یہ کون لوگ آ گئے؟ نیا ہی فرقہ .... ہماری اذان جب شروع ہوئی ترجیع کے ساتھ تو لوگوں کو پتہ ہی نہ تھا' لوگوں نے کبھی سنی ہی نہیں تھی۔ مولویوں کے پاس گئے اور جا کر پوچھنے لگے کہ یہ ان کی اذان کیسی ہے۔ مولویوں نے بھی حدیثیں کھولنا شروع کر دیں۔ پہلے کبھی کھولیں ہی نہیں تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہاں ہاں .... یہ نسائی میں موجود' یہ مسلم میں موجود' یہ فلاں حدیث میں موجود تو پھر مولوی سر کچھ نیچے کرنے لگے۔ بھئی! نہیں اذان تو ٹھیک ہے پھر مولویوں نے یہ کوشش کی کہ میرے پاس آتے اور مجھے کہتے کہ آؤ مل کر کام کریں۔ عبدالقادر آزاد لیڈر تھا۔ اس گروپ کا۔ سیاسی ٹائپ کا آدمی تھا۔ کہ جی! آیئے مل کر کام کریں۔ بریلوی کے خلاف کام کریں۔ میں نے کہا کہ ہمیں تمہارے خلاف بھی کام کرنا ہے۔ بریلویوں کے خلاف بھی کام کرنا ہے۔ ہم کسی سے ملنا نہیں جانتے۔ ہم بہت اونچے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اہلحدیث بہت اونچا ہے۔ دیوبندی اس سے بہت نیچے ہے اور بریلوی اس سے بھی بہت نیچے ہے۔ اور شیعہ تو اندھا کنواں ہے۔ اگر ہم تمہارے ساتھ مل جائیں ہم تو نیچے گر گئے۔ اب دیکھو ناں۔ پھر اسکے بعد' پھر اس کے بعد اب کوئی نچلا ہمیں کہے کہ آؤ مل کر کام کریں ہم تو گرے۔ خاک ایسی تبلیغ پر جس میں اپنا ہی کونڈا ہو جائے۔ خود ہی کا ستیاناس ہو جائے۔ نہیں اللہ نے جو مقام

ہمیں دیا ہے ہم میں بدعملی ہو سکتی ہے' ہم میں عمل کی کوتاہی ہو سکتی ہے لیکن خدا کی قسم دین ہمارا سورج کی طرح خالص' کوئی اس کے قریب تک نہیں پھٹک سکتا۔ اللہ اور اسکا رسول ﷺ تیسرا ہے ہی کوئی نہیں۔ یہ اصل دین ہے اس لئے لوگ بہت ناراض ہیں لیکن اللہ کا شکر ہے ہم نے کبھی سودے بازی نہیں کی' کبھی Compromise نہیں کیا' کبھی ڈھیل سے کام نہیں لیا کہ دیوبندیوں سے کہیں کہ تم قریب قریب ہو ہمارے بھائی ہو' ناں .... بالکل نہیں۔ ہم نے کہا سیدھا ایک خط ہے ہم وہ کھینچتے ہیں کسی کی ٹانگ کٹ جائے' کسی کی گردن کٹ جائے' کسی کا پیٹ کٹ جائے' ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ بس یہ خط مستقیم ہے اور یہ محمدی لائن ہے اور اس سے ہم نہیں ہٹیں گے۔ تمہاری مرضی تم جو مرضی کر لو۔ چنانچہ آپ حیران ہوں گے میرے خلاف مسلسل کئی سال دیوبندی' بریلوی' شیعہ اکٹھے مولوی دستخط کر کے درخواست دیتے یہ بڑا خطرناک ہے اس کو قابو کرو۔ جونہی محرم آیا مجھ پر دو مہینے کی پابندی .... یہ ضلع بہاولپور کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ جانتا ہے کہ حالانکہ میں نے کبھی بھی پبلک تقریر نہیں کی۔ کبھی باہر جا کر شہر میں کسی چوک میں یا ادھر یا ادھر کوئی تقریر نہیں کی۔ بھئی ہم اپنے گھر میں کھری بات نہ کریں۔ یہ مسجد ہے اور یہ ہماری مسجد ہے اور یہ ہم نے بنائی ہے۔ کوئی حنفی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس میں چندہ دیا ہے۔ اگر کوئی حنفی بھائی آیا بھی چندہ دینے کے لئے ہم نے اس سے کہا کہ ہمارے پاس کاپی ہی کوئی نہیں۔ ہمارے پاس رسید ہی کوئی نہیں۔ ایک چشتیاں کی طرف سے آیا چندہ دینے کے لئے۔ یہاں مسجد کا کام ہو رہا تھا۔ میں باہر بیٹھا تھا کہ جی! پیسے دینے ہیں میں نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ کہ جی! چشتیاں سے آیا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک بڑا زمیندار ہے اس نے مسجد کے لئے پیسے بھیجے ہیں میں نے کہا تو کون ہوتا ہے اس نے کہا اہل سنت مراد بریلوی۔ میں نے کہا وہ اگلی مسجد ہے وہاں چلا جا۔ اب وہ بڑا حیران کہ مولوی تو منہ ایسا کھولتا ہے کہ

آدی کو بھی پیسے سمیت رکھنا چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے میں نہیں لیتا۔ یوں وہ انکار کرتا گیا وہ میرے پیچھے ہی پڑتا گیا کہ نہیں میں پیسے یہیں دوں گا۔ میں نے کہا نہ ہمارے پاس رسید ہے اور یقین جانیں ہم نے یہ مسجد بنائی ہے۔ آخر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ایک پیسے کا کاغذ کبھی نہیں لیا۔ کوئی پیسے کا کاغذ نہیں لیا۔ کوئی حساب نہیں رکھا۔ اور اللہ نے ایسے مدد کی کہ پتہ نہیں اللہ نے بنا کیسے دی۔ اور ہم وہی دعا کرتے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبے کو بناتے وقت کرتے تھے۔ باپ بیٹا دونوں کعبے کی تعمیر کرتے ہیں۔ اور دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے ہیں و اذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت و اسماعیل (2 : البقرۃ: 127) باپ بیٹا دونوں کعبے کی تعمیر کرتے ہیں اور دعا ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے ہیں ! فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم (14 : ابراہیم: 37) یااللہ ! لوگوں کے دل اس طرف کھینچے چلے آئیں اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ یااللہ ! میں یہاں تن تنہا ہوں اور یہاں کوئی جماعت نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تمہیں اتنی بڑی مسجد بنا کر کیا کرنا ہے۔ تم ڈھائی ٹوٹرو ہو .... دو آدمی اور اتنی بڑی مسجد ! اور میں ان سے کہا کرتا تھا کہ جب شادی کرتے ہیں تو میاں بیوی ہوتے ہیں مکان کتنا بڑا بناتے ہیں۔ آخر اولاد کی امید ہوتی ہے ناں ! اللہ اس کو بھر دے گا۔ چنانچہ اب دیکھ لو۔ اللہ کا شکر ہے اور یہ کیا وجہ ہے ایک حق اور دوسری نرمی نہیں، سودے بازی نہیں، مداہنت نہیں کہ ڈھیلی ڈھیلی بات کر دی جائے، وہ بھی ٹھیک، وہ بھی ٹھیک، تو بھی راضی وہ بھی راضی۔ یہ بات نہیں ہے۔ کھری بات ہے۔ دین ایک ہے، اور وہ خالص ہے اور وہ وہی ہے جو محمدی ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

یہ دو تین مسئلے ہیں جو ذرا Relavent سے ہیں۔ باقی تو بہت دور کے

ہیں' میں ان کو نہیں چھیڑتا۔

س : بعض جگہ یہ روایت ہے نبی کریم ﷺ رفع الیدین کیاکرتے تھے اور دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نہیں کیا کرتے تھے۔ اب ہمارے نزدیک تو دونوں قابل احترام ہیں ہم کس کی بات پر یقین کریں؟

ج : میرے بھائیو! اگر ایک صحابی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے ایک حدیث میں یہ آجائے اور دوسری حدیث میں یہ آجائے کہ رسول اللہ ﷺ رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو یہ نہ سمجھیں کہ یہ صحابی کا اختلاف ان میں سے لازمی ایک حدیث ضعیف ہوگی' کمزور ہو گی اور اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ نہیں کہ صحابی کمزور ہے۔ جو صحابی کے بعد کے راوی ہیں ان میں کمزوری آجاتی ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور باقی بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہ رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے اب یہ نہیں کہ عبداللہ بن مسعود غلط کہتے ہیں یا عبداللہ بن مسعود معاذاللہ ثم معاذ اللہ! برے صحابی ہیں۔ غلطی بعد والے کو لگی ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے وضاحت کی ہے کہ اصل حدیث کچھ اور تھی عبداللہ بن مسعود والی اور میرے استاد نے بتایا فلاں راوی غالباً عاصم بن کلیب یا اس کے استاد کے بارے میں کہ جب وہ کتاب سے بیان کرتا تھا تو اور بیان کرتا تھا اور جب زبانی بیان کرتا تھا تو اور بیان کرتا تھا۔ دیکھو! حدیثوں میں اختلاف ہو تو صحابہ کا اختلاف نہیں ہوتا وہ اختلاف بعد کے راویوں کا ہوتا ہے۔ جیساکہ شاگرد پڑھتے اور زبانی حدیثیں چلتی تھیں۔ کسی نے کچھ بات کہہ دی کسی نے کچھ بات کہہ دی۔ خرابی کی

وجہ جو ہوتی ہے وہ نیہ ہوتی ہے۔ باقی کوئی رہ گیا کہ اب یہ محرم آ رہا ہے۔ اللہ میرا رحم کرے بدعات بہت بری طرح سے ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ شیعہ کی تو خیر وہ اپنے محرم میں ... جو کچھ انہوں نے کرنا ہے کرتے ہیں۔ عشرہ اپنا پورا مناتے ہیں۔ صحابہ کو گالی گلوچ دیں' برا بھلا کہیں یا پھر جو بھی کریں پھر وہ ماتم کریں۔ اب سنی کیا کرتے ہیں سنی اسکے مقابلے میں شروع کر دیتے ہیں۔ وہ بھی محرم منا رہے ہیں سنی بھی محرم منا رہے ہیں وہ اور طرح سے منا رہے ہیں اور یہ اور طرح سے منا رہے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ محرم میں اس قسم کی کوئی حرکت بالکل ہو ہی نہ۔ بیاہ شادی بھی اس مہینے میں ہو' رخصتی بھی اس مہینے میں ہو۔ کوئی کھانے پینے میں کی بیشی نہ ہو۔ کوئی کہتا ہے کہ دسویں کو اتنا کھاؤ پیو۔ سبیلیں لگاؤ۔ یہ سب بدعتیں ہیں۔ جو دوسروں کی دیکھا دیکھی سنیوں میں آ گئی ہیں۔ لہذا اس دن میں کسی قسم کی کوئی تقریر کرنا صحیح نہیں۔ اب دیکھو ناں مثلاً عید میلاد آ گئی۔ بریلوی تو اسے اس طرح سے منائیں گے اور جو دوسرے ہیں وہ اپنا جلسہ کر دیں گے اور حضور ﷺ کی ولادت بیان کر دیں گے۔ یا اس کے علاوہ اس کی تردید کر دیں گے۔ اس دن کو ایسے گزارنا چاہیے کہ جیسے ہماری نظر میں ہے ہی نہیں۔ تو اس لئے بالکل خاموشی کے ساتھ اس میں کسی قسم کا کوئی حصہ لینا نہیں چاہیے۔ ایک تو فساد ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ نتیجہ بھی کوئی نہیں نکلتا۔ اور آپ کو حکومت کا پتہ ہے کہ حکومت کا کیا معاملہ ہے؟

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ شیعہ ایک سرکاری مذہب ہے' حکومت نے اس مذہب کو لازما سپورٹ کرنا ہے۔ دیکھو میں کوئی تقریر کروں۔ معمولی سی بات میرے منہ سے نکل جائے فوراً مجھ سے پوچھا جائے گا۔

تو نے فلاں کے خلاف کیوں کہا' فلاں کے خلاف کیوں کہا۔ اور شیعہ کھڑا ہو کر صحابہ کو گالیاں بھی دے بھئی ! ان کا حق ہے۔ حکومت خاموش۔تو اس لئے ان دونوں میں تو حکومت کو ہی سمجھایا جائے۔ کہ بھئی تم سنبھل کے کام کرو۔ یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرنا اور پھر ملک پہلے ہی ان حالات کا متقاضی نہیں ہے۔ اور متحمل نہیں ہے۔ جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ۔ باقی رہا کہ یہ ماہ محرم الحرام اس میں عاشورے کے روزے کی فضیلت ہے۔ عاشورہ کا روزہ رکھنا اور اس کے ساتھ ایک اور روزہ ملانا۔ بس اس کے علاوہ کوئی چیز سنت نہیں۔ کوئی پرہیز نہیں۔ کوئی شادی نہ ہو' رخصتی نہ ہو' یہ نہ ہو وہ نہ ہو۔ سب کچھ کرو جو پہلے ہوتا تھا۔نذر نیاز وغیرہ سوائے اللہ کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نام کی' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کی یا کسی اور کے نام کی شرک ہے۔ اسلام میں بالکل جائز نہیں۔ عاشورے کا روزہ جو ہے وہ بھی رکھنا چاہیے یہ بھی سنیوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ دسویں تاریخ کو کھانا بہت اچھا کھانا چاہیے۔ سارا سال پھر اللہ خوشحالی دیتا ہے اور یہ بالکل موضوع روایت ہے' غلط روایت ہے۔ اس پر قطعاً عمل نہیں کرنا چاہیے۔ باقی رہا یہ کسی دوست کی تقریر کے بارے میں ہے۔ میں نہیں کہتا کہ اس کا کوئی موقع ایساہو۔ اس کی کوئی گنجائش ہو۔ باقی مشورہ کرنا ہو تو جماعت والے کر کے دیکھ لیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر نہیں۔ کیونکہ آج کل کسی کے بارے میں خصوصاً ہم نے دیکھا ہے افسر اس قدر پریشان ہیں' اس قدر پریشان ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ بلکہ سنا ہے کہ وہ اسلحہ بھی جمع کروا رہے ہیں۔ جو لائسنس ہولڈر ہیں وہ کہیں گے سب اپنا اپنا اسلحہ جمع کروا دو۔ پھر مولویوں کی بھی زبان بندی کریں

گے۔ مولوی بھی چپ ' بولنا نہیں تو یہ ساری باتیں جو ہیں وہ ہوں گی۔ اب اس کو زیادہ ہوا دینا' اس کو زیادہ بگاڑنا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے تقریر کے لئے کہا ہے کہ کوئی دوست آئے ہیں جو شیعہ کے بارے میں کوئی تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم اس مسجد میں ایسی تقریر کروائیں ۔ ہم کو جتنی ضرورت ہوتی ہے ہم کہہ لیتے ہیں اور وہ وہی ہضم ہو جائے تو بہت ہے۔ اول تو وہی ہضم نہیں ہوتی۔ جو آج ہی میں نے تقریر کی ہے اس کی ہمیں پتہ نہیں کیا سزا بھگتنا پڑے گی۔ اگر ہم اس سے بھی زیادہ کام شروع کر دیں کہ ہم کسی سنی بھائی کو تقریر کے لئے کھڑا کر دیں کہ شیعہ کے خلاف ان کا پوسٹ مارٹم کر دے۔ تو پھر اور مصیبت ہو گی جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور یہ کام عام ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بدعتوں سے دور رہنا چاہیے۔

میرے بھائیو ! کبھی کسی کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ ہمارا دین خالص ' سچا' سادہ بالکل علیحدہ۔ یہی بہت بڑی نیکی ہے کہ آپ ان سے علیحدہ رہیں۔ ان کے جلوس میں نہ جائیں' ان کے جلوس کو نہ دیکھیں۔ اپنے بچوں کو نہ جانے دیں۔ کسی کو کسی قسم کی شرکت نہ کرنے دیں۔ کسی قسم کی اس میں رونق بخشنا' رونق کرنا' یہ بہت بڑا جرم ہے۔ آپ اس سے بالکل علیحدہ رہیں۔ یہی نیکی ہے۔ اور یہی ثواب ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان.........

خطبہ نمبر 45

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

و اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون

(النور : 24 : 56)

میرے بھائیو ! یہ عید کا موقع ہے اور یہ مسلمانوں کی عید ہے۔ غیر مسلموں کے جتنے تہوار (Festivals) ہوتے ہیں' جتنے ان کے یہ دن ہوتے ہیں ان میں سوائے پھرنے پھرانے' تفریح' عیش اور نمائش کے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ مسلمانوں کا دن جسے عید کہتے ہیں یہ ایک عبادت ہے۔ اس میں کپڑوں کی نمائش نہیں جیسا کہ اکثر ہماری بہنوں کا حال ہے۔ یا مردوں کا یہ خیال ہے۔ بچے تو بے سمجھ ہیں ان کی تو اور بات ہے لیکن جب آدمی Grown Up ہو' سنبھل جائے' جوان ہو جائے' ہوش و حواس اس کے ٹھیک ہوں تو پھر سمجھ لینا چاہیے کہ عید کیا چیز ہے؟ یہ عید رمضان شریف کے بعد آتی ہے۔ رمضان شریف ایک محنت کا' مشقت کا' Labour کا مہینہ ہے۔ جس میں دن میں بھی محنت کرنی پڑتی ہے اور رات کو بھی اچھی خاصی محنت کرنی پڑتی ہے' عبادت کرنی پڑتی ہے۔ یہ مہینہ گزارنے کے بعد اللہ نے یہ دن رکھا ہے کہ مسلمان باہر میدان میں نکلیں اور جمع ہوں اور میدان محشر کا ایک منظر پیش کریں۔ اور اللہ سے دعائیں کریں کہ

اللہ ! تو ہمیں معاف کر دے ! محنت تو جو ہم نے کرنی تھی کر لی لیکن کام تیرے فضل سے ہوگا۔ سو اللہ ! ہم تجھ سے معافی مانگنے کے لئے' بخشش مانگنے کے لئے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ یہ ہے اس عید کا تصور۔ لیکن آپ جانتے ہیں کیونکہ ہماری تربیت شروع سے ہی ٹھیک نہیں' ہمارے گھروں میں دین کا نام و نشان نہیں۔ اس لئے ہمارے بچے' ہماری بہنیں' ہماری بچیاں صرف نمائش کی غرض سے آتی ہیں اور وہ جو عبادت کا اصل مقصد ہے اس کو فوت کر دیتی ہیں' اس کو ضائع کر دیتی ہیں۔ ہمارا مردوں کا فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں' ان کا صحیح ذہن بنائیں اور ان کو بتائیں کہ ہم (عیدگاہ) کس لئے جا رہے ہیں ؟ ہم اللہ سے محنت منظور کروانے جا رہے ہیں۔ اسی لئے ہمیں خوشی بھی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ خدا سے مانگنا بھی ہے جو کہ اصل عبادت ہے۔

میرے بھائیو ! یہ تھوڑا سا تعارف کروانے کے بعد اب میں آپ سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ہم لوگ اس دنیا میں جو کہ صرف ایک دھوکہ ہے رہتے ہوئے اس حقیقت کو بالکل بھول گئے ہیں کافروں کا تو نام ہی نہ لیں ہم مسلمان اس حقیقت کو بھول گئے ہیں اس ساری کائنات' اس ساری دنیا کی چابی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو کچھ اس میں ہوتا ہے صبح و شام دن رات' ہر سال' ہر مہینے' ہر روز۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہر آدمی کے ساتھ جو ہوتا ہے' ہر خاندان کے ساتھ جو ہوتا ہے' پورے شہر میں جو ہوتا ہے' پوری قوم سے جو ہوتا ہے' پورے ملک میں جو ہوتا ہے' پوری دنیا میں جو ہوتا ہے یہ سب اتار چڑھاؤ اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں پوچھتے ہیں قل اے نبی ! تو کہہ ان لوگوں سے' ان سے پوچھ' قل من یرزقکم من السماء و الارض (10: یونس : 31) دریا چلتے ہیں' نہریں چلتی ہیں' آبپاشی کرتے ہو' کھیتی باڑی کرتے ہو' تمہاری فصلیں اگتی ہیں۔ تمہیں یاد ہی نہیں کہ اصل کام کرنے والا تو اللہ ہے۔ تم کہتے ہو یہ طریقہ ہے' فصلیں پیدا ہوتی ہیں' اس کے

بعد تم مختلف پلاننگ کرتے ہو' منصوبے بناتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ منصوبہ بندی کے تحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ من یرزقکم من السماء و الارض آپ لوگوں سے پوچھیں کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے؟ آسمان سے بارش آتی ہے' زمین پر پڑتی ہے' اور زمین پر اگنے کا جو نظام ہے وہ چلتا ہے۔ اگر بارش نہ آئے دریا ختم' نہریں ختم' کنوئیں ختم۔ ٹیوب ویل ختم' پانی کا سلسلہ سارا ختم۔ تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ امن یملک السمع و الابصار تم یہ بتاؤ کہ تم چلتے پھرتے ہو' تم دیکھتے ہو' تمہارے کان' تمہاری آنکھیں کس کے قبضہ میں ہیں ؟ امن یملک السمع والابصار و من یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی مردوں کو زندہ سے کون نکالتا ہے ؟ زندوں سے مردوں کو کون نکالتا ہے۔ یہ پیدائش کا سلسلہ کون بناتا ہے؟ و من یدبر الامر (10 : یونس: 31) ساری کائنات کی تدبیر کرنے والا مدبر کون ہے ؟ کبھی غور کیا ؟ میرے بھائیو ! ہمارا ایمان بالکل نہیں ہے کہ اللہ ہے۔ دیکھئے پاکستان بن گیا' مسلمانوں نے کوشش کی' بات ختم نہیں ہوئی یہ اللہ نے بنایا ہے' اسباب اللہ پیدا کرتا ہے' اللہ جب کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔ بچے کو پیدا کرنا ہوتا ہے' میاں بیوی کی شادی ہوتی ہے' دونوں جمع ہوتے ہیں تو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کسی کی موت آنی ہوتی ہے' سانپ آ جاتا ہے اور ڈس جاتا ہے۔ وہ مر جاتا ہے۔ حادثہ (Accident) ہو جاتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ مارتا کون ہے ؟ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم (32 : السجدہ : 11) مارنے والا کون ہے ؟ مارنے والا اللہ ہے۔ اللہ نے ملک الموت کو مقرر کر رکھا ہے۔ سبب کیا بنایا؟ سانپ کو بھیج دیا۔ حادثہ کروا دیا۔ طوفان آ گیا۔ ٹائیفائیڈ ہو گیا۔ کبھی کوئی بات کبھی کوئی بات' کبھی کوئی سبب کھڑا کر دیا۔ کون کرنے والا ہے ؟ اللہ.... جب اتنی بات سمجھ میں آ گئی تو آپ سمجھ لیجئے گا اگر ہم زندگی امن سے گزارتے ہیں ' اگر ہمیں کوئی تکلیف ہے' ہم کسی

مصیبت میں مبتلا ہیں تو یہ کون کرتا ہے؟ اللہ ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسانو! جو کچھ تم پر آتا ہے تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ کنٹرولر میں ہوں' مدبر میں ہوں' سارے کام میں کرتا ہوں۔ میں اس کے لئے اسباب پیدا کرتا ہوں۔ اگر تم اچھے کام کرو گے' تمہارے ساتھ میرا اچھا سلوک ہوگا اور اگر تم برے کام کرو گے تمہارے ساتھ برا سلوک ہوگا۔ اے پاکستانیو! کہیں کوئی شبہ ہے کہ ہم بہت بری حالت میں ہیں۔ ہمارا پاکستان سخت ابتلا میں ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ یہ اکیلے ضیاء کا قصور ہے' یہ اکیلے لیڈروں کا قصور ہے؟ یہ اکیلی بیوروکریسی کا قصور ہے؟ یہ اکیلے عوام کا قصور ہے؟ سوچ لیجئے گا! سب ملتے ہیں' کارروائیاں ہوتی ہیں۔ اللہ نتائج میں ہم پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔ اگر چاہتے ہیں کہ پاکستان کی ترقی ہو' ہماری منصوبہ بندیوں سے کبھی ترقی نہ ہوگی۔ ترقی کی صورت کیا ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تب ترقی ہوگی۔ آخر کیا بات ہے کہ ایک دور وہ تھا جب مسلمان ترقی ہی ترقی ہوتی کرتے جا رہے تھے۔ عرب کیا ملک ہے؟ چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں سے مسلمان نکلتے ہیں' ساری دنیا پر چھا جاتے ہیں' ساری دنیا پر حکومت کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ دور آتا ہے کہ مسلمان سمٹتے جاتے ہیں' پیچھے ہٹتے جاتے ہیں' غلام بنتے جاتے ہیں اور اگر رسمی' فرضی آزادی مل بھی جاتی ہے تو ذہنی طور پر پھر بھی غلام ہی رہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

میرے بھائیو! اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ خدا ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے سخت ناراض ہے۔ سو میرے بھائیو! اس حقیقت پر غور کر لو۔ ہماری حکومت' اسمبلیاں بناتی ہیں' وہاں بڑی بڑی سکیمیں پاس ہوتی ہیں' ملک کے مفاد کے لئے بڑی بڑی میٹنگیں ہوتی ہیں۔ لیکن شیطان نے ایسے مغالطے میں ڈال رکھا ہے کہ اس طرف کسی کا ذہن نہیں جاتا کہ مدبر اللہ ہے۔ تدبیریں کرنے والا اللہ ہے۔ ہم اس کی پلاننگ کے تحت اس کے بتائے ہوئے نظام کے تحت اگر زندگی گزاریں گے تو وہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ ملک ترقی کرے گا اور اگر ہم نے اس کو

بھلا دیا' ہم نے اس کو نکال دیا' ہم نے اس کی پرواہ نہ کی تو جو بھی پاکستانی عوام' جو بھی پاکستان کی اسمبلیاں کر لیں پاکستان کی حالت کبھی بھی نہ بدلے گی۔ آپ سوچ نہیں رہے۔ پہلے ہائے ! جمہوریت بحال ہو جائے' اب بحال ہونے لگی' اب ہر ایک کو نظر آ رہا ہے کہ پاکستان کی خیر نہیں۔ اسمبلیوں میں وہ جوت چلے گا' لیڈروں میں وہ لڑائی ہوگی' صوبوں میں وہ کشاکشی ہوگی کہ پاکستان کا وجود سخت خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اگر مارشل لاء رہے تو پاکستان کی خیر نہیں اگر جمہوریت بحال ہو تو پاکستان کی خیر نہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟ جو اصل بیماری ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ جو آیت قرآن مجید کی میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کو دیکھیے وعداللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ اس کا آخری کلام ہے اس کے بعد کوئی کلام نازل نہیں ہوگا۔ نبوت ختم.... وحی ختم.... قرآن خدا کا آخری کلام ہے۔ اللہ کہتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات میں وعدہ کرتا ہوں ان لوگوں سے جو اپنے ایمان کو درست کریں گے' اپنے اعمال کو صحیح بنائیں گے۔ میں ان سے وعدہ کرتا ہوں۔ لیستخلفنھم فی الارض کہ میں ان کو زمین میں خلافت دوں گا' میں مسلمانوں کو حکومت دوں گا' بڑی زبردست حکومت دوں گا اور اس کے اندر کیا کیا چیزیں نمایاں ہوں گی۔ پہلی بات و لیمکنن دینھم الذی سب سے پہلے یہ ہوگا کہ میرا دین جو مجھے پسند ہے وہ سب پر غالب ہوگا۔ و لیمکنن دینھم الذی ارتضی لھم اللہ اس دین کو غالب کرے گا جو دین اللہ کو پسند ہے۔ اور پھر اس کے بعد کیا ہوگا ؟ و لیبدلنھم ھم من بعد خوفھم امنا ملک میں خوف کا' ڈر کا نام و نشان تک نہیں ہوگا۔ سارا ملک پورے سکون اور امن سے زندگی گزارے گا' کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ یعبدوننی و لا یشرکون بی شیئا میرا وعدہ چلتا رہے گا جب تک کہ تم ٹھیک چلو گے۔ تم میری عبادت کرو گے۔ میرے ساتھ کسی کو

شریک نہیں کرو گے۔ تمہارے ملک میں شرک نہیں ہوگا۔ صرف میری عبادت ہوگی۔ یہ کام چلتا رہے گا و من کفر بعد ذلک جو میرے اس وعدہ کر لینے کے بعد اس کی پرواہ نہیں کرے گا فاولٰئک هم الفاسقون 24 : النور : 55) وہ برباد ہو گئے ۔ میں ان کو دھکے دے دوں گا۔ پھر وہ جتنا مرضی زور لگائیں وہ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ کبھی بھی امن کی زندگی نہیں گزار سکتے۔

میرے بھائیو ! قرآن کون سی کتاب ہے؟ قرآن کس لئے ہے ؟ قرآن اللہ کا کلام ہے جو بتاتا ہے کہ اے انسانو ! جس زمین پر تم چلتے ہو وہ میری ہے۔ یہ میں نے تمہارے رہنے کے لئے دی ہے۔ جس آسمان کے نیچے تم رہتے ہو یہ میرا ہے' یہ چکی کے دو پاٹ ہیں ' اوپر آسمان نیچے زمین۔ تم میرے قبضے سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔ جتنے مرضی گھوڑے دوڑالو' جتنا مرضی زور لگا لو تم نکل کر بھاگ نہیں سکتے اگر تم میرے قانون کے تحت جو میں تمہیں پروگرام دوں گا میری زمین پر تم انسان بن کر رہو گے۔ بڑی اچھی زندگی گزارو گے اور اگر تم نے مجھے بھلا دیا' اگر تم نے اپنی مرضی شروع کر دی' تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے'ہوگے تم پاکستانی' ہو گئے تم مسلمان ؟ لیکن ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ سو میرے بھائیو ! کیا ہم سب نے سوچنا چھوڑ دیا ہے؟ اگر قرآن اللہ کا کلام ہے اور ہم انسان ہیں' اللہ نے ہمیں عقل دی ہے تو ہمیں سوچنا چاہیے۔ میرے بھائیو ! یہ رمضان شریف گیا' کتنے قرآن اس مہینے میں ختم ہوئے لیکن کوئی بات معلوم ہوئی' کوئی پتہ لگا؟ حافظ سپیشلیں چلتی ہیں' شبینے اڑتے ہیں لیکن قرآن کا کوئی پتہ نہیں کہ کیا چیز ہے ؟ آپ کو اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ قرآن گھاس کی طرح کاٹنے کے لئے ہے ؟ ارے بھائیو ! یہ کوئی مسئلہ ہے جو لاؤڈ سپیکروں پر قرآن پڑھا جاتا ہے' یہ شبینے کئے جاتے ہیں؟ کسی مسئلے کے پوچھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کام جائز ہے یا ناجائز ؟ یہ حرام ہے۔ ارے قرآن اس لئے آیا ہے کہ کرائے کے حافظ اکٹھے کر لو' کرائے کے حافظ اکٹھے کر کے

قرآن ختم کر دو۔ میرے بھائیو! قرآن تو ایک سمجھنے کی چیز ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے قرآن کو نہیں سمجھا کہ قرآن کیا چیز ہے؟ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوۃ باب کم یقراء القرآن' مشکوۃ کتاب فضائل القرآن باب اداب القرآن عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) آپ سوچیں کہ آخر قرآن کے ختم کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ ارے! قرآن کو ختم کر کے رہو گے۔ چنانچہ قرآن ختم کر دیا مسلمانوں نے۔ قرآن اس لئے نہیں آیا کہ تم اس کو ختم کر دو۔ قرآن تو اس لئے آیا ہے تم اس کو باقی رکھو۔ قرآن اس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اندر زندگی پیدا کرو۔ قرآن کو پڑھو۔ اپنی اصلاح کرو۔ یہ اس مالک الملک کا کلام ہے' اس میں اس کے وعدے ہیں جو اس کائنات کا مالک ہے' جو ہماری زندگی اور موت کا مالک ہے۔ جو اس ملک کا مالک ہے جو اس پوری زمین کا مالک ہے۔ یہ خدائی قانون ہے۔ اگر آپ نے نہ سمجھا کہ قرآن کیا کہتا ہے تو آپ کے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ خواہ دس قرآن ختم کر دیں۔

میرے بھائیو! قرآن پڑھنا وہ ہوتا ہے کہ آپ سمجھتے بھی جائیں..... سورج .... سورج کا فائدہ کسے ہے؟ سورج ٹھیک ہے کہ گرمی بھی پہنچاتا ہے' سورج سے فصلیں بھی اگتی ہیں لیکن سورج کا اصل فائدہ آنکھوں والے کے لئے ہے کہ سورج نکل آیا۔ اب کہے گا کہ دن نکل آیا۔ بھئی! ہر چیز نظر آتی ہے۔ اور اگر ہو ہی اندھا تو اس نے سورج سے کتنا فائدہ اٹھایا؟ بالکل یہی حال قرآن کا ہے۔ قرآن کو پڑھو' اس کو سمجھو۔ قرآن کیا کہتا ہے۔ یہ خدا کے وعدے ہیں' یہ خدا کا قانون ہے۔ جو اس دنیا میں چلتا ہے اور جو اگلے جہاں میں چلے گا جب ہم خدا کے پاس پہنچیں گے۔ میرے بھائیو! ہم پر یہ جو عذاب مسلط ہے' ہم جو طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ خوب سن لیجئے گا۔ رمضان گزر گیا۔ تراویح میں آپ نے قرآن ختم کر دیا لیکن میں آپ کو سناتا ہوں کہ

قرآن کیا چیز ہے؟ قران کیا کہتا ہے ؟ قرآن یہ کہتا ہے اے بندو ! سمجھ لو' میں مالک ہوں آسمان کا' زمین کا' ہر چیز کا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں کس بات پر ناراض ہوتا ہوں اور کس بات پر میں خوش ہوتا ہوں۔ جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ میری حکومت کیا چاہتی ہے اور کس چیز سے روکتی ہے وہ کوئی اس ملک کا شہری ہے؟ ہر شہری سے توقع کی جاتی ہے کہ کم از کم اسے اتنا معلوم ہو کہ اگر سڑک پر جائے تو اسے ٹریفک کے اصول کا پتہ ہو کہ کیسے چلنا ہے۔ دائیں چلنا ہے ؟ بائیں چلنا ہے ؟ سگنل کیا ہے ؟ طریقے کیا ہیں ؟ اگر وہ دفتر میں کام کرتا ہے تو اسے قواعد کا پتہ ہو' ملازم ہے تو اسے قواعد و ضوابط کا پتہ ہو۔

میرے بھائیو ! وہ کون مسلمان ہے ؟ وہ کیا خاک مسلمان ہے جسے یہ پتہ نہیں کہ اللہ کس بات پر ناراض ہوتا ہے اور اللہ کس بات پر خوش ہوتا ہے۔ اب دیکھ لیجیے گا کہ ہم کتنے بیٹھے ہیں۔ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کا سوچنے آپ کو پتہ ہے کہ کون سا وہ فعل ہے' کون سا کام ہے جس پر اللہ سخت ناراض ہوتا ہے۔ ایک طرح سے خدا بائیکاٹ کر دیتا ہے۔ چلو .... دور ہو جاؤ..... میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور کون سا وہ کام ہے جس کے کرنے سے اللہ کہتا ہے کہ نہیں تم میرے ہو' تمہاری طرف کوئی انگلی نہیں کر سکتا۔ یہ بات نہ عوام کو معلوم ہے نہ ہمارے حکمران طبقے کو معلوم ہے' نہ ہمارے جاہل مولویوں کو معلوم ہے؟ کیوں ؟ علوم پڑھے جاتے ہیں پیسوں کے لئے۔ آج کل دین کا علم کس لئے ؟ پیسوں کے لئے۔ پیسے کماتا ہیں' پیسے کماتا۔ جیسے وکیل فیس مانگتا ہے' مولوی ایسے پیسے مانگتا ہے۔ مولوی امامت نہیں کرائے گا بغیر پیسوں کے' مولوی خطابت نہیں کرے گا بغیر پیسوں کے۔ مولوی کبھی اسلام آباد جائے تو بغیر پیسوں کے بات نہیں کرے گا اور یہ دین پیسوں کے ساتھ کبھی نہیں چلتا۔ جب یہ دین بکنے لگ جائے' اس دین کی آب و تاب ختم ہو جاتی ہے۔ اس دین کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔

میرے بھائیو ! آپ میں سے بہت سے لوگ کرتا دھرتا ہوں گے۔ سوسائٹیوں کے بڑے اچھے خاصے رکن ہوں گے۔ سن لو امام کا تنخواہ لینا ناجائز' اس کو تنخواہ دینا ناجائز' موذن کا تنخواہ لینا ناجائز' موذن کو تنخواہ دینا ناجائز۔ حضرت عثمان بن ابی العاص (وہ نہیں جو خلیفہ تھے) وہ کہنے لگے۔ یارسول اللہ ! اجعلنی امام قومی یارسول اللہ ! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا.... میں تجھے تیری قوم کا امام مقرر کرتا ہوں' لیکن یاد رکھ موذن وہ لینا اتخذ موذنا لا یاخذ علی اذانه اجرا موذن وہ رکھنا جو پیسے نہ لے' موذن وہ مقرر کرنا جو پیسے نہ لے۔ (رواہ نسائی فی کتاب الاذان باب اتخاذ الموزن الذی لا یاخذ علی اذانه اجرا' مشکوة کتاب الصلوة باب فضل الاذان و اجابة الموذن عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ) اب سوچ لیجئے گا جب موذن کے لئے پیسے لینا ٹھیک نہیں تو امام کے لئے پیسے لینا کہاں ٹھیک ہیں۔ کم از کم جسے اذان دینا ہوگی وہ لوگوں سے پندرہ بیس منٹ پہلے آئے گا۔ پندرہ بیس منٹ کے لئے وہ اپنا ٹائم خرچ کرے گا' پابند ہوگا۔ اور امام ..... سوچ لیجئے گا کہ امام اگر آگے نماز نہ پڑھائے تو پیچھے پڑھے گا۔ جتنا وقت پڑھانے میں لگے گا اتنا وقت پڑھنے میں لگے گا۔ پیسے کس چیز کے مانگتا ہے ؟ امام پیسے کس چیز کے لیتا ہے ؟ اور پھر نتیجہ کیا نکلا ؟ یہ پیشہ بن گیا۔ چالیس آدمی کھڑے ہوں' نماز کون پڑھائے گا؟ اے جی ! ہائے ہائے !...... توبہ' توبہ...... میں یہ گندہ کام کروں ۔ یہ تو مولویوں کا کام ہے۔ پیشہ بن گیا ہے۔ نماز مولوی پڑھائے' نماز امام پڑھائے جو پیشہ ور ہو۔ حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی امام نہیں ہوتا تھا۔ خلیفہ امام ہے اس نے جس کو امام مقرر کر دیا اور اگر ویسے ہیں جو چاہے نماز پڑھائے۔ معیار کیا ہے ؟ جو ان میں سے سب سے زیادہ عالم ہو وہ نماز پڑھائے۔ اگر علم میں برابر ہیں تو جو عمر میں بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔ اگر عمر میں بھی برابر ہیں تو جو نیک پرہیزگار زیادہ ہو اس کو کھڑا کرو۔ (رواہ مسلم فی

کتاب المساجد باب من احق بالامامة 'مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الامامة عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ) نماز کے لئے پیسوں کا کام بالکل نہیں۔ سوچیں ! میں نے یہ بات ضمناً کر دی۔ میرے بھائیو! اس بات کو خوب سمجھ لو سب سے زیادہ ناراض اللہ شرک پر ہوتا ہے۔سب سے زیادہ اللہ ناراض شرک پر ہوتا ہے۔ جب کسی ملک میں شرک شروع ہو جاتا ہے بس سمجھ لو اللہ اس ملک سے بائیکاٹ کر دیتا ہے۔ اگر وہ اسلام کا نام نہ لیں کھل کر کافر ہو جائیں وہ اللہ کی چھٹی کروا دیں تو اللہ ان کی چھٹی کروا دے۔ جیسے روس اور امریکہ۔ پھر خدا ان کے ساتھ جتنا کرو گے اتنا ہی اجر دوں گا۔ جیسے مزدور رکھ لیا۔ مزدور آپ کے گھر کا آدمی ہو حساب نہیں ہوتا۔ مزدور کے ساتھ حساب ہوتا ہے۔ اور Over Time لگائے تو اور ٹائم کے پیسے اور اگر ٹائم کے اندر کام کرے تو اس کے پیسے۔ لیکن جو گھر والا ہو اس کو فائدہ جتنا چاہو پہنچاؤ اسکے لئے تنخواہ مقرر نہیں ہوتی۔ اگر اسلام کا لیبل لگا کر کفر اور شرک ہوتا رہے تو خدا سخت ناراض اور اگر خدا سے چھٹی.... ہم نہیں مانتے جیسے روس ہے یا امریکہ ہے یا دوسرے ملک ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ جاؤ محنت کرو جتنی کروگے اتنا ہی بدلہ دے دوں گا۔ لیکن مسلمان کو کبھی نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی مسلمان..... اگر کرتے بھی ہیں ویسے تو کرتے بھی کچھ نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے لڑکے کبھی کوئی اپنے ملک کے لئے مفید ہوا ہے ؟ جاسوس تو بن سکتا ہے' غدار تو بن سکتا ہے۔ ملک اور قوم کا سودا کرنے والا تو بن سکتا ہے..... ملک کو فائدہ پہنچانے والا بن جائے اس کی توقع کبھی نہیں کر سکتے۔ آج ہمارے ملک کو برباد کرنے والا کیا وہ طبقہ نہیں جو باہر کا پڑھا ہوا ہے۔ جو باہر کا پالا ہوا ہے۔ ملک میں اسلام کو نہ آنے دینے والا کونسا عنصر ہے؟ اس ملک میں اسلام کو کون نہیں آنے دیتا ؟ وہی جو انگریز کے پڑھے ہوئے ہیں جو انگریز کے پالے ہوئے ہیں لیکن دیکھ لو دیگر ممالک کے لوگ دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں آ کر کوئی نہ کوئی ملک کے لئے ایجاد کریں گے۔ جو

ملک کے لئے ایجاد کریں گے اور ملک کو ترقی دیں گے۔ وہ کافر ہیں' وہ مکار نہیں ہیں وہ دھوکے باز نہیں ہیں۔ یہ مسلمان لیبل اسلام کا لگاتا ہے اور کام کفر کے کرتا ہے۔ یہ مسلمان لیبل اسلام کا اور نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیتا ہے' نام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لیتا ہے اور کردار اس کا کافروں والا ہے۔ میرے بھائیو! جب تک ہم یہ دو رخی' یہ مکاری نہیں چھوڑتے کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ میرے بھائیو! پہلی چیز جو ایک مسلمان کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ دین کا درست ہونا ہے' شرک سے بچنا' توحید کو درست کرنا ہے' اپنے اسلام کو درست کرنا ہے۔ اب دیکھ لیجئے گا ..... ہماری عقل کا تو یہ حال ہے کہ ہم میں سے کسی کو یہ فکر ہی نہیں کہ میرا دین صحیح ہو' پتہ ہی نہیں کہ اصلی دین کیا ہے اور نقلی کیا ہے؟ ہمارے ہاں سب سے زیادہ مشکل مسئلہ جو مسلمانوں کے لئے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں اسلام کونسا آئے؟ میرے بھائیو! ٹائم تو آپ کا کافی لگ رہا ہے مجھے بھی نئے نئے چہرے نظر آ رہے ہیں میرے دل میں بھی ایک تڑپ ہے کہ جو آواز آج تک آپ کے کانوں تک نہیں پہنچی میں وہ بات آپ کو سنا دوں تاکہ کل کو آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ یااللہ! ہمیں پتہ ہی نہ تھا۔ میرے بھائیو! جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں اس بات کو سمجھ لو۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ ضیاء کہتا ہے کہ میں اسلام لا کر چھوڑوں گا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ کونسا اسلام؟ شیعہ کا' بریلویوں کا' دیوبندیوں کا' اہل حدیثوں کا؟ کونسا اسلام؟ اسلام کے تو کئی ایڈیشن ہیں ...... اس اسلام کے تو کئی نمونے ہیں۔ کونسا اسلام؟ یہ کس کا کام ہے ..... آج اسلام کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے۔ آج مسلمان اسلام کو نہیں پہچانتا کہ میرا اسلام کونسا ہے؟ اور اصلی اسلام کونسا ہے؟ عرس ہوں تو اخبار چھکاتے ہیں۔ عرس ہے' یہ بھی اسلام ہے؟ محرم ہو تو اخبار چھکاتے ہیں کہ یہ بھی اسلام ہے۔ ہر کام جو بھی کر جاؤ آج میرے بھائیو! جہالت کا دور ہے' روشنی کا دور نہیں ہے۔ ایسا اندھیر آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آج اسلام کے

کہتے ہیں۔ آج اسلام کی تعریف کیا ہے ؟ جو مسلمان کہیں ' جو مسلمان کریں وہ اسلام ہے۔ کہیں غلط ہے ؟ یہ جو آج کل مسلمان کرتے ہیں ' وہ اسلام ہے؟ اور اصل اسلام کسے کہتے ہیں۔ جو اللہ کے رسول نے کہا تھا یا کیا تھا وہ اسلام ہے۔ بس باقی سب بکواس ہے۔ یہ اسلام ہے۔ کہیے ! کتنا فرق ہے؟ بعد المشرقین ۔ نہیں .... آج کل کا اسلام ہر پڑھے لکھے کی نگاہ میں کیا ہے ؟ دیکھو جی ! مولوی صاحب کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے دوسرے کا دل دکھے۔ سب اسلام ہے۔ جو شیعہ کریں وہ اسلام' جو بریلوی کریں وہ اسلام' جو دیوبندی کریں وہ اسلام۔ جب ہند متحد تھا کانگرس کہتی تھی کہ سب ہندوستانی ۔ مسلم لیگ کیا کہتی تھی کہ مسلمان گائے کو ذبح کر کے کھا جاتے ہیں اور گائے ہندوں کی عبادت کی چیز ہے۔ وہ ان کا معبود ہے' ہم اس کو ذبح کر کے کھاتے ہیں۔ یہ دونوں ایک کیسے ہوئے ؟ یہ دونوں ایک نہیں ہو سکتے' اور آج یہاں شیعہ کیا کہتے ہیں ؟ سنی کیا کہتے ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن دونوں مسلمان ہیں۔ ان کا اسلام بھی پکا۔ ان کا اسلام بھی پکا اور رجسٹرڈ۔

میرے بھائیو ! ہمیں اسلام کا کوئی پتہ نہیں۔ جب ہم نے اسلام کی درگت بنا دی کہ اسلام کا کوئی پتہ نہیں کہ سچا کونسا' جھوٹا کونسا؟..... تو آپ خدا کی غیرت کا اندازہ کریں۔ خدا کو کتنی غیرت آتی ہے۔ سو میرے بھائیو ! اصلی دین کا پہنچانا لازمی ہے۔ جب مریں گے ' فرشتہ چھاتی پر چڑھے گا سب سے پہلی بات ہی یہ ہوگی ' جب قبر میں جائیں گے تو پہلا سوال ہی یہ ہوگا ما دینک (مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ) تیرا مذہب کیا تھا؟ تیرا دین کیا تھا؟ دنیا میں کس مذہب پر چلتا تھا؟ تو کیا کہیں گے۔ کہ جی ! جہاں کوئی لگا ہوا تھا سب ٹھیک تھا۔ سوچ لو کیا یہ جواب دو گے۔ یہ عید ہے ' میں یہ باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں' یہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں ہے کہ میں ایسی باتیں نہ کروں۔ یہ تو عید کا موقع ہے۔ ہم خدا کے پاس معافی کے لئے جمع ہوئے

ہیں۔ ارے کچھ پتہ تو لگے کہ ہماری غلطی کیا ہے؟ کبھی آپ نے سنا کہ اگر معافی مانگنے والا یہ کہے کہ جی! اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دے۔ اور غلطی آپ نے بہت بڑی کی ہے، جرم آپ نے بہت بڑا کیا ہو اور کہیں کہ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دے۔ وہ کبھی معاف کرے گا؟ نہیں ... کبھی نہیں کرے گا... اور اگر صفائی کریں بخشش طلب کہ یااللہ! میں سمجھ گیا کہ میری یہ غلطی ہے۔ مجھے معاف کر دے! کسی بندے سے بھی کہیں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں اور کہیں گے یااللہ معاف کردے! یااللہ معاف کر دے! اللہ کہتا ہے کیا معاف کر دوں؟ کیا بات ہے؟ کہ جی! یااللہ بات تو کچھ نہیں بس معاف کر دے۔ کہئے یہی ہے یا کچھ اور ہے؟ میرے بھائیو! میں اس لئے یہ باتیں کر رہا ہوں کہ مجھے پڑھے لکھے چہرے نظر آ رہے ہیں۔ ہم جاہلوں سے بات نہیں کرتے۔ ہمارا دن رات کام پڑھنے پڑھانے والے، لکھنے لکھانے والوں سے ہے۔ میں اس لئے آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اگرچہ آپ پڑھے ہوئے ہیں لیکن میں عرض کر دوں آج کل کا پڑھا لکھا پورا جاہل ہوتا ہے۔ آج کل کا علم، علم نہیں۔ آج کل کا علم جہالت ہے۔ اور بہت بڑی آڑ ہے۔ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ سوچئے گا کہ ہم اس میدان میں کیوں جمع ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ خدا سے معافی مانگیں۔ آپ کہیں گے یااللہ! معاف کردے! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا گناہ کیا ہے؟ اگر خدا کے بندے! تونے کیا گناہ کیا ہے؟ مجھ سے معافی مانگتا ہے۔ آپ کہیں یااللہ! یہ تو کوئی خاص بات نہیں۔ پتہ نہیں کیا ہے۔ یااللہ! مجھے پتہ تو کوئی نہیں۔ کہئے! معافی ہو جائے گی؟ اور یہی وجہ ہے کہ ہر مسجد میں فرضوں کے بعد دعائیں ہوتی ہیں۔ سلام پھیرا نہیں، ہاتھ اٹھا کر یوں چلتے بنے۔ دعا ہو گئی اور خدا پوچھتا ہے ...... اللہ ...... یہ جو بھکاری مانگنے والے ہیں کبھی ان کو دیکھ کر ہی سبق حاصل کر لیا کریں۔ وہ جونہی دیکھتا ہے کہ کوئی سفید کپڑوں والا آ رہا ہے، چہرہ بگاڑے گا، ہاتھ پھیلائے گا، ہائے! بھوکا مرگیا، ہائے! میرے چھوٹے بچے

.... ہائے ! یہ حالت ہے' ہائے ! یہ حالت ہے۔ مجھے کچھ دے دے ! اور ہمارا حال کیا ہے ؟ ہاتھ اٹھائے' دو منٹ لگائے یا ایک منٹ لگایا' ہاتھ منہ پر مارے اور چلے گئے۔ اور اپنے دل سے کبھی پوچھئے ! کیا مانگا ہے ؟ خدا سے کیا بات کی ہے ؟ .... اجی ! جو مولوی کہتا تھا میں نے بھی کہہ دیا' مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے میرے بھائیو ! اب حج کے موقع پر .... اللہ اکبر...... لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے' لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔ سب ہاتھ اٹھاکر دعا کرتے ہیں لیکن کبھی کوئی قبول ہوئی ؟ وہ دعا کر کے گئے۔ ادھر سے یہودی چڑھ گیا۔ سب نے حج کیا' حج کر کے گئے' اللہ نے یہودی کو چڑھا دیا کہ چڑھ جاؤ۔ اور ہم دعائیں کرتے ہیں۔ یہ جو فسادات ہوئے۔ ہم عیدیں پڑھتے ہیں' دعائیں کرتے ہیں' خدا ہندوؤں کو چڑھا دیتا ہے۔ میرے بھائیو ! عقل والے انسان بنو۔ جب خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاؤ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں کیا مانگتا ہوں ؟ میں کیا کہتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ جس کی وجہ سے اللہ ناراض ہے۔ میرے بھائیو ! دو گناہ ہیں جو کبھی معاف نہیں ہوتے۔ ایک شرک اور ایک لوگوں کا حق۔ دیکھ لو ہم کبھی پرواہ نہیں کرتے۔ ٹھگی' دھوکہ' فریب' لوگوں کی جیبوں سے پیسے نکال لو۔ جیسے بھی نکل آئیں۔ کوئی فریب کرو' کوئی دھوکہ کرو۔ اب یہ ٹافیاں ...... ٹافیوں والوں نے سوچا کہ ٹھگی کیسے کریں۔ انہوں نے اس میں جوئے کا رنگ بھر دیا۔ یہ صرف کے ڈبے' یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں .... کیسے ٹھگی کے طریقے ہیں۔ تمہیں ہنڈا مل جائے گا' تمہیں کار مل جائے گی۔ یہ جوا نہیں تو اور کیا ہے؟ لوٹنا کھسوٹنا۔ لوٹ کر جیسے پیسہ آ جائے پیسہ لے لو۔ میرے بھائیو ! حقوق العباد...... لوگوں کا حق..... اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک دفعہ مجمع میں دعا کی اللھم انی اعوذبک من الکفر والدین (رواہ نسائی فی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من الدین' مشکوۃ کتاب الدعوات باب استعاذۃ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) یا اللہ ! میں کفر اور قرضے سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحابہ

رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ! قرض کفر کے ساتھ مل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جیسے جو مرجائے' توبہ نہ کی ہو اور اپنی اصلاح نہ کی ہو کفر اور شرک پر مرجائے تو معافی کی کوئی صورت ہے ہی نہیں۔ اس لئے قرض لوگوں کا مال' لوگوں کا حق اگر زندگی میں نہیں ادا کیا اور مرگیا۔ خدا کبھی بے بس تو نہیں ہوتا لیکن خدا کہتا ہے اے بندے ! میں اپنے قانون کے تحت کچھ نہیں کر سکتا ؟ اگر معاف کرے تو وہ کرے گا جس پر تو نے ظلم کیا۔ جس کا تو نے حق مارا ہے۔ وہ کیوں معاف کرے گا۔ سو میرے بھائیو ! گناہوں کو بھی پہچانو ! ہم نہیں معلوم کرتے نہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی رضا معلوم ہو اور اللہ کی ناراضگی معلوم ہو۔ میں نے بہت وقت لے لیا۔

میں ابھی تک آپ کو صرف توجہ دلا سکا ہوں اور اگر آپ سمجھ والے ہوں گے اور اللہ کو آپ کی کچھ بھلائی منظور ہو' آپ کو ہدایت نصیب ہو۔ میری اس مختصر توجہ دلانے سے ہی آپ کوشش کریں سمجھنے کی کہ ہم اپنی اصلاح کیسے کر سکتے ہیں تاکہ ہماری دنیا بھی درست ہو اور آخرت بھی درست ہو۔ ضمنا ایک مسئلہ بھی آگیا۔ اب یہ رمضان شریف تو ختم ہو گیا۔ اس میں دو رخصتیں تھیں: روزہ فرض تھا' بیمار ہو' مسافر ہو روزہ چھوڑ سکتا تھا۔ لیکن جب تندرست ہو جائے تو روزہ اس کے ذمے ہو جائے گا۔ روزہ رکھے گا۔ بیمار تندرست ہو جائے تو روزہ رکھے گا' مسافر اپنے ٹھکانے پر آ جائے تو روزہ رکھے گا۔ اگر بے چارہ رمضان شریف میں بیمار تھا پھر بھی بیمار رہا اتنے میں فوت ہو گیا۔ بعد میں دس دن زندہ رہا' مہینہ زندہ رہا' دو مہینے زندہ رہا۔ صحت کے دن اس پر نہیں آئے کہ وہ روزے رکھ سکے۔ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔ اس کے ذمے کوئی روزہ نہیں۔ کیوں ؟ اس لئے کہ رمضان کے فرض روزے میں اللہ نے آپ کو رخصت دی تھی کہ پھر رکھنا۔ کب رکھنا ؟ فعدۃ من ایام اخر (2 : البقرۃ : 85) جب تو تندرست ہو جائے۔ وہ تندرست ہوا نہیں۔ اسی بیماری میں فوت

ہو گیا۔ اب اس کے ذمے کوئی روزہ نہیں۔ نہ گھر والوں کے ذمے اس کا بوجھ ہے نہ اس پر اپنا بوجھ ہے۔ لیکن اگر اس کو اللہ نے صحت دے دی' اسے موقع مل چکا تھا کہ روزے رکھ لیتا۔ اس نے کسی وجہ سے تو پھر اس کے وارث جو اس کی جائیداد سنبھالنے والے ہیں روزے ان کے ذمے فرض ہیں۔ و من مات و علیہ صوم صام عنہ ولیہ (بخاری و مسلم' مشکوۃ کتاب الصوم باب القضاء عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں ۔ اس کے اولیاء' اس کے ورثاء روزے رکھیں۔ جنہوں نے رکھ لئے رکھ لئے۔ جن کے رہ گئے وہ ان کو سال بھر میں پورا کریں گے۔ جب آپ کا دل چاہے۔ جب آپ کا موڈ بن جائے۔ آپ حالات کو سازگار دیکھیں روزے رکھ لیں۔ لیکن اب کل سے چاند نکلا ہے اب یہ مہینہ شوال کا شروع ہو گیا۔ اس شوال کے چھ روزے ہیں جن کو ستۃ شوال کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے ہوں اور چھ روزے شوال کے رکھے ہوں 30 اور 6 چھتیں یا 29 یا یہ فرمایا۔ خدا اس کو پورے سال کے روزے رکھنے کاثواب دیتا ہے۔ (رواہ مسلم فی کتاب الصیام باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال' مشکوۃ کتاب الصوم باب صیام التطوع عن ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کیونکہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گنا ہے۔ 30 کا دس گنا 300 اور 6 کا دس گنا 60 ۔ کل 360 بن گئے۔ یہ ایک موٹا سا حساب ہے۔ ایک سال پورا ہو گیا۔ تو اب یہ ایک کمائی کا چانس اور باقی ہے۔ شوال کے روزے دوسرے یہ بھی ایک سنت ہے۔ جب آپ عید پڑھنے کے لئے آئیں تو جاتے ہوئے راستہ بدل دیں۔ خواہ تھوڑ سا Change کر دیں تاکہ آپ کے گواہوں میں اللہ ان کو شامل کرے گا۔ حدیث میں آتا ہے یہ دو راستے قیامت کے دن آپ کے لئے دو گواہ ہوں گے۔ باقی جو میں نے عرض کیا ہے۔ اسی کی تاکید میں ایک دفعہ پھر کرتا ہوں تو میرے بھائیو! اس کو

Lightly نہ لیں ۔ جیسے کہ یہ آج کل ہمارے ہاں ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت ہی افسوس ہوتا ہے چونکہ ہم لوگ کالجوں میں پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اب آپشنل کا جو Subject ہوتا ہے لڑکے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ چلو Elective میں پاس ہو جاؤ آپشنل کا کیا ہے؟ آپشنل میں تو ویسے ہی نمبر لگا دیں گے۔ چلو فیل بھی ہو گئے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارے نزدیک آج کل اسلام آپشنل ہے۔ اور باقی جو کچھ بھی ہے سب الیکٹو (Elective) سب بڑا اہم اور ضروری ہے۔ اسلام بالکل ایک Surplus سی' فالتو سی چیز' غیر ضروری سی چیز ہے۔ بیکار سی چیز۔ یہ طریقہ ایک مسلمان کے لئے نہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ اسلام کو اہمیت دینی چاہیے۔ اسلام کو سمجھنا چاہیے کہ اصل اسلام کیا ہے۔ میرے بھائیو! جو لوگوں نے اسلام ایجاد کیا ہے۔ وہ اسلام نہیں۔ یہ جو لوگوں نے اسلام ایجاد کیا ہے' یہ فرقے بنائے ہیں۔ آپ کس کو مانتے ہیں۔ ہم فلاں کو' آپ کس کے ماننے والے ہیں؟ ہم فلاں کو.... اے جی! آپ کس کو ماننے والے ہیں؟ ہم فلاں کو۔ یہ جو اور ماننے والے ہیں یہ اللہ نے مقرر نہیں کئے۔ اسلام کس کو کہتے ہیں؟ جسے اللہ مقرر کرے اسے مانیں۔ اسلام محمد ﷺ پر ختم ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کہے حنفی بن' غلط کہتا ہے۔ اس کے بعد کوئی کہے وہابی بن غلط کہتاہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کہے شافعی بن غلط کہتا ہے۔ اگر کوئی کہے سہروردی بن' چشتی بن' نقشبندی بن' قادری بن' فلاں بن غلط کہتا ہے۔ وہ خود ساختہ اسلام ہے۔ وہ سرکاری اسلام نہیں ہے۔ سرکاری اسلام وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ میرے بھائیو! اسلام اللہ کے رسول پر ختم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی یہ اسلام ہے۔ پیروی مکمل کرنا.... اس سے اسلام مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ نماز اس کے طریقے کی پڑھیں جس طریقے کی نبی ﷺ نے سکھائی۔ روزہ' حج' زکوۃ' نکاح' طلاق' معاملات' سارے کاروبار..... یہ وہ ...... نبی ﷺ کی جو تعلیم ہے اس کے مطابق

کریں۔ آپ مسلمان ہوں گے اور اگر آپ یہ جو فرقے بنے ہیں' یہ جو بعد والے بنے ہیں ہر صدی۔ ابھی کونسا اسلام مکمل ہو گیا ہے؟ ابھی پورا نہیں ہوا۔ ابھی گھڑ رہا ہے مولوی ..... مشین لگی ہوئی ہے۔ ہر سال ایجاد ہوتی ہے۔ ہر سال اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اسلام بنتا رہتا ہے۔ اور یہ سب اسلام کو بگاڑنے والی چیزیں ہیں۔ اللہ مجھے بھی توفیق دے کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اللہ اس کو قبول فرمائے اور اللہ آپ کی اصلاح کی کوئی صورت پیدا کر دے! باقی موٹے موٹے جتنے گناہ ہوتے ہیں سب سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ گناہ اللہ کو ناراض کرنے والی چیز ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 46

ان الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و اشهد ان لا اله الا الله و حده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

ان الذين امنوا و عملوا الصلحت لوائك هم خير البرية ○ جزاؤ هم عند ربهم جنات عدن تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا رضى الله عنهم و رضوا عنه ذلک لمن خشى ربه (98 : البينة: 7 ـ 8)

میرے بھائیو ! آدمی کا تعلق اللہ کے ساتھ ایمان کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ اگر آدمی ایمان لے آئے تو سمجھو کہ وہ اللہ کا بن گیا۔ اللہ کا ہو گیا۔ اور اگر وہ ایمان نہیں لاتا تو پھر وہ (یعنی یوں سمجھ لو) اللہ سے بہت دور ہو گیا۔ ایک تو ہے فقط دوری' ایک ہے دشمنی۔ اس کو مثال سے آپ یوں سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کا کسی شہر میں کوئی رشتہ دار نہ ہو' وہ شہر خواہ کتنا دور ہو اس شہر کے سارے لوگ آپ کے لئے برابر ہیں۔ مثلا کراچی کے لوگ سب آپ کے لئے برابر ہیں لیکن اگر کراچی میں کسی سے کوئی رشتہ داری ہو جائے تو پھر سارے کراچی میں سے صرف وہی گھر جن سے آپ کی رشتہ داری ہے ان سے آپ کا تعلق ہو گا۔ باقی سے آپ کا کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ کراچی کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی خبر آئے تو آپ کو پہلے اس گھر کی فکر ہوگی کہ سنا ہے کہ کراچی میں یہ ہو گیا ہے' ان کا پتہ نہیں کیا حال ہو گا؟ فوراً ٹیلی فون کرتے ہیں۔ پہلے ساری کراچی آپ

کے لئے برابر تھی جب تک ان سے کوئی رشتہ داری نہیں ہوئی۔ جب آپ کی وہاں کسی گھر میں رشتہ داری ہو گئی تو اب سارے کراچی میں سے صرف وہ گھر آپ کا ہے۔ اس سے آپ کو ہمدردی ہے' ان کا دکھ' ان کا سکھ' ان کے جو بھی حالات ہوں گے ان سے آپ بیگانہ نہیں رہ سکتے۔ آپ پر وہ لازمی اثر انداز ہوں گے۔

مخلوق ہونے کے اعتبار سے سب اللہ کی مخلوق ہیں' کافر ہوں' مسلمان ہوں' جانور ہوں' انسان ہوں سب برابر ہیں۔ لیکن جو اللہ سے تعلق قائم کر لے' ایمان لانے کے بعد وہ پھر اللہ کا قریبی ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کا اپنا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ کو اس سے ہمدردی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وہ خاص بندہ ہوتا ہے۔ اللہ اسے اپنا بندہ کہتا ہے۔ ویسے تو مخلوق ہونے کے اعتبار سے کافر بھی اللہ کے بندے ہیں لیکن وہ مخلوق ہونے کے اعتبار سے اللہ کے بندے ہیں ویسے ان کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی اللہ کا ان سے کوئی تعلق ہے۔ لیکن جب کوئی بندہ ایمان لے آتا ہے' اللہ کو مان لیتا ہے' پھر جیسا کہ میں نے آپ کو رشتہ داری سے مثال دی اس کا اللہ سے خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ تو اسلام کا رشتہ اللہ کے ساتھ بالکل اسی قسم کا ہے۔ کہ جو مسلمان ہوں گے وہ اللہ کے اور باقی سب گئے آئے۔ جو تو مسلمان ہوں گے وہ تو اللہ کے ہیں اور جو مسلمان نہیں ہوئے' جو اللہ پر ایمان نہیں لائے ان کو ہم کافر کہتے ہیں وہ خدا سے بہت دور ہیں۔ ان کو اللہ جانوروں کی طرح سے اٹھا کر دوزخ میں پھینک دے گا۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اللہ سے ان کی کوئی ہمدردی نہیں ہو گی۔ مخلوق ہونے کے اعتبار سے خدا ان کو دنیا میں کھلاتا ہے' پلاتا ہے' جیسے گدھا' کتا اور سور کھاتا ہے۔ خدا کی دھوپ' خدا کی ہوا' خدا کا پانی' خدا کی زمین جیسے کافروں کے لئے' جانوروں کے لئے سب کے لئے ہے۔ ایسے ان کے لئے بھی ہے۔ لیکن جونہی وہ مر جائیں گے ان کا بہت برا حال ہو گا۔ اور جو اس کا ایماندار بندہ ہو گا

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا اس کی جان آہستہ آہستہ نکال دو، یہ میرا آدمی ہے۔ پھر قبر میں بھی اس کے ساتھ نرمی۔ پھر جب اٹھے گا تو اس سے پھر خدا کہے گا کہ تو میرے پاس آ جا، تو میرا آدمی ہے۔ دنیا پریشان ہوتی ہے، پریشان ہوتی رہے تو میرے پاس آ جا۔ اس کے لئے وہاں آرام، چین، سکون حتیٰ کہ اللہ اسے جنت میں پہنچائے گا۔ اس کی بڑی خاطر تواضع ہوگی۔ وہ اللہ کا مہمان ہوگا۔ جیسے کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ہوتے ہیں لیکن اگر خدا نخواستہ حالات بگڑ جائیں، رشتہ داری میں پھوٹ پڑ جائے جیسے میں نے آپ کو مثال دی تھی اس کو ذہن میں رکھئے! کراچی میں آپ کی کوئی رشتہ داری نہیں تھی تو سارا کراچی آپ کے لئے برابر تھا پھر کسی گھر میں رشتہ داری ہوگئی۔ پھر آپ کی صرف اس گھر میں ہمدردی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کی گڑبڑ ہو جائے، طلاق تک نوبت پہنچ جائے وہ آپ کی بیٹی کو چھوڑ دیں، یا آپ ان کی بیٹی کو چھوڑ دیں تو پھر آپ کو سارے کراچی والے اگرچہ دور ہیں لیکن جتنا وہ خاندان آپ کو برا لگتا ہے اتنا آپ کو باقی کراچی برا نہیں لگتا۔ کیوں؟...... قرب کے بعد جو دوری آتی ہے وہ بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اب دوری جو ہے وہ قرب کے بعد ہے۔ رشتہ داری ہوئی تھی، تعلق قائم ہوا تھا لیکن اب تعلق جو ہے وہ دوری میں بدل گیا ہے۔ اب دشمنی...... پہلے مطلق دوری تھی، اب دشمنی کی صورت ہے، تو اب اس کے بعد کیا ہوگا۔ آپ جانتے ہی ہیں بھائی سے جب بھائی کا بگاڑ ہو جاتا ہے لوگ حیران ہوتے ہیں کہ دیکھ اوروں سے تو بولتا ہے بھائی سے نہیں بولتا۔ یہ تو تیرا بھائی ہے۔ اب ہم کیا کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے بھائی ہے، میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ بالکل یہی اگر مسلمان ہے اس سے اللہ کا تعلق صحیح ہے۔ یہ اللہ کا بہت قریبی ہے۔ اللہ کا بہت پیارا ہے۔ لیکن اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے، یہ منافق ہو جائے، یہ مکاری کرے، یہ جھوٹا کلمہ پڑھے، اس کا ایمان غلط ہو، اس کی رشتہ داری میں فرق آ جائے اور یہ منافق بن جائے اور

خدا کو وہ غیض و غضب اور غصہ جو اس منافق پر آتا ہے کافر پر اتنا نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کا مسلمان جتنا ذلیل ہو رہا ہے اتنا کافر دنیا میں ذلیل نہیں ہو رہا۔ جتنے آج کل مسلمان دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے ؟ یہ تو اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں' کافر اللہ کو دھوکہ نہیں دیتے۔ یہ مسلمان اللہ کو دھوکہ دیتا ہے۔ یہ اللہ کو بدنام کرتا ہے۔ اس کے رسولوں کو بدنام کرتا ہے' اس کی کتاب کا مذاق اڑاتا ہے۔ یہ سیدھی (Direct) چوٹ اس پر پڑتی ہے ۔ اس لئے دشمنی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسی لئے آپ حیران ہوں گے قرآن مجید میں بہت جگہ یہ آتا ہے ان الذین امنوا و عملوا الصلحت کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کانت لھم جنٰت الفردوس نزلا (18 : الکھف : 107) جو لوگ ایمان لے آئے' انہوں نے اللہ کو مان لیا' ان کے لئے کیا ہوگا؟ کانت لھم جنت الفردوس نزلا جنت الفردوس میں اللہ ان کو جگہ دیں گے۔ یہ خدا کے مہمان ہوں گے اور خدا ان کا میزبان ہوگا۔ کتنا بڑا رشتہ ہے' کتنا بڑا تعلق ہے' جب ایمان صحیح ہو اور ایمان لانے کے بعد جنتوں میں جائیں گے اور جنت بھی الفردوس اور پھر خدا ان کی وہاں مہمانی کرے گا۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اولٰئک ھم خیر البریۃ فرمایا جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں یہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ اللہ کو یہ سب سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔ کون ؟ جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے جزاء ھم عند ربھم جنت عدن اللہ کے ہاں اس کو کیا بدلہ ملے گا؟ ..... جنتیں ملیں گی۔ ہمیشگی کی جنت ہوگی۔ اور اللہ کی رضا ہوگی۔ کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنتوں میں رہیں گے۔ کبھی اس سے نکلنا نہیں ہوگا۔ یہ اللہ کی طرف سے ہوگا۔ یہ قرآن مجید میں اللہ نے بیان کیا۔ دنیا میں بھی اللہ کہتا ہے جو ایمان لے آئے' جس کا مجھ سے تعلق قائم ہو جائے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض

کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا(24 : النور : 55) جو ایمان لے آئے گا' جو نیک عمل کرے گا۔ کون ؟ جب بھی نیک مسلمان ایمان لانے کے بعد نیک کام کریں گے۔ جو مجھ سے رشتہ تعلق قائم کر لیں گے میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کو دنیا میں حکومت دوں گا اور آخرت میں جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔

میرے بھائیو ! قرآن منسوخ تو نہیں ہوا' قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو زندہ کتاب ہے۔ کوئی اس کا ناسخ آیا ہے نہ آئے گا۔ یہ آخری کتاب ہے۔ خدا کا یہ آخری کلام ہے' محکم ہے ' اٹل ہے' یہ منسوخ ہونے والی کتاب نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ نے قرآن میں کہہ دیا ہے وہ بالکل یقینی اور سو فیصدی صحیح ہے۔ اللہ نے اب کیا کہا ؟ وعداللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت وہی ایمان اور عمل صالح تم میں سے جو ایمان لے آئیں گے اور نیک عمل کریں گے۔ میں وعدہ کرتا ہوں' خدا کہتا ہے لیستخلفنھم فی الارض میں ان کو زمین میں حکومت دوں گا۔ اب حکومت مسلمانوں کو کہیں ملی ہے ؟ دیکھ لو ! کیا حال ہے؟ تو جب دنیا میں ہمارے سامنے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ مسلمانوں کی حکومت نہیں۔ مسلمانوں کو حکومت ملنے کی نشانی کیا ہے؟ و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم وہ جو میرا دین ہے اس کی سربلندی ہوگی وہ غالب ہوگا۔ و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم اس دین کی حکمرانی ہوگی۔ چنانچہ دیکھ لو یہ بات بالکل نہیں ہے۔ تو نتیجہ کیا نکلا ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ جنت بھی نہیں ملے گی۔ جب اللہ نے دنیا میں حکومت نہ دی' جب اللہ دنیا میں حکومت نہیں دیتا۔ دنیا میں ہی غلامی در غلامی ' غلامی در غلامی تو آخرت میں جنت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ یاد رکھئے گا یہ کلیہ ہے۔ اور یہ کبھی بھی اس میں استثنیٰ نہیں ہو سکتی کہ جس قوم سے اللہ راضی ہوگا اور اللہ نے اس کو جنت دینی ہوگی وہ دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوگا۔ یقیناً اللہ دنیا میں اس کو عزت دے گا۔ جس کو اللہ نے

آخرت میں جنت دیتی ہے اور اگر دنیا میں کوئی قوم من حیث القوام ذلیل ہو رہی ہے تو یہ نشانی ہے اس بات کی کہ یہ جنت سے محروم رہیں گے۔ جنت ان کو نہیں ملے گی۔ تو اب یہ آیتیں قرآن مجید کی قرآن میرے بھائیو! مردے بخشی کرنے کے لئے نہیں ہے۔ قرآن جو ہے وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ قرآن ایک انقلابی کتاب ہے۔ قرآن ہمیں مسلمان بنانے کے لئے آیا ہے قرآن کو پڑھا کرو اور سوچا کرو۔ یہ اب کیا عجیب سی بات ہے ان الذین امنوا و عملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا (18 : الکھف: 107) جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ جنت الفردوس میں ان کی مہمانیاں ہوں گیں...... اور وہ کیا ہے؟ ایمان اور عمل صالح کہ جس کے کر لینے سے ہم جنت الفردوس میں بھی چلے جائیں گے اور خدا ہماری مہمانیاں بھی کرے گا۔ دیکھو اب رمضان شریف آرہا ہے۔ قرآن کی سپیشلیں چلیں گی۔ ختم پر ختم.... ختم پر ختم... قرآن ہوں گے کتنی دفعہ آپ سنیں گے ایمان اور عمل صالح' ایمان اور عمل صالح۔ کبھی آپ نے سوچا کہ اس ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ کیا ہوگا؟ خدا کیا بتاتا ہے؟ آخر وہ کیا ایمان ہے؟ اور وہ کیا عمل صالح ہیں جن کا یہ انجام ہے۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟ ایمان یہ ہے کہ پہلے اس کو پہچانو۔ وہ کون ہے؟ اس کا کیا مقام ہے۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس حیثیت کو تسلیم کرو' یہ ایمان ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ میں جانتا ہوں' میں نے مان لیا' میرا اس پر ایمان ہے۔ پھر تو بات ہی کچھ نہ ہوئی۔ کیا مانتا ہے اس کو..... تو وہ مان جو وہ ہے.....

اب بریلویوں کا رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہے۔ میں لگا کر بات نہیں کر رہا۔ سمجھانے کے لئے .... ویسے تو محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں لیکن کیا کہتے ہیں ہا! ہا! وہ بشر نہیں تھے۔ وہ تو نور تھے' حالانکہ وہ بشر تھے۔ وہ نور نہیں تھے۔ اب سوچیں وہ کہیں نور تھے اور نور نہ ہوں تو ایمان کہاں رہا۔ یعنی موٹی سی بات ہے سمجھنے کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں نور تھے اور واقع کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ یہ

کہ وہ نور نہیں تھے بلکہ انسان تھے۔ وہ بشر تھے' وہ خاکی تھے' وہ آدمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اب وہ ہزار محمد رسول اللہ پڑھیں۔ جیسے عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں۔ اس طرح بریلویوں کا محمد رسول اللہ پر ایمان نہیں۔ قصہ ختم..... ایمان کے معنی یہ ہیں کہ پہلے اس کی حیثیت کو پہچانو' اس کی مقام کو پہچانو' چیز کو اس کی صفات کے ساتھ تسلیم کرنا یہ ایمان لانا ہے۔ آپ کسی آدمی کا تعارف کرواتے ہیں۔ اجی! یہ آدمی ہے کہ جن کی ہمارے محلے میں دکان ہے۔ ان کا وہاں چھوٹا سا کھوکھا ہے۔ یہ پان بیچتے ہیں۔ آپ نے اس کی یہ تعریف کی میں اس کو جانتا ہوں۔ ہمارے محلے میں وہاں ایک چھوٹا سا کھوکھا ہے۔ وہاں یہ بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ یہ آپ کا اس شخص پر ایمان بالکل صحیح ہے اور اگر آپ اس کا تعارف کرواتے ہوئے یہ کہیں کہ ہاں! ہاں! یہ ہمارے محلے کے بہت بڑے سیٹھ ہیں: لاہور میں اور فلاں جگہ ان کی بڑی بڑی دکانیں چلتی ہیں۔ بڑی بڑی کوٹھیوں کا یہ مالک ہے۔ یہ ایمان ہے؟ یہ تو ایک مذاق ہے۔ خوب سوچ لو۔ ایمان کسے کہتے ہیں۔ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ جو وہ ہے' جو اس کی صفات ہیں' ان کے ساتھ اس کو تسلیم کرنا یہ ایمان ہے۔ اسی وجہ سے پہلی قومیں اڑ گئیں۔ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام پر غلط ایمان کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ یہودی پیغمبروں پر غلط ایمان کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ اللہ پر غلط ایمان کی وجہ سے کافر ہو گئے اور ہمارے مسلمان اللہ پر اور اس کے رسول پر غلط ایمان کی وجہ سے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب دیوبندیوں کو لے لیں۔ اب دیوبندی محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن کلمے کی حد تک' جہاں تک پریکٹیکل کا تعلق ہے' عملی زندگی کا تعلق ہے' اس کے لئے فقہ حنفی .... مسئلہ جو آئے گا وہ فقہ حنفی سے۔ امام ابوحنیفہؒ کا جو طریقہ ہے اس پر بات ختم..... رسول اللہ کے معنی کیا ہے۔ اللہ نے اسے تیرے پاس بھیجا ہے۔ رسول اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے اسے تیرے پاس بھیجا ہے۔ یہ خدا کا

پیغام تجھے پہنچائیں گے۔ جو یہ پیغام دے اس کے مطابق زندگی بنا۔ اب یہ کہنا کہ میں حنفی ہوں اور حنفی کے معنی کیا ہیں ؟ نماز حنفی' روزہ حنفی' طلاق حنفی' مرنا جینا حنفی ۔ ہر بات حنفی طریقہ کی اور نام محمد رسول اللہ کا۔ یہ بات تو بالکل گئی آئی۔ اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے معنی کیا ہیں ؟ اللہ کے رسول' خدا نہیں' خدا کے بیٹے نہیں' خدا کے رشتہ دار نہیں۔ خدا کے رسول ہیں۔ و ما محمد الا رسول (3 : آل عمران : 144) اللہ نے قرآن میں رسول اللہ ﷺ کا تعارف اس طرح کروایا ہے۔ " نہیں ہے محمد مگر صرف رسول " .... اس سے زائد کچھ نہیں۔ و ما محمد الا رسول محمد ﷺ صرف رسول ہے۔ بس .... اس سے زائد کچھ نہیں۔ نہ ان کے ہاتھ میں نفع ہے نہ ان کے ہاتھ میں نقصان ہے' نہ ان کے ہاتھ میں عزت ہے' نہ ان کے ہاتھ میں ذلت' نہ ان کے ہاتھ میں موت ہے ۔ یہ محتاج ہیں جیسے اور مخلوق محتاج ہے۔ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں' یہ صرف رسول ہیں۔ اب یہ ایمان نہیں۔ بالکل ایمان نہیں۔ یہ بریلوی دوسرے انداز سے ایمان رکھتے ہیں۔ وہ جو چاہیں کر دیں' وہ مختار کل' وہ عالم الغیب' وہ حاضر ناظر' وہ خدا والے سارے جھگڑے۔ ٹکر ہی خدا سے چلتی ہے۔ تو نتیجہ کیا نکلا۔ جو بات میں کہنا چاہتا تھا وہ ذرا لمبی ہو گئی۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ لوگوں کی خرابی یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کو نہ سمجھا کہ ایمان کیا ہے۔ اس لئے الا الذین امنوا پر ہی Cancel ہو گئے۔ سب گئے' سارے کے سارے گئے۔ ان الذین امنوا ہی پر اڑ گئے۔ آگے اعمال صالح کی بات تو بعد میں ہے ایمان پر ہی سارا کام صاف ہو گیا۔ میں بات اہلحدیث کی کرتا ہوں۔ اہل حدیو ! جو تم کہتے ہو کہ ہمارا ایمان بالکل ٹھیک ہے کہ اللہ کے رسول انسان تھے' بشر تھے' کسی امام کو نہیں مانتے۔ ہم اللہ کے رسول کی پیروی کرتے ہیں' نبی کی سنت پر چلتے ہیں' اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں تمہارا یہ عقیدہ ہے۔ اب خدا کو معبود مانتے ہو' کوئی اس کے ساتھ معبود نہیں

ہے۔ اللہ پر بھی یہ ایمان ٹھیک ہے لیکن سوچ لیں نتیجہ کیا ہے۔ نتیجہ وہی کہ جہاں دیوبندی غوطے کھا رہا ہے وہاں اہل حدیث غوطے کھا رہا ہے۔ دیکھو ناں! اگر ہم عقل سے کام نہیں لیں گے تو کیا جانور عقل سے کام لیں گے؟ خوش تو آپ بہت ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں' ہم اہل حدیث ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا بھی کہ اگر ہمارا خدا سے تعلق دیوبندیوں سے بریلویوں سے زیادہ ہوتا خدا ہم سے راضی ہوتا تو خدا ضرور وعدہ پورا کرتا کہ میں تمہیں خلافت دوں گا۔ تمہاری حکومت ہوگی۔ دیکھ لو خدا نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا تھا۔ وعدہ پورا کر دیا۔ صحابہ کی حالت کیا تھی؟ کس قدر کمزور تھے؟ لیکن اللہ نے کہا کہ میں ایمان والوں سے جو نیک اعمال کریں گے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان کو خلافت دوں گا۔ چنانچہ دیکھ لو دیر نہیں لگی۔ خلافت ایسی دی' ایسی دی کہ ساری دنیا پر حکمرانی کر کے دکھا دی۔ اور یہاں کسی اہل حدیث کو اہل حدیث کے ٹکٹ پر کھڑا کرکے دیکھ لو کبھی کامیاب ہو جائے تو دیکھ لینا۔ بدنام اتنا ہے' اہل حدیث اتنا بدنام ہے اتنا بدنام ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ تو آخر کوئی خرابی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا ہے۔ یہ تو قرآن ہے۔ وعدالله الذين امنوا منكم و عملوا الصلحت اللہ نے وعدہ کیا ہے ایمان والوں سے۔ تم میں سے جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم (24 : النور : 55) کہ میں ان کو حکومت دوں گا' ان کو خلافت دوں گا اور پھر ان الذين امنوا و عملوا الصلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلا (الکہف) وہ جنت الفردوس میں جائیں گے میں ان کی مہمانیاں کروں گا۔ تو جب یہیں جوتے پڑ رہے ہوں تو جنت کی مہمانیاں کہاں؟ تو آخر سوچنے کی بات کیا ہے؟

سو میرے بھائیو! بات سوچنے کی یہی ہے کہ دیکھو میں کسی محلے میں رہتا ہوں' میں کہیں باہر چلا جاؤں' میرے پیچھے میرے بچے ہوں' میرا گھربار ہو' میرا

سامان ہو' کوئی بدمعاش' کوئی شرارتی میرے گھر کو خراب کرے' میری عزت کو خراب کرے' میرے گھر کو لوٹے' میرے گھر کی توڑ پھوڑ کرے۔ جب میں واپس آؤں اور میں دیکھوں ہائے ہائے ! میرا بھائی بھی پاس ہی رہتا تھا' اسے بھی غصہ نہ آیا' میرے بچے کو اس کے سامنے لوگ مارتے چلے گئے' میرے سامان کو میرے بھائی کے سامنے لوٹ کر چلے گئے۔ یہ میرا رشتہ دار تھا' اس کے سامنے لوگوں نے میرے گھر کو خراب کر دیا۔ کہیے ! وہ بھائی مجھے کبھی اچھا لگے گا..... ؟ بھائی ! وہ بھائی مجھے کبھی اچھا لگے گا؟ وہ رشتہ دار کبھی مجھے اچھا لگے گا؟ وہ رشتہ دار اچھا لگے گا۔ بلکہ غیرت اور غصہ آتا ہے کہ میں تیرے آسرے پر دکان کھلی چھوڑ کر گیا ہوں کہ یہ بیٹھا ہے۔ اور تو پیسے اڑا لے گیا۔ کوئی فلاں چیز اڑا لے گیا' کوئی فلاں چیز اڑا لے گیا' تم نے بالکل پرواہ نہیں کی۔ انسان کو غصہ آتا ہے۔ اللہ یہ کہتا ہے کہ اے اہل حدیثو ! میں تو تمہارا بنوں لیکن تمہارا حال یہ ہو کہ میرے دین کے دنیا میں پرخچے اڑ رہے ہوں اور تمہیں غیرت تک نہ آئے۔ تم میرے کہاں سے ہوئے؟ میرے دین کا ستیاناس ہو رہا ہو' دین کی دھجیاں اڑ رہی ہوں اور تمہیں غیرت تک نہ آئے ۔ تم میرے کہاں سے ہوئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمہارے دل میں بھی دین کی غیرت نہیں ہے اور میرا تعلق تمہارے ساتھ ہے ہی دین کا۔ سوچ لیں ہمارا اور اللہ کا تعلق کیا ہے؟ جس نے اللہ کے دین کو سربلند کیا' اللہ اسے سربلند کرتا ہے۔ اور جو اللہ کے دین کو سربلند نہیں کرتا اللہ اس کو Down کرتا ہے۔ اللہ اس کو بالکل ہی مٹا دیتا ہے۔ کہئے ! یہ بات غلط ہے ؟ کوئی اس بات کو رد کر سکتا ہے؟ اب دیکھو ! سب سے زیادہ داعی' سب سے زیادہ مجاہد قسم کی جماعت اہل حدیث کو ہونا چاہیے۔ لیکن اہل حدیث بالکل ٹھپ..... اور جہاد کی غرض و غایت کیا ہے ؟ جہاد کی غرض و غایت یہ ہے لتکون کلمة الله هي العليا' اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا و قاتلوهم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله (8 : الانفال :

39) جہاد کرتے رہو' کرتے رہو..... کب تک کرتے رہو ؟ تا آنکہ دین صرف اللہ کا رہ جائے۔ باقی سب جتنے فتنے ہیں ' یہ باقی گمراہی کے جتنے سلسلے ہیں سب مٹ جائیں۔ لیکن دیکھ لو ہم بالکل تیار ہیں۔ اور یہ نفاذ شریعت کا ایک بل چل رہا ہے۔ اور اس میں یہ ہو رہا ہے کہ فقہ حنفی کو نافذ کر دو۔ ملک میں فقہ حنفی کو نافذ کر دو۔ اب سارے اہل حدیث اول تو سیاست کا پتہ ہی نہیں ' ادھر تصور ہی نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ ٹھیک ہے جی ! ٹھیک ہے جو آ جائے ٹھیک ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا ! .... حالانکہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ہی نہیں ' یہ تصور ہی نہیں ہے کہ قانون کے طور پر جس کو نافذ کیا جائے وہ اللہ اور رسول ﷺ کی بات ہو سکتی ہے۔ باقی تو ہمیشہ بدلنے والی چیزیں ہیں۔ کسی امام کی رائے' کسی فقہ کی رائے لو وہ وقتی کام چلا سکتی ہے۔ اسلام کا حصہ نہیں بن سکتی۔ وہ بدل جائے گی جب اس سے بہتر رائے آ جائے گی تو وہ بدل جائے گی۔ اگر نہیں بدلے گی تو قرآن اور حدیث کی بات نہیں بدلے گی۔ لیکن اب کیا ہو رہا ہے؟ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ یہاں نفاذ شریعت کے سلسلے میں لوگ کہتے ہیں فقہ چالو کرو' جو فقہ حنفی ہے اس کو چلا دو۔ اور باقی اہل حدیث ان کا کیا حال ہے؟ آمین اور رفع الیدین ..... اس کے علاوہ پتہ ہی کچھ نہیں۔

میرے بھائیو ! آدمی تھوڑا سا دین کا کام کر کے کبھی مسلمان نہیں ہو گا جب تک کہ وہ اپنی پوری زندگی کو اسلامی نہیں بناتا۔ پوری زندگی کو اسلامی بنانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے۔ اور ہم لوگ جو ہیں بالکل اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ آپ جا کر دیکھ لیں ہمارے گھروں کا کیا حال ہے ؟ ہم نے باہر داڑھی رکھ لی اور گھر جا کر دیکھو تو ایسے معلوم ہو گا جیسے کسی انگریز کا گھر ہے۔ اور تہذیب کیا چیز ہے؟ کوئی شک کی بات ہے یہ کہ ہم اہل حدیث ہیں اور ہماری تہذیب انگریزی تہذیب ہے ؟ ہم اہل حدیث ہیں لیکن ہماری تہذیب انگریزی ہے۔ اور تہذیب کیا چیز ہے ؟ تہذیب مذہب کی روح ہے' تہذیب جو ہے وہ مذہب کی

روح ہے۔ انسان مدتوں سے دیندار بنتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کی تہذیب بنتی ہے۔ لیکن ہمارا حال کیا ہے؟ ہمارے بیاہ شادیوں میں وہی طور طریقہ جو جاہلوں کا ہے۔ یا پھر انگریزوں کا ہے۔ آج کل کھانے کا طریقہ دیکھ لو کھڑے ہی کھڑے کھا رہے ہیں۔ بس یہ فیشن چل رہا ہے۔ اہل حدیثوں کو دیکھ لو' دوسروں کو دیکھ لو۔ یہ کیوں ؟ .... فیشن ہی یہ ہے..... اور پھر بیاہ شادیوں میں ہر ایک کے .....اہل حدیث ہو یا نہ ہو ..... کیمرے لئے پھر رہے ہیں۔ دلہا کے دوست جو ہیں کیمرے لئے پھر رہے ہیں۔ اب فوٹو پر فوٹو.... فوٹو پر فوٹو .... یہ اہل حدیث کا گھر ہے' اس کے بیٹے کا نکاح ہے اور فوٹو پر فوٹو لئے جا رہے ہیں اور وی۔ سی آر تیار ہو رہے ہیں۔ یعنی آپ سوچیں اللہ کو آپ کیا سمجھتے ہیں ؟ کیا اللہ ایک دو چیزوں سے راضی ہو جاتا ہے ؟ قرآن کو پڑھ کر دیکھیں..... میں نے پہلے ہی آپ سے عرض کیا کہ قرآن کو پڑھیں' قرآن بڑی انقلابی کتاب ہے۔ افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض (2 : البقرۃ: 85) ارے تم ایسے لوگ ہو کہ کتاب کی بعض باتوں کو تم مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا جس قوم کا ایسا کردار ہوگا خدا اس قوم کو دنیا میں بھی رسوا کرے گا و یوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب (2 : البقرۃ: 85) اور آخرت میں ان کو خدا سخت عذاب دے گا۔ یہ قرآن ہے۔

سو میرے بھائیو ! آخرت کی فکر کرو۔ آخرت کی فکر کرو۔ پورے مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ سب سے پہلے اپنے سر سے لے کر پاؤں تک مسلمان بنو' جو آدمی داڑھی نہیں رکھتا وہ سمجھ لے کہ میرا اسلام ناقص ہے' یہ نہ سمجھے کہ میں داڑھی کا قصور وار ہوں سمجھ لے کہ میرا اسلام ناقص ہے۔ وہ داڑھی کیوں نہیں رکھتا ؟ داڑھی رکھنا اسلامی تہذیب ہے' داڑھی منڈانا انگریزی تہذیب ہے۔ اس کو انگریزی تہذیب اچھی لگتی ہے' اس کو اسلامی تہذیب اچھی نہیں

لگتی اور انگریزی تہذیب کفر ہے۔ اور اسلامی تہذیب اسلام ہے۔ اب جو آدمی اپنے آپ میں Change نہیں لاتا' داڑھی نہیں رکھتا گویااس کو انگریزی تہذیب پسند ہے۔ یوں سمجھ لو کہ وہ پورا مسلمان ہی نہیں۔ اور پھر اگر آپ کہیں یہ فتویٰ سخت ہے۔ وہ بات جو میں نے آپ سے شروع میں عرض کی تھی وہ دیکھ لو کہ خدا کا ہمارے ساتھ کیسا رشتہ داروں والا سلوک ہے۔ جو مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی اور میری اس مثال کو بھولنا نہیں۔ رشتہ دار سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ بہت گہری اور پکی دوستی ہوتی ہے۔ جب بگڑ جائے اور بدگمانیاں پیدا ہو جائیں پھر بہت بگاڑ ہوتا ہے۔ اور ہمارا معاملہ اللہ کے ساتھ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بگڑی ہوئی ہو۔ اور اس کا طریقہ' اس کا علاج کیا ہے؟ کیا اپنے آپ کو بالکل سپرد (Surrender) کر دو۔ اور اسلام کے بالکل معنی ہی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دو۔ یااللہ! میری توبہ! میں آج سے عہد کرتا ہوں کہ میں نے آج سے سب کچھ تیرے آگے گرا دیا۔ اور دیکھو قرآن مجید کے الفاظ۔ بعض بعض جگہ اللہ تعالیٰ اصطلاحی الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ خلاصہ اور نتیجہ نکال کر خدا دو لفظ ایسے استعمال کر دیتا ہے جس سے پورے قرآن کی روح نکل آتی ہے۔ اب قرآن کو پڑھ کر دیکھئے! فاما من طغی (79 : النزعات: 37) جس نے ہماری نہ مانی اور سرکشی کی واثر الحیوۃ الدنیا (ایضاً) ۔ سرکشی کی حد کیا ہے؟ کوئی کہے میں تو خدا سے سرکشی نہیں کرتا' خدا نے خود اس کی وضاحت کر دی و اثر الحیوۃ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔ فان الجحیم ھی الماوی دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔ نہ نماز کا نام' نہ روزے کا نام' نہ زکوۃ کا نام' ایمان کا نام نہ عمل صالح کا نام۔ یہ سورہ نازعات ہے' پڑھ کر دیکھ لو۔ آپ کے گھروں میں قرآن مجید ہے' تیسواں پارہ' دوسری سورت فاما من طغی جو باغی ہو گیا۔ جو سرکش ہو گیا۔ کیا کرنے لگ گیا۔ و اثر الحیوۃ الدنیا وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگ گیا۔ پھر کیا ہے؟ فان

الجحیم ھی الماوی دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ و اما من خاف مقام ربه و نهی النفس عن الھوی اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا کہ ایک دن وہ آئے گا کہ خدا کا دربار لگا ہوا ہوگا اور میں ملزم کی حیثیت سے خدا کے دربار میں جا کر پیش ہو جاؤں گا اور خدا مجھ سے پوچھے گا: سنا میرے نبی کا پیغام پہنچا؟ تو پھر کیا کہیں گے۔ اہل حدیث کبھی کہہ سکتا ہے کہ یااللہ مجھے نہیں پہنچا۔ حنفی کہہ دے۔ کیونکہ وہ تو بیچارہ فقہ حنفی کے چکر میں رہا۔ اہل حدیث نہیں کہہ سکتا کہ یااللہ! مجھے نہیں پہنچا۔ کیوں! اس لئے کہ وہ ہر وقت حدیث' حدیث' حدیث کرتا ہے۔ خدا کہے گا میرا تجھے پیغام پہنچا' تجھے میرے نبیؐ کی سنت پہنچی؟ و اما من خاف مقام ربه و نهی النفس عن الھوی جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو لگام دے لی' اپنے نفس کو کنٹرول کرلیا۔ فان الجنة ھی الماوی (79 : النازعات : 41) وہ جنت میں جائے گا۔اب آپ اپنے آپ پر فٹ کرلیں۔ کیا یہ بات ہے؟ لیکن دیکھ لو' جسے دیکھ لو غریب کیا' امیر کیا..... دنیا کمانے میں لگا ہوا ہے۔ دنیا کمانے کے لئے اور قرآن کہتا ہے۔ فلیقاتل فی سبیل الله الذین یشرون الحیوة الدنیا بالآخرة (4 : النساء : 74) اے جہاد کرنے والے جہاد کر اس کے ساتھ جو اپنی دنیا کی زندگی خرید رہا ہے۔اپنی آخرت کو برباد کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ جہاد کر۔ اور دیکھ لو ہمارے گھروں سے تعلیم نکل گئی۔ دینی علم نکل گیا' اب جسے دیکھ لو دن رات دنیاوی تعلیم کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ بڈھے بڈھے ماں باپ حتیٰ کہ غریب سے غریب لوگ بھی اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سائیکلوں پر بٹھا کر لئے جا رہے ہیں' لئے جا رہے ہیں۔ کہ جی! میٹرک کروا رہا ہے۔ اب اجی! بی۔اے کروا رہا ہے۔ اب ایم۔اے کروا رہا ہے۔ اے جی! پھر کیا ہوگا۔ پھر ایم۔اے ہو جائے گا۔ پھر میں کہوں گا کہ رشتہ نہیں ملتا۔ سوچیں انسان کیسے اپنے لئے خود بیڑیاں تیار ہے۔ پہلے بی۔اے۔ اور پھر ایم۔اے کرواتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ رشتہ

نہیں ملتا۔ کہ جی ! لڑکی بی۔اے ہے اب لڑکا کم از کم ایم۔اے تو ہونا چاہیے۔ اب پھر جب اس کے بعد ایم۔اے لڑکا ملے گا تو کہے گا کہ جی ! یہ وہ .... وہ جہیز بہت مانگتے ہیں۔ اندازہ کریں یہ کیسی مصیبتیں ہیں۔ اور پھر لڑکیاں بیٹھیں رہیں گی۔ اور بہت دیر تک انتظار رہے گا۔ بے حیائی اور خرابیاں پیدا ہوتی رہیں گی۔ اور انسانیت برباد ہوتی رہے گی۔ یہ اہل حدیث کا اہل حدیث ہی رہے گا۔

میرے بھائیو ! یہ تنگی تنگی باتیں ہیں جن کی طرف میں نے آپ کو اس لئے توجہ دلائی ہے کہ اگر آپ کو آخرت کی فکر ہے تو پھر ڈر جائیں۔ اپنی آخرت کو درست کرنے کے لئے سنبھل جائیں۔ اپنی دنیا کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ ....! دیکھو ! عمر بن عبدالعزیز خلیفہ تھے۔ کیا شان تھی ! اسلامی دنیا کا واحد خلیفہ تھا کوئی اور ان کا مدمقابل نہیں تھا۔ جب فوت ہونے لگے کیا پڑھتے تھے ؟ تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا (28 : قصص : 83) یہ قرآن کی آیت ہے۔ سورۃ قصص کی۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجم ص 244) اللہ نے قارون کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں فرمایا تلک الدار الآخرۃ یہ آخرت کا گھر' یہ جنت نجعلھا ہم کس کو دیں گے ؟ للذین ان لوگوں کو دیں گے' یہ ان لوگوں کے لئے ہے لا یریدون علوا جو دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہتے۔ اب اپنے دل سے پوچھیں آپ بڑا بننا چاہتے ہیں۔ یا غریب اور سادہ سا رہنا چاہتے ہیں۔ نہیں نہیں.... توبہ توبہ ! کون ہے جو ہم میں سے یہ کہے کہ میں چھوٹا سا رہ کر سادہ زندگی گزار لوں ..... ہا ہا ! کوئی مزہ آیا۔ لا یریدون علوا فی الارض جو زندگی میں بڑائی نہیں چاہتے بلندی نہیں چاہتے و لا فسادا اور کوئی فساد نہیں چاہتے۔ و العاقبۃ للمتقین (28 : القصص : 83) سن لو اچھا انجام صرف متقی کا ہی ہوگا۔ جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا اور جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے وہ خواہ کچھ بھی بن جائے۔ وہ کچھ بھی بن جائے۔ اس کا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ برباد ہی برباد۔

سو میرے بھائیو ! یہ جمعے' یہ نمازیں' یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ آپ کا اللہ کو قرب حاصل ہو جائے اور اللہ کا قرب حاصل ہونے کی صورت کیا ہے ؟ یہ کہ اگر آپ کی پوری جماعت سیدھی ہو جائے' پوری جماعت سیدھی ہو جائے تو ملک میں حکمرانی اس کی ہو۔ اور اگر جماعت سیدھی نہیں ہوتی تو بھاڑ میں جائے۔ آپ سیدھے ہوں گے تو خدا کی قسم یوں معلوم ہو گا جیسے خدا آپ سے روزانہ باتیں کرتا ہے ورنہ کر کے دیکھ لو۔ آپ اپنے آپ کو نیک بنا لیں۔ آپ اپنے آپ کو نیک بنا لیں اور دل سے خیال نکال دیں گے۔ کہ میں کتنا بڑا بنوں۔ میری ساری لڑکیاں ایم۔اے ہوں۔ اور میری ایسی ٹور ہو' میرے کپڑے ایسے ہوں' میرا یہ ہو' میرا وہ ہو۔ اپنے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کریں اور فکر آخرت کی کریں۔ پھر آپ اندازہ کر کے دیکھیں۔ نماز پڑھیں' زندگی گزاریں' زمیں پر چلیں پھریں' اپنی چارپائی پر بیٹھیں۔ اگر آپ کو یہ محسوس نہ ہو کہ خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے تو مجھے کہہ دینا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ دیکھئے ایک ہوتا ہے فرد واحد کا انعام ۔ کیونکہ خلافت کا ملنا' انقلابوں کا آنا' یہ جماعتوں کے ساتھ ہے اور چونکہ خلافت بہت بڑی نعمت ہے' بہت بڑی نعمت ہے اور یہ نعمت خدا انہی کو دیتا ہے جو اس کے لائق ہوتے ہیں۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ جی ! اسلام آ جائے گا' اسلام آ جائے گا۔ مسلمانوں کی حکومت ہو جائے گی۔ بھلا ایسے ؟ نالائقوں کو بھلا خدا حکومت دیتا ہے۔ ایسے نالائقوں کو بھلا اسلام کی حکومت ملتی ہے ؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نعمت تو خدا خاص خاص بندوں کو دیتا ہے۔ جو بالکل نیک اور اعلیٰ درجے کے ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعتوں میں سادگی ہوتی ہے۔ یہ نعمت اللہ ہر ایک کو نہیں دیتا۔ اسی لئے ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ لیکن آپ ذاتی طور پر' انفرادی طور پر اپنی اصلاح کر سکتے ہیں اور اس کی صورت کیا ہے ؟ یہ عزم کر لیں کہ میں اپنی بچیوں کو ٹھیک رکھوں گا' اپنے بیٹوں کو میں ٹھیک رکھوں گا۔ اپنی بیوی میں بالکل ٹھیک رکھوں گا۔ زندگی سادہ....

بالکل سادہ۔ اور پردہ بالکل شرعی۔

میرے بھائیو! ہمارے پردوں کا کیا حال ہے؟ اولا تو پردے سے ویسے ہی چھٹی اور اگر ہو بھی تو غیروں سے پردہ۔ سالے سے کوئی پردہ نہیں' دیور سے کوئی پردہ نہیں' جیٹھ سے کوئی پردہ نہیں۔ یہ پردہ ہے یا اللہ سے مذاق ہے؟ کسی نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ دیور سے پردہ ہے؟ فرمایا دیور تو موت ہے موت ..... (رواہ الترمذی فی ابواب الرضاع باب ما جاء کراھیۃ الدخول علی المضیبات و مشکوۃ کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبۃ و بیان العورات عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ) فرمایا اس سے پردہ نہ ہو۔ باہر والا جو ہے اس کا داؤ بہت کم لگے گا۔ دیور تو گھر میں ہے۔ جب چاہے جو مرضی کرتا رہے۔ وہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس کی تو خاص طور پر نگرانی ہونی چاہیے۔ اور ہمارے ہاں دیکھ لو جی! اچھی بہو آئی ہے۔ بتائیے! بتائیے بھائیوں سے بھی کبھی پردہ ہوتا ہے۔ میری بیوی کو میرا بھائی لینے جا رہا ہے۔ میرا بھائی چھوڑنے جا رہا ہے۔ یعنی برادریوں میں ہوتا ہی یہی ہے۔ اور یہ اسلامی طریقہ ہے؟ یہ کوئی اسلامی طریقہ نہیں۔ میرے بھائیو! مسلمان ہو جاؤ۔ پورے مسلمان ہو جاؤ۔ لیبل نہ لگاؤ۔ تھوڑا سا نام پردے کا کر لیا باقی ساری اپنی مرضی کرتے رہے۔ اور پھر پردہ کرواؤ۔ اگر پردہ کرواتا ہے تو کالا برقعہ بالکل نہ ہو۔ کالا برقعہ کوئی پردے کے لئے ہے؟ آپ نے پردے کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔ دیکھئے پردہ کسے کہتے ہیں؟ پردہ وہ ہے عورت کے جو محاسن ہیں' عورت کی جو Attraction کی جو چیزیں ہیں ان کو چھپانا۔ عورت کی طرف نگاہ اٹھے تو انسان کے سامنے کوئی چیز ایسی نہ آئے۔ جس سے اس کا دل یہ چاہے کہ دوبارہ دیکھوں۔ یہ پردہ ہے؟ اور اگر اس نے چادر ایسی اوڑھ رکھی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے تو وہ پردہ ہے؟ اور اس نے برقعہ ایسا رکھا ہے کہ اس کو بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ وہ کوئی پردہ ہے؟ وہ تو دعوت دیتا ہے کہ

آ مجھے دیکھ ! آ مجھے دیکھ !..... تو یہ پردہ سے مذاق ہے' یہ پردہ نہیں ہے۔ یہ اللہ سے مذاق ہے۔ آپ سوچیں میں کیا عرض کروں' کن سے یہ بات کہوں ؟ اگر آپ نہیں سوچتے' نہ سمجھے اور اہل حدیث ہوتے ہوئے بھی آپ وہی کام کر رہے ہیں تو کن سے یہ باتیں کہوں۔ اگر آپ اہل حدیث ہیں تو آپ کو یہ دیکھنا چاہیے۔ دیکھئے آپ کی جوان بیٹی باہر نکلے۔ پرانی سفید چادر لے کر جائے۔ کہو ! تو کوئی دیکھ بھی جائے۔ کوئی دیکھ بھی جائے۔ کوئی کہے گا کہ یہ پرانی' دقیانوس ٹائپ کی کسی کمین سی مزدوری کرنے والی عورت ہے۔ چھوڑ کیا دیکھنا ہے۔ یہ ہے پردہ۔ پردہ ہو گیا اور اگر یہ ہے کہ آپ کی بیٹی جا رہی ہے اور ہر ایک کو پتہ ہے کہ ہاں یہ جا رہی ہے۔ تو پردہ کیا ہوا؟ وہ تو مذاق ہو گیا۔ لیکن دیکھ لو میں نے دیکھا کہ وعظ جتنے مرضی کرو لیکن آپ اپنا Standard گرائیں گے ؟ اپنی سوسائٹی میں اپنے Status کو گرائیں گے ؟ .... نہیں' نہیں۔ پھر آپ کی لڑکی کو لے گا کون ؟ آپ نے تو اپنی لڑکی کی شادی بہت اونچی جگہ کرنی ہے۔ آپ کو تو بہت پڑھا لکھا اونچا ہونا چاہیے۔ جبھی تو سارے سلسلے چلتے ہیں ۔ پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ اللہ بھی راضی ہو جائے اور دنیا بھی بن جائے۔ یہ اپنے نفس کو فریب دینے والی بات ہے۔ میں نے یہ ساری باتیں اس لئے کھول کر کہہ دیں ہیں کہ آپ کسی مغالطے میں نہ رہیں' کسی دھوکے میں نہ رہیں۔ اللہ کبھی دھوکے میں نہیں آتا۔ میں دھوکے میں آ سکتا ہوں۔ آپ کے گھر میں کوئی آدمی دھوکے میں آ سکتا ہے۔ آپ حکومت کو دھوکہ دے سکتے ہیں' حکومت آپ کو دھوکہ دے سکتی ہے۔ لیکن اللہ کو تو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اللہ دلوں کو جانتا ہے۔ اس لئے جو کرو دل سے سوچ کر' سمجھ کر کرو۔ اور اللہ کا حکم مان کر کرو۔ کہ اللہ کا حکم یہ ہے اور مجھے اس کو ادا کرنا ہے۔ تو اس لئے جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی ان الذین امنوا و عملوا الصلحت جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ اب ایمان کی میں نے تشریح کی۔ اور

اعمال صالح میں دیکھئے! سب سے بڑا کام کیا ہے؟ ایک تو وہ ہیں جو معروف ہیں: نماز، روزہ، حج، زکوۃ لیکن ان میں نہ ہلدی لگے نہ پھٹکڑی اور نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے، نہ کوئی خاص پریشانی ہوتی ہے۔ لگی ہوئی ہیں بعض کو نماز، روزہ حج زکوۃ وغیرہ۔ اعمال صالح میں جو چیزیں آتی ہیں ان میں بڑی بنیادی چیز "ہجرت" ہے۔ ہجرت کے معنی جہاں برائی دیکھو بالکل اس ماحول کو چھوڑ دو۔ اول تو اسکو ہٹا دو۔ اگر ہٹا نہیں سکتے تو وہاں سے خود ہٹ جاؤ۔ اور اگر آپ میں یہ غیرت نہیں ہے تو سمجھو کہ آپ کا جو ایمان ہے وہ Nill ہے۔ Zero ہے۔ ختم.... پھر اگلی بات جہاد۔ جہاد کیا ہے؟ اور جہاد کا یہ بھی درجہ بہت اعلیٰ ہے کہ آپ کافروں کا مقابلہ تلوار سے، تیر سے، توپ سے کریں۔ لڑائی کریں، توپ سے لڑائی کریں۔ لیکن وقت وقت کی بات ہے۔ یہ کوئی کم جہاد نہیں ہے کہ آپ پوری کوشش کریں اور لوگوں کو صحیح دین پر لگائیں اور میرے بھائیو! صحیح دین کونسا ہے؟ حنفی صحیح دین نہیں ہے، وہابی صحیح دین نہیں ہے۔ صحیح دین وہ ہے جس پر محمدی مہر ہے۔ قصہ ختم.... کوئی شک والی بات ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ نے اختلافی بات کہہ دی ہے۔ دیکھو... ٹکسالی، رجسٹرڈ اور مہر شدہ دین وہی ہے جو محمدی ہے۔ اور آپ کا فرض ہے کہ اس دین کی لوگوں کو دعوت دیں اور لوگوں کو اہل حدیث بنائیں اور جتنے اہل حدیث تمہارے ہاتھ سے بنتے جائیں گے یہ آپ کی کمائی ہے۔ اتنی ہی آپ کی کوٹھیاں بنتی جائیں گی، آپ کے مربعے بنتے جائیں گے۔ آپ کی فیکٹریاں بنتی جائیں گی۔ آپ کا جنت میں گھر آباد ہوتا چلا جائے گا اور یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ جہاد کا مقصد ہی یہ ہے کہ باطل مٹے، اور حق سربلند ہو۔ اور جب آپ اہل حدیث بنائیں گے تو کیا ہوگا؟ یہی تو کام ہوگا اور جس کو اہل حدیث بنائیں اس کو بتائیں کہ اہل حدیث کون ہوتا ہے۔ اہل حدیث مٹی نہیں ہوتا، اہل حدیث غیور ہوتا ہے۔ اہل حدیث پہاڑ ہوتا ہے۔ اہل حدیث مرد ہوتا ہے۔ اہل حدیث غیرت والا ہوتا ہے اور

اسے کہیں کہ جب تک زمانہ یوں چل رہا ہے تو بھی آگے اہل حدیث بنا اور جب موقع بن جائے' پینترا بدل ' بندوق پکڑ اور میدان میں آ جا.... کیوں ؟ .... مسلمان کا کام یہ ہے۔ کہ اللہ کے دین کے لئے کام کرنا... مال ہو ' جان ہو جو چیز ہو اللہ کی راہ میں لٹا دے۔ اس قسم کا معاملہ ہو۔ اب کس میں یہ ہے ؟.... کھاؤ' کماؤ' کھاؤ کماؤ۔ اتنے کماتے چلے جاؤ ۔ یہ اہل حدیثوں کا کام نہیں۔ لوگوں کو اہل حدیث بناؤ اور زندہ اہل حدیث بناؤ۔ غیرت والا اہل حدیث بناؤ اور ان کو بتاؤ کہ یہ دنیا میں سب گمراہیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ حق مذہب' صحیح مذہب وہی ہے جو محمد ﷺ ہے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ نمبر 47

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم ○ والذین امنوا و عملوا الصلحت و امنوا بما نزل علی محمد و ھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم و اصلح بالھم ○ ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل و ان الذین امنوا اتبعوا الحق من ربھم کذلک یضرب اللہ للناس امثالھم

(47 : محمد : 1 ۔ 3)

اللہ عزو جل نے یہ قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لئے اتارا ہے۔ راستے دو ہی ہیں ۔ ایک وہ جو جنت کو جاتا ہے اور دوسرا وہ جو دوزخ کو جاتا ہے۔ قرآن مجید دونوں راستوں کی پوری پوری نشاندہی کرتا ہے کہ جنت کا راستہ یہ ہے اور دوزخ کا راستہ یہ ہے۔ اس میں یہ گنجائش بالکل نہیں ہے کہ تھوڑا سا غلط ہو اور باقی ٹھیک ہو۔ یا راستہ کافی حد تک صحیح ہے اور باقی غلط ہے۔ یہ تو بالکل قطعی طے شدہ بات ہے کہ راستہ ایک ہے اور وہ بالکل سیدھا ہے۔ اس میں کوئی خامی نہیں۔ اس میں کوئی کجی نہیں' کوئی ٹیڑھاپن نہیں۔ ہم لوگ عام طور پر یہ سمجھتے ہیں جیسا کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بیان فرمائی ہیں۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر (42 : الشوری : 7) انسانوں کا ایک

حصہ جنت میں جائے گا اور ایک حصہ دوزخ میں جائے گا۔ بین بین کوئی لٹکتا رہے یہ بات نہیں ہے۔ وہ جو کمی بیشی ہوگی وہ صرف اعمال کی وجہ سے ہوگی کہ بعض لوگ اعراف پر ہوں گے۔ اعراف کیا چیز ہے وہ ایک جگہ ہے جنت اور دوزخ کے درمیان وہاں کچھ لوگ ہوں گے اور وہ اس وجہ سے نہیں ہوں گے کہ ان کا راستہ کچھ ٹھیک تھا اور کچھ غلط تھا۔ وہ اپنے اعمال کی کمی اور بیشی کی وجہ سے وہاں ہوں گے۔ ان کے نیک اور بد اعمال جو ہیں وہ برابر ہوں گے۔ اس لئے ان کا رزلٹ جو ہے وہ مؤخر (Letter on) ہوگا۔ جنتی جنت میں چلے جائیں گے' دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اور کچھ لوگ ایسے رہ جائیں گے جو اعراف پر ہوں گے۔ اور اس کے بعد ان کو ان کا رزلٹ سنا دیا جائے گا کہ بھئی! تم کو بھی اللہ نے رعایتی پاس کر دیا ہے۔ لہٰذا تم بھی جنت میں چلے جاؤ۔ لیکن راستہ ان کا بالکل غلط نہیں ہوگا۔ راستہ ان کا بالکل صحیح ہوگا۔ گناہوں کی وجہ سے کوتاہیوں کی وجہ سے وہ روک دیئے جائیں گے۔ اور پھر اس کے بعد ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ لیکن راستے کا صحیح ہونا جو ہے وہ از حد ضروری ہے۔

راستہ کیا ہے؟ اس کی دو ہی صورتیں ہیں: اوپر اللہ کی ذات عرش پر ہے وہ وہاں سے رسی لٹکاتا ہے۔ اس کا نچلا سرا جو ہے وہ محمد ﷺ ہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا (3 : آل عمران: 103) کہ سب اکٹھے ہو کر' جمع ہو کر اللہ کی رسی کو تھام لو۔ اللہ نے وہ رسی لٹکائی ہے۔ اوپر وہ رسی اللہ کے قبضے میں ہے' اللہ کے ہاتھ میں ہے اور نیچے وہ محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ اب جو محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں گے' ان کے ہاتھ سے رسی تھام لیں گے۔ جب وہ رسی اٹھے گی تو سارے کے سارے پاس ہو جائیں' کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جو اوروں کو پکڑیں گے' کسی اور کے ہاتھ میں ہاتھ دیں گے خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو وہ لوگ ناکام رہیں

گے۔ وہ اس میں کبھی بھی شامل نہیں ہو سکیں گے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ہے:
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا (3 : آل عمران : 103) اعتصام کہتے ہیں
کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑ لینا کہ کہیں وہ ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔ کہیں وہ
ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ جمیعا اکٹھے ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام
لو۔ و لا تفرقوا فرقے فرقے نہ بنو۔ فرقے کب بنتے ہیں جب آدمی ان دو کے
علاوہ' اللہ اور اس کے رسول [redacted] کے علاوہ کسی تیسرے کو پکڑنے کی
کوشش کرتا ہے تو فرقہ بن گیا۔ وہ گیا۔ و لا تفرقوا فرقے نہ بنو۔ اور دوسری
جگہ اللہ تعالی نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا و ان ھذا صراطی مستقیما
یہ ہے صراط مستقیم ایک Straight Line سیدھا خط۔ فاتبعوہ اس پر چلو۔
و لا تتبعوا السبل اور راستوں پر نہ چلو۔ فتفرق بکم عن سبیلہ (6 :
الانعام: 153) جو بھی اور راستوں پر گئے وہ تمہارا اصل راستہ جو ہے اس سے
تم ہٹ جاؤ گے۔ قرآن مجید میں بڑے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات بیان
کر دی ہے۔ فاتبعوہ اس ایک راہ پر چلو جو صراط مستقیم ہے۔ و لا تتبعوا
السبل اور راستوں پر نہ چلو۔ اگر تم اور راستوں پر چلو گے تو یہ اور راستوں
پر چلنا فتفرق بکم عن سبیلہ جو اصل راستہ ہے وہ تم سے ہٹ جائے گا۔ تم
اس سے دور ہو جاؤ گے۔ تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ نتیجہ کیا نکلے گا؟ .... یہ کہ تم
اصل منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکو گے۔

میرے بھائیو! دنیا میں جب ہم آ گئے ہیں اور آخر زندگی تو گزارنی ہے' جو
آدمی اس دنیا میں سانس لیتا ہے وہ زندگی گزارتا ہے اب اس کا معمول کیا ہے؟
اس کا پروگرام کیا ہے؟ اس کا لائحہ عمل کیا ہے؟ وہ کونسا طریقہ اختیار کرتا
ہے۔ یہی دیکھا جاتا ہے کہ اللہ دنیا میں انسان کو بھیجتا ہی اس لئے ہے کہ دیکھیں
گے وہ دنیا میں کونسا راستہ اپناتا ہے۔ آیا مجھے سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ راستہ
کونسا استعمال کرتا ہے۔ اس دنیا سے مجھے لے جانے والا کون ہے۔ اگر وہ اس

حقیقت کو سمجھ لے کہ اللہ مجھے اس دنیا میں لایا ہے اور اللہ ہی مجھے اس دنیا سے لے جائے گا۔ لایا کیوں ہے؟ صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کیا کرتا ہے۔ یہ دنیا میں کس کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ جب منبر پر چڑھتے تو سب سے پہلے الحمد کرتے..... الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں' اسی پر ایمان لاتے ہیں' اسی پر بھروسہ کرتے ہیں' اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ پھر اس کے بعد و نعوذ بالله من شرور انفسنا اللہ ہم اپنے نفسوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں! کیونکہ انسان کا نفس جو ہے وہ بہت ہی باغی قسم کا ہے۔ وہ کبھی ادھر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی ادھر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب تک اسے قابو نہ رکھا جائے وہ ٹھیک نہیں۔ وہ انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيات اعمالنا یااللہ! جو عمل برا ہو جائے ہم اس کے شر سے بھی تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اور ہم اپنے نفس کے شر سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا من يهده الله فلا مضل له ہدایت اللہ کی ہدایت ہے۔ جس کو اللہ ہدایت کردے' جو اللہ کی ہدایت پر چلے کوئی اسے گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جس کو اللہ دھکا دے دے' جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اور ہدایت پر چلے وہ کبھی سیدھے راستے پر نہیں آ سکتا۔ اب اس کے بعد آپ نے فرمایا و احسن الحديث كتاب الله و احسن الكلام كلام الله سب سے بہتر کلام اللہ کا کلام ہے۔ و خير الهدى هدى محمد ﷺ زندگی گزارنے کا سب سے بہتر طریقہ وہ ہے جو محمد ﷺ کا ہے۔ بس یہ ہے کلمہ پڑھنے کے بعد اگر آپ مسلمان ہیں' آپ کے دل میں سب سے بڑا ولولہ' سب سے بڑا جوش' امنگ' ابھار یہ ہونا چاہیے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کیا کرتے تھے' وہ زندگی کس طرح گزارتے تھے۔ آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ میں زندگی ایسے

گزاروں جیسے محمد ﷺ نے گزاری ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے' یہ آپ کے مسلمان ہونے کی علامت ہے اور اگر آپ کے دل میں یہ جوش نہیں' یہ ولولہ نہیں' یہ جذبہ نہیں اور آپ جیسے لوگ کرتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک ہے وہ بھی ٹھیک ہے تو سمجھو کہ آپ نے اسلام کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا۔ دیکھو ناں حضور ﷺ ہر خطبہ میں فرماتے خیر الھدی ھدی محمد ﷺ (رواہ مسلم ' مشکوۃ کتاب الایمان' باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن جابر رضی اللہ عنہ ') سب سے بہتر طریقہ زندگی گزارنے کے لئے محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ یہ حضور ﷺ ہر خطبہ میں فرماتے۔ اور قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (60 : الممتحنۃ : 6) اے لوگو ! تمہارے لئے میرا نبی جو ہے یہ نمونہ ہے..... جو کچھ کرنا ہے تمہیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ محمد ﷺ جیسا کام ہو۔ اس کو دیکھ کر اپنی زندگی کو بناؤ' اپنی زندگی کو ڈھالو' جو یہ کرتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرو۔ جتنی تم اس نبی ﷺ کی نقل کر لو گے' ریس کر لو گے' پیروی کر لوگے تمہاری سلامتی اسی میں ہے'خیر و برکت اسی میں ہے' تمہاری نجات اسی میں ہے اور تمہارے اسلام اور ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ آج ہم بالکل بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو بالکل بھول گئے۔ کیا سیاست کا میدان' کیا معیشت کا میدان' کیا معاشرت کا میدان ' تینوں میدانوں میں جو انسانی زندگی کے تین بڑے شعبے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کو بالکل نہیں دیکھتے۔ کہ حضور ﷺ کا طریقہ کیا ہے ؟ دیکھو لو ! ہماری سیاست کیا ہے ؟ وہ آپ کے سامنے ہے۔ کس قدر فتنے کی سیاست ہے۔ کس قدر منافقت کی سیاست ہے ! کس قدر کفر کی سیاست ہے ؟ اور معاشرت' رہنا سہنا' کوئی انگریز کی نقل کرتا ہے' کوئی شوشلسٹوں کی نقل کرتا ہے کہ موزے تنگ ایسا تھا' کوئی کسی کی نقل کرتا ہے کوئی کسی کی نقل کرتا ہے۔ ہمارے دل میں یہ خیال آتا ہی نہیں کہ میں وہ

طریقہ اختیار کروں جو محمد ﷺ کا تھا۔ اسی طرح سے کھانا کمانا۔ پیسہ ہونا چاہیے' اس کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟ کبھی ہم اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ دیکھئے مسلمان کون ہوتا ہے؟ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں یہ دیکھے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ دیکھو یہ قرآن مجید کے لفظ ہیں لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں ان کی زندگی میں تمہارے لئے عمل کرنے کا بہترین نمونہ ہے۔ وہ عمل ایسے ہوں گے جو اللہ پسند کرے گا۔ تم کامیاب ہو جاؤ گے اور دیکھو یہ بات بظاہر تو بڑی فخر کی ہے لیکن حضور ﷺ مکلف تھے' آپ ﷺ پابند تھے اس بات کے کہ آپ لوگوں میں اعلان کریں کہ لوگو! جیسے میں کام کرتا ہوں ایسے کام کریں۔ میری زندگی کو اپناؤ' میرے طریقے کو اختیار کرو۔ اسی لئے حضور ﷺ ہر خطبہ میں جب آپ خطبہ دیتے فرماتے سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ جب چھوٹے تھے کسی جگہ تماشا لگ گیا' تماشا لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کا جو ساتھی تھا اس نے آکر بتایا کہ فلاں جگہ تماشہ ہو رہا ہے جیسے ہمارے ہاں ہوتے ہیں۔ کوئی ڈگ ڈگی بجھانے والا' کوئی گانے بجانے والا' کوئی نقلیں کرنے والا' کوئی قوالی کرنے والا۔ حضور ﷺ کے دل میں خیال ہوا کہ چلو میں بھی دیکھتا ہوں کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ نے وہاں پہنچنے ہی نہ دیا۔ آپ ﷺ راستے ہی میں سو گئے۔ وہاں پہنچ نہ سکے۔ (الرحیق المختوم ص 115) اللہ نے توفیق ہی نہ دی کہ آپ ایسی مجلس میں جائیں۔ کیوں؟..... اللہ نے نبی ﷺ کو نمونہ بنانا تھا۔ حالانکہ وہ نبوت سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ نبی نہیں بنے تھے۔ اس لئے اللہ نے جس کو نبی بنانا تھا اس کو لوگوں کے لئے نمونہ بنانا تھا۔ اس لئے اللہ اس کو شروع میں بچاتا ہے کہ اس سے ایسا کوئی کام نہ ہو جو لوگوں کے لئے نمونہ بن جائے اور وہ کہیں کہ انہوں نے یہ کام کیا تھا ہم یہ کام کیوں نہ کرلیں۔ نبی

ﷺ کی زندگی بڑی پاک زندگی ہوتی ہے۔ بڑی شائستہ، بہت مہذب زندگی ہوتی ہے۔ جو تہذیب اسلامی ہے۔ عین معیاری تہذیب اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو کہ ان کو نمونہ بنایا جائے اور قرآن میں اللہ نے یہ آیت اتاری لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے لئے اس نبی ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ پھر آگے فرمایا لمن کان یرجواللہ کلمہ تو سارے پڑھ لیں گے۔ محمد رسول اللہ .... محمد ﷺ کا کلمہ تو سارے پڑھ لیں گے۔ لیکن وہ ہر ایک کے لئے نمونہ نہیں بنے گا۔ نمونہ محمد ﷺ کو وہی بنائے گا لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر جس کو آخرت یاد ہے، اور جس کو اللہ سے کچھ لگاؤ ہے۔ ایمان کا فیصلہ ہو گیا ناں۔ کہ جس کو اللہ یاد ہے، جو اللہ سے تعلق رکھتا ہے اور جس کو آخرت یاد ہے تو وہ لازما میرے نبی ﷺ کو نمونہ بنائے گا اور جس میں یہ تصور نہیں ہے۔ وہ نمونہ نہیں بنائے گا۔ وہ کبھی ادھر کو بھاگے گا کبھی ادھر کو بھاگے گا۔ آج ہمارے لئے یہ اتنا بڑا مسئلہ بن گیا ہے کہ کوئی کہے کہ داڑھی رکھو۔ تو کہتے ہیں کہ داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ اب ہم کیا بتائیں کہ داڑھی میں کیا رکھا ہوا ہے۔ کوئی چیز رکھی ہوئی ہو تو ہم بتائیں کہ یہ رکھا ہوا ہے۔ یہ مسئلہ کیوں پیدا ہوتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ایمان ہی نہیں ہے کہ محمد ﷺ جیسا بننا ہے، ان کی شکل، ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کا طریقہ اپنانا ہے۔ مسلمان ہوتا ہی وہ ہے۔ یعنی اگر ایمان صحیح ہو، زندہ ایمان ہو اور انسان کا ضمیر زندہ ہو تو پھر یہ سوال کبھی پیدا ہی نہ ہو کہ میں داڑھی کیوں رکھوں۔ کیا فائدہ ہے اس کا؟ کیوں یہ بتایا گیا ہے کہ میرا نبیؐ تمہارے لئے نمونہ ہے۔ اس کی زندگی کو دیکھو، دیکھو اس کی زندگی کیسی ہے۔ اور اگر یہ ایمان درست ہو کہ نبی کو نمونہ بنانا ہے تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آدمی ایک دن بھی داڑھی رکھنے میں لگا دے اور پھر اس کے بعد اللہ میرا معاف کرے!.... ہمارے ہاں جو داڑھی رکھتے بھی ہیں وہ دنیا اور اللہ دونوں کو دھوکہ

دیتے ہیں۔ ایسا کٹ رکھیں گے' ایسا فرنچ کٹ رکھیں گے' ایسا ڈیزائن بنائیں گے کہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ' وہ کہیں ہمارے ساتھ۔ نہ کوئی یہ کہہ سکے کہ یہ مولوی ہے' یہ فلاں ہے۔ اور یہ بھی کوئی نہ کہہ سکے کہ یہ تو بس چٹ ہے بالکل۔ ادھر بھی تھوڑی سی رکھ لی۔ یہ کہہ سکے نہ وہ کہہ سکے۔ سنت کا خیال ہی نہیں ہے۔ یہ خیال ہی نہیں ہے کہ محمد ﷺ کا طریقہ کیا ہے۔ ان کا فرمان کیا ہے ؟ ان کی تعلیم کیا ہے۔ وہ کیا چاہتے تھے' وہ اپنے آپ کو کیسا بنا کر رکھتے تھے۔ یہ تصور ہی نہیں ہے۔ بس رکھ لی تاکہ وہ بھی ٹھیک رہے' یہ بھی ٹھیک رہے۔ یہ بھی درست ہے وہ بھی درست ہے۔

میرے بھائیو ! اس میں تو پہلے بھی عرض کیا ہم جمعہ میں کوشش یہی کرتے ہیں۔ دیکھئے بڑا مغالطہ جو آج کل کے مسلمان کو لگتا ہے وہ ہمارے مولویوں سے لگتا ہے۔ اب کوئی دیوبندی ہے تو وہ دیوبندیوں کے مولوی کو دیکھے گا اور بریلوی ہے تو وہ اپنے مولویوں کو دیکھے گا اور کہے گا کہ ہمارے اکابر' ہمارے علماء' ہمارے بڑے' ہمارے اولیاء ان کو دیکھے گا۔ مثلاً اب آگئے تعزیے.... تعزیہ سارا جہان نکالتا ہے' دیکھتا ہے۔ ایک تماشا لگا ہوا ہوتا ہے۔ اگر کوئی کہدے کہ ان میں شریک ہونا جائز نہیں۔ ان سے لے کر کھانا پینا جائز نہیں۔ ان کی سبیلوں سے پانی پینا جائز نہیں۔ یہ تو سب حرام سلسلے ہیں تو کہیں گے۔ دیکھو جی ! یہ نیا ہی آگیا ہے۔ یہ پتہ نہیں کہاں سے آگیا ہے۔ سارا جہاں ادھر ہے' سارا جہان ادھر ہے اور یہ اکیلا اپنی بات چلا رہا ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ یہ عرس ورس ٹھیک نہیں' یہ سب کفر کی رسمیں ہیں' ان کا اسلام سے کیا تعلق ؟..... کہیں گے دیکھو جی ! عجیب ہے... اجمیر چلے جاؤ وہاں عرس ہوتا ہے' داتا دربار چلے جاؤ وہاں عرس ہوتا ہے' پاکپتن چلے جاؤ وہاں عرس ہوتا ہے۔ سینکڑوں' ہزاروں ... ساری دنیا عرس کرتی ہے اور یہ پتہ نہیں کہاں سے آگیا ہے۔ یہ باتیں کرتے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں تو پھر ہمارے جیسا جب کوئی بات کہتا ہے تو وہ ان کو

پاگل نظر آتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ کہاں سے بولتے ہیں' یہ کیا باتیں کرتے ہیں؟ یہ مغالطہ ہے۔ یہ کیوں ؟..... صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے دین کو سمجھا نہیں۔

میرے بھائیو ! اگر اسلام کو سمجھنا ہو تو بیسویں صدی پر نہ چلیں' اس زمانے کو نہ دیکھیں' آج کل کے لوگوں کو نہ دیکھیں۔ پہلی صدی کی طرف چلے جایئے۔ دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ کیسے تھے؟ مسلمان کیسے تھے ؟ کیاعرس کرتے تھے۔ آپ مسلمان ہو جائیں گے۔ دیکھو ناں تجربہ ہے' دیکھنے کی بات ہے آپ اسلام کو جج کرنے کے لئے' جانچنے کے لئے ادھر سے چلتے ہیں۔ یہ بیسویں صدی سے چلتے ہیں تو پھر جو سچے ہیں وہ آپ کو جھوٹے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ جج کرنے کا طریقہ بالکل غلط ہے۔ آپ کو کدھر سے چلنا چاہیے ؟ آپ کو پہلی صدی سے چلنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھو' ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھو۔ کوئی تعزیہ ہے۔ کوئی عرس ہے ؟ کوئی گیارھویں ہے' کوئی ایسی گندی رسم ہے ؟ نام و نشان نہیں۔ بالکل پاک اور صاف زندگی۔ پھر دوسری صدی کو' تیسری صدی کو' آہستہ آہستہ ملاوٹ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے دودھ تھنوں سے نکلتا ہے۔ اعلیٰ درجے کا خالص... بس جونہی بالٹی میں پڑا پانی مل گیا۔ جونہی دوسرے برتن میں گیا اور پانی مل گیا۔ جونہی تیسرے کے برتن میں گیا اور پانی مل گیا۔ اور جب کڑاہی میں گیا تو آدھا دودھ ' آدھا پانی۔ اگر دین کو دیکھنا ہے' اسلام کو دیکھنا ہے تو تازہ دیکھو۔ جیسے تازہ دودھ بھینس کے تھنوں سے جو نکلتا ہے۔ وہ خالص ہے۔ اگر اسلام کو دیکھنا ہے تو محمد ﷺ کو دیکھو۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھو۔ کوئی ایسی لایعنی چیز آپ کو نظر نہیں آئے گی اور پھر یہ تو زمانہ قرب قیامت کا ہے۔ قیامت کے بہت قریب کا زمانہ ہے۔ اس وقت تو برائی اتنی عام ہے' اتنی عام ہے جس کی کوئی حد نہیں' یہ بھی کہیں گے کہ آپ دیکھ لیجئے گا اچھائی باقی رہ گئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ

ہمارے بزرگ' میرا باپ' میرا دادا وہ بڑے شریف لوگ تھے۔ ان میں بڑی شرافت تھی۔ اور آج کل دیکھ لو شرافت کا نام و نشان نہیں۔ ہر جگہ ٹھگی... دھوکہ.... فریب.... ملاوٹ.... شرک اور بدعت جس کی کوئی حد نہیں۔ اس قدر بگاڑ ہے۔ اس قدر بگاڑ ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ کہیں کھری چیز نہیں ملتی۔ لیکن اسلام آج کل کا لیں گے۔ الٹی عقل ہے ناں.... یہ زبان ہے کہیں کہ کھری چیز آج کل نہیں ملتی اور اسلام آج کل کا لیتے ہیں جو بالکل نقلی ہے۔ میرے بھائیو! اس سے پہلے جوں جوں پیچھے کو جائیں گے۔ آپ کو چیزیں کھری نظر آئیں گی۔ لوگ پہلے اتنی ملاوٹ نہیں کرتے تھے جتنی آج ہے۔ پہلے اتنی ملاوٹ نہیں تھی۔ پیچھے کو جائیں لوگوں میں کچھ شرم تھی' کچھ حیا تھی' کچھ نہ کچھ اچھا کام کرتے تھے۔ ٹھیک تھا معاملہ۔ جوں جوں آپ پیچھے کو جائیں گے اور جب آپ اصل مقام پر پہنچیں گے محمد ﷺ کے زمانے میں صحابہ کو دیکھیں گے تو کوئی نام و نشان آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا جو نظر آ رہا ہے۔ اس لئے میرے بھائیو خوب سن لو کہ مسلمان ہونا ہے تو آج کل کے ملاں ملوٹوں کو نہ دیکھو۔ آج کل کے پیروں فقیروں کو نہ دیکھو۔ آج کل کے ختم' گیارھویں اور درود' تعزیے ان کو نہ دیکھو۔ محمد ﷺ کے زمانے کو دیکھو۔ آپ کو ایسی کوئی برائی اس زمانے میں نظر نہیں آئے گی۔

قیامت کے دن معیار کیا ہوگا؟ سوچیں تو سہی کہ قیامت کے دن معیار کیا ہوگا؟ اللہ کے رسول کھڑے ہوں گے اور وہ معیار ہوں گے۔ جو عمل آپ ﷺ نے کیا وہ اللہ کو منظور اور جو عمل آپ نے نہیں کیا وہ عمل اللہ کو نامنظور۔ رد کر دو' اس پر لعنت بھیجو' سب بیکار۔ اب آپ سوچئے! اپنے دل سے پوچھے کہ آپ کا کون سا اسلام منظور ہے۔ اس زمانے کا اسلام آپ کو رکھنا ہے۔ آج کل جیسے مسلمان آپ کو بننا ہے یا آپ کو وہ مسلمان بننا ہے جو محمد ﷺ نے بنائے۔ جو اس زمانے کا اسلام تھا۔ کہئے آپ کی عقل کیا کہتی ہے

؟ یہ کوئی اختلاف کی بات ہے۔ یہ کسی مولوی کی ڈگر دی ہے۔ یہ کوئی فریب کی بات ہے۔ اپنے ایمان سے پوچھیے' اپنے دل سے پوچھیے! خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ اسلام تو وہی ٹھیک ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ ہم اکثریت کو دیکھتے ہیں کہ دیکھو اکثریت کن لوگوں کی ہے ؟ اگر تعزیوں کے دن ہیں تو سارے پیٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ سارے کالے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس دن کو نکال رہے ہیں۔ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اور اگر پیچھے کو جائیں' رسول اللہ ﷺ کے زمانے کو دیکھیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی چیز کا نام و نشان ہی نہیں' قطعاً کسی چیز کا نام نہیں۔ آپ صاف کہہ دیں کہ یہ اسلام نہیں۔ خدا کے لئے اسلام کو سمجھو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم (47 : محمد : 1) جنھوں نے اپنا طریقہ خود اختیار کیا' اپنی مرضی کی زندگی گزارنا شروع کر دی۔ جو اللہ کی راہ سے جو پیغمبر کے ذریعے سے نمایاں کی جاتی ہے اس سے ہٹ گئے' کٹ گئے اضل اعمالھم اللہ ان کے سب عملوں کو برباد کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ ہماری نمازیں قبول ہوں نہ ہماری دعائیں قبول ہوں' کوئی جو مرضی مانگتے رہیں اور ہم تو یہ دیکھو کہ حج کے موقع پر کتنے لوگ ہوتے ہیں' لاکھوں کی تعداد میں .... تقریباً پچیس چھبیس لاکھ مسلمانوں نے حج کیا۔ اور سارے کے سارے ایک جگہ' عرفات کے میدان میں کھڑے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا حج کا ایک رکن ہے۔ اگر آدمی اس میں جا کر کھڑا نہ ہو سکے' ۹ ذوالحجہ کو جو لوگ پیدل آتے ہیں کسی وجہ سے کوئی صورت بن جائے' سیدھے اپنے ہوائی جہاز کے ذریعے یا جس سواری پر وہ گئے ہیں اگر سیدھے عرفات کے میدان میں پہنچ جائیں اور نویں تاریخ کو جو رات آنے والی ہے پو پھٹنے سے پہلے پہلے اگر وہ اس میدان میں قدم رکھ لے تو حج ہو جاتا ہے۔ اور اگر پو پھٹ جائے اور عرفات کے میدان میں وہ نہ پہنچ سکیں پو پھٹ گئی اور وہ

بعد میں پہنچے تو حج گیا... حج اگلے سال' اس سال کچھ نہیں ہوگا۔ عرفات کا وقوف' عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا اتنا لازمی اور ضروری ہے۔ وہاں کیا کیا جاتا ہے ؟ وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اور دعاؤں کے لئے اس قدر گنجائش نکالی جاتی ہے ' اس قدر گنجائش نکالی جاتی ہے کہ نمازوں کو پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے۔ مغرب کو پیچھے ہٹا دیا۔ نماز مغرب' مغرب کے وقت نہیں پڑھتے۔ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ عرفات کے میدان میں لوگ کھڑے ہوتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے۔ حکم ہے کہ نماز نہیں پڑھنا۔ لیٹ ہوتی ہے تو ہو جانے دو۔ وہاں سے جب مزدلفہ جاتے ہیں۔ اب عشاء کا وقت ہو جاتا ہے تو تب جا کر عشاء کی نماز پڑھو۔ مغرب ادھر ہٹا دی اور عشاء ادھر ہٹا دی۔ کہ جب ظہر کی نماز پڑھو تو عصر کی نماز بھی ساتھ پڑھ لو تاکہ یہ عرصہ جو ہے وہ پورا لمبا عرصہ ہو جائے اور وہاں کھڑے ہو کر خدا سے دعائیں کرو۔ اب چھبیس لاکھ مسلمان ایک میدان میں کھڑا دعائیں کر رہا ہو اور ادھر نقشہ کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ اتنا ان مسلمانوں کے قریب آ جاتے ہیں کہ بالکل آسمان دنیا پر خدا کی ذات تشریف لے آتی ہے اور خدا کی طرف سے پکار ہوتی ہے۔ مانگو جو مانگنا ہے۔ اب کھلا وقت ہے۔ لیکن دیکھ لو چھبیس لاکھ حج کرلیں یا بیس لاکھ حج کر لیں یا جتنے بھی حج کر لیں یہودی مسلمانوں پر سوار ہی سوار ہیں۔ دیکھ لو عراق کا جو ایٹمی پلانٹ تھا وہ یہودیوں نے اڑا دیا۔ اب دیکھو لو پاکستان کو کتنی دفعہ دھمکی دے دی۔ کہاں اسرائیل اور کہاں پاکستان ..... کہتے ہیں کہ ہم تمہارا پلانٹ بھی اڑا دیں گے۔ یہ حج کا نتیجہ ہے۔ یہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ خدا دعائیں نہیں سنتا' ایسے نقلی مسلمانوں کی قبول نہیں کرتا۔ ایسے بیکار مسلمانوں کی دعائیں خدا قبول نہیں کرتا۔ ایسے بدعتی مسلمانوں کی خدا نہ دعائیں قبول کرتا ہے نہ حج قبول کرتا ہے اور نہ قربانیاں قبول کرتا ہے۔ ورنہ جنگ بدر کا حال قرآن مجید میں ملتا ہے کل ۳۱۳ مسلمان تھے۔ کتنی تھوڑی تعداد ہے! حضور اکیلے ایک چھپر سا بنا کر اس کے اندر دو رکعت

نماز پڑھ رہے ہیں چھپر کے دروازے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر کا نقشہ دیکھ رہے ہیں اور حضور ﷺ سجدے میں پڑے ہوئے دعائیں کر رہے ہیں۔ یااللہ ! یہ چھوٹی سی جماعت جو میں نے تیار کی ہے اگر یہ مٹ گئی' آج کافر ان پر غالب آ گئے' مسلمان مغلوب ہو گئے تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ ! ان کو کامیاب کر! حضور ﷺ دعائیں کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نقشہ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ خدا کی مدد آ گئی۔ فرشتوں کو صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے اٹھئے یارسول اللہ ! اللہ کی مدد آ گئی ہے۔ آپ نے سجدے سے سر کو اٹھا لیا۔ (الرحیق المختوم ص356) ایک شخص لگا ہوا ہے اور 313 کی کل تعداد ہے۔ لیکن دیکھ لو کس طرح سے مدد کی۔ ایک ہزار فرشوں سے .... دو ہزار فرشتوں سے... اور تین ہزار فرشتوں سے۔ اور اللہ تعالٰی فرماتے ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں انی معکم (8 : الانفال : 12) میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ مسلمان ہو' مسلمانوں کی جماعت ہو' ملکی' قومی اور ملی مسئلہ ہو اور مسلمان اس طرح سے پریشان ہوں۔ ادھر ہم پر ہندو چڑھا ہوا ہے اور عربوں پر اسرائیل چڑھا ہوا ہے۔ اللہ اکبر !...... حیرانی کی بات ہے۔ کاش ! کوئی سوچنے والا ہو' ان مسلمانوں میں سے پاکستان سے سب سے بڑا طاقتور مسلمان ملک سمجھا جاتا ہے اور ہم پر ہندو چڑھا ہوا ہے۔ دیکھ لو اندرا کیا بیان دیتی ہے۔ کہو تو کوئی اس کے مقابلے میں کوئی بیان دے دے۔ ادھر ہم پر ہندو چڑھا ہوا ہے اور عرب ایک ملک نہیں' دو ملک نہیں' تین ملک نہیں۔ مکہ ان کے پاس' مدینہ ان کے پاس' روضہ ان کے پاس لیکن دیکھ لو اسرائیل سے کس طرح سے ڈرتے ہیں۔ یہودی ان پر چڑھا ہوا ہے۔ اب بھی آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ ہماری دعائیں نہیں سنتا' اللہ ہمارے حج قبول نہیں کرتا تو یہ کوئی غلط بات ہے۔ کوئی اسے رد کر سکتا ہے ؟ اور اس کی وجہ کیا ہے ؟

میرے بھائیو! ہم یہ چاہتے ہیں بیسویں صدی کا اسلام ٹھیک اسلام ہے' آج کل جیسے مسلمان بنتا ہے۔ اور اللہ کیا کہتا ہے فان امنوا بمثل ما امنتم بہ اے میرے نبی کے صحابہ! اگر لوگ ایسا ایمان لائیں گے جیسا تمہارا ہے فقد اھتدوا(2 : البقرۃ: 137) تب وہ ہدایت والے بنیں گے۔ اور میرے بھائیو! کوئی صحابی مشرک نہیں تھا اور آج کل کا ہر مسلمان الا ما شاء اللہ! کوئی ہو تو ہو ورنہ سب کے سب مشرک' بدعتی' اتنے بدعتی جس کی کوئی حد ہی نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب جا کر مسلمانوں کا ایسا حال ہو جائے گا کہ بدعتیں ان کے اندر اسطرح سے سرایت کر جائیں گی جیسے باؤلے کتے کا کاٹا ہوا زہر داخل ہوتا ہے۔ ایک ایک بال کی جڑ میں زہر اثر کر جائے گا۔ اس طرح سے بدعتی ہو گا (رواہ احمد' ابوداؤد' مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن معاویۃ رضی اللہ عنہ) اور یہی حال ہمارا ہے۔ آپ یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم میں یہ فقے' یہ اختلاف دور کیوں نہیں ہوتے۔ ہمارا نماز کا اختلاف .... کوئی کہتا ہے رفع الیدین کرو' کوئی کہتا ہے نہ کرو۔ یہ کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ ہمارا امام ایک نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا امام' امام ابو حنیفہؒ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا امام' امام شافعی۔ اگر کہیں کہ امام ایک ہونا چاہیے تو اختلاف فوراً ختم ہو جائے۔ یہ یقین ہو کہ امام صرف ایک نبی محمد ﷺ ہیں تو کبھی اختلاف نہ ہو۔ اب دیکھیے حنفی جو ہوگا وہ رفع الیدین نہیں کرے گا۔ کیوں نہیں کرے گا؟ ..... جی! ہمارے امام نے نہیں کیا۔ وہ بیشک حدیثوں کا نام لیں وہ ویسے ہی ہے۔ اصل میں اس کے رفع الیدین نہ کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ حنفی ہے۔ اس لئے وہ رفع الیدین نہیں کرے گا اور اگر اس کے دل میں یہ محبت ہو کہ نماز محمدی طریقہ کی ہو' نماز محمد ﷺ کے طریقہ کی ہو تو کوئی وجہ ہے کہ وہ رفع الیدین نہ کرے۔ حدیثیں بھری پڑی ہیں' ایک حدیث نہیں' دو حدیثیں نہیں' تین حدیثیں نہیں۔ ایک صحابی نہیں' دو صحابیوں سے

نہیں سینکڑوں صحابہ سے رفع الیدین کرنے کی سنت ثابت ہے۔ لوگ نہیں کرتے۔ کیوں نہیں کرتے ؟ اس لئے نہیں کرتے کہ ہمارا امام' امام ابو حنیفہؒ ہے وہ نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ہم نہیں کرتے۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ رفع الیدین میں سب برابر ہیں۔ شروع کی ہو' رکوع کی ہو' رکوع سے اٹھنے کی ہو یا دو رکعتوں سے بعد اٹھنے کی ہو وہاں بھی سنت ہے۔ رفع الیدین کرنا یہ سب برابر ہے۔ پہلی سارے لازمی کریں گے۔ دوسری' تیسری' چوتھی کوئی نہیں کرتا۔ کیوں ؟ اس کی ریس پڑ گئی۔ وہ ہمارے امام نے بھی کی ہے' وہ ٹھیک ہے باقی ٹھیک نہیں اور میرے بھائیو ! خوب سن لو یہ ظہر کی نماز کے جو ہم فرض پڑھتے ہیں۔ ظہر کی نماز پہلے چار سنت' پھر چار فرض' پھر دو سنت۔ پہلے چار سنت ہے۔ پھر چار فرض ہیں۔ پھر دو سنت ہیں۔ چار اور دو کے درمیان یہ سنت اصل میں باڑ ہیں۔ یہ سنتیں اصل میں باڑ ہیں جیسے کھیتیوں کی باڑ ہے۔ کھیتیوں کی حفاظت کے لئے یہ سنتیں' نفل وغیرہ فرضوں کی باڑ ہیں تاکہ فرض جو ہیں ان کے لئے انسان ذہنی طور پر تیار ہو جائے۔ پہلے بھی نماز' بعد میں بھی نماز۔ جیسے گری ہوتی ہے' مغز ہوتا ہے۔ یہ درمیان میں فرض ہیں۔ قیامت کے دن جب حساب ہوگا' صرف فرضوں کا حساب ہوگا۔ جب نمازوں کا حساب ہوگا تو صرف فرض پیش ہوں گے۔ کوئی سنت نفل پیش نہیں ہوگا۔ جب دیکھا جائے گا کہ یہ تو فیل ہو رہاہے۔ یہ تو بالکل اس کا کام ڈاؤن جا رہا ہے' اس کے فرض تو ٹھیک نہیں ہیں۔ اس کو پاس مارکس نہیں مل رہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ لاؤ۔ اسکی سنتیں۔ اس کے نفل لاؤ۔ جو اس نے پڑھے ہیں۔ پھر ان کے اضافے سے جو پاس مارکس لے لیتا ہے اس طرح سے اس کی جان چھوٹ جاتی ہے۔ (مسند احمد ج 2 ص 425 و رواہ ابی داؤد فی کتاب الصلوۃ باب قول النبی ﷺ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) یہ سنتیں اور یہ جو نفل ہیں ان کی یہ حیثیت ہے۔ لیکن اصل حساب فرضوں کا ہے۔ اچھا اب سوچئے ! چار سنتیں پہلے اور دو بعد

کی۔ یہ فرضوں سے علیحدہ ہیں۔ اگر کوئی نہ پڑھے، اگر کوئی نہ پڑھے۔ سفر میں چھوڑ دیتے ہیں، سفر میں چونکہ جلدی ہوتی ہے، بے آرامی ہوتی ہے۔ سفر میں سنتیں نہیں پڑی جاتیں۔ صرف صبح کی سنتیں پڑھتے ہیں۔ سفر میں باقی کوئی سنتیں نہیں پڑھی جاتی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ظہر کی جماعت کروائی۔ اپنے ڈیرے میں چلے گئے۔ دو رکعت نہ پڑھائی۔ دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہیں ہیں۔ پوچھنے لگے کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ سنتیں۔ یہ بھی عجیب لوگ ..... سنتیں پڑھنی تھیں تو فرض کیوں چھوڑے۔ (متفق علیہ، مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ السفر عن حفص بن عاصمؒ) بھئی! آرام کے لئے اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ سفر میں تکلیف ہے اس لئے اللہ نے رعایت کر دی۔ اب اگر فرضوں کی رعایت ہو۔ دو ظہر کی، دو عصر کی اور دو عشاء کی کل چھ رکعتوں کی رعایت ہوئی تو کیا رعایت ہوئی اگر سنتیں بھی ساتھ معاف ہو جائیں تو ہاں یہ بڑی معقول رعایت ہے۔ ظہر کی دو .... چھٹی .... عصر کی دو .... چھٹی .... مغرب کے تین فرض پڑھ لئے۔ عشاء کے دو فرض پڑھ لئے اور وتر پڑھ لیا۔ صبح کی نماز باقی دو سنتیں دو فرض۔ یہ سفر کی نماز ہے۔ اگر آدمی ظہر کی پہلی دو سنتیں نہ پڑھے، اگر آدمی پچھلی دو سنتیں نہ پڑھے تو فرض ٹھیک طرح سے پڑھ لے تو پاس ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آدمی رفع الیدین ہی نہ کرے تو فرض خراب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سنت گئی۔ یہ سنتیں فرضوں سے پہلے ہیں۔ فرضوں سے علیحدہ ہیں۔ فرضوں پر یہ اثر انداز نہیں ہوتیں۔ رفع الیدین فرضوں کا جزو ہے۔ وہ نماز کی ہیئت میں داخل ہے۔ کہ نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اللہ اکبر! اگر یہ کوئی برا کام ہوتا جیسے جاہل کہتے ہیں کہ بغلوں میں بت ہوتے تھے۔ اگر بتوں والی بات تھی تو اب تو بت گئے۔ رفع الیدین بالکل ختم ہو جاتی۔ حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں رفع الیدین کرتے۔ یہ نماز کی زینت ہے۔ یہ نماز کا حسن ہے۔ شروع میں رفع الیدین کرتے اور پھر

رکوع کو جاتے رفع الیدین کرتے۔ رکوع سے اٹھتے اور آپ رفع الیدین کرتے۔ ایک رکعت میں آپ تین رفع الیدین کرتے اور یہ ایک حدیث سے نہیں۔ دو حدیثوں سے نہیں' تین حدیثوں سے نہیں۔ مختلف صحابہ سے یہ روایتیں موجود ہیں اور اتنی کثرت کے ساتھ۔ بلکہ جو حاجی حج کرنے جاتے ہیں وہاں دیکھتے ہیں' وہاں جا کر دیکھتے ہیں۔ شافعی رفع الیدین کرتے ہیں۔ مالکی رفع الیدین کرتے ہیں حنبلی رفع الیدین کرتے ہیں۔ نہیں کرتے تو قسمت کے مارے ہمارے بھائی نہیں کرتے۔ یہ حنفی نہیں کرتے۔ کیوں ؟ صرف اس وجہ سے امام بخاریؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس کے اندر وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوحمید یہ تابعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ساری اسلامی دنیا کی سیر کی۔ سوائے کوفے والوں کے سارے ہی رفع الیدین کرتے ہیں۔ صرف کوفے والے ہی رفع الیدین نہیں کرتے۔ (جزرفع الیدین) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہیں جن کو عمر ثانی کہتے ہیں۔ تابعی ہیں۔ صحابہ کا زمانہ موجود ہے۔ بیٹھے ہوئے ہیں۔ دربار لگا ہوا ہے' باہر سے آدمی نے آکر اطلاع دی کہ فلاں آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں ہے ؟ کہتے ہیں نہیں۔ اسے اجازت نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ سختی کرتا تھا۔ وہ رفع الیدین کرتا تھا۔ میں ایسے آدمی کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ امام بخاری نے اپنے رسالہ "جز رفع الیدین" میں لکھا (رفع الیدین کی تفصیلات کے لئے امام بخاری کی کتاب جز رفع الیدین کا مطالعہ فرمائیں۔) اور آج کل لوگ دیکھو جی ! وہ دیکھو وہ دیکھو ! وہ نہیں کرتا۔ وہ نہیں کرتا۔ ارے میرے بھائیو ! اسلام لینا ہے تو ادھر سے چلو۔ خالص اسلام ملے گا۔ اور اگر نقل لینی ہے ' ملاوٹی لینا ہے تو آپ کی مرضی ہے کہ ادھر غوطے کھاتے رہیں۔ کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اور یہ زمانہ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ مسلمان پسند نہیں ہوں گے۔ بڑی بڑی تعداد ہوگی۔ پانچ پانچ سو' ہزار ہزار کی تعداد ایک ایک مسجد میں

نماز پڑھنے والے ہوں گے۔ سارے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کسی کی بھی دعا قبول نہیں کرے گا۔ اللہ کو وہ پسند نہیں ہوں گے۔ بدعتی ہوں گے۔ شرک میں ملوث ہوں گے۔ بدعتوں کی آلائش میں ملوث ہوں گے۔ اللہ تعالٰی کو وہ پسند نہیں ہوں گے

میرے بھائیو! اپنے اسلام کو بدلو۔ یہ اسلام اللہ کو پسند نہیں۔ اسلام پہلی صدی کا اسلام۔ حضور ﷺ کا اسلام۔ صحابہ کا طریقہ' ان کو جو حضور ﷺ نے تعلیم دی تھی۔ طریقہ وہ اسلام کا پسند ہے۔ اب دیکھو ناں .... نفرت..... میں حیران ہوتا ہوں اللہ یہ مسلمان کیسا مسلمان ہے۔ کوئی نماز پڑھنے آئے گا۔ کوئی ننگے سر نماز پڑھے.... ہائے! ہائے! ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ دیکھو ناں! جی سارے ہی ننگے سر۔ اسے ننگے سر پر غیرت آتی ہے۔ حالانکہ کہ ننگے سر نماز پڑھنا کوئی عیب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ننگے سر نماز پڑھتے تھے۔ صحابہ ننگے سر نماز پڑھتے تھے اور حاجیوں کو تو آپ نے دیکھا ہے کہ سب ٹنڈیں ہی ٹنڈیں ہوتی ہیں۔ پوری لائن کی لائن' لاکھوں کی تعداد.... اگر ننگے سر نماز پڑھنا میرے بھائیو! کوئی گستاخی ہو' اگر ننگے سر نماز پڑھنا کوئی بے ادبی ہو تو خدا حاجیوں کو اپنے گھر بلا کر بے ادبی کرواتا ہے؟ زندگی کی بہترین نماز وہ نماز ہوتی ہے جو حرم میں پڑھی جائے۔ سب سے بہتر نماز وہ نماز ہے جو عرفات کے میدان میں پڑھی جائے۔ جو حج کے موقع پر حاجی پڑھتا ہے۔ لیکن خدا سر ننگا کروا دیتا ہے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو حاجی ہے۔ ارے بھئی! حج میں بے ادبی ہوتی ہے؟ اگر حج کوئی نرالہ ہو تو خدا ننگا کروا دے۔ دونوں چادریں اتار... یمن کے لوگ حج کرنے جاتے تو الف ننگے' بالکل مادرزاد ننگے ہوتے تھے۔ خدا نے ڈانٹ دیا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها و ما بطن (7 : الاعراف: 33) یہ بے حیائی ہے۔ اگر تم ننگے ہو کر حج کرو گے تو کوئی حج قبول نہیں ہوتا۔ پردہ پوشی ضروری ہے۔ لیکن خدا سر ننگا کرواتا ہے۔ اگر میرے بھائیو! ننگے سر نماز

پڑھنا کوئی گستاخی اور بے ادبی ہو تو خدا حاجی سے یہ کبھی نہ کرواتا کہ حاجی ننگے سر نماز پڑھے۔ حالانکہ حاجی ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور وہ اس کی زندگی کی بہترین نماز ہوتی ہے۔ اب ننگے سر سے نفرت۔ ہمارے بعض بے خبر دوست جنہوں نے کبھی دین سنا نہیں۔ اللہ اکبر! میں کیا عرض کروں۔ چلے جائیں مسجدیں بھری پڑی ہیں۔ نہ مولویوں کو کچھ پتہ ہے نہ مقتدیوں کو کچھ پتہ ہے..... کورے ..... دین کی خبر ہی نہیں۔ مولوی یہ جو آپ کو داڑھیوں والے مصلے پر کھڑے بڑا رگڑ رگڑ کر قرآن پڑھتے ہیں' حلق سے نیچے نکال کر قرآن پڑھتے ہیں دین سے بالکل بے خبر ہیں۔ دین سے انہیں کچھ واقفیت نہیں۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے نفرت۔ اور اگر داڑھی نہ ہو تو کوئی نفرت نہیں۔ آپ اسٹیشن پر خانیوال کبھی ننگے سر نماز پڑھ لیں۔ تو ٹوپی .... وہ چھکو سا آپ کے سر پر رکھ دیں گے۔ ہائے! ہائے! ننگے سر نماز۔ وہ ٹوٹی سی ٹوکری سی آپ کے سر پر رکھ دیں گے۔ کارٹون پورا۔ حالانکہ یہ قطعاً ناجائز ہے۔ یہ بدعت ہے۔ ٹوپیاں مسجد میں رکھنا یہ بدعت ہے۔ یہ بہت بڑی بدعت ہے۔ داڑھی نہ ہو تو کبھی کسی کو غیرت نہیں آتی' کبھی کسی کو خیال نہیں آتا۔ اللہ کے بندے تو نماز پڑھتا ہے۔ داڑھی تیرے چہرے پر نہیں۔ نہ مولوی کو غیرت آتی ہے نہ پڑھنے والے کو اور نہ دوسرے دیکھنے والوں کو۔ یہ کیوں؟ صرف بے دینی کی وجہ سے ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے دو آدمی داڑھی منڈے آئے۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا۔ ان کی شکل دیکھنا آپ نے پسند نہیں کی۔ (تاریخ ابن جریر ج 3 ص 90 ۔ 91) اور ننگے سر آپ ﷺ خود نماز پڑھتے تھے۔ آج ہمیں ننگے سر سے نفرت ہے۔ اور داڑھی منڈا دینے سے کوئی نفرت نہیں۔ کیوں؟ ہمارا اسلام نقلی ہے۔ اسلام اپنا گھریلو' خود ساختہ' خانہ ساز اس لئے ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ نفرت والی کون سی چیز ہے اور محبت والی کونسی چیز ہے۔ خدا کے لئے اسلام کو قبول کرو۔ اسلام اس قسم کا نہیں کہ برادری بھی ساتھ ساتھ چلے۔ سارے ساتھ ساتھ

چلیں۔ جب کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے ... اللہ اکبر! ..... اس محلے میں آفت آ جاتی ہے۔ وہ سارے محلے والوں کو کھٹکتا ہے۔ جو مسلمان کسی کو کھٹکتا نہیں۔ ہر ایک ہی اس سے مل جاتا ہے۔ اس کا ایمان کمزور ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں اعلان کرتے ہیں ..... اللہ اکبر ..... ہر گھر لڑائی' گھر گھر میں فساد' ماں اور بیٹے کی لڑائی۔ بھائی اور بھائی کی لڑائی۔ کیوں؟ وہ ایسے نہیں تھے کہ بھائی بے نماز آپ نمازی۔ جب وہ مر گیا تو نمازی کا کیا جاتا ہے وہی بے نماز ہے۔ سوچیں تو سہی۔ اب میں نماز پڑھتا ہوں میرا بھائی نماز نہیں پڑھتا۔ کوئی فرق ہونا چاہیے کہ نہیں۔ اور بڑا نمایاں فرق یہ ہو کہ جب وہ بھائی بے نماز مر جائے تو اس پر نماز نہ پڑھے۔ بالکل نہ پڑھے۔ اس کا جنازہ کیسا۔ جب وہ نماز نہیں پڑھتا تو اس پر نماز کیوں پڑھی جائے۔ سیدھی سی بات ہے۔ جب ایک شخص زندگی میں نماز نہیں پڑھتا اس کی نماز جنازہ کیسی؟ اور جو اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اب تو صرف ایک بات ہے۔ جو میں کہہ دوں گا۔ اب جب آگے چلیں گے تو آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ اس مولوی کی کیا مرمت ہوتی ہے۔ اور اس جنازہ پڑھنے والوں کی کیا مرمت ہوتی ہے کہ تم نے میری نماز کو اتنا بے قدر کیا۔ یہ زندگی میں پڑھتا نہیں تھا تم اس کی لاش پر جنازہ پڑھتے تھے۔ اور اگر کوئی نمازی ہے۔ اتفاق سے وہ مر جاتا ہے۔ کوئی جنازہ پڑھنے والا نہیں ہے۔ خدا فرشتوں کو بھیج دیتا ہے کہ جاؤ جا کر نماز جنازہ پڑھو۔ کیونکہ وہ نمازی تھا۔ وہ نماز کو پسند کرتا تھا۔ نماز کا وقت آ جاتا تھا تو وہ بے چین ہو جاتا تھا۔ خدا فرشتوں کو بھیج کر جنازہ پڑھا دیتا ہے۔ اور ہم کیا کرتے ہیں بے نماز.... بالکل بے نماز' کیسا ہی کیوں نہ ہو' ہم اس کے پیچھے جیب سے استری کیا ہوا فرسٹ کلاس رومال نکالا۔ کانوں پر ڈالا۔ بس چلتا کیا۔ میرے بھائیو! یہ دین سے استہزاء ہے۔ یہ دین سے مذاق ہے۔ مسلمان ڈھیلا نہیں ہوتا۔ مسلمان ایسا نہیں ہوتا جیسے ہم ہیں۔ مسلمان میں غیرت ہوتی ہے۔ مسلمان محمد ﷺ کو دیکھتا ہے۔ مسلمان کبھی نہیں دیکھتا کہ

میری ماں ناراض ہوتی ہے یا باپ ناراض ہوتا ہے یا میری برادری ناراض ہوتی ہے۔ اس کے آگے ایک چیز مقدم ہے کہ اللہ ناراض نہ ہو اور محمد ﷺ کا طریقہ نہ چھوٹے۔ سو اس لئے آج کے جمعے کا جو سبق ہے دو لفظوں میں وہ یہی ہے۔ کلمہ تو ہم نے پڑھا ہوا ہے... شروع سے ہی.... پہلے دن سے ہی۔ اب ہمارے کرنے کا کام کیا ہے؟ یہ اسپرٹ اپنے اندر پیدا کرنا۔ کہ ہر وقت آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ نماز ایسی پڑھی جائے جیسے محمد ﷺ کی تھی۔ دعائیں ایسے طریقے سے کی جائیں جیسے محمد ﷺ کی تھیں۔ اب دیکھو! سلام پھیرا۔ یہ جاہلوں کی باتیں کہ سر پر ہاتھ رکھا۔ سورت پڑھنی شروع کر دی۔ کوئی پوچھے یہ کس نے بتایا تھا؟.... اجی! ہمارے پیر نے بتایا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں کہ سلام پھیر کر سر پر رکھ کر کبھی ادھر منہ کر لو' کبھی ادھر منہ کر لو۔ یہ سورت پڑھ' وہ سورت پڑھ لو۔ یہ جاہلوں کی باتیں ہیں کہ آیت کریمہ کا ورد کرتا ہے۔ آیت کریمہ بڑی گرم ہے۔ آیت کریمہ کا ورد کرتا ہے کسی پیر سے اجازت لے لو۔ کیوں پیر کی اجازت لینی ہے؟ وہ جیسے بڈھا پہلوان .... جب وہ کچھ نہ کرنے کا ہو تو پھر وہ اکھاڑے کا مالک بن جاتا ہے۔ کیوں استاد جی! اجازت ہے۔ ہاں بھئی! اجازت ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ استاد نے اجازت دے دی۔ یعنی دین کو انہوں نے بالکل اس انداز کا بنایا ہوا ہے جیسے اپنا معاملہ چلتا ہے۔ حالانکہ دین اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا ہے۔ پہنچا دے! اس کے اندر کوئی اجازت کا معاملہ نہیں' کوئی اس میں دعویدار نہیں ہو سکتا۔ کسی کی اجارہ داری نہیں ہو سکتی۔

میرے بھائیو! وظیفہ کرو تو وہ جس کی نبی ﷺ نے تعلیم دی۔ دعا کرو تو وہ جس کی نبی ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ نماز پڑھو تو اس طریقہ کی جس کی محمد ﷺ نے تعلیم کی ہے۔ روزہ رکھو' نکاح کا معاملہ' طلاق کا معاملہ اور دوسرے سارے کے سارے معاملات۔ اگر کوئی کہے کہ دوسرے مولوی بھی تو

اللہ کی باتیں بتاتے ہیں۔ یہ بڑا دھوکہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اللہ کی باتیں بتاتے ہیں تو آپ لیبل پڑھ لیا کریں۔ بورڈ کیا لگا ہوا ہے۔

مولوی حنفی ہے تو وہ آپ کو کیا بتائے گا؟ حنفی بات بتائے گا اور وہ آپ کو راس نہیں آئے گی۔ آپ کو دیکھنا یہ چاہیے کہ میں ہوں محمدی... میں ہوں محمد ﷺ کے طریقے پر چلنے والا۔ محمد ﷺ کی بات کو ماننے والا۔ محمد ﷺ پر ایمان لانے والا۔ مجھے تو وہ بات چاہیے جو محمد ﷺ نے کی ہے۔ کسی کو یہ بات اچھی لگے' کسی کو یہ بات بری لگے۔ سوچیں یہ ایمان کی بات ہے۔ کس کی پیروی کا حکم ہے؟ کسی امام کی پیروی کا حکم ہے؟ کسی پیر' کسی فقیر' کسی مولوی' کسی ولی کی پیروی کا حکم ہے۔ صرف ایک وہ کون ہے؟.... محمد ﷺ .... جس سے پوچھو محمد ﷺ کا راستہ پوچھو۔ آپ کو کہاں جانا ہے؟ محمد ﷺ کے پاس۔ مولوی صاحب مجھے ان کے گھر کا راستہ بتا دیں۔ مولوی صاحب مجھے ان کی حدیث سنا دیجئے گا۔ ان شاء اللہ العزیز آپ پاس ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ کسی اور کو پکڑ کر بیٹھ گئے تو گئے۔ برباد ہو گئے۔ اس لئے اپنے ایمان کو درست کریں اور یہ عزم کریں' یہ فیصلہ کریں کہ آج کے بعد صرف محمد ﷺ کی حدیث' آپ ﷺ کی سنت' آپ ﷺ کے طریقے کو تلاش کرنا ہے اور ایمان یہ بنا لیں کہ اللہ مجھے توفیق دے۔ صرف اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر چلنے کی۔ تاکہ میری نجات ہو جائے اور میرے اعمال درست ہو جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س۔ نبی ﷺ نے کبھی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی؟

ج۔ نبی ﷺ نے کبھی ہاتھ چھوڑ کر نماز نہیں پڑھی۔ یہ بالکل

غلط ہے۔ ہمیشہ حضور ﷺ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے جیسا کہ اہل سنت پڑھتے ہیں۔ جو طریقہ شیعہ کا ہے کہ قیام کی حالت میں ہاتھ کھلے چھوڑ دینا یہ بالکل غلط ہے۔ حضور ﷺ سے یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ یوں گٹ کے جوڑ پر ہتھیلی کو رکھتے تھے۔ یشد بینهما علی صدره (ابوداؤد 759 مرسل حدیث ہے) پھر اپنے ہاتھ کو سینے پر رکھے۔ یہ بہترین اور صحیح طریقہ ہے۔ تمام روایات کو جمع کر کے تطبیق دے کر حضور ﷺ کے عمل کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک روایات اور احادیث کا تعلق ہے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا زیادہ مالکیوں کا فعل ہے۔ مالکی جو امام مالک کے مقلد ہیں کہتے ہیں کہ امام مالک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے تھے۔ بعض اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے مار مار کر ان کی کلائیاں توڑ دیں تھیں اور وہ ہاتھ اٹھا نہیں سکتے تھے۔ ان کے لئے مجبوری تھی۔ بہرکیف کچھ بھی ہو۔ کسی امام کا عمل ہو۔ ہمارے لئے یہ نمونہ نہیں ہے۔ ہمارے لئے حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنے دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھتے اور پھر بعض روایتوں میں ابوداؤد میں' ابن ماجہ میں ' ابن خزیمہ میں خاص طور پر یہ ہے کہ آپ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ یہ جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے (Stand Easy) والی پوزیشن صحیح نہیں ہے۔ ایک تو اس سے آدمی بڑا Easy سا ہو جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ بات بتائی تھی کہ اے موسیٰ" جب تجھے ڈر لگے تو اپنے سینے (دل) پر ہاتھ رکھ اور نماز میں چونکہ ہمیں موقع حاصل نہیں جو حضور ﷺ کا ہوتا کہ آپ نماز پڑھتے اور آپ کا

دل اس طرح پکتا جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ (رواہ احمد و النسائی و ابوداؤد ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب مالا یجوز من العمل فی الصلوۃ و مایباح منہ عن مطرف بن عبداللہ ﷺ) مسنون طریقہ ہے۔ اور طبی لحاظ سے بھی موزوں ہے۔ باقی سب روایتیں ضعیف ہیں۔ حدیث کا نام تو سارے ہی لیتے ہیں۔ حنفی بھی' شافعی بھی' مالکی بھی لیکن یقین جانیں حدیث تو اہل حدیث ہی سے صحیح مل سکتی ہے۔ حدیث یعنی مال صحیح ایجنسی ہی سے ملتا ہے۔ اور کسی کی رعایت ملحوظ نہیں۔ اہل حدیث کو صرف حدیث کا پاس ہوتا ہے۔ کسی امام کا کسی بزرگ کا نہیں۔ جس کی بات' جس کی رائے حدیث کے خلاف ہے ہم فورا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم ہمیشہ ہر ایک کی بات پر حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی لئے ہمیں اہل حدیث کہا جاتا ہے۔ کہ نبی ﷺ کی حدیث پر چلنے والے۔ اہل حدیث کے معنی ہیں حدیث والا اور حدیث کا معنی نبیؐ کی بات۔

س۔ جو شخص خود جمعہ پڑھ رہا ہے اور اسکے گھر میں ٹی۔وی ' وی۔سی آر چل رہا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج۔ اب ظاہر بات ہے کہ یہ مسئلے کی بات نہیں ہے۔ یہ تو اجتماع ضدین ہے کہ وہ گندا کام بھی اس کے گھر میں چلے۔ بے حیائی کے کام بھی اس کے گھر میں ہوں اور وہ جمعہ بھی پڑھ لے۔ بہرحال اسے جمعہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ وی۔سی آر چھوڑ دینا چاہیے اور یہ معنی نہیں کہ وہ جمعہ چھوڑ دیتا ہے اور وی۔سی آر چلاتا ہے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ جمعہ پڑھے اور دوسری گندگیوں کو چھوڑ دے۔ مسلمان کو جب وہ دین کا کام کرے اس انداز سے کرنا چاہیے کہ برائیاں جو ہیں وہ دور ہوتی چلی جائیں۔ نمازیں پڑھے۔ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء

و المنکر (29 : العنکبوت : 45) برائیوں کو اپنے گھر سے نکالتا چلا جائے۔ یاد رکھئے جب آپ کے گھر میں بے پردگی ہو' عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہوگا' ہم دیور سے پردہ نہیں کرواتے' جیٹھ سے پردہ نہیں کرواتے اور یہ سخت گناہ کا کام ہے۔ اسی طرح سے ہمارے گھروں میں گندے کام ہوں' ہمارے گھروں میں فلمیں چلیں۔ ہمارے بچوں کی تربیت غلط طریقے پر ہو۔ اس کی شامت کس پر پڑے گی۔ آپ کی نماز برباد ہو جائے گی۔ اگر مسلمان ہو تو اور رنگ ہونا چاہیے۔ پوری زندگی اسلامی رنگ میں رنگی چاہیے۔ ہم لوگ کچھ ادھر کا کرلیا' کچھ ادھر کر لیا۔ ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ نہ خدا کو ہماری نیکی قبول ہوتی ہے' اور بدی لازم ہو جاتی ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہماری ہر چیز اسلامی ہو جائے۔ شکل و صورت اسلامی۔ سیرت اسلامی' بیوی پر اسلامی رنگ غالب' اولاد پر اسلامی رنگ غالب' درو دیوار پر' گھر پر اسلامی رنگ غالب۔ کوئی چیز ایسی نہ ہو کہ جس پر انگلی رکھی جا سکے کہ یہ کام خلاف شریعت ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان......

خطبہ نمبر 48

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

و لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن و الانس لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون (7 : الاعراف : 179)

میرے بھائیو ! جس طرح ایک آدمی کی عمر ہوتی ہے اور وہ اپنی عمر ختم ہونے پر فوت ہو جاتا ہے اسی طرح سے اللہ کے سوا ہر چیز جو ہے اس کی ایک حد ہے۔ وکل شی ھالک الا وجھہ (28 : القصص : 88) سوائے خدا کی ذات کے ہر چیز پر ہلاکت آ سکتی ہے' آنے والی ہے۔ کل من علیھا فان ○ و یبقی وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام (55 : الرحمن : 26 ۔ 27) سب فنا ہو جائیں گے۔ صرف اللہ کی ذات جو ہے باقی رہے گی۔ اس میں وجود میں آنے کے بعد بقا کسی کو نہیں۔ دوام کسی کو نہیں۔ سوائے اللہ کی ذات کے۔ اس دنیا میں رہنا کسی کو نہیں۔ یہاں سے جانا ہی جانا ہے۔ جیسے انسانوں کی عمر ہے ایسے ہی اس دنیا کی بھی عمر ہے۔ جب اس کی عمر ختم ہو جائے گی جیسا کہ آدمی ختم ہو جاتا ہے اسی طرح سے یہ دنیا اور اس کا سارا نظام درھم برھم ہو جائے گا۔ سورج چاند' زمین' پہاڑ' سمندر ہر چیز جو ہے تہس نہس ہو جائے گی اور یہ

سارا نظام جو ہے بالکل معطل ہو کر رہ جائے گا۔ پھر کیا ہوگا؟ پھر ایک نیا جہان شروع ہوگا۔ جس کو عالم آخرت کہتے ہیں۔ یہ بات بالکل یقینی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا و انه لحسرة علی الکافرین (69 : الحاقة : 50) کافروں پر حسرت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حسرت وہ افسوس ہوتا ہے جس کی تلافی نہ ہو سکے۔ و انه لحق الیقین (69 : الحاقة : 51) اس کا خاتمہ ' اس دنیا کا خاتمہ ' آخرت کا ہونا یہ بالکل حق الیقین یقین کا آخری درجہ ہے۔ علم الیقین پہلا درجہ ' عین الیقین دوسرا درجہ ' حق الیقین آخری اور تیسرا درجہ۔ کافروں پر افسوس کیا ہے ؟ یہ کہ وہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بس دنیامیں آ گئے اور جوانی میں تو آدمی بالکل بھول جاتا ہے۔ بوڑھے کو دیکھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کے مقدر میں بڑھاپا ہے اور میرے مقدر میں جوانی ہے' میں ہمیشہ جوان رہوں گا۔ یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ حالانکہ بڑھاپا ہر ایک پر آتا ہے۔ جوان ہمیشہ جوان نہیں رہتا۔ آہستہ آہستہ وقت گزرتے گزرتے وہ بھی بوڑھا ہو جائے گا۔ وہ لطیفہ مشہور ہے ناں کہ کسی بوڑھے کو بچوں نے دیکھا جو کہ بالکل کمان کی طرح جھک گیا تھا۔ کمر کو سیدھا نہیں کر سکتا تھا۔ بچے اسے مذاق کرنے لگے' اس کو چھیڑنے لگے کہ بابا تو نے یہ کمان کتنے کی خریدی ہے۔ تو جو کمان کی طرح سے مڑ گیا ہے تو نے یہ کمان کتنے میں خریدی ہے۔ وہ بوڑھا سمجھ والا تھا۔ اس نے کہا بیٹو! فکر نہ کرو۔ مفت میں مل جائے گی۔ میں نے اس پر پیسہ خرچ نہیں کیا۔ کمان کی طرح ہو گیا ہوں۔ تمہیں یہ مفت میں مل جائے گی۔ آخر یہ سب پر Stage آنے والی ہے۔ خوش قسمت وہ ہے جو تیاری کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہ صحت جیسی نعمت اور فرصت جیسی نعمت کوئی نہیں ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب ما جاء فی الصحة والفراغ ' مشکوة کتاب الرقاق عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) اللہ بندے کو فراغت دے' فرصت ہو اس کو استعمال نہ کرے اس سے فائدہ نہ اٹھائے' اس

کو بیکار ضائع کر دے وہ بڑا بدبخت ہے۔ اسی طرح سے جو جوانی کی قدر نہ کرے' جوانی کی قدر کیا ہے؟ یہ کہ بڑھاپے کی تیاری کر لے۔ آخرت کی تیاری کر لے۔ آخرت کی تیاری کرے کہ جب وہ کام کے قابل نہیں رہے گا۔ دیکھو ہم نوکری وہ پسند کرتے ہیں جس میں پنشن ہو کہ بوڑھا کہ جب بوڑھا ہو جاؤں گا' نوکری نہیں کر سکوں گا تو مجھے اس وقت بھی کچھ ملتا رہے۔ سروس وہ تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے سرکاری نوکری کو پرائیویٹ نوکری پر ترجیح دیتے ہیں کہ سرکاری نوکری میں پنشن مل جاتی ہے۔ یہ کیوں ؟ یہ سوچ کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ پر وہ وقت آنے والا ہے۔ جب میں بیکار ہو جاؤں گا۔ تو اس طرح سے عقل مند وہ آدمی ہے جو جوانی میں سوچے کہ میں اتنی محنت کر لوں' اتنی محنت کر لوں کہ جب مجھ پر بڑھاپا آئے اور میں محنت کے قابل نہ رہوں۔ نماز کے فرض پڑھنا بہت مشکل ہو جاتے ہیں' نفل نوافل تو دور کی بات ہے۔ یا اور کوئی دین کے کام... جہاد... دین کی خدمت... تو اب میں جتنی زیادہ سے زیادہ کر سکتا ہوں اس جوانی کو غنیمت جانوں۔ اس میں کر لوں۔ لیکن خدا کی قدرت ہمارا حال یہ ہے کہ جوانی ہم غفلت میں گزار دیتے ہیں اور بڑھاپا جو ہے ہمارا کچھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ جس ڈگر پر انسان پہلی زندگی گزارتا ہے بڑھاپا بھی پھر اسی طرح سے گزرتا ہے' وہ بھی بیکار ہی جاتا ہے۔ ورنہ جس خوش قسمت نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو تو جب وہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے کہتا ہے اس کے کھاتے میں وہی لکھتے جاؤ۔ جو یہ جوانی میں کرتا تھا۔ تندرست آدمی تندرستی میں جو عبادت کرتا ہے جو نیکی کے کام کرتا ہے جب وہ بیمار ہو جائے اور وہ نہ کر سکے تو خدا فرشتوں کو وہی کہتا ہے کہ اس کے کھاتے میں لکھتے جاؤ کہ یہ اب بھی تہجد پڑھ رہا ہے۔ اب یہ نیکی کے کام کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کو میں نے روک رکھا ہے۔ میں نے اس پر بیماری نازل کی ہے' اس واسطے یہ مجبور ہے ورنہ جو اس کا نیکی کا معمول پہلے تھا اس کی حاضری وہاں

پوری لگاتے رہو۔ تاکہ اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ آئے۔ (بخاری' شرح السنہ' مشکوۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض و ثواب المرض)
تو میرے بھائیو! فرصت کو غنیمت جانو' جوانی کو غنیمت جانو۔ خوش قسمت ہو جاتا ہے' اچھی کمائی ہو جاتی ہے لیکن آدمی اگر اس ڈگر پر نہ آئے تو وہ پھر سمجھ لے کہ میری راہ دوزخ کی راہ ہے۔ جو آیت قرآن مجید کی میں نے پڑھی ہے یہ آیت بڑی سخت ہے۔ و لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن و الانس (7 : الاعراف : 179) ہم نے بہت سے انسان اور جن جو ہیں پیدا ہی دوزخ کے لئے کئے ہیں۔ اب وہ کون ہیں لھم قلوب لا یفقھون بھا وہ' وہ ہیں کہ ان کے اندر دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ و لھم اعین لا یبصرون بھا ان کو آنکھیں ملی ہوئی ہیں' بینا ہیں' ان کی نظر ہے لیکن دیکھتے نہیں۔ و لھم اذان لا یسمعون بھا ان کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں۔ اولٰئک کالانعام یہ کون لوگ ہیں؟ وہ جو دوزخی ہیں.... یہ وہ لوگ ہیں جو جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ بل ھم اضل بلکہ جانوروں سے بھی گئے گزرے۔ پھر فرمایا یہ کون ہیں ؟ اولٰئک ھم الغافلون جو اپنے انجام سے غافل ہیں۔

میرے بھائیو! اپنے دل سے پوچھ کر دیکھ لو' اگر آپ انجام سے غافل ہیں تو سمجھ لو دوزخ کی راہ پر جا رہے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہ کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا' یہ کوئی قیاسی چیز نہیں ہے۔ یہ کوئی اجتہادی چیز نہیں۔ یہ قرآن کی صریح نص ہے۔ بالکل واضح الفاظ ہیں۔ و لقد ذرانا لجھنم لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ دوزخ کو تو بہرکیف بھرنا ہے۔ دوزخ میں جہنمیوں نے جانا ہے۔ تو کون لوگ جہنم میں جائیں گے ؟ تو فرمایا ہم نے پیدا ہی ان کو دوزخ کے لئے کیا ہے۔ ان کا طرز زندگی کیا ہوگا؟ ان کا دل دنیا کے کاموں میں چلتاہے۔ ان کا دماغ دنیا کے کاروبار میں بہت تیز ہے' بڑے دوراندیش' بڑے دوراندیش' بہت دور رس لیکن دین کی طرف سے ان کی آنکھ

بالکل بند۔ نہ وہ دیکھتے ہیں نہ وہ سنتے ہیں۔ دین کی بات سننا ان کو پسند نہیں۔ وہ گوارا ہی نہیں کرتے اور اللہ نے قرآن میں سورہ کہف میں فرمایا و عرضنا جهنم يومئذ للكافرين عرضاه ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔ الذين كانت اعينهم کافروں سے مراد کون لوگ ہیں ؟ الذين كانت اعينهم في غطاء عن ذكرى کافروں سے مراد ہندو نہیں' عیسائی نہیں۔ بالکل سب مسلمان بھی۔ وہ جن کو میں یاد نہیں۔ ان کے دلوں پر پردہ چڑھا ہوا ہے۔ میں انہیں یاد نہیں آتا۔ و كانوا لا يستطيعون سمعا اور وہ میری باتیں سن نہیں سکتے۔ اب یہ دیکھ لو جتنا ہمارا اوپر کا طبقہ اونچا ہے .... یہ لیڈر ٹائپ' یہ وکیل ٹائپ' کاروباری ٹائپ۔ دین کی کوئی بات سنائیں تو .... مولوی کی باتیں ہیں۔ مولوی نے تو دنیا برباد کر کے رکھ دی ہے۔ بہت گھٹیا اور حقیر جانتے ہیں اس لائن کو۔ و كانوا لا يستطيعون سمعا (18 : الكهف : 101) وہ دین کی باتیں سن نہیں سکتے۔ اکھاڑے لگیں' گانے بجانے کی مجلس ہو' عیاشی کی محفلیں ہوں تو وہ بہت شوق سے آتے ہیں اور اگر دین کی بات ہو تو چھوڑو جی ! کیا سننا ہے۔ ان مولویوں نے بہت اختلاف مچا رکھا ہے۔ حالانکہ جنگیں .... یہ نہیں کہ دینی جنگیں دنیا میں زیادہ ہوتی ہیں اور دنیا کی ملکی جنگیں' سیاسی جنگیں کم ہوتی ہیں۔ دیکھ لو دنیا میں جو بڑی بڑی جنگیں ہوئی ہیں وہ کوئی مذہبی جنگیں ہوئی ہیں ؟ عالمگیر جنگ پہلی' دوسری اور اب یہ جو چل رہی ہے یہ کوئی مذہبی جنگیں ہیں ؟ بس سیاسی لڑائیاں ہیں۔ ملکوں کے لئے جنگیں ہیں۔ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ مذہب بہت برا ہے۔ اصل میں نفرت ان کو دین سے ہے۔ ان کو دنیا اچھی لگتی ہے۔ دنیا میں تم الیکشن لڑو اور مار دھاڑ ہوتی رہے۔ خون خرابے ہوتے رہیں تو کوئی بات نہیں اور اگر دین کی تبلیغ ہو تو دیکھو جی ! فساد پیدا ہوتا ہے' انتشار پھیلتا ہے۔ بالکل بند۔ کوئی کسی کے خلاف بات نہ کرے۔ بات کیا ہے ؟ وہی کہ دین اچھا نہیں لگتا۔ دنیا کی کوششیں اچھی لگتی ہیں۔ خواہ خون خرابہ کتنا بھی ہو۔

اور دین کی کوئی بات اچھی نہیں لگتی ۔ فرمایا کہ جب جہنم سامنے آ جائے گی و عرضنا جہنم للکافرین ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے۔ و برزت الجحیم للغوین (26 : الشعراء : 91) گمراہوں کے سامنے جب دوزخ آ جائے گی تو پھر فرمایا ان کی آنکھوں میں سے و کشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید (50 : ق : 22) آج ہم نے سب پردے ہٹا دیے ہیں۔ اب تیری نگاہ تیز ہے۔ اپنی آنکھوں سے دوزخ کو دیکھ۔ جس کے بارے میں دنیا میں تجھے یقین نہیں آتا تھا کہ دوزخ ہے اور گنہگاروں کا انجام وہ دوزخ ہی ہے۔ تو تو ہنستا تھا' تجھے ڈر نہیں لگتا تھا۔ ورنہ سوچنے کی بات ہے کسی سے کہا جائے کہ تو دوزخ میں جلے گا تو اس کے فکر ہونی چاہیے' اس کو غم ہونا چاہیے کہ ہائے اللہ دوزخ کی آگ سے بچائے۔ باقی چیزیں تو چلو انسان برداشت کر لے۔ آگ کو کب برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن نہیں... یقین ہی نہیں۔ اگر یہ یقین ہو کہ واقعی گناہوں کی سزا آگے ہے تو بندہ گناہ کیوں کرے۔ کبھی بھی نہ کرے۔ تو یہ سوچنے کی بات ہے اگر آپ کا دل دنیا کی باتوں کی طرف زیادہ جاتا ہے اور دین کی باتوں کو نہیں سمجھتا تو اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا مطلب ؟ یہ کہ ایسے لوگوں کا انجام دوزخ ہے۔ یہ دوزخ میں جانے والے لوگ ہیں۔ اسی طرح آنکھیں ہیں ..... دنیا میں واقعات ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں ان واقعات کو دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر سبق حاصل نہیں کرتا تو یہ دوزخیوں کی علامت ہے۔ ورنہ عبرت حاصل کرنا مومن کی شان ہے۔ واقعہ کو دیکھ کر' حالات کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا یہ مومن کا طریقہ ہے۔ اور عبرت حاصل نہ کرنا یہ کافروں کا طریقہ ہے۔ اور یہ نہ سمجھو کہ کافروں سے مراد غیر ہی لوگ ہیں۔ جو مسلم نہیں ہیں۔ کافر وہ ہوتا ہے۔ اسلام کے رنگ میں کفر نہیں ہوتا۔ آج کتنے مسلمان ہیں جو کافر ہیں۔ دیکھ لو ان کافروں میں جن کو آپ بھی کافر مانتے ہیں اور ان مسلمانوں کی زندگی کوئی

آپ کو فرق نظر آئے گا۔ کوئی فرق نہیں۔ بالکل ایک ہی طرح کی زندگی ہے۔ جیسے انجام کی ان کو فکر نہیں ایسے جن مسلمانوں کو اپنے انجام کی فکر نہیں وہ اپنا حساب اپنے دل میں پہلے سے نہیں کرتے کفر ہے۔ یہ کافروں کی علامت ہے۔ یہ آیت پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جس میں اللہ نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ میں نے ایسے لوگ جن کی زندگی اس قسم کی ہو اور اسی پر ان کا خاتمہ ہو جائے تو ایسے لوگوں کو پیدا ہی دوزخ کے لئے کیا ہے۔ اور وہ وہی ہیں جو اپنے قوی کو ' جو اپنے اعضاء کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے' دنیا کے دھندوں میں ہی ساری طاقتیں جو ہیں زندگی کی وہ ختم کر دیتے ہیں اور انجام کار بالکل بیکار ہوگا۔ آپ سوچیں تو سہی کیا موت خود واقع ہوتی ہے۔ موت کوئی اتفاقی چیز ہے یا اللہ کا باقاعدہ کوئی پروگرام ہے۔ اس کی سکیم کے تحت یہ موت آتی ہے' اپنے دل سے پوچھئے موت کوئی اتفاقی چیز ہے۔ کیا یہ خدا کی پلاننگ نہیں ہے کہ میں لوگوں کو دنیا میں بھیجتا ہوں' پھر اس کو سمیٹنا ہے۔ یہ بالکل ویسی ہی صورت ہے جیسے زمیندار کھیت میں بیج پھینکتا ہے۔ چاروں طرف فصل اگتی ہے۔ اس کو اس کے بعد اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ وہ صرف بیج ہی ڈالتا ہے۔ دانے ہی پھینکتا ہے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں وہ فکر نہیں کرے گا کہ میں اس کو سمیٹوں۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ زمیندار جو بیج ڈالتا ہے لازما اس کو اس بات کی بھی فکر ہے کہ مجھے اس سے سمیٹنا ہے۔ تو یہ کیسے آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اللہ پیدا کر دے اور اس کے بعد اس کی کوئی Planing نہ ہو۔

میرے بھائیو! زندگی بخشنا' روح کو جسم میں ڈال کر دنیا میں بھیجنا یہ بھی اللہ کی پلاننگ ہے اور پھر موت کے ذریعے سے ان کو سمیٹتے آنا ہے۔ کبھی تھوڑا تھوڑا اور کبھی تھوک کے حساب سے۔ جب قیامت آئے گی سب کو سمیٹ دے گا۔ یہ بھی اللہ کی Planing ہے۔ انسان تو اللہ کے قبضے میں ہے۔ میرے

بھائیو ! یہی سوچ اصل سوچ ہے۔ جب انسان اس انداز سے سوچتا ہے تو اس کا دماغ بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دنیا کی سوچ میں کبھی غلطی نہیں کرتا اور میں قریبا قریبا ہر جمعے میں یہ بات کہا کرتا ہوں کہ عقل والا صرف مومن ہوتا ہے۔ جو مومن نہیں ہے' جو ہدایت والا نہیں ہے وہ کتنا بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو وہ جارج بش کیوں نہ ہو' وہ صدام کیوں نہ ہو' وہ روس کیوں نہ ہو' وہ برطانیہ کیوں نہ ہو۔ وہ پاگل' بے وقوف۔ وہ مسلمانوں کا بڑے سے بڑا لیڈر کیوں نہ ہو۔ وہ سب بیوقوف۔ عقل والا صرف دیندار ہوتا ہے۔ جن کی Thinking' جن کی سوچ بڑی معقول' اس کے اندر Reasoning ہوتی ہے۔ وہ ہر بات کو اس انداز سے سوچتا ہے کہ کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ اب دیکھو ناں' یہی بات' جو پوائنٹ میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ زمیندار کو دیکھو۔ جب ہمیں سمجھ نہیں تھی' بچپن تھا' تو ہم جب دیکھتے ہیں کہ وہ بیج لے کر' دانے لے کر یوں کھیت میں چھٹا دیتے ہے۔ یہ بکھیر رہے ہا' پھینک رہا ہے' بچہ سمجھتا ہے کہ یہ کھیلتا ہے' یہ دانے ضائع کر رہا ہے لیکن دیکھو لو وہ کیا سمجھتا ہے ؟ کہ میں نے فصل بوئی ہے۔ وہ اس کو آکر تیسرے دن' چوتھے دن دیکھتا ہے۔ کہ دانے اگے ہیں کہ نہیں ؟ پھر بڑھ رہے ہی کہ نہیں۔ اس کو پانی دیتا ہے' اس کی جانوروں سے حفاظت کرنی ہے' اس کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ اس کو پکاتا ہے' اس کو تیار کرنا ہے۔ جب یہ پک جائے تیار ہو جائے تو پھر اس کو کاٹ کر سمیٹنا ہے۔ اللہ کہتا ہے یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب (21 : الانبیاء: 104) ہم اس زمین اور آسمان کو اس کائنات کو لپیٹ دیں گے۔ جیسا کہ بستر لگائے جاتے ہیں' صفائیں بچھائی جاتی ہیں' دریاں بچھائی جاتی ہیں اور اس کے بعد جب ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو ان کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ جو انسان اس بات کو نہ سوچے کہ اس کے معنی یہ ہیں یہ وہ اللہ کو پاگل سمجھتا ہے (معاذاللہ ! ثم معاذ اللہ !) کہ اللہ نے یہ بیکار کام کیا ہے۔ ارے بندے ! جس میں جان پڑ گئی اور وہ دنیا

میں آگیا۔ ایحسب الانسان ان یترک سدی (75 : القیامۃ: 36) کیا انسان یہ سوچتا ہے کہ خدا اسے پوچھے گا ہی نہیں۔ وہ بالکل اسی طرح سے آزاد ہے۔ کہ دنیا میں آگیا۔ کھائے پیئے مزے کرے اور اس کے بعد مر جائے۔ قصہ ختم۔ فرمایا یہ کیسی احمقانہ بات ہے۔ کس قدر غلط سوچ ہے۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔ یہ اس کی Planing ہے۔ اس لئے میرے بھائیو! اپنے ایمان کو تازہ کرو' اپنے ایمان کو زندہ کرو۔ ہمیشہ اپنے انجام کی فکر کرو کہ میرا انجام جو ہے وہ صحیح ہو۔ انجام کیا ہے ؟ یہ کہ مرنے کے بعد خدا کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔ فرمایا کہ جو لوگ ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں ان کو حقیقت میں خدا کی ملاقات کا انکار ہے۔ بل ھم بلقاء ربھم کافرون (32 : السجدۃ: 10) وہ اصل میں اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ ان کو یہ یقین نہیں آتا کہ مر کر اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ اگر انسان اس بات کو سامنے رکھے تو پھر وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ کسی کا حق مار لے اس کو ڈر لگتا ہے کہ ہائے قیامت کے دن میں کہاں سے دوں گا۔ یہاں تو میرے پاس پیسہ بھی ہے' زمین بھی ہے' مکان بھی ہے اور بہت کچھ ہے۔ میں معافی بھی مانگ سکتا ہوں لیکن وہاں جا کر کیا ہوگا۔ وہاں نہ معافی ہوگی' نہ تبادلہ ہوگا۔ نہ آپ کسی کو پیسہ دے کر راضی کر سکتے ہیں۔ نہ آپ کسی سے معافی مانگ کر راضی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ یقین آپ کو ہو جائے کہ ایک دن حساب کا آنے والا ہے۔

میرے بھائیو! جب یہ یقین ہو جائے' یہ تو بنیاد ہے۔ یہ یقین ہوتا کہ اللہ کے سامنے جا کر پیش ہونا ہے تو پھر اس کے لئے وہی دو باتیں ہیں کہ ایک تو آدمی اپنی زندگی کی راہ جو ہے اس کو صحیح بنائے اور پھر اس کے بعد قدم جو ہیں جتنے زیادہ سے زیادہ اٹھائے گا اتنا ہی اس کا راستہ اچھا کٹ جائے گا۔ دیکھو ناں آپ کو لاہور جانا ہے' پشاور' کراچی اور کسی جگہ۔ پہلے راستہ معلوم کر لیں' پھر چلنا شروع کر دیں تو تبھی پہنچ ہی جائیں گے اور اگر آپ راستہ معلوم نہ کریں

اور چل پڑیں تو وہ بھی بیوقوف احمقانہ حرکت ہے۔ کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور اگر یہ ہے کہ آپ کو راستے کا تو علم ہو گیا اور چلتے نہیں۔ وہ بھی کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بھی احمقانہ حرکت ہے۔

یہ دیکھو ناں بڑی بنیادی سی چیز ہے۔ روزمرہ کے استعمال کی چیز ہے۔ بالکل بات یہی ہے کہ اگر ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ اللہ کے پاس پہنچنا ہے۔ اگر ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ اللہ کے پاس پہنچنا ہے تو پھر وہی دو باتیں : راستہ معلوم کرو کہ پہنچنے کا راستہ کونسا ہے ؟ اور پھر چل پڑو۔ اپنی لائن کو درست کرو اور پھر نیک عمل کرو۔ ان شاء اللہ العزیز پہنچ جاؤ گے اور اگر انسان نہ چلے تو بھی بیکار گیا۔ رستے کو درست نہ کرے تو بھی بیکار گیا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اے بندے ! تیرا مقصود کیا ہے ؟ میں ہوں .... تجھے پہنچنا کہاں ہے ؟ میرے پاس۔ اس لئے میرا راستہ پوچھو کہ اللہ کا راستہ کونسا ہے۔ پھر اس راہ پر چل پڑو۔ تیری یہ ضرورت ہے اور میں نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نبی بھیجے ہیں' نبی دنیامیں آ کر یہی کام کرتے ہیں کہ آپ کو آپ کا Aim ' آپ کی منزل' کہاں آپ کو جانا ہے اس کے بارے میں بھی باخبر کرتے ہیں اور پھر راستہ بھی بتاتے ہیں کہ یوں چل و علی اللہ قصد السبیل سیدھی راہ تو سیدھا اللہ تک پہنچاتی ہے۔ و علی اللہ قصد السبیل "قصد السبیل" کے معنی شاہی راستہ .... مین روڈ و علی اللہ وہ اللہ پر جا پہنچتا ہے۔ و منھا جائر (16 : النحل : 9) راستے بہت سے ٹیڑھے بھی ہیں۔ اور ایک قصد السبیل جو عین سنٹر میں جاتا ہے۔ وہ صراط مستقیم ہے اور وہ سیدھا علی اللہ جیسے کوئی چیز کسی پر جا چڑھتی ہے۔ وہ اللہ پر جا پہنچتا ہے۔ بس یہی میرے بھائیو ! سارے قرآن کا اور ساری احادیث کا پہلا اور آخری وعظ یہی ہے۔ یہ یقین پیدا کرو کہ اللہ کے پاس پہنچنا ہے۔ یہ دنیا تماشا نہیں ہے' یہ دنیا کھیل نہیں ہے۔ اللہ قرآن مجید میں بار بار کہتا ہے کہ میں نے یہ دنیا کھیلتے ہوئے نہیں بنائی ہے۔ انسانو! تم

نے کیا سوچ رکھا ہے کہ میں نے جو دنیا بنائی ہے تو کھیل رہا ہوں۔ اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے ...... مر جاؤ .... ظلم کرو.... زیادتیاں کرو.... کوئی ماریں کھاتا رہے او کوئی عیش کرتا رہے۔ اتنا فرق ہو اونچ نیچ کا۔ حق اور باطل کا' جھوٹ اور سچ کا' ظلم اور زیادتی کا اور اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اللہ ایسے لایعنی کاموں سے بہت بلند ہے' کبھی وہ ایسا کام نہیں کرتا۔ جن کا کوئی انجام نہ ہو۔ جس کا کوئی نتیجہ نہ ہو۔ جب یہ یقین پیدا ہو جائے کہ آپ کو مر کر ضرور اللہ کے پاس جانا ہے تو پھر اگلی سوچ آپ کو یہ پیدا کرنی چاہیے کہ اس راستے کا علم حاصل کریں اور وہ علم کہاں سے ملتا ہے۔ نبیؐ سے

دیکھو ناں ! ایک ضرورت ہے' جو دنیا میں آگیا ہے اس کی سب سے بڑی ضرورت کیا ہے.... یہ کہ وہ جانے کہ میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں جانا ہے۔ کس راستے سے جائے۔ اس کے آگے تو بالکل اندھیرا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں روشنی مہیا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ نبیوں کو بھیجتا ہے' وہ کتابوں کو بھیجتا ہے۔ وہ نبیوں کے خلفاء' نبیوں کے جانشین علماء کو دنیا میں پیدا کرتا ہے۔ جو لوگوں کو آوازیں دے دے کر بلاتے ہیں' سمجھاتے ہیں کہ لوگو! اپنے انجام سے غافل نہ ہوں' تمہیں سفر درپیش ہے' اپنے سفر کا حال معلوم کر لو۔ یہ جان لو کہ تمہیں کہاں جانا ہے ؟ پھر اس کے لئے تیاری کرو' اس کے لئے کوشش کرو اور میرے بھائیو ! یہ دونوں کوششیں ہیں۔ اسی پر ہم ہر جمعہ میں زور دیتے ہیں۔ سب سے پہلے راستہ صحیح اختیار کرو اور پھر اس راستے پر چلنے کے جلدی جلدی قدم اٹھاؤ۔ جتنے زیادہ قدم اٹھاؤ گے' اتنی جلدی تمہاری منزل کٹ جائے گی۔ پیچھے نہیں رہ جاؤ گے۔ اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ راستہ بتانے والا نبیؐ ہے۔ محمد ﷺ کی پیروی کرو اور کسی کی تجویز پر نہ چلو۔ دنیا میں بہت سی راہیں ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے خود دعوے کئے کہ لوگوں ہمارے پیچھے لگو۔ وہ بھی برباد اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صحیح راستے پر جاتے ہیں ۔

شیطان نے ان کو ان کے نام پر دھوکہ دیا اور اپنی راہ پر لگا لیا۔ یہ جتنے ائمہ کرام گزرے ہیں یہ نیک لوگ' بزرگ گزرے ہیں۔ ان میں سے کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ میرے پیچھے لگو۔ لیکن دیکھ لو شیطان نے ہمیں ورغلا لگا دیا ہے۔ کوئی حنفی بن گیا ہے' کوئی کچھ بن گیا ہے' کوئی کچھ بن گیا ہے۔ کوئی پوچھے کہ امام صاحب نے کہا تھا کہ لوگو! مجھے Follow کرنا' کوئی دنیا کا انسان یہ نہیں دکھا سکتا کہ کسی امام نے یہ کہا ہو کہ لوگو! مجھے Follow کرنا۔ میری راہ پر چلنا' میرے پیچھے آنا۔ کسی نے یہ بات نہیں کی۔ کوئی کہہ سکتا ہی نہیں۔ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناتے تھے۔ ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کو راضی کر لو۔ بس جب وہ فرشتے راضی ہو جائیں تو تمہارا کام بن جائے۔ اللہ نے فرمایا بیوقوفو! تم فرشتوں کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ اول تو کوئی فرشتے تمہیں کبھی یہ نہیں کہے گا کہ ہمارے پیچھے لگو۔ ہماری عبادت کرو۔ ہماری منتیں مانو' ہمارے نام پر نذر نیازیں چڑھاؤ۔ چڑھاوے چڑھاؤ لیکن اگر فرض محال کسی فرشتے نے یہ بات کہی بھی ہے۔ و من یقل منھم انی الہ من دونہ (21 : الانبیاء : 29) جو فرشتہ یہ کہہ دے کہ میں بھی اللہ کے سوا معبود ہوں فذلک نجزیہ جھنم ہم اس فرشتے کو جہنم میں پھینکے گے۔ کوئی امام یہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ واقعتاً امام ہے۔ اگر وہ نیک بزرگ تھا۔ وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ لوگو! مجھے Follow کرو۔ اسے یہ دعویٰ کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ یہ دعویٰ صرف نبی کر سکتا ہے۔ نبی کے سوا کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ یہ کہے کہ لوگو! میرے پیچھے آؤ۔ دیکھو فرشتوں کا حال کوئی تصور بھی نہ کر سکتا کہ فرشتہ کبھی گمراہی کی دعوت دے۔ لیکن اللہ نے اس چیز کو بھی جیسا کہ ایک تعریف بالمحال ایسی چیز کو فرض کرلو کہ فرشتے نے یہ کہہ دیا انی الہ کہ میں بھی معبود ہوں۔ فرمایا فذلک نجزیہ جھنم ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ کذلک نجز الظالمین (21 : الانبیاء : 29) اللہ مشرکوں کو

ایسی ہی سزا دیتا ہے۔ حالانکہ فرشتہ کبھی یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اللہ نے سمجھانے کے لئے یہ بھی فرض کر کے اگر فرشتہ یہ بات کہہ دے۔ تو فرشتہ بھی کبھی نہیں بچے گا اور یہ بھی بات دین کے توڑ مروڑ میں ہے۔

آج مسلمانوں نے دین کو کیسے توڑا مروڑا ہے۔ یہ توڑ مروڑ ہی جو اتنا فرقے چل رہے ہیں اگر دین میں توڑ مروڑ نہ ہو تو فرقے بن سکتے ہیں؟ کبھی بھی نہیں۔ اگر دین کو Face Value پر لیا جائے۔ بالکل جو ظاہر الفاظ ہیں ان کو لیا جائے تو کوئی فرقہ نہیں نکل سکتا۔ مطاع نبی ﷺ ہیں۔ اطاعت کے قابل' پیروی کے قابل نبیؐ ہے۔ دوسرا کوئی ہے ہی نہیں۔ قصہ ختم .... دوسری راہ بن سکتی ہی نہیں۔ لیکن لوگوں نے کتنا راہیں بنا لیں ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ اگر میرا نبی ﷺ .... حالانکہ نبی سے یہ توقع کبھی نہیں ہو سکتی کہ نبی بھی لوگوں کو غلط دعوت دے۔ اللہ کے دین کی تحریف کرے۔ اس میں تحریف کرے۔ اس کو توڑ مروڑ پیش کرے۔ اللہ کہتا ہے و تقول علینابعض الاقاویل اگر میری کسی بات کو یہ توڑے مروڑے 'کوئی اس میں تحریف کرے' اپنا کوئی مطلب لگائے۔ لاخذنامنہ بالیمین ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں گے۔ ثم لقطعنا منہ الوتین پھر اس کو ذبح کر دیں گے۔ و ما منکم من احد عنہ حاجزین (69 : الحاقۃ: 45 ۔ 47) کوئی تم میں سے اسے بچا نہیں سکے گا۔ دیکھو! اللہ نبیؐ کا حشر کیا کر رہا ہے کہ اگر میرے دین میں میرا نبیؐ توڑ مروڑ کرے میں نبی ﷺ کو ہلاک کر دوں' میں نبی کو ذبح کر دوں۔ نبی کو قتل کر دوں۔

لیکن دیکھ لو ہم نے کیا کیا ہے۔ کس طرح سے دین کو توڑ کر فرقے کھڑے کر لئے۔ میرے بھائیو! میرے دیوبندی بھائی بھی موجود ہوں گے اور بھی بریلوی بھائی موجود ہوں گے۔ ہم اب کیا کہتے ہیں؟ کہ امام ابو حنیفہ صاحب کوئی معمولی آدمی تھے؟ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بہت بڑے آدمی تھے۔ بڑے نیک تھے۔

بڑے عالم تھے' بڑے متقی تھے۔ بڑے پرہیزگار تھے لیکن کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پیروی کے لائق ہیں۔ کوئی کتنا بھی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو سوائے نبیؐ کے پیروی کے لائق کوئی نہیں۔ اب دیکھو! آخری بات... اس سے آگے میں سمجھتا ہوں بولنے کوئی گنجائش ہے ہی نہیں' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! سن لو میں آ گیا ہوں' اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اب میرا دور ہے' میری نبوت چلے گی۔ پچھلے سارے نبی آ جائیں وہ میرے فرمانبردار ہوں گے۔ کوئی اپنا مسئلہ نہیں چلائے گا۔ کوئی اپنی راہ نہیں نکالے گا۔ کہ نبیوں پہ فرقے بن جائیں۔ لو كان موسى حيا و بدا لكم موسى اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے سامنے آ جائیں اگر وہ زندہ ہو جائیں تو وہ میری پیروی کریں گے۔ ما وسعه الا اتباعي کوئی راہ نہیں بتائے گا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام آ جائیں' فاتبعتموه تم اس کی پیروی میں لگ جاؤ۔ لضللتم عن سواء السبيل (رواہ الدارمی' مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن جابر رضی اللہ عنہ) تم اسلام سے ہٹ جاؤ گے۔ میرے دیوبندی بھائیو! میرے بریلوی بھائیو! اور کوئی کسی طرف نسبت سے پہلے سوچو کہ موسیٰ علیہ السلام جیسا بڑا ہو سکتا ہے؟ شریعت کے اعتبار سے محمد ﷺ کے بعد دوسرا نمبر موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ شریعت کے اعتبار سے موسیٰ علیہ السلام دوسرے نمبر پر ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کا نام نہیں لیا۔ کہ اگر ابراہیم علیہ السلام آ جائیں یا ابراہیم علیہ السلام جو ہیں وہ دعویدار ہو جائیں بلکہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ کیونکہ شریعتوں کے اعتبار سے' نبیوں کے سلسلے کے اعتبار سے جتنے بھی پیغمبر آئے عیسیٰ علیہ السلام سمیت سارے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر چلنے والے تو آپ نے فرمایا لو بدا لكم موسى اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہر ہو جائیں لو كان حيا ما وسعه الا اتباعي (رواہ احمد' والبیہقی مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ

عن جابر ﷺ) اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔ کوئی موسیٰ کے بعد یہ فرقہ بنا لے کہ میں موسوی ہوں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چلنے والا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی غلط بات کی تھی۔ اچھا امام ابو حنیفہؒ کوئی غلط بات کہتے ہیں... لوگوں کی گمراہی کیا ہے؟ اچھا جی! امام صاحب غلط کہتے ہیں ان کو حدیثوں کا پتہ نہیں۔ تو سوچئے! اگر موسیٰ علیہ السلام ہوں تو وہ کوئی غلط بات کہیں گے؟ لیکن موسیٰ علیہ السلام کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے نام پر فرقہ بنا کر ان کے پیچھے لگ جائیں۔ کتنی بڑی یہ گمراہی ہے کہ ہم نے آج اسلام میں فرقے بنا لئے' نمازیں مختلف کر لیں' روزے مختلف کر لئے' حج میں اختلاف پیدا کر لیا' طلاق میں اختلاف پیدا کر لیا۔ اب دیکھ لو نکاح کیسے ہوتا ہے؟ مولوی آتا ہے لڑکے کو کلمے پڑھاتا ہے۔ دیکھو ناں! وہ سوچتا ہے کہ جب مجھے نکاح پڑھانے کے پیسے جو لینے ہیں تو کوئی محنت تو کروں۔ جیسے کہ دفتروں میں چکر لگواتے ہیں۔ ادھر گھما' ادھر گھما اور اگر آپ کہیں چکر نہ لگوائیں پیسے لینے ہیں تو سیدھی بات کریں۔ بھئی وہ چکر لگوا ہی اس لئے رہا ہے کہ پیسے نکال۔ یہ جو لوگوں نے مسئلے نکالے ہوئے ہیں کہ کلمے پڑھاؤ لڑکے کو اور کلمے پڑھاؤ لڑکی کو۔ ادھرجاؤ ادھر جاؤ۔ یہ کرو' وہ کرو۔ یہ سارے تکلفات کیوں ہیں؟ سب فرضی گھڑے ہوئے' لوگوں کے بنائے ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ میں جب وہاں ایم۔ اے کر رہا تھا نکلس روڈ کی مسجد میں' میں رہا کرتا تھا۔ تو وہاں ایک صاحب تھے۔ ان کی لڑکی کا نکاح تھا۔ ان کے ہاں برات آئی تو وہ مجھے لے گئے کہ نکاح آپ نے پڑھانا ہے۔ میں نے کہا چلو۔ اتفاق سے ہمارے علامہ علاؤ الدین صدیقی جو کہ پنجاب یونیورسٹی میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے Head تھے وہ بھی بارات کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ اچھا! اب لائے اپنا مولوی کہ نکاح وہ پڑھائے گا۔ انہوں نے کہا کہ نکاح ہمارا مولوی پڑھائے گا۔ میں گیا ہوا تھا۔ تو نکاح کے لئے انہوں نے مجھے کہا کہ جی! نکاح پڑھائیں۔ تو میں نے لڑکے

کو قریب کیا کہ یہاں بیٹھو آ کر۔ ابھی میں اپنا کام شروع کروں۔ تو وہ تھوڑا سا کچھ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہمارا یہ جو مولوی تھا۔ کام ٹھیک نہ بنا۔ خیر اب وہ مولوی بیچارہ ناراض سا ہو گیا میں نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔ دیسی نکاح' سادہ نکاح' وہ جو خالص ہوتا ہے تو مولوی کے دل میں یہ بات آئی کہ میں کوئی کیڑا نکالوں۔ کوئی غلطی نکالوں۔ پتہ تو لگے میں بہت کچھ اعلیٰ کام کرتا ہوں اور اس نے تو کچھ نہیں کیا۔ اس نے کہا آپ نے کلمے کیوں نہیں پڑھائے۔ میں نے کہا: آپ کا مسلمان کا نکاح پڑھانے آئے تھے یا کافر کا؟ اب بھلا کیا جواب دے۔ میں نے کہا اگر آپ گھر سے کافر کا نکاح پڑھانے آئے تھے تو آپ جیسا گندہ مولوی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ مسلمان کا نکاح پڑھانے آئے تھے تو کلموں کی کیا ضرورت تھی؟ اب اسے کیا پتہ کہ یہ اہل حدیث ہیں۔ کھرا مذہب.... اللہ اکبر! ... قرآن و حدیث کی بات بھلا مات کھا سکتی ہے؟ علامہ علاؤ الدین صدیقی وہ چونکہ Head of Department تھا اور ہمارا استاد بھی تھا وہ دیکھ رہا تھا کہ ہمارا مولوی کیسا گرج رہا ہے۔ میں خوب اچھی طرح سے کھڑکا۔ پھر مجھے کہنے لگے تقریر کریں میں نے پھر وہاں تقریر کر دی اور خوب اچھی طرح سے ان کو سمجھایا کہ اس قسم کے تکلفات سارے بیکار اور عبث ہیں۔

اور یہی جنازوں کا حال ہے۔ یہی نکاحوں کا حال ہے۔ یہ کیوں اور کہاں سے بنے؟ یہ سب بھرتی ہے' یہ سب دین کا بگاڑ ہے۔ دین کا ستیاناس کرنے والی باتیں ہیں۔ تو سوچ لو سوائے محمد ﷺ کے طریقے کے سوائے ان کی ایک جماعت کے باقی سب غلط ہیں۔ یہی غلطی ہے۔ مسائل کا اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا لیکن فرقہ نہیں بنتا تھا۔ دیکھو اگر فرقہ نہ ہو' فرقہ نہ بنے تو اختلاف ہو تو خطرناک نہیں۔ جب مسئلہ سمجھ میں آ جائے گا' مسئلہ سمجھ میں آ جائے گا تو اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اور اگر فرقہ علیحدہ بن جائے تو پھر اختلاف کیسے ختم ہو گا۔ پھر مسئلے کے ختم ہونے سے فرقہ ختم نہیں ہو گا۔ اب یہی خرابی

ہے۔ اختلاف صحابہ میں بھی تھا۔ اختلاف ائمہ میں بھی تھا۔ لیکن فرقہ کوئی نہیں تھا۔ فرقہ ایک ہی ..... محمدی ..... سب یہ مانتے تھے کہ پیروی کے لائق محمد ﷺ ہیں۔ امام صرف ایک.... محمد ﷺ..... اس لئے کوئی فرقہ نہیں۔ اختلافات ہوتے تھے۔ مٹتے تھے۔ آج ایک صحابی کی یہ رائے۔ کل کو اس کی دوسری رائے ہے۔ ٹھیک ہے کوئی فرقہ نہیں۔ لیکن اب تو درمیان میں اس قدر دیواریں کھنچ گئی ہیں کہ اگر کوئی حنفی رفع الیدین کرنے لگ جائے تو اسے حنفی کیا کہیں گے۔ ارے تجھے کیا ہوگیا؟ تو نے مذہب ہی بدل لیا۔ تجھے کیا ہوگیا۔ یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر رفع الیدین کرنے لگ گیا تو حنفی نہیں رہا۔

اب طلاق کا مسئلہ آتا ہے۔ ہمارے حنفی بھائی لوگوں کو پتہ ہے سب کو بہاولپور میں پتہ لگ گیا جب کوئی حنفی طلاق دے بیٹھتا ہے۔ اپنے غلط طریقے سے طلاق دے بیٹھتا ہے تو پھر وہ مولویوں کے پاس جاتا ہے۔ اویسی صاحب کے پاس جائے گا۔ یہ جو یونیورسٹی کا دارالافتاء ہے وہاں جاتے ہیں وہ یہی کہتے کہ بھئی! تو اپنی بیوی لینا چاہتا ہے تو حلالہ کروا لے۔ اب حلالے کو کسی عزت والے کا دل کہاں مانتا ہے۔ وہ بڑا پریشان ہوتا ہے۔ پھر اس کو وہ حنفی بتا دیتے ہیں کہ تو عبداللہ کے پاس چلا جا۔ پھر وہ ہمارے پاس آتا ہے۔ ابھی ابھی کچھ دن ہوئے۔ بوڑھا سا آدمی اس نے اپنا حساب بتایا۔ اس کے حساب سے اس کی اسی سال کی عمر تھی' آیا۔ ہم عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے۔ کہنے لگا مجھے پروفیسر عبداللہ صاحب سے ملنا ہے۔ میں ہی بیٹھا تھا' ایک میرے ساتھ اور آدمی بیٹھا تھا۔ میں نے کہا کیا کام ہے۔ میرا ہی نام عبداللہ ہے۔ اچھا جی! آپ سے ایک کام ہے۔ میں نے کہا اچھا! میں نماز پڑھ لوں دیر ہو رہی ہے۔ میں نے کہا ہاں پڑھ لو۔ اس نے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد کہنے لگا۔ وہ کاغذ پر لکھا ہوا نکال لیا کہ میری بیوی کی مجھ سے گڑبڑ ہو گئی۔ میں نے اس کو دو دفعہ' تین دفعہ پتہ نہیں کتنی دفعہ طلاق دے دی۔ اب میں جس کے پاس جاتا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ حلالہ کروا۔

وہ بے چارہ بوڑھا اور اس کے بیوی پینتالیس پچاس سال کی ہوگی۔ کہ اس بڈھے کے ہاں کیا رہ گیا۔ چھٹی کر۔ بالکل ہی کانٹا بدل دے۔ تو مجھ سے کہنے لگا کہ آپ بتائیں اس کا کیا حل ہے؟

میں نے کہا طلاق تو ہو گئی ہے۔ جب آپ نے طلاق دے دی طلاق تو ہو گئی۔ لیکن چونکہ طلاق رجعی ہوئی ہے۔ آپ کے اکاؤنٹ میں یہ طلاق رہے گی ' آپ کے کھاتے میں یہ طلاق رہے گی۔ لیکن تو رجوع کر سکتا ہے۔ اگر تیری بیوی مان جائے۔ وہ کہنے لگا کہ ابھی تو عدت بھی نہیں گزری۔ میں نے کہا جا کے اس کو پکڑ لے۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ جا پکڑ لے جا کے اس کو یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ عدت کے اندر اندر اگر خاوند رجوع کرے تو بیوی کا قطعاً کوئی حق نہیں کہ وہ انکار کرے۔ وہ انکار کرے بھی تو اس کی بیوی ہے۔ میں نے کہا جا کر اس کو پکڑ لے۔ تو رجوع کر۔ اس کو خط لکھ دے۔ اس کو جا کر ہاتھ سے پکڑ لے۔ اسکو پکڑ کر لے آ۔ تیری بیوی ہے۔ کہنے لگا مجھے لکھ دے۔ خیر میں نے اس کو لکھ دیا۔ میں نے کہا آپ کو میرا پتہ کیسے لگ گیا۔ کہ جی! مجھے لوگوں نے بتایا تھا کہ اسکا حل وہیں ملے گا۔ تو میں آپ سے کیا عرض کروں۔ مولانا عبداللہ جو شیخ الجامع تھے میں منبر پر کھڑا ہو کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ خدا کی قسم اپنے ایک نمازی کو لے کر میرے گھر پہنچے اور کہنے لگے اس کو فتوی لکھ دو۔ اس نے ایک دفعہ تین دفعہ طلاق دے دی۔ میں نے کہا کیا فتوی لکھ دوں۔ بھئی! وہی جو حدیث میں آتا ہے۔ میں نے کہا آپ عالم ہیں کیوں نہیں لکھتے؟ کہ جی! ہم وہ بھی رکھیں' یہ بھی لکھیں اور یہ بھی لکھیں؟

میرے بھائیو! یہ جو اتنا فرق پڑ گیا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے اصلی راستہ چھوڑ دیا ہے۔ دیکھو ہمارا ہر جمعہ یہی ہوتا ہے۔ Repetition' بار بار ایک ہی بات۔ لیکن اگر یہی سبق پختہ ہو جائے اور آپ کو یاد ہو جائے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں آپ کو خلاصے کے طور ایک بات کی تھی تو آپ کا راستے کا

یقین ہو جائے کہ صحیح راستہ کونسا ہے۔ اور وہ صرف محمدی.... اس کی تعبیرات کیا ہیں ؟ کن کے پاس ہیں ؟ جو صرف اہل حدیث ہیں' جو صرف اہل سنت ہیں۔ آج کل اہل سنت کے نام پر بریلویوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اہل سنت جب کہا جاتا ہے تو اس سے مراد عام پر بریلوی لئے جاتے ہیں اور یہ ناجائز قبضہ ہے۔ وہ اہل بدعت ہیں۔ اہل سنت کون ہوتا ہے ؟ جو سنت پر عمل کرتا ہے بدعت کے قریب نہیں جاتا۔ شاید آپ نے کبھی نہ سمجھا ہو۔ آج اتفاق سے یہ بات سامنے آ گئی ہے۔

اہل حدیث اور اہل سنت میں کیا فرق ہے ؟ یہ سمجھ لو۔ دیکھو اصل جو ہے جیسے بادام اور اس کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔ جب بادام بہت سخت ہوتا ہے' بادام روغن (بادام کا تیل) وہ بھی اس طرح سے اڑھتا ہے جیسے پٹرول اڑتا ہے۔ اسی لئے جو لوگ دکانوں سے لیتے ہیں ان میں اتنا بادام روغن نہیں نکلتا۔ نہ ان میں وہ اثر ہوتا ہے۔ مجھے چونکہ بادام کھانے کی شروع سے عادت رہی ہے میں اپنے پاس ہمیشہ بادام رکھتا تھا۔ گھر پر بادام توڑ کر گریاں لیں اور کاغذ میں رکھ لیں' لفافے میں ڈال کر جیب میں ڈال لیں یا بیگ میں رکھ لیں۔ جب میں نکالتا تو دیکھتا کاغذ تر ہے۔ حالانکہ چھلکا گریوں کے اوپر موجود ہے۔ لیکن جو ہے اس پر جیسے بادام روغن گرا ہوا ہے۔ وہ کاغذ جو ہے اس کا رنگ بدلا ہوا۔ تو مجھے اس سے اندازہ ہوا بادام روغن بالکل پٹرول کی طرح سے گریوں سے نکلتا ہے' اڑتا ہے جیسے بادام کا چھلکا بادام کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے کہ اس کا جوہر اس کے اندر سے باہر نہ نکلے۔اس کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔ اس طرح سے میرے بھائیو ! اہل حدیث کور (Cover) اہل سنت اس کے اندر مغز ہے۔ اصل دین کیا ہے ؟ محمد ﷺ کی سنت۔ محمد ﷺ کی سنت۔ اسلام کسے کہتے ہیں۔ اسلام محمد ﷺ کی سنت کو کہتے ہیں۔ اسلام کے معنی کیا ہیں ؟ اسلام کا مترادف اس کا متبادل لفظ کیا ہے ؟ اہل سنت... اہل سنت کے معنی یہ ہیں کہ نبی ﷺ کی

سنت پر چلنے والا۔ لیکن سنت کی حفاظت کس سے ہوتی ہے؟ حدیث سے۔ اگر حدیث نہ ہو' اس کا کور نہ ہو تو سنت کا جوہر جو ہے وہ اڑ جاتا ہے کیا پتہ لگے کہ یہ سنت ہے یا بدعت ہے۔ اب دیکھ لو بریلوی اہل سنت ہیں۔ اہل حدیث نہیں۔ جوہر سارا اڑ گیا۔ بدعتیں ہی بدعتیں چل رہی ہیں۔ کوئی ہمارے سامنے نام لے کہ یہ سنت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حدیث ہے' حدیث سے ثابت ہے؟ کہ جی حدیث سے تو ثابت نہیں۔ پاگل! اس لئے تو اہل سنت نہیں کیونکہ تو اہل حدیث نہیں۔ اہل سنت ہو ہی وہ سکتا ہے جو اہل حدیث ہو۔ کیونکہ سنت کی حفاظت حدیث کرتی ہے۔ حدیث سنت کا کور ہے۔ حدیث سنت کی حفاظت کرتی ہے' یہ بتاتی ہے کہ یہ سنت ہے یا بدعت ہے۔ یہ کھری سنت ہے یا کھوٹی سنت ہے یا بدعت ہے۔ اس لئے اصلی اہل سنت ہمیشہ اہل حدیث ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! بات منطقی (Logical) ہے۔ خوب سمجھ لو۔ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ یہ کہتا ہے کہ جی! سب فرقے ہیں۔ اہل حدیث فرقہ نہیں۔ اہل حدیث اہل سنت ہے۔ عین خالص اصلی اسلام ہے اور وہ کیا ہے؟ صرف محمد ﷺ کی پیروی۔ محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کی پیروی کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ بہت بڑی خرابی ہے۔ دیکھ لو بریلوی اہل حدیث نہ ہوتے ہوئے اہل سنت بنتے ہیں تو نتیجہ کیا نکلا؟ سب سے بڑے اہل بدعت۔ جتنی بدعتیں چلتی ہیں' بدعتوں کی ٹکسال بنی ہوئی ہے۔ دھڑا دھڑ بدعتوں پر بدعتیں۔ درود سارے بدعت... درود تاج' درود لکھی' درود پنج ہزاری' درود فلاں' درود فلاں' وظیفے دلائل الخیرات' فلاں فلاں سب بدعتیں۔ بدعتیں ہی بدعتیں۔ یہ میلاد' یہ مولود' یہ ختم' یہ کونڈے' اگرچہ شیعہ اور بریلوی مل کر کرتے ہیں سب بدعتیں۔ میرے بھائیو! سنت اور بدعت کا پتہ کس سے لگتا ہے؟ حدیث سے۔ حدیث محافظ ہے۔ حدیث پہرے دار ہے سنت کی۔ وہ بتاتی ہے کہ سنت ہے یا نہیں ہے۔ اور جنہوں نے حدیث کو چھوڑ دیا وہ سنت اور بدعت میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ وہ

بدعتی ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ اور وہی مثال " برعکس نہند نام زنگی کافور" کہ ہے کالے رنگ کا اور بنا ہوا بڑا ہی حسین۔ ہے بدعتی اور کہتا ہے اپنے آپ کو اہل سنت۔ میرے بھائیو! میں یہ باتیں کس کو چڑانے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ آپ کو دین دار بنانے کے لئے آپ کے ایمان کو درست کرنے کے لئے' آپ کے عقیدے کو صحیح بنانے کے لئے۔ ان باتوں کو سنیں۔ اور وزن کریں دیکھیں یہ کتنی لاجیکل ہیں۔ کوئی ان باتوں کو رد نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس سلسلے میں بڑے رسالے لکھے ہیں اور مفت تقسیم کئے ہیں۔ یہ رسالے آپ کو اگر ملیں "اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کے پیچھے" اور "اصلی اہل سنت" تو ان کو پڑھیں۔ ذہن اللہ کے فضل سے عین صاف ہو جائے گا۔ اور اس پر آپ کو محنت کرنی چاہیے۔ کیوں؟ یہ آپ کا راستہ ہے۔ اگر راستہ غلط ہو تو انسان منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو کہیں جانا ہوتا ہے تو پہلے راستہ پوچھتے ہیں۔ پہلے راستے کا علم صحیح اختیار کرتے ہیں۔ بعض دفعہ آدمی لمبا راستہ اختیار کرتا ہے اور پھر پریشان ہوتا ہے کہ اگر میں کسی سے پوچھ لیتا تو مجھے اتنا چکر نہ پڑتا۔ میں نے راستہ کی تحقیق نہ کی جس کی وجہ سے مجھے اتنا چکر اٹھانا پڑا۔ راستے کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ نماز روزہ' حج' زکوۃ باقی سارے مسائل ان کا نمبر بعد میں آتا ہے۔ اور سب سے پہلے راستے کا جاننا اس کا علم رکھنا بہت ضروری ہے۔ راستے کو پہچانو کہ آپ کا راستہ کونسا ہے۔ اگر آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا چاہتے ہیں۔ ان سے آپ دوستی ' تعلقات اور ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ چاہیے کہ حدیث کا مطالعہ کریں۔ چھوڑ دیں یہ بہشتی زیور' چھوڑ دیں یہ ٹوٹکے چھوٹکے لوگوں کے۔ حنفی نماز' فلاں نماز' فلاں نماز' فلاں نماز۔ دیکھو قرآن اللہ کی کتاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب حدیث ہے۔ کہئے کوئی شبہ ہے؟ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ اللہ کے رسول کی کیا چیز ہے دنیا میں۔ آپ کی آل تو مکنڈ ہو گئی۔ کوئی پتہ نہیں' کسی سید کے بارے

میں کوئی یقین سے کہہ سکتا ہے۔ جو تین سو سال پرانے بنے ہوں گے وہ رجسٹرڈ ہو گئے۔ پکے ہو گئے۔ ہو سکتے ہے کہ وہ تین سو سال پرانے نقلی ہوں۔ اور جو نئے نئے بنتے ہیں ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے سامنے بنا ہے۔ وہ لطیفہ مشہور ہے ناں کہ کسی سیدانی کا کسی جگہ کسی غیر کے ساتھ نکاح کر دیا تو ان کو بعد میں پتہ لگا کہ جی! یہ تو سید نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی! یہ تو نکاح ہی ٹھیک نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی مسئلہ تھوڑا ہے۔ سب مسلمان ہیں نکاح آپس میں ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب عدالت میں کیس گیا اور اس کے بعد گواہ گزرنے لگے تو جنہوں نے نکاح لیا تھا۔ لڑکی سے نکاح کیا تھا انہوں نے اپنے گواہ پیش کئے۔ ایک منچلا گواہ تھا۔ عدالت میں جا کر گواہی دینے لگا کہ جی! یہ تو میرے سامنے سید بنا ہے۔ پکا سید ہے۔ میرے سامنے سید بنا ہے۔ کوئی شے کی بات نہیں۔ اب سوچیں کیا گواہی دے رہا ہے۔ کہ جو بنے وہ بھی سید ہوتا ہے بظاہر اس کے حق میں گواہی دے رہا ہے اور ویسے اس کا بیڑا غرق کر رہا ہے۔ اس لئے آپ کی دنیا میں دو ہی چیزیں تھیں۔ یا آل یا کتاب۔ آل کی تو کوئی اور ضرورت بھی نہیں تھی۔ یہ تو اللہ جانتا ہے کہ اصل سید کون ہے اور نقلی سید کون ہے۔ خواہ دو چار ہی ہوں ٹھیک ہے۔ وہ ہی سہی۔ باقی مصنوعی ہوں۔ اللہ سب جانتا ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس لئے اللہ نے اس کی حفاظت کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی دوسری چیز "کتاب"، آپ ﷺ کی سیرت، آپ کی زندگی کا ریکارڈ وہ حدیث ہے۔ آپ کے بارے میں کوئی معلوم کرنا ہو تو کہاں سے معلوم ہو گا؟ حدیث سے، بخاری دیکھو، مسلم دیکھو، ابوداؤد دیکھو، نسائی دیکھو، ترمذی دیکھو، ابن ماجہ دیکھو، مسند احمد دیکھو، دار قطنی دیکھو، دارمی دیکھو۔ حدیث اللہ کے رسول ﷺ کی پوری زندگی کا ریکارڈ ہے۔ اور سب لوگوں نے یہ چھوڑ دیا۔ قرآن و حدیث، قرآن و حدیث.... یہ اہل

حدیثوں کے پاس ہے۔ اہل حدیث چیز کس چیز کو مانتے ہیں۔ قرآن اور حدیث کو۔ اللہ اور رسول ﷺ...... ہائے! کہئے! اس سے بھی کوئی سچی بات ہو سکتی ہے۔ ارے میرے دیوبندی بھائی! ارے! میرے بریلوی بھائی تو اپنے دل سے پوچھ تیرے پلے کیا ہے؟ تو کہے گا کہ میں قرآن کو مانتا ہوں' میں حدیث کو مانتا ہوں' میں فقہ حنفی کو مانتاہوں۔ بھرتی کردی ناں تو نے۔ یہ چیزیں بنادی ناں.... صحابہ رضی اللہ عنہم کن چیزوں کو مانتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات۔ قرآن اور حدیث کی بات۔ اس وقت حدیث کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اور صحابہ کے سامنے نبی ﷺ کے الفاظ.... آپ ﷺ کے اعمال' آپ کی سیرت' آپ کی چال ڈھال۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب کیا تھا؟ قران اور حدیث۔ اللہ کی بات اور رسول ﷺ کی بات۔ یہ اس وقت دین تھا اور آج بھی کھرا دین کیا ہے؟ قرآن اور حدیث.... اللہ اور رسول ﷺ کی بات۔ قرآن اور حدیث اس وقت حدیث کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اور صحابہ کے سامنے نبیؐ کے الفاظ ' نبی کے اعمال' آپ کی چال ڈھال' آپ کی سیرت' صحابہ کا مذہب کیا تھا.. قرآن و حدیث' اللہ کی بات اور اس کے رسول ﷺ کی بات۔ یہ اس وقت کھرا دین تھا اور آج بھی کیا ہے؟ قرآن و حدیث ۔ کہئے میرے بھائیو! کوئی شبے والی بات ہے۔ یقین جانئیں جو ہماری باتیں سننے کے بعد بھی اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں اس پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ میں ہر جمعے اس بات پر زور دیتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ فرقہ ایک رہ جائے جو محمدی ہو۔ جو محمد ﷺ کی راہ ہے۔ پیروی کی ایک صورت ہے۔ صرف وہ باقی رہ جائے اور باقی سارے سلسلے ختم ہو جائیں اور اللہ کا شکر ہے کہ بہت فرق پڑ گیا ہے۔ بہت فرق پڑ گیا ہے۔ دیوبندی عالم دل سے مانتے ہیں ' اندر ہی اندر باتیں کرتے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں' بریلوی لوگ تسلیم کرتے ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے اور یہ حق

بات ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی آدمی ضدی نہ ہو سنجیدہ ہو وہ پھر ہماری بات کو سنے اور کہے کہ یہ غلط ہے۔ کبھی نہیں یہ کہہ سکتا۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہم صرف مولوی نہیں ہیں جو لوگوں کے ٹکڑے مانگ کر کھاتے ہوں اور مولویوں جیسے کام کرتے پھریں۔ لوگوں کو پتہ ہے کہ آج مولویوں کی عقل کتنی ہوتی ہے۔ علم ' علم ہے۔ انسان جو بھی علم پڑھے بشرطیکہ اس کی نیت یہ ہو اس سے دین کی خدمت کرنی ہے۔ وہ علم ذہن کو جلا بخشتا ہے۔ ذہن اس سے روشن ہوتا ہے۔ اس لئے آپ دیکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہم جو بات کرتے ہیں' کوئی وکیل آ جائے' کوئی ڈاکٹر آ جائے' کوئی لیڈر آ جائے' کوئی جج آ جائے' کبھی چوں نہیں کر سکتا۔ کبھی چیلنج نہیں کر سکتا کہ یہ بات غلط ہے۔ ہم جانتے ہیں حق کیا ہے اور ہم حق کو بیان کرتے ہیں۔ الحق یعلو و لا یعلی یہ کس قدر سچا معقولہ ہے۔ حق ہمیشہ چڑھے گا' اور کسی کو اوپر نہیں چڑھنے دے گا۔ حق' حق ہے۔ کھری بات کھری ہے۔ دیکھئے ! ہمارے لئے اسلام کا بہترین عمل کونسا ہے۔ نبیؐ کے بعد صحابہ ہیں۔ کسی کو شبہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کا بہترین نمونہ کون ہیں ؟۔ کھرے مسلمان ... صحیح مسلمان کون تھے ؟ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

میرے بھائیو ! وہ حنفی تھے' وہ وہابی تھے ' وہ شافعی تھے' وہ مالکی تھے ' وہ چشتی' سہروردی' نقشبندی اور کوئی الا بلا ؟..... کچھ نہیں ...... وہ صحیح مسلمان تھے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قال اللہ و قال الرسول ﷺ یہ دین ہے جو اللہ نے کہا ہے جو اس کے رسول ﷺ نے کہا ہے۔ آج یہ کیوں دین نہیں۔ ہم کیوں حنفی بنے۔ جب کوئی صحابی یہ کہتا ہے کہ اصل دین یہ قال اللہ و قال الرسول ہے۔ جو اللہ کہے اور جو رسول کہے۔ تو آج یہ بات کیوں غلط ہے۔ کیا رد و بدل آگیا ہے۔ کیا دین بدل گیا ہے ؟ اللہ نے دین کی حفاظت نہیں کی۔ سن لو۔ اگر دین بدل گیا ہو' دین خالص نہ رہا ہو تو نیا نبی ﷺ آنا لازمی ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں لا نبی بعدی (رواہ مسلم فی فضائل

الصحابه باب فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ' مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو اس کے معنی کیا ہیں ؟ کہ اللہ دین کی حفاظت کرے گا۔ یہ بالکل ویسے ہی محفوظ رہے گا جیسے صحابہ کے زمانے میں تھا۔ جب صحابہ کے زمانہ میں دین یہ تھا قال اللہ و قال الرسول کہ اسلام وہ ہے جو اللہ نے کہا ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو تو آج بھی اسلام یہی ہے قرآن اور حدیث۔ قرآن اور حدیث۔ میرے بھائیو ! اپنی نمازوں کو حدیث کے مطابق بناؤ۔ ہائے دیکھو ! جرات دیکھو حدیثیں پڑھو۔ جب ہم حدیثیں پڑھتے ہیں تو ہمیں حیرانی ہوتی ہے کہ کیا دیوبندی عالم عالم نہیں۔ وہ یہ حدیثیں نہیں پڑھتے۔ چلو عام حنفی تو حدیثیں نہیں پڑھتے لیکن جو بڑے بڑے عالم گزرے ہیں۔ مولانا انور شاہ ہوئے' حسین احمد مدنی ہوئی ' یا رشید احمد گنگوہی ہوے' شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہوئے۔ کیا انہوں نے بھی حدیثیں نہیں پڑھی۔ انہوں نے تو حدیثوں کی بڑی بڑی شرحیں لکھیں۔ حدیث اٹھاؤ ابن ماجہ صحاح ستہ کی حدیث ہے۔ اور ابن ماجہ میں کیا لکھا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ نماز میں بلند آواز سے آمین کہا کرو۔ ما حسدتکم الیهود علی شی یہودیوں پر کسی بات پر' کسی شے پر اتنا حسد نہیں جتنا ان کو تمہارے " السلام علیکم " کہنے پر ہے۔ اور نماز میں " آمین " کہنے پر ہے۔ (رواہ ابن ماجه کتاب اقامة الصلوۃ و السنة فیها عن عائشة رضی الله عنها) یعنی تمہارے آمین کہنے سے یہودی جلتے ہیں۔ یہ حدیث میں موجود ہے۔ لیکن دیکھو لو ہمارے دیوبندی بھائی' ہمارے بریلوی بھائی کہو تو منہ کھول کر کبھی آمین کہہ جائیں۔ بخاری شریف میں آتا ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے حرم میں جماعت کروائی۔ فان للمسجد للجة (رواہ البخاری کتاب الاذان باب جهر الامام بالتامین) مسجد میں گونج تھی۔ لیکن نہیں۔ یہ تقلید کی وجہ سے ہے۔ لائن جو علیحدہ بن

فرقہ جو علیحدہ ہو گیا۔ ہاتھ انہوں نے جان بوجھ کر نیچے باندھنے ہیں ' آمین انہوں نے نہیں کہنی' ٹیڑھا انہوں نے کھڑا ہونا۔ پاؤں ایک شمال کی طرف اور ایک جنوب کی طرف۔ کبھی پاؤں سیدھے نہیں رکھنے۔ دیکھئے ' عقل سے سوچئے! جب نماز میں کھڑا ہو تو پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہونا چاہیے ؟ لیکن کبھی آپ دیکھ لیں۔ میرے دیوبندی اور بریلوی بھائی یہ کیسے تربیت ہے۔ ایڑھیاں پچھلی طرف ملی ہوئیں اور آگے سے پاؤں کھلے۔ اب ایک آدمی ادھر کو منہ کر کے کھڑا ہو۔ ایڑھیاں قریب قریب ملی ہوئی ہوں اور آگے کو پنجے کھلے ہوئے ہوں بالکل سپاٹ تو پاؤں مغرب رخ کدھر کو ہوگا؟ دایاں پاؤں شمال کی طرف ' بائیں پاؤں جنوب کی طرف جائے اور اہل حدیث کو دیکھو اہل حدیث جب کھڑا ہوتا ہے ہاتھ اٹھاتا ہے اپنے پاؤں کو بالکل متوازی (Parallel) عین قبلہ رخ کر کے کھڑا ہوتا ہے۔ یہ سنت طریقہ ہے۔ اور پھر ہاتھ باندھنا سینے پے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) تیری ٹکر فرعون سے ہے۔ بڑا ظالم ہے' بہت خبیث ہے۔ جب تجھے ڈر محسوس ہو و اضمم یدک الی جناحک (20 : طہ : 22) اپنا ہاتھ یوں دل پر رکھنا۔ اور حدیث میں آتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے آپ کے سینے سے ایسے آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا پک رہی ہو۔ دل سے ایسی آواز آتی تھی (رواہ النسائی فی کتاب السھو باب البکاء فی الصلوۃ ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوۃ و ما یباح منہ علی مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ) خوف خدا سے۔ خشوع خضوع کی وجہ سے تو نماز میں ہاتھ کہاں رکھے جاتے ہیں۔ وہاں جو بالکل مرکز ہے۔ تاکہ دل پر جگر پر..... جو اصل مشینری ہے اس پر دباؤ نہ رہے۔ دل ٹھکانے رہے۔ اور اگر ہاتھوں کو نیچے چھوڑ دیا جائے بالکل Stand Easy تو یہ سونے والی بات ہے۔ سست کرنے والی بات ہے۔ علی ھذا القیاس... ساری نماز ' پھر سارے مسئلے' دیکھ لو انسانیت کے دو

بڑے جز ہیں: مرد اور عورت۔ ہمارے اس حنفی مذہب میں کیا ہے؟ عورتوں کو کورا رکھنا' جمعہ پڑھنے وہ نہ آئیں' عید پڑھنے وہ نہ جائیں۔ بازاروں میں سودے خریدیں' جو مرضی کریں' رشتے داروں کے ہاں جائیں' جہاں مرضی جائیں لیکن نماز میں نہ آئیں۔ نہ عید میں نہ جمعے میں۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ دیکھ لو جہالت... میں سمجھتا ہوں خود رو گھاس کی طرح ہے خودرو گھاس کی طرح ہے جس علاقے میں مرضی چلے جاؤ۔جہاں جہالت ہوگی وہاں بریلویت ہوگی۔ جیسے جہاں بجلی نہیں ہوگی تو اندھیرا ہوگا۔ کہیں چلے جاؤ بریلویت بریلویت۔ پیدا ہوتے ہیں خود رو گھاس کی طرح۔ کوئی پوچھے تیری زندگی کیسی ؟...مرضی کی۔ چھری کے تین کیل ہونے چاہییے' مسواک کتنی لمبی ہونی چاہیے یہ دین ہے۔ کوئی مسئلے ہیں بھلا۔ یہ سب فرضی چیزیں ہیں۔ فرضی باتیں۔ ہر معاملہ ٹیڑھا ہر معاملہ ٹیڑھا۔ میری عرض سن لیں۔ آئے! ہائے' ہائے! میرے بھائی اہل حدیث بڑی مشکل سے بنتا ہے۔ اور بہت دیر سے تیار ہوتا ہے۔ اور خال خال کوئی تیار ہوتا ہے۔ یہ سمجھو کہ سب طالب علم ہیں جنھوں نے اہل حدیث ہونے کے لئے داخلہ لیا ہے۔ وہ آمین کہہ لیتے ہیں' وہ رفع الیدین کر لیتے ہیں' وہ سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ابھی زندگی درست نہیں ہوئی۔ اہل حدیث کون ہوتا ہے؟ جس کی زندگی کی تصویر حدیث میں کھنچی ہو' اس کی زندگی عین حدیث کے مطابق ہو۔ وہ اہل حدیث ہوتا ہے۔ نبی کی بات پر عمل کرنے والا وہ ہوتا ہے لیکن بہرکیف ابتداء تو ہے ناں کہ آپ کی لائن درست ہو جائے۔ آپ کے اعمال درست ہو جائیں' آپ کی کمائی درست ہو جائے۔ آپ کی سیاست' آپ کا سب کچھ عین حدیث کے مطابق ہو جائے۔ تب آپ جا کر اہل حدیث ہوتے ہیں لیکن ابتداء کس سے ہوتی ہے؟ پہلے اپنی نماز کو درست کرو۔ اپنے آپ کو اہل حدیث بناؤ۔ قرآن و حدیث کے مطابق زندگی ڈھالو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

س میرے بھانجے کی لڑکی ہے کیا میں اس سے نکاح کر سکتا ہوں ؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلے کا جواب دیں۔ جزاک اللہ !

ج یہ بھئی بھانجا جو ہے ماموں بھانجے کی جگہ اگر بھانجی رکھ لیں تو ماموں اپنی بھانجی سے نکاح نہیں کر سکتا تو جب اپنی بھانجی سے نکاح نہیں کر سکتا تو بھانجا بھی اس کے مقام کی جگہ پر ہوا۔ اب پھر اس بھانجی کی جو اولاد ہوگی ماموں اس سے بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ اصول یہی ہے۔ کہ جس کی اصل سے نکاح نہیں ہو سکتا اس کی فرع سے بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنی پوتی سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اپنے پوتے کی بیٹی سے بھی نکاح نہیں کر سکتے۔

س شب برات کی عبادت کے بارے میں بتائیں کہ کیسی ہے ؟

ج یہ شب برات جو ہے' یہ برات فارسی کا لفظ ہے اور برات کہتے ہیں تقدیر کو۔ میری برات میں یہ کہاں لکھا ہوا تھا۔ برات کے معنی تقدیر' قسمت.... بعض رواتیوں میں آتا ہے کہ اس رات فیصلے ہوتے ہیں اور وہ مغالطہ جو ہے وہ یہ ہے کہ رمضان میں نہیں۔ بلکہ وہ یہ رات ہے۔ تو اس لئے جتنی بھی روایتیں ہیں شب برات کی ' روزہ رکھنے کی' رات کو جاگ کر عبادت کرنے کی یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ لیکن چونکہ ضعیف روایتیں فضائل اعمال میں کام دے جاتی ہیں' کوئی اس میں بدعت تو کرتا نہیں۔ چلو آدمی اگر رات کو نفل نوافل پڑھ سکے تو پڑھ لے' روزہ رکھنے کے لئے آدمی بجائے اس کے کہ صرف پندرھویں کا روزہ رکھے' آدمی کو ہر مہینے کی تیرھویں' چودھویں' پندرھویں یہ تین روزے رکھنے چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین طریقہ روزے کا کیا ہے؟ یہ کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑ دے۔ (رواہ البخاری فی

کتاب الصوم باب حق الجسم و حق الا علی الصوم مشکوۃ
کتاب الصوم باب صیام التطوع عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ) ہر سال
سارے سال میں یہ کرے۔ معمول بنائے ! ایک دن روزہ رکھے '
ایک دن چھوڑ دے۔ یہ داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا۔ اور اللہ کے
رسول کو یہ بہت پسند تھا۔ لیکن چونکہ یہ مشکل بہت ہے اور فرض
نہیں ہے۔ اس سے آسان صورت جو ہے وہ یہ ہے کہ ہر مہینے کے
ایام بیض ... یہ جو چاندنی راتیں ہوتی ہیں' تیرھویں ' چودھویں'
پندھویں ان تاریخوں کے روزے رکھے۔ اسلام میں ہر عمل کا بدلہ کم
از کم دس گنا تو اگر مہینے میں تین روزے رکھے تو اجر 10 x 3 = 30
روزے تو گویا پورے مہینے کے روزے رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔
اور اگر ہر مہینے میں روزے رکھنے کا ثواب مل جائے گا تو یہ سب سے
بہتر طریقہ ہے۔ باقی رہا یہ کہ عبادت تو کر سکتا ہے۔ لیکن کھانا پکانا۔
حلوے پکانا اور اس قسم کی آتش بازی یہ سب بدعات ہیں اور غیر
اسلام چیزیں ہیں۔ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

س بیٹی کو اپنی زندگی میں وراثت سے حصہ دیا جا سکتا ہے اور اس کا
تعین کیسے ہو گا؟

ج دیکھو بھئی ! ورثہ کے بارے میں قرآن کے چوتھے پارے میں
مستقل ایک رکوع ہے۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل
حظ الانثیین .... واللہ علیم حلیم اس سارے رکوع کو پڑھیں۔
ورثہ وہ ہوتا ہے جو مرنے والا چھوڑ جائے۔ جسے ترکہ کہتے ہیں۔ لیکن
اگر باپ چاہے کہ میرے بیٹی لڑکی کو ورثہ نہیں دیں گے تو وہ اپنی
زندگی میں اس کا حصہ نکال کر اس کو دے سکتا ہے۔ حساب سے اس کا
جو حصہ بنتا ہوں وہ اپنی زندگی میں اس کے مطابق حصہ دے سکتا ہے۔

اور تقسیم کی صورت میں یہی ہے کہ دو لڑکیاں ایک لڑکے کے برابر۔ اگر مثلاً تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں تو تقسیم کرنا ہو تو کیا کرو۔ تین لڑکوں کی لڑکیاں بنا لو۔ تین لڑکوں کی چھو لڑکیاں بن گئیں اور چار لڑکیاں ہیں تو کل دس لڑکیاں ہو گئیں۔ جائیداد کے پورے دس حصے کر کے ایکا ایک حصہ لڑکیوں کو دے دو اور دو دو حصے لڑکوں کو دے دو۔ یہ تقسیم کی صورت ہے۔

س کسی آدمی کے اہل حدیث ہونے پر شکرانے کے نفل پڑھ سکتا ہے؟

ج دیکھئے شکرانے کے نفل آدمی جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔ کسی بات پر بھی خوشی ہو کر آدمی شکرانے کے نفل پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اوقات ممنوع سے پرہیز کرے۔ جب سورج نکل رہا ہو' جب سورج ڈوب رہا ہو۔ عین سر پر ہو... زوال کا وقت ... ان تینوں وقتوں کو بچا کر تھوڑا سا باقی کسی وقت بھی آدمی پڑھ سکتا ہے۔ البتہ عصر کے بعد بھی نفل پڑھنے سے اور اسی طرح صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نفل کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ اس سے ہمارے حنفی بھائیو کو یہ مغالطہ لگا ہوا ہے کہ اگر کسی کی سنتیں رہ گئیں تو وہ نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا' صبح کی سنتیں وہ نماز سے قبل نہیں پڑھ سکا تو حنفی کہتے ہیں کہ اب تو نہیں پڑھ سکتا۔ مشہور تو یہ کہ تو پھر سورج نکلنے پر پڑھ اور لیکن کتابوں میں یہ مسئلہ بھی ہے۔ بالکل ہی نہ پڑھو۔ قصہ ختم۔ اور یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر موجود ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے ساتھ فرض پڑھے اور پھر سلام پھیر کر اس سے سنتیں شروع کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ صلوۃ الصبح رکعتان تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور پھر سے پڑھنے لگ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے پہلی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ آپ نے فرمایا ہاں!

پھر کوئی حرج نہیں۔ (رواہ ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب من فاتته متی یقضیها عن قیس بن عمر رضی اللہ عنہ) ویسے بھی سوچیں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اور نفل نہیں پڑھتے۔ یہ سنتیں تو صبح کی نماز ہے' یہ کیوں نہیں پڑھ سکتے۔ دیکھو تاں Common Sense کی بات ہے۔ اس سے فرض پڑھ لئے۔ سنتیں نہیں پڑھیں۔ ایک آدمی اب آیاہے اس سے سنتیں بھی پڑھنی ہیں اور فرض بھی پڑھنے ہیں وہ نماز پڑھ سکتاہے کہ نہیں؟ ہاں جی! وہ تو پڑھ سکتا ہے۔ ارے بھئی! وہ سنتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور فرض بھی پڑھ سکتا ہے اور یہ سنتیں نہیں پڑھ سکتا؟ دیکھو کتنی موٹی سے بات ہے۔ لیکن جو بات قرآن و حدیث کی رو سے غلط ہوتی ہے وہ عقل کے اعتبار سے بھی کنڈم ہوتی ہے۔ عقلا بھی یہ بات غلط ہے جو یہ عام جاہلوں میں مسئلہ مشہور ہے۔ اب چنانچہ کیا کرتے ہیں۔ بے عقلی کی بھی انتہا ہے۔ ادھر فرض ہو رہے ہوتے ہیں اور ادھر لوگ سنتیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ دیکھو! فرضوں کو ضائع کر کے سنتیں پڑھ رہا ہے۔ کیسی بے عقلی کی بات ہے۔ ٹھیک ہے جی! سنتوں کی بڑی اہمیت ہے' صبح کی سنتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن اتنی اہمیت صبح کے فرضوں کی بھی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس لئے سنتوں کو پڑھنا اور فرضوں کو ضائع کرنا یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان.....

خطبہ نمبر 49

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم ○ و الذین امنوا و عملوا الصالحت و امنوا بما نزل علی محمد و ھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم و اصلح بالھم ○ ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل و ان الذین امنوا اتبعوا الحق من ربھم کذلک یضرب اللہ للناس امثالھم

(47 : محمد : 1 - 3)

اس دنیا میں اللہ کے دین کے اعتبار سے دو پارٹیاں ہیں : ایک وہ جن کا دین یہ ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ ہم اللہ کے بندے ہیں' وہ احکم الحاکمین ہے۔ ہم اس کے احکام کی اطاعت کریں اور دوسری پارٹی وہ ہے جن کے ذہنوں میں یہ بات ہی نہیں۔ وہ اپنے آپ کو مادر پدر آزاد سمجھتے ہیں اور جو دل میں آتا ہے وہ کرتے ہیں۔ وہ دینی اعتبار سے اپنے اوپر کوئی پابندی نہیں لگاتے۔ وہ دنیا کی حکومتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو انسان قانون بناتے ہیں اس کی وہ پابندی کرتے ہیں لیکن اللہ کو نہ احکم الحاکمین سمجھتے ہیں اور نہ ان کے ذہن میں پابندی کا کوئی تصور ہے۔ اور ان دو پارٹیوں کی Struggle ہی اصل میں مسلسل دنیا میں چلی آ رہی ہے۔ جو بھی آتا ہے وہ یا اس پارٹی میں شامل ہو جاتا ہے یا اس

پارٹی میں شامل ہو جاتا ہے اور اللہ یہی دیکھتے ہیں۔ کہ کون کیا کرتا ہے۔ یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں ان میں اللہ عز و جل نے یہی بیان فرمایا ہے۔ کہ جو تو میری پارٹی ہے وہ تو مجھے اتنی پیاری ہے' اتنی عزیز ہے کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے میں اسے معاف کر دیتا ہوں اور جب وہ اچھا کام کرتے ہیں تو ان کو اس کا اجر میں بہت زبردست دیتا ہوں۔ اور جو مخالف پارٹی ہے وہ اگر کوئی اچھا کام کرتے ہیں میں اسے بھی برباد کر دیتا ہوں۔ برے کا خیر نام ہی کیا لینا۔ میں ان کی نیکیوں کو بھی ضائع کر دیتاہوں۔ وہ کتنا بھی اچھا کام دنیا میں کیوں نہ کر لیں' سب بیکار ہے۔ جو وہ گناہ کرتے ہیں وہ تو کرتے ہی ہیں۔ جو کام اپنے ذہن میں اچھا سمجھ کر وہ کرتے ہیں کہ یہ نیکی ہے میں اس کو بھی بالکل کالعدم کر دیتا ہوں۔ میں اس کا کوئی اجر نہیں دیتا۔ الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم جن لوگوں نے اللہ کو نہیں مانا۔ یہ کفر کا لفظ کیا ہے؟ ہم عرف میں کفر کسے سمجھتے ہیں؟ اور حقیقت میں کفر کیا ہے۔ یہ کہ اللہ کو نہ ماننا۔ اللہ کا جو حق ہے اس کو نہ ادا کرنا۔ اپنے آپ کو آزاد سمجھنا۔ اپنے آپ کو اس کے احکام کاپابند نہ کرنا یہ کفر ہے۔ کفر کے لغوی معنی کیا ہیں؟ دبا دینا' مٹی ڈال دینا۔ لغوی اعتبار سے قرآن مجید میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اور کھیتی باڑی کرنے والوں کو جو بیج ڈالتے ہیں ان کو کافر کہا ہے۔ وہ لغوی اعتبار سے ہے یعجب الکفار نباتہ زمیندار کو اپنی فصل بہت اچھی لگتی ہے۔ زمیندار لغوی اعتبار سے کافر ہے۔ زمیندار کیا کرتا ہے؟ یہ کہ بیج ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دیتا ہے۔ یہ کفر کے لغوی معنی ہیں۔

اچھا اب اصطلاحی معنوں میں کفر کیا ہے؟ حق کو باطل سے دبا دینا۔ ہاں باطل کو چڑھانا حق کو نیچے گرانا یہ کفر ہے۔ جو حق کو اونچا کرتا ہے' اس کو نمایاں کرتا ہے۔ خواہ اس کا مال خرچ ہو خواہ اس کی جان خرچ ہو جائے۔ یہ ایمان ہے' یہ اسلام ہے۔ اور جو حق پر پردہ ڈالتا ہے' حق کو چھپاتا ہے۔ اپنے عمل

سے حق کو ظاہر نہیں کرتا۔ اپنی زبان سے حق کو ظاہر نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ اس سے آپ نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کفر میں مولوی سب سے پہلے نمبر پر آتا ہے۔ کیونکہ اس کے معنی کیا ہیں؟ مٹی ڈالنا' پردہ ڈالنا' بیج کو چھپانا۔ حق کو چھپانے والا کون ہے؟ سب سے پہلے مولوی۔ سب سے پہلے مولوی حق کو چھپاتا ہے اور پھر ان کے دیکھا دیکھی جو ان کے پیروکار ہوتے ہیں' جو ان کے مقتدی ہوتے ہیں' جو ان کے مرید ہوتے ہیں پھر ان کا وہی مذہب بن جاتا ہے' وہی طریقہ بن جاتا ہے۔ وہ حق کو چھپاتے ہیں اور اسکے مقابلے میں ایک نیا دین.... سنت کو مٹایا..... بدعت کو جاری کر دیا۔ توحید کو مٹایا اور شرک کو رواج دیا۔ ہر کام کی ابتداء مولوی کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلا کافر جو ہے وہ مولوی بنتا ہے۔ لغوی اعتبار سے۔ الذین کفرو و صدوا عن سبیل اللہ فرمایا جو کافر ہیں وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں' برے کاموں سے لوگ خواہ مخواہ رکیں گے تو دوسرے دین سے۔ اضل اعمالھم اللہ فرماتاہے کہ میں نے ان کے عملوں کو اللہ ضائع کر دیا۔ اس سے مراد کیا ہے؟ اب ان عملوں سے کونسے عمل مراد ہیں؟ زنا مراد تو نہیں لے سکتے۔ کوئی زنا کرے اللہ اس کے عمل ضائع کر دے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ضائع ہے۔ کیونکہ وہ کوئی عمل ہے ہی نہیں۔ وہ تو پہلے ہی برا ہے۔ قتل ہے رشوت ہے' حرام خوری ہے۔ ان کے عملوں کو ضائع کرتا ہے۔ یہ کہ ان کی نیکیاں جو وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں' اگر وہ کسی کو اچھی بات کہتے ہیں جو بھی ان کا اچھا عمل ہے۔ جس کے بارے میں انہیں امید ہو کہ مجھے کچھ اسکا اجر مل جائے گا۔ اضل اعمالھم اللہ ان کے عملوں کو ضائع کرتا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں والذین امنوا وہ لوگ جو ایمان لے آئے۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟ ایمان کہتے ہیں دل سے پہچان کر مان لینا یہ ایمان ہے۔ پہلے پہچاننا۔ ایمان میں پہچان شرط ہے۔ اس کو پہچان کر ماننا یہ ایمان ہے۔ اب ہمارے عام لوگ رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں کہ وہ کون ہیں؟ کوئی نور

کہتا ہے' کوئی کچھ کہتا ہے' کوئی بس اللہ کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ کبھی اللہ اوپر کبھی محمد ﷺ نیچے اور کبھی محمد ﷺ اوپر اور اللہ نیچے۔ مانتے ہیں۔ بڑے تقدس کے ساتھ' بہت ہی عزت کے ساتھ' بہت ہی احترام کر کے لیکن وہ ماننا کیا ہے؟ پہچان کے بغیر.... اس کو سمجھنے کے لئے موٹی سے مثال۔

اپنے دل سے پوچھئے کیا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے؟ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں؟ ہم سے زیادہ مانتے ہیں لیکن کافر ہیں کیوں؟ وہ پہچانتے نہیں۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بناتے ہیں' خدا کا بیٹا بناتے ہیں وہ بہت اونچا اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنے اونچے نہیں ہیں۔ تو پھر وہ کیا ہوا۔ وہ کفر ہو گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو جو مانا تھا وہ کفر ہو گیا۔ ایمان کے لئے کیا ضروری ہے۔ ایمان کے لئے پہلے پہچان ضروری ہے۔ مثلاً امام پر ایمان کے معنی کیا ہیں کہ امام کو پہچانو کہ وہ کون ہے۔ اس کا کیا درجہ ہے' اسکا کیا مقام (Status) ہے۔ اس کو پہچانو۔ امام کون ہوتا ہے' امام امتی ہوتا ہے۔ اطاعت کے لائق نہیں ہوتا۔ اتباع کے لائق نہیں ہوتا۔ اس کا مذہب نہیں ہوتا۔ کہ اس کے مذہب پر آپ چلیں۔ اس کے پیروکار آپ بن گئے۔ وہ علم کے اعتبار سے اونچا ہوتا ہے۔ آپ اس سے سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن کیا بات سمجھیں گے۔ اللہ اور اسکے رسول کی بات سمجھیں گے..... اس کی پیروی نہیں کریں گے..... جب آپ کو پتہ لگ جائے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے' اسی وقت آپ اس کو چھوڑ دیں گے۔ اگر یہ پہچان ہو تو آپ نے امام کو صحیح مانا۔ اور اگر امام کو ایسا مانا ہے کہ حنفی بن گئے۔ حنفی بن جانے کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ ہم تو فقہ حنفی پر چلیں گے۔ جو ہمارے امام صاحب نے کہا' جو ان کے فتوے' جو ان کی فقہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ حالانکہ امام کا یہ درجہ نہیں۔ وہ تو پھر نبی ہوگیا۔ جس کی پیروی کی جائے وہ نبی ہوتا ہے۔ پیروی سوائے نبی کے کسی کی نہیں ہوتی۔ اور اگر آپ نے نماز حنفی طریقے کی پڑھی۔ نکاح' طلاق' حج' روزہ سب کچھ حنفی طریقے کا کیا۔ یا اپنے کسی

اور پیر کے طریقے کا کیا۔ وظیفہ کوئی' ذکر اذکار کوئی اگر آپ نے اپنے امام کے طریقے کا کیا۔ تو گویا اگر آپ نے اس کو نبی بنادیا' آپ کو صحیح پہچان ہی نہیں۔ امام' امام ہے۔ نبی نہیں۔ اگر آپ نے امام اور نبیؐ کو خلط ملط کر دیا تو آپ کا ایمان صحیح نہیں۔ آپ کا ایمان غلط ہو گیا۔ دیکھئے کتنی سادہ سی بات ہے۔ لیکن آج لوگ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہر تصور میں' ہر عقیدے میں جھوٹے ہیں۔ توحید ان کی صحیح نہیں۔ رسالت ان کی صحیح نہیں۔ نبی پر ایمان ان کا صحیح نہیں۔ اماموں پر ایمان ان کا صحیح نہیں۔ بزرگوں کو ماننا ان کا صحیح نہیں۔ تو یہ بہت ضروری چیز ہے کہ آدمی ایمان کو پہچانے کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ اب دیکھئے آپ کا اللہ پر ایمان ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہے۔ اب "اللہ پر ایمان ہے" کے کیا معنی ہیں۔ یہ کہ اس کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ اور اگر نماز پڑھ لیں۔ اور پھر آپ کے اولاد نہیں ہوتی۔ آپ اولاد لینے کے لئے مزار پر چلے گئے تو اللہ پر آپ کا ایمان نہیں۔ پتہ نہیں کہ اللہ کون ہے؟ آپ نے جو اللہ والا درجہ تھا وہ مردے کو دے دیا۔ جس کے مزار پر جا کر آپ بیٹا مانگتے ہیں خدا کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ روحیں میرے قبضے میں' جانیں میرے قبضے میں ہیں۔ پیدا کرنے والا میں .... مجھ سے مانگو۔ اب آپ کہتے ہیں کہ وہ بھی دے سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا اللہ پر ایمان درست نہیں ہے۔ وہ برباد ہو گیا اور آج مسلمانوں کو دیکھ لو جہاں دیکھ لو جھنڈا گاڑ دیا۔ جہاں دیکھ لو جھنڈا گاڑ دیا۔ اب وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دین کی خدمت کر رہے ہیں اور حقیقت میں یہ بہت بڑا کفر ہے۔ تو اس لئے والذین امنوا اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے۔ ایمان میں کیا چیز ضروری ہے۔ اسے خوب ذہن نشین کر لیں۔ ایمان پہلے پہچان۔ اس کو اس طرح سے ماننا کہ جو بالکل حقیقت ہے۔ اس کو تسلیم کرنا۔ یہ ایمان ہے۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ خدا کو خدا سمجھتے ہیں۔ محمد ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔ محمد ﷺ کو رسول سمجھے

ہیں خدا نہیں بناتے۔ جو ایسے کام کرتے ہیں اور پھر محمد ﷺ کے حکم کے مطابق' آپ کی تعلیم کے مطابق و عملوا الصلحت نیک عمل کرتے ہیں۔ عمل کرنے کا ان کے ہاں نمونہ کیا ہے؟ محمد ﷺ .... یہ کسوٹی ہے۔ میرے بھائیو! اپنے عمل کے بارے میں اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ میرا یہ کام ٹھیک ہے یا نہیں تو محمد ﷺ کو دیکھ لو۔ اگر انہوں نے کیا تو ٹھیک اور اگر انہوں نے نہیں کیا۔ کسی مولوی نے گھڑا ہے وہ بدعت ہے۔ وہ خدا کو ناراض کرنے والی چیز ہے۔ وہ خدا کو غضب میں لانے والی چیز ہے۔ آپ برباد ہو گئے۔ یہ محمد ﷺ پر ایمان ہے اور پھر سنت کسے کہتے ہیں۔ سنت نبی ﷺ کا طریقہ ' جو آپ ﷺ نے کیا' جو آپ نے کہا' جو آپ کے سامنے ہوا اور آپ نے اس کو پاس کر دیا۔ یہ وہ اعمال ہیں جو ایک مسلمان کو Follow کرنے چاہئیں۔ جن پر مسلمان کو چلنا چاہیے۔ و امنوا بما نزل علی محمد ﷺ اور دل سے مانتے ہیں۔ ہر اس چیز کو جو اللہ نے محمد ﷺ پر اتاری ہے۔ و هو الحق من ربهم وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے آئی ہے۔ حق کیا ہے ؟ جو اللہ نے بھیجا ہے اور محمد ﷺ لائے ہیں۔ جو لوگوں نے یہاں زمین پر بیٹھ کر بنایا ہے وہ حق نہیں ہے۔ و هو الحق من ربهم وہ ان کے رب کی طرف سے آیا ہے۔ وہ حق ہے۔ اب یہ مومن ہو گئے۔ ان کے ساتھ اللہ کا سلوک کیا ہے ؟ کفر عنهم سیاتهم اللہ ان کے گناہوں کو مٹاتا جاتا ہے۔ جب آدمی عقیدہ صحیح کر لیتا ہے۔ اللہ کو پہچان کر مان لیتا ہے۔ رسول ﷺ کو پہچان کر رسول مانتا ہے۔ رسول ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جب آدمی اس معیار پر آ جاتا ہے۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو خدا کہتا ہے کہ میں تجھے معاف کرتا جاتا ہوں۔ کفر عنهم سیاتهم خدا ان کے گناہ مٹاتا جاتا ہے۔ و اصلح بالهم اور ان کی حالت کو بہتر سے بہتر بناتا جاتا ہے۔ وہ دین میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اب یہ سلوک خدا کا کتنا مختلف ہے۔

حالانکہ کافر کو بھی اللہ کی مخلوق ہے' مومن کو بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ کافر بھی اللہ نے پیدا کیا ہے' مومن بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ کافر کو بھی اللہ روزی دیتا ہے اور مومن کو بھی اللہ روزی دیتا ہے۔ لیکن یہ امتیازی سلوک.... اب آدمی کے دو بیٹے ہوں۔ ایک کو تو کھلائے پلائے۔ اس کے لئے چیزیں چھپا چھپا کر رکھے کہ میرا بیٹا آئے تو اس کا کھلاؤں گا اور دوسرے کو کچھ دیتا ہی نہیں چاہتا۔ دوسرے کے ساتھ اس کا سلوک اچھا نہیں۔ کہنے والا کہے گا کہ یہ کیا بات ؟ وہ بھی تیرا بیٹا' وہ بھی تیرا بیٹا۔ اس کے ساتھ تیرا رویہ ایسا اور اس کے ساتھ تیرا رویہ ایسا۔ یہ کیا بات ہے۔ وہ کیا کہے گا۔ دیکھو جی ! وہ آوارہ پھرتا ہے' آوارہ گردی کرتا ہے۔ میری مانتا ہی نہیں اور یہ ہے بھی لائق' وقت پر سکول جاتا ہے' سکول سے سیدھا گھر آتا ہے اور اپنی محنت کرتا ہے اور میرا دل اس سے باغ باغ ہوتا ہے۔ میں اس سے خوش ہوں۔ دونوں بیٹے ہیں لیکن باپ کا دونوں سے سلوک مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں میری مخلوق ہیں۔ کافر بھی میری مخلوق اور مومن بھی میری مخلوق۔ لیکن وہ فرمانبردار اور وہ نافرمان۔ میں یہ امتیازی سلوک اس لئے کرتا ہوں۔ اس کو اللہ بیان فرماتا ہے۔ ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل یہ میں کیوں کرتا ہوں ؟ کافر کی نیکیاں بھی مٹا رہا ہوں اور مومن کے گناہوں کو معاف کر رہا ہوں۔ نیکی باقی' ان کا اجر ثابت اور اس کے گناہ معاف۔ ادھر اس کی نیکی بھی برباد اور گناہ اس کے سر لازم۔ فرمایا یہ میں کیوں کرتا ہوں ؟ اس لئے ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل کافر باطل کے پیچھے چلتا ہے اور و ان الذین امنوا اتبعوا الحق جو مومن ہے وہ حق کے پیچھے چلتے ہیں۔ بس یہ فرق ہے۔۔

میرے بھائیو ! اب یہ پہچاننے کے لئے کہ اللہ آپ کا دشمن ہے' اللہ آپ سے ناراض ہے یا آپ اللہ کے پیارے ہیں ہمیشہ یہ دیکھا کریں کہ آپ کے اعمال کیسے ہیں؟ آپ کی زندگی کیسی گزرتی ہے۔ آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ دیکھو

دین کتنا سادہ ہے۔ یعنی کوئی شبہے والی بات نہیں۔ جتنا یقین ہوتا ہے ناں۔ دیکھو بچہ پڑھے اور اسے استاد کہے شاباش... شاباش.... بچہ اور تیز ہوتا ہے۔ اور محنت کرتا ہے۔ پھر استاد اس کو وقتاً فوقتاً انعام دیتا ہے۔ مختلف موقعوں پر اسے انعام ملتا ہے۔ بچہ اور تیز ہوتا ہے کہ مجھے اس دفعہ اتنا انعام ملا۔ اب میں اور محنت کروں گا۔ کلاس میں فرسٹ آؤں گا اور اچھی پوزیشن حاصل کروں گا۔ اور ایسے کروں گا۔ اس کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو یہ سادہ سا گر سیکھ لیتے ہیں میں اس کو ترقی دیتا جاتا ہوں۔ وہ میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ و اصلح بالھم اس کی حالت کو میں بہتر سے بہتر بناتا چلا جاتاہوں۔ اور جو دوسرا ہے..... جس کے بہت سے ہیں.... ان کو پکارتا ہے' ان سے امیدیں رکھتا ہے۔ جوں جوں وہ موت کے قریب آتا ہے اس کے لئے اندھیرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب دیکھئے ایمان کا کمال کیا ہے ؟ خدا پر توکل اور ایمان کا زوال کیا ہے۔ اوروں کو سہارا بنانا۔ اسے خوب سمجھ لو' بڑی سادہ سی بات ہے۔ ایمان کا کمال ہے۔ آدمی ہر وقت اپنے آپ کو چیک کر سکتا ہے۔ کہ میرا ایمان کس حد تک صحیح ہے۔ میرا ایمان ناقص ہے یا ترقی کر رہا ہے' کامل ہو رہا ہے۔ اگر آپ کا بھروسہ اللہ پر زیادہ سے زیادہ ہوتا جا رہا ہے سمجھو کہ آپ کا ایمان ترقی کر رہا ہے اور اگر اللہ کی طرف سے آپ کا دل بھرتا نہیں۔ آپ پھر بھی بھوکے ہیں' کوئی لمبی داڑھی والا دیکھ لیا' اس کے پیچھے چل پڑے۔ کوئی ملنگ دیکھ لیا اس کے پیچھے چل پڑے۔ کوئی اور دیکھ لیا۔ اس کے مزار پر بڑا ہجوم ہے۔ اس کا عرس بڑا زبردست ہے۔ اس کی طرف چل پڑے۔ تو سمجھو کہ آپ کا ایمان ڈوب رہا ہے۔ آپ کا سہارا صحیح نہیں۔ اس لئے اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین (5 : المائدہ : 23) اگر تم ایمان والے ہو تو تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ اور صحابہ کا طریقہ' رسول اللہ ﷺ کا طریقہ۔ جب کبھی ان کو کوئی پریشانی ہوتی' جب کبھی ان کو کوئی تکلیف ہوتی۔ جنگ احد

میں کیا ہوا۔ مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا۔ بڑے بڑے صحابہ حضرت حمزہ جیسے' حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما جیسے شہید ہو گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت پر ان کی بیوی دھاڑیں مار کر روئی۔ یہ وہ ہیں جو مکہ میں بڑے امیر' اعلیٰ سے اعلیٰ پوشاک' عطر وہ استعمال کرتے جو کہیں نہ ملتا۔ اس قدر کھانے کے' پینے کے بڑے شوقین۔ لیکن جب مسلمان ہو گئے تو سب سے پہلے ماں دشمن' ماں نے قید کر دیا' چچا دشمن' فلاں دشمن۔ بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مبلغ بنا کر مدینے بھیج دیا۔ یہ وہ شخص ہے جنھوں نے سب سے پہلے جمعہ پڑھایا اور انصار کے گھر گھر میں لوگ مسلمان کر دیئے۔ قرآن ایسا پڑھتے کہ مدینے کے لوگ سنتے سنتے ہی مسلمان ہو جاتے۔ اس قدر اللہ نے ان میں برکت ڈالی تھی۔ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ جب فوت ہو گئے تو کفن ڈالنے کے لئے کپڑا کوئی نہیں۔ سر پر کپڑا ڈالتے ہیں تو پاؤں ننگے ہوتے ہیں' پاؤں کی طرف کپڑا کھینچتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ان کو دیکھ دیکھ کر رو رہے تھے' بہت رو رہے تھے۔ اتنے اللہ کے رسول کے پیارے صحابہ تھے' آپ کو بڑا صدمہ ہوا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی ج 2 ص 375 ۔ 384) حضرت حمزہ شہید ہوئے اور بڑے بڑے صحابہ شہید ہو گئے۔ اب مسلمانوں کا اتنا نقصان... کافر فتح پا گئے۔ مسلمانوں نے بہت نقصان اٹھایا اور حضور ﷺ کے بارے میں یہ افواہ پھیلی کہ آپ شہید ہو گئے۔ صحابہ میں بھی اور کافروں میں بھی یہ بات پھیل گئی الا ان محمدا قد قتل کہ حضور بھی قتل ہو گئے' شہید ہو گئے۔ حضرت عمر تک اور کچھ صحابہ غم میں بیٹھے ہوئے اور حضرت انس بھی ادھر سے آئے کہنے لگے کہ آپ بیٹھے ہیں کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہو گئے۔ تو کہنے لگے کہ جب وہ شہید ہو گئے تم زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ چلو کافروں میں گھس جاؤ۔ اسی (۸۰) زخم کھا کر جان دی۔ مسلمانوں

کا اتنا نقصان ہوا۔ اب حیرانی کی بات یہ تھی کہ کافر کیوں بھاگ گئے۔ حالانکہ جب کوئی فاتح ہوتا ہے تو وہ جن کو قتل کیا پھر مفتوح کو قیدی بناتا ہے۔ ان پر وہ چڑھ جاتے ہیں' غالب آ جاتے ہیں۔ لیکن جنگ احد میں ایسا عجیب معاملہ ہوا کہ کافر جیت بھی گئے اور بھاگ بھی گئے۔ کافر جیت گئے اور بھاگ گئے۔ اب مسلمانوں کے دل میں یہ خطرہ کہ وہ ہم پر حملہ کریں گے۔ کیونکہ ہمارے تو گھر گھر لاش پڑی ہے۔ ہر خاندان میں آدمی جو ہے وہ مر گیا ہے۔ ان کو اپنے شہداء کی پڑی ہوئی ہے' زخمیوں کی پڑی ہوئی ہے۔ تو وہ جو کافر بھاگے ہیں یہ کوئی چال ہے عنقریب کوئی حملہ کریں گے۔ اور کافر حیران کہ ہم بیوقوف بھاگ کیوں آئے۔ کیونکہ ان کے کمانڈر اس وقت ابو سفیان تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے وہ کہنے لگے کہ ہم واپس کیوں چلے آئے۔ لیکن دل میں خوف تھا۔ وہ جانتے تھے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے۔ یہ تو پتہ نہیں کیا بات ہو گئی جو یہ ان کو عارضی شکست ہو گئی اور ہمارا تھوڑا سا داؤ لگ گیا۔ ان کے دل میں ڈر کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہمارے پیچھے آ جائیں۔ اب ابو سفیان مکے جا بھی رہا ہے۔ فاتح بن کر مکے جا بھی رہا ہے لیکن ڈر بھی رہا ہے کہ مسلمان کہیں پیچھے سے نہ آ جائیں۔ اور مسلمان اپنی جگہ پر ڈر رہے ہیں کہ کافر کہیں اکٹھے ہو کر دوبارہ ہم پر حملہ کر دیں۔ ابو سفیان بہت ذہین' بڑا زیرک شخص تھا۔ اس نے کہا کہ اب ہم میں حوصلہ تو نہیں پڑتا کہ ہم دوبارہ مسلمانوں کو پڑ جائیں۔ لیکن ان کو ریقا تو دیں۔ ان کو ڈرائیں تو سہی۔ ایک قافلے والے سے تو ان سے کہا کہ تم ادھر جا رہے ہو جا کر ان مسلمانوں سے کہنا کہ اب ان کا اکٹھ بڑا ہو رہا ہے۔ انہوں نے تازہ دم فوجیں اور منگوا لیں ہیں اور وہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ ابھی آئے کہ آئے اور دل میں یہ خیال کہ مسلمانوں کو بھگا دیں تاکہ مسلمان اپنے گھروں میں چلیں جائیں اور ہمیں خطرہ نہ رہے۔ چنانچہ وہ جو قافلے والے کافر تھے ان کو سکھا پڑھا کر بھیج دیا۔ انہوں نے

آ کر مسلمانوں کو ڈرانا شروع کر دیا۔ (جنگ احد کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں الرحیق المختوم ص 405 - 407) تو وہ جمع ہو رہے ہیں' اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں یہ سب باتیں بیان کی ہیں کہ وہ اکٹھے ہو رہے ہیں اور عنقریب تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اب مسلمانوں نے کیا کہا۔ مسلمان جو کہ زخم خوردہ تھے' کوئی گھر ایسا نہیں تھا کہ جس کا کوئی جی شہید نہ ہوا ہو۔ زخمی نہ ہوا ہو۔ مسلمانوں نے کہا' قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ الذین استجابوا للہ و الرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم و اتقوا اجر عظیم ○ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم (3 : آل عمران : 172 - 173) لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں فاخشوھم ڈرو' جلدی چلے جاؤ۔ فزادھم ایمانا یہاں سے جلدی چلے جاؤ۔ اللہ نے ان کا ایمان بڑھایا۔ مسلمانوں نے کیا کہا حسبنا اللہ اللہ ہم کو کافی ہے۔ تو مسلمان کو کیا تعلیم دی گئی کہ جب ایمان کامل ہوتا ہے' یہ ایمان کی معراج ہے' یہ ایمان کا کمال ہے کہ اس کا توکل کامل ہوتا ہے۔ وہ وقت انتہائی خطرے کے وقت۔ لیکن مسلمانوں کی زبان سے کیا بات نکلی۔ حسبنا اللہ آتے ہیں تو آئیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ یہ قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ اس حسبنا اللہ کہنے کا کیا نتیجہ نکلا۔ فانقلبوا بنعمۃ من اللہ و فضل لم یمسسھم بسوء و اتبعوا رضوان اللہ (3 : آل عمران : 147) کوئی انہیں تکلیف نہیں پہنچی۔ خوب اسی میدان میں دوسرا قافلہ آیا۔ اس کے ساتھ تجارت کی ۔ خوب مال کمایا اور بہت اچھی حالت میں گھروں کو واپس گئے۔

سو میرے بھائیو! یہ جو Point میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اسے خوب یاد کر لو۔ آپ کا ایمان درست ہے۔ آپ کا ایمان ترقی کر رہا ہے۔ اس کا پتہ کیسے لگے گا؟ آپ کی زندگی کے اعمال سے۔ اگر آپ کا بھروسہ اللہ پر پکا رہتا ہے۔ آپکا توکل خدا پر زیادہ ہوتا جاتا ہے تو سمجھ لیں آپ کا ایمان درست ہوتا

جاتا ہے۔ ترقی کر رہا ہے اور اگر خدا پر توکل نہیں ہے آپ دنیا کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ کبھی اس کے آگے گڑگڑا رہے ہیں کبھی اس کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ کبھی اس کے آگے۔ کبھی کسی سے امیدیں رکھتے ہیں کبھی کسی سے امیدیں رکھتے ہیں۔ سمجھ لو کہ آپ کے ایمان میں کمی ہے۔ آپ کا ایمان گھٹ رہا ہے۔ آپ کا ایمان صحیح نہیں۔ اسی لئے اللہ نہیں برداشت کرتا۔ اللہ اس کو نہیں پسند کرتا کہ میرا مومن کسی انسان کے سامنے ذلیل ہو۔ اور ہمارا حال کیا ہوتا ہے۔ ہمیں کسی سے کام پڑ جائے ہم اس کی خوشامدیں کریں گے۔ آپ ہی میرے مائی باپ ہیں۔ آپ ہی بندہ نواز ہیں' اس کے پاؤں کو ہاتھ لگائیں گے۔ پھر جس سے مطلب ہوگا کبھی اس کے پاس جا کبھی اس کے پاس جا۔ انتہائی ذلت اور میرے بھائیو! یہ ذلت اختیار کرنا حقیقت میں یہ عبادت ہے۔ جب بندہ اپنے آپ کو کسی انسان کے سامنے ذلیل کرتا ہے۔ مخلوق کے سامنے ذلیل کرتا ہے۔ اس کی توحید گڑ بڑ ہو جاتی ہے۔ اس کا ایمان صحیح نہیں رہتا۔ آپ کو کسی سے ضرورت ہے' آپ کو کسی سے ضرورت ہے۔ اپنا کام اس کے سامنے واضح کرو۔ اللہ نے آپ کو یہ Status دیا ہے۔ اللہ نے آپ کو یہ مقام دیا' آپ حاکم ہیں' آپ افسر ہیں' آپ یہ کام کر سکتے ہیں' میرا یہ کام ہے۔ اللہ آپ کو جزا دے گا۔ اسے کہیں۔ وہ کردے تو ٹھیک نہیں تو نہ سہی۔ قصہ ختم.... آپ کے دل میں کیا ہونا چاہیے کہ چابی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا دل اس کے قبضے میں ہے۔ اس کا حکم اس کے قبضے میں ہے اس کا ہاتھ' اس کی زبان اس کے قبضے میں ہے۔ اگر ادھر سے منظوری ہوگی' یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ روک دے۔ بس بتانا آپ کا فرض تھا' کہنا آپ کا فرض تھا۔ گڑگڑانا' ذلیل ہونا' یہ آپ کے ایمان کے منافی ہے اور مومن کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت سالمؒ' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پوتے حج کے موقع پر حرم میں ادھر خلیفہ مسلمانوں کا سلیمان بن عبدالمالک جبکہ اموی حکومت بڑے زوروں پر تھی۔ بہت زبردست حکومت

تھی۔ چونکہ یہ بہت بڑے عالم تھے مدینہ کے سات فقہاء میں سے سات مجتہدوں میں سے ایک یہ تھے۔ جب ان کو وہاں بادشاہ نے دیکھا' ان سے ملاقات کی اور بادشاہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ آپ کی جو ضرورت ہو مجھے بتائیں میں آپ کی تمام ضرورتیں پوری کروں گا۔ حضرت سالم کیا کہنے لگے ؟ کہ چپ بول نہیں۔ یہ حرم ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے۔ میں اللہ کے گھر میں آ کر تجھ سے مانگوں۔ میں اللہ سے سوال کروں گا۔ جس کے قبضے میں سب کچھ ہے۔ چپ مجھے کچھ نہ کہہ۔ (ابن خلکان ج 1 ص 198) اب دیکھو بادشاہ کیا کہہ رہا ہے؟ اور ایک عالم کیا کہہ رہا ہے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ عالموں کا کمال اسی وقت تھا جب تک عالم امیروں کے دروازوں پر نہیں جاتے تھے۔ اور جب سے عالم امیروں کے دروازوں پر جانے لگ گئے۔ عالم ذلیل ہو گئے۔ اب دیکھو۔ حضرت سالم ..... بادشاہ کہہ رہا ہے کہیں جو آپ کا کوئی کام ہو۔ کوئی ضرورت ہو مجھے کہیں۔ میں سارا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور حضرت سالم کہتے ہیں کہ چپ یہ اللہ کا گھر ہے' یہاں اللہ سے مانگنے کا موقع ہے۔ تجھ سے بات کرنے کا موقع نہیں۔ جو ضرورت ہوگی میں اللہ سے کہوں گا۔ تو یعنی آپ اندازہ کریں اس عالم کی بادشاہ کے دل میں کتنی قدر ہوگی۔ اور آج کل کے عالم ! کسی لیڈر سے مل کر دیکھ لیں' کبھی کسی افسر سے مل کر دیکھ لیں۔ مولوی آج کل کا میری پاکٹ میں ہے۔ جب مرضی نکال لوں۔ جب مرضی ڈال لوں۔ اب یہ کیا بات ہے کہ یہی جس کو اللہ یاد نہیں ہے اور جس کو خدا یاد ہوتا ہے پھر وہ ادھر ادھر دیکھتا بھی نہیں اور اپنے آپ کو ذلیل بھی نہیں کرتا۔ اس لئے طے کر رکھا ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ اللہ نے زبان دی ہے۔ اس حد تک بولنا چاہیے لیکن اپنے آپ کو ذلیل کرنا' انکساری یہ اللہ کے لئے ہے۔ میرے بھائیو ! کبھی کوئی ضرورت پڑ جائے' آپ کا کوئی مسئلہ الجھ جائے۔ مومنوں کا طریقہ کیا ہے؟ جو اللہ کی پارٹی والے ہیں ان کا طریقہ کیا ہے ؟ مسجد میں آؤ۔ خدا کے گھر آؤ۔ اللہ .... ہمیں

حیرانی ہوتی ہے کہ لوگ مزاروں پر جاتے ہیں' مزار اور اس کا اردگرد کا علاقہ وہ اس مردے کی جگہ ہے اگرچہ قبضہ اس کا نہیں ہے۔ لیکن اس کے نام لوگوں نے کر رکھی ہے۔ لوگ وہاں جاتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں۔ اپنے کام کروانے کے لئے۔ لیکن جو مومن ہوگا' جو مسلمان ہوگا وہ کیا کرے گا؟ جب اسے کام پڑے گا۔ اللہ کے گھر مسجد میں آئے گا۔ اور آ کر خدا سے پکارے گا اور کہے گا اللہ ! سب کچھ تیرے قبضے میں ہے۔ کہو ! خدا کے قبضے میں نہیں ہے۔ اللہ سب کچھ تیرے قبضے میں ہے۔ میں محتاج ہوں' میرا یہ کام ہے۔ میری یہ ضرورت ہے۔ اللہ میرا یہ کام کر دے۔ اب اللہ اسباب خود بخود پیدا کر دے گا۔ اگر اللہ کو دینا منظور ہوگا اور اگر نہیں منظور تو صبر.... لیکن ذلیل ہونا بالکل نہیں ہے۔ اب دیکھ لو شعیب علیہ السلام پیغمبر ہیں۔ ساری عمر ہی گزر گئی۔ بیٹیاں ہیں۔ بیٹا ساری عمر نہیں ملا۔ انہوں نے دعا نہیں کی ہوگی۔ لازما دعا کی ہوگی۔ دعا کرتے رہے خدا سے مانگتے رہے۔ و ابونا شیخ کبیر جب موسیٰ علیہ السلام گئے تو دیکھا کہ دو لڑکیاں بکریوں کو ایک طرف روک رہی ہیں۔ کیونکہ لوگ وہ چرخ.... جو کنوئیں پر بہت بڑا بوکا تھا وہ نکال نکال کر اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ یہ دو لڑکیاں ایک طرف ہو کر بڑے شرم و حیا کے ساتھ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو حیرانی ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟ لوگوں کے جانور دھڑا دھڑ پانی پی رہے ہیں اور یہ اپنی بکریوں کو پانی سے پیچھے ہٹا کر ایک طرف کر رہی ہیں۔ آہستہ سے ان کے پاس گئے' کہنے لگے ما خطبکما تمہارا کیا معاملہ ہے کہ تم اپنے جانور روک رہی ہو۔ تم ان کے ساتھ مل کر پانی نہیں پلا رہی۔ قالتا وہ دونوں کہنے لگیں۔ لا نسقی حتی یصدر الرعاء و ابونا شیخ کبیر ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتی جب تک یہ چرواہے لگے ہوئے ہوں۔ جب یہ چلے جائیں گے' جو بچا کھچا پانی ہوگا وہ ہماری بکریاں پی لیں گیں۔ ہمارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ و ابونا شیخ کبیر (28 : القصص : 23) ہمارا

باپ بہت بوڑھا ہے۔اس قابل نہیں ہے کہ وہ باہر آ سکے۔ اور ہمارے ساتھ' بکریوں کے ساتھ چل پھر سکے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ترس بھی آیا اور غیرت بھی آئی فسقی لھما وہ جس بوکے کو مل جل کر نکالتے تھے اکیلے نے ہی وہ باہر نکالا اور ان کی بکریوں کو خوب پانی پلایا۔ اب آپ اندازہ کریں کہ آخر وہ نیک آدمی تھے۔ بکریوں کو پانی پلا دیا۔ لڑکیاں گھر چلی گئیں۔ باپ نے دیکھا کہ آج لڑکیاں بہت جلدی گھر آ گئی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابا آج تو عجیب معاملہ ہوا۔ کوئی راہی' کوئی مسافر باہر سے آ گیا وہ ہماری حالت کو دیکھ کر اس کا دل پسیج گیا اور اس نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ ابا بڑا نیک' بڑی طاقت والا' بڑا شرم و حیا والا۔ باپ نے کہا۔ جا بیٹی اس کو بلا لاؤ۔ ایک بیٹی کو بھیج دیا۔ بیٹی موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی۔ موسیٰ علیہ السلام بالکل اجنبی... وہاں کسی کو جانتے نہیں تھے۔ ایک طرف ہو کر کسی درخت کے نیچے بیٹھے تھے آ کر کہنے لگی۔ ان ابی یدعوک میرا باپ آپ کو بلاتا ہے۔ لیجزیک اجر ما سقیت لنا آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے وہ آپ کو بدلہ دینا چاہتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کچھ نہیں کہا کہ نبی علیہ السلام اپنے کسی عمل کا بدلہ نہیں لیا کرتے۔ کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس کے ساتھ چل پڑے۔ اب لڑکی جا رہی ہے۔ اب موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اللہ اس لڑکی کی چال کی تعریف کرتا ہے تمشی علی استحیاء (28 : القصص : 25) بڑی شرم کے ساتھ وہ لڑکی چلتی ہے۔ وہ بہترین خاندان' وہ باپ ان کا بڑا ہی نیک۔ لڑکیاں انتہائی پارسا' نیک اور متقی۔ سب دعائیں کرتی ہوں گی' اے اللہ! ہمیں بھائی دے! باپ بھی دعا کرتا ہوگا کہ اللہ! مجھے بیٹا دے۔ لیکن خدا کو نہیں منظور تھا۔ نہیں دیا۔ ان کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام ہی دینے تھے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ساری بات بیان کی۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو رکھ لیا۔ میری بکریوں کو بھی چروائیں اور ہمارے گھر میں بھی رہیں۔ میں ایک

بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیتا ہوں۔ تو اب آپ اندازہ کیجئے گا کہ خدا احکم الحاکمین
ہے اور حکیم ہے۔ اللہ بھی بندے کو دیکھتا ہے۔ اب میں نے یہ بیان کیا۔ آپ
میں سے ہر ایک کے دل میں یہ آئے گا کہ بھئی مسجد میں آ کر دعا کرو کام بن
جائے گا۔ آپ کو رشتہ نہیں مل رہا' آپ کے اولاد نہیں ہے' آپ کا کوئی کیس
پھنسا ہوا ہے۔ آپ مسجد میں آ گئے کہ جی! مسجد میں' اللہ کے گھر جا کر اللہ سے
مانگنا ہے۔ اللہ نے دے دیا۔ واہ واہ! بھئی بڑا اچھا! مولوی صاحب نے گر بتایا۔
دیکھو مسجد میں آ گئے اللہ سے مانگا اس نے دے دیا۔ اور اگر اللہ نے نہ دیا'
سال چھ مہینے انتظار کیا۔ پھر کسی مزار پر چلے گئے۔ اللہ بھی یہ دیکھتا ہے کہ اس
نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ کہ میرے سوا کوئی دے نہیں سکتا۔ اور اگر یہ ایسا
مل گیا۔ نہیں تو کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ ایمان کیا ہے۔ سوائے خدا کے کسی کے
پاس کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ دیانتداری سے بتائیں کہ آپ مزار پر گئے' آپ کا
کوئی لڑکا نہیں تھا' آپ مزار پر گئے۔ جو وہاں کے مجاروں نے الٹا سیدھا کہا وہ
آپ نے کیا۔ منت مانی' سب کچھ کیا' آپ کو لڑکا مل گیا۔ اب دیانتداری سے'
عقل سے سوچ کر بتایئے کہ یہ لڑکا اللہ نے دیا یا اس مردے نے دیا۔ آپ محنت
کرتے ہیں۔ مزدوری کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو روٹی دیتا ہے۔ ایک چوری کرتا
ہے' پیسہ لاتا ہے' عیش کرتا ہے۔ دونوں کو کون دیتا ہے۔ دونوں کو اللہ دیتا ہے۔
وہ حلال طریقے سے لاتا ہے اللہ اس کو حلال طریقے سے دیتے ہیں وہ حرام
طریقے سے چاہتا ہے اللہ اس کو حرام طریقے سے دیتا ہے۔ دینے والا صرف وہ
ہے۔ اس کے سوا کسی کے قبضے میں نہیں۔ آپ سوچئے روحیں کس کے قبضے میں
ہیں۔ روحیں پیروں کے قبضے میں ہیں؟ روحیں مردوں کے قبضے میں ہیں۔
روحیں اللہ کے قبضے میں ہیں۔ جب وہ چاہے گا دے گا۔ جب وہ نہیں چاہے گا
نہیں دے گا۔ اور محمد ﷺ سے ساری مخلوق میں بڑا کون ہو سکتا ہے۔ تمام
انسانوں میں' تمام نبیوں میں سب سے بڑھ کر محمد ﷺ ہیں۔ لیکن دیکھ لو

لڑکا کوئی ہے؟ لڑکا کوئی ہے ہی نہیں۔ و ما کان محمد ابا احد من رجالکم (33 : الاحزاب : 40) لوگو ! تم میں سے کوئی مرد ایسا نہیں جو محمد ﷺ کا بیٹا ہو۔ اور محمد ﷺ اس کے باپ ہوں۔ اور یہاں دیکھ لو کافر درجن درجن بچے لئے پھرتے ہیں۔ بے دین سے بے دین درجن درجن بچے لئے پھرتے ہیں۔ تو یہ معاملہ کس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کہتا ہے کہ تو مجھے پہچانتا ہے کہ نہیں۔ جس نے اللہ کے سوا کوئی اور دروازہ تلاش کیا وہ خدا کو نہیں پہچانتا۔ خدا کی پہچان کیا ہے ؟ للہ ملک السموات والارض' للہ ما فی السموات والارض (23 : النور : 42) جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمین میں ہے۔ جو ہو چکا ہے جو ہونے والا ہے۔ سب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ سوچئے آپ کی کوئی ضرورت ہے۔ آپ کی کوئی ضرورت ہے۔ شیطان جب دیکھتا ہے کہ اسے کچھ سمجھ آگئی ہے تو پھر وہ آپ کو دھوکہ دیتا ہے کہ میں جی ! مزار پر جا کر اس سے نہیں مانگتا۔ میں تو اس سے کہتا ہوں کہ اس سے لے دے۔ میں مزار پر جا کر کسی مردے سے نہیں مانگتا بلکہ میں ان مزار والوں سے کہتا ہوں کہ آپ کی بڑی رسائی ہے آپ بڑے پہنچے ہوئے ہیں' اللہ آپ کی رد نہیں کرتا' اللہ اور آپ کی بات بڑی بنی ہوئی۔ مجھے لے دیں' اس لئے میں تیرے پاس آیا ہوں۔ اللہ میری تو سنتا ہی نہیں۔ بس اب کیا خیال ہے؟ یہ کرنے سے شرک کم ہو جائے گا۔ اس سے کیا واضح نہیں ہوتا؟ اس سے کیا واضح نہیں ہوتا؟ کہ آپ اللہ کو پہچانتے نہیں ہیں۔ خدا اس سے پوچھتا ہے اے بندے ! تو بتا تیری ضرورت کا مجھے پہلے پتہ ہے یا اس مردے کو پہلے پتہ ہے تو بتا ! تو جو اس مزار پر گیا ہے اور جا کر اپنا رونا تو نے رویا ہے۔ تو اس کو بتا رہا ہے۔ میں تیرے بتائے بغیر جانتا ہوں کہ یہ تیری ضرورت ہے۔ پھر تو بتا رحمان رحیم میں ہوں یا وہ ہے۔ پیدا تجھے میں نے کیا ہے یا اس نے کیا ہے؟ روزی دینے والا میں ہوں یا وہ ہے۔ تو نے مجھے کیا پہچانا۔ و ما قدروا اللہ حق قدرہ (6 : الانعام :

91) ان مشرکوں نے اللہ کی کوئی قدر نہیں کی۔ سو میرے بھائیو ! کبھی تو خدا جب بندہ مانگتا ہے تو فورا دے دیتا ہے اور کبھی خدا اس کے ایمان کو چیک کرتا ہے اور معاملہ لمبا کر دیتا ہے کہ دیکھو اگر اس کی اور میری دوستی سچی تو میرا دروازہ چھوڑ کر جاتا ہے یا نہیں جاتا۔ وہ کہتے ہیں عربی کی کتابوں میں ایک کہانی لکھی ہوئی ہے کہ ایک فقیر مانگتا پھرتا تھا۔ ایک دروازے پر پہنچا آگے کتا بھی بیٹھا ہوا تھا تو اللہ نے اس کتے کو گویائی دی ... سبق سکھایا .... اس فقیر سے کہنے لگا کہ تو اللہ والا بنتا ہے ' اور در در پر پھرتا ہے جبکہ میں اس مالک کا بنتا ہوں اور ایک جگہ بیٹھا ہوں ۔ لوگ نبی سے معجزے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ پہاڑ سونے کے ہو جائیں۔ یہاں نہریں جاری ہو جائیں۔ یہاں باغات لگ جائیں تو ہم تجھے نبی مان لیں گے۔ تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائے۔ اوپر سے کتاب لے آئے۔ اور لا کر ہمیں پڑھ کر سنا دے۔ ہم تجھے مان لیں گے کہ تو نبی ہے۔ آپ ﷺ کے دل میں بھی کبھی کبھی خیال آتا کہ اگر میں ان کو معجزہ دکھا دوں' اللہ یہ کام کر دے تو شاید یہ مسلمان ہو جائیں۔ اللہ کے رسول خدا سے دعا کرتے ہیں کہ یااللہ ! یہ اصرار کرتے ہیں۔ دکھا دے۔ میرے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تو دکھا دے شاید یہ مسلمان ہی ہو جائیں۔ بار بار آپ رو رو کر خدا سے دعائیں کرتے ہیں اللہ نے قرآن میں کہا و ان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض لو سلما فی المساء (6 : الانعام : 35) اے نبی ! اگر تجھے یہ بہت ہی خیال ہے تو آسمان میں سیڑھی لگا دے۔ لے آ کوئی معجزہ۔ زمین میں سرنگ لگا دے' لے آ کوئی معجزہ' جا زور لگا لے جو تجھ سے لگتا ہے۔ یہ قرآن کی سورہ الانعام ہے۔ و ان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض لور سلما فی السماء فتاتیھم بایۃ جا' جا کر ان کو معجزہ لا کر دکھا دے۔ لو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی اگر اللہ چاہتا تو ان کو ہدایت دے دیتا۔ فلا تکونن من الجاھلین

اے محمد ﷺ جاہل نہ بن۔ یہ قرآن کہتا ہے...... یہ کیا دکھایا..... نبی کی بے بسی' نبی کی عاجزی کہ نبی کے جو معجزات ہیں وہ بھی اس کے قبضے میں نہیں۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا نے یہ بات دکھا دی۔ لیکن لوگوں نے کیا کیا؟ پیروں کو' مردوں کو' آپ حیران ہوں گے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھا ہے ناں کہ انہوں نے دیکھا کہ کوئی کسی مزار پر کھڑا رو رہا ہے۔ بہت گڑگڑا کر مانگ رہا ہے۔ اب ہمارے جیسا کوئی ہو تو بڑا ترس کرے۔ اچھا جی! بڑا نیک آدمی ہے' بڑا اچھا آدمی ہے۔ انہوں نے فوراً کہا ارے بیوقوف! اس زندہ کو چھوڑ کر اس مردہ کے پیچھے لگا ہوا ہے؟ اس زندہ کو چھوڑ کر اس مردہ کے پیچھے لگا ہوا ہے جو سب سے پہلے سنتا ہے۔ (غرائب فی تحقیق المذاہب بحوالہ تفہیم المذاہب از مولانا بشیر احمد قنوجی) جس کو سب سے پہلے علم ہوتا ہے' ارحم الراحمین ہے۔ جس کے قبضے میں سب کچھ ہے تو اس کو چھوڑ کر اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ سو میرے بھائیو! میں نے توحید کے بارے میں یہ چند باتیں کہہ دیں۔ میرا بتانا مقصود یہ تھا کہ دنیا میں دو پارٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہاں ذکر کیا ہے۔ فرمایا ایک وہ جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں اور میرے نبی ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ میرے ہیں۔ میرے دروازے کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ واقعتاً میرے سچے دوست ہیں۔ میرا ان کے ساتھ کیا سلوک ہے۔ کہ اگر ان سے غلطی ہو جائے تو میں ان کو معاف کر دیتا ہوں۔ جب وہ نیکی کرتے ہیں میں ان کا اجر مقرر کر دیتا ہوں۔ اور جو دوسرے ہیں' جن کے کئی ہیں' صرف میں ہی نہیں اور بھی بہت سے ہیں فرمایا اگر وہ نیکی بھی کریں تو میں ان کی سب نیکیاں برباد کر دیتا ہوں۔

میرے بھائیو! یہ جو لوگ مزاروں پر بھی جاتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں' لنگر بھی لگاتے ہیں' دیگیں بھی چڑھاتے ہیں' سردی میں رضاعیاں بھی تقسیم کرتے ہیں' گرمیوں میں سبیلیں بھی لگاتے ہیں۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا

کام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اضلھم اعمالھم ان کے سب عمل برباد۔ میں کسی کا اجر نہیں دوں گا۔ دنیا میں ان کو فائدہ دے دوں گا۔ اچھا کوئی ہندو ٹرسٹ قائم کرتے ہیں۔ ہندو بڑے بڑے ٹرسٹ قائم کرتے ہیں۔ بہت عمدہ کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا ہی میں بدلہ دے دیتا ہے۔ کیا بدلہ ؟ لوگ تعریفیں کرتے ہیں ان کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ یہ بدلہ ہو گیا' اللہ ان کو دنیا میں اور مال دے دیتا ہے۔ یہ ان کو بدلہ مل گیا۔ لیکن جب خدا کے پاس جائیں گے تو اللہ کہے گا۔ لا خلاق' لا خلاق تمہارا یہاں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ صرف ان کو ملے گا جو خالص میرے ہیں۔ ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل فرمایا جو کافر ہیں وہ باطل کے پیچھے جاتا ہے۔ و ان الذین امنوا اتبعوا الحق (47 : محمد : 3) اور جو مومن ہے۔ وہ حق کے پیچھے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کا ساتھ دیتا ہے۔ پھر فرمایا جب چلنے کا وقت آتا ہے۔ کسی صورت میں جب دنیا سے چلنے کا وقت آتا ہے۔ کون لے جاتا ہے؟ خدا اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے' قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (23 : السجدۃ: 11) کہ میں نے موت کا ایک محکمہ (Department) مستقل طور پر علیحدہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کا ہیڈ کون ہے ؟ ملک الموت۔ اس کے ساتھ اس کا عملہ۔ جو جان نکالنے کے لئے آتے ہیں۔ ملک الموت شروع ' سٹارٹ کر دیتا ہے' افتتاح کر دیتا ہے اور پھر فرشتے و النازعات غرقا ○ و النشطت نشطا (79 : النازعات: 1 ۔ 2) پھر فرشتے جان نکالتے ہیں جو اللہ کا دوست ہوتا ہے' جو اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ خدا نے ان فرشتوں کو سمجھایا ہے کہ دیکھو اس کی جان کیسے نکالنی ہے۔ جیسے مشک کا منہ کھول دیا جاتا ہے۔ والنشطت نشطا اس کو تکلیف نہیں دیتا۔ میرا دوست ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کے ساتھ نرمی اور جو دوسرا ہے۔ و الملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم (6 : الانعام : 93) فرشتے مارتے ہیں' کبھی منہ پر' کبھی پیٹھ پر فکیف اذا

توفتھم الملائکۃ فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جب فرشتے جان نکالیں گے۔ یضربون وجوھھم و ادبارھم (47 : محمد : 27) ان کے چہروں پر بھی ماریں گے اور پیٹھوں پر بھی ماریں گے۔ مار مار کر جان نکالتے ہیں۔ آدمی کو اسی وقت پتہ چل جاتا ہے کہ میں کس کھاتے کا ہوں... جنت میں جانے والا ہوں کہ دوزخ میں جانے والا... جیسے حکومت کسی کو پکڑتی ہے۔ اگر چور ہے تو پولیس کار نہیں لاتی۔ اگر چور ہے ' اخلاقی مجرم ہے' تو کاریں نہیں آتی۔ پکڑتے ہوئے اس کی پٹائی بھی کرتے ہیں۔ گھونسے مارتے ہیں۔ رائفلوں کے بٹ مارتے ہیں۔ اس کو لے جا کر حوالات میں بند کر دیتے ہیں اور اگر سیاسی قیدی ہے تو باقاعدہ کاریں آتی ہیں۔ بڑے بڑے افسر آتے ہیں۔ تشریف رکھئے ! آیئے لے جاتے ہیں۔ فرسٹ کلاس ان کی رہائش اعلیٰ باقاعدہ کھانے کا انتظام۔ ان کے لئے اخبار۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بھی بلاوا آتا ہے تو ہر آدمی کو پتہ لگ جاتا ہے کہ میں کس Category کا ہوں۔ کہاں مجھے لے جا رہے ہیں۔ میں کہاں جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو خیال نہیں ہے۔ جب جان نکلے گی۔ جب اللہ اپنے دشمنوں کی جانیں نکالتا ہے تو یوں فرشتے مار مار کر جان نکالتے ہیں۔ اب ہائے! اللہ تو کیوں مارتا ہے ؟ ایک جان نکل رہی ہے دوسرا تو مار رہا ہے۔ اب دیکھو ناں ! داڑھ نکلوانے ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ آج کل طریقہ یہ ہے کہ ٹیکہ لگا دو' سن کر دیتے ہیں۔ ہم نے وہ پرانا طریقہ بھی دیکھا ہے کہ اگر چپے ویسے دے دیے تو سکون سے نکال دی ورنہ اگر وہ زیادہ شور مچائے تو تھپڑ مار دیتا تھا۔ میرے سامنے ڈاکٹر نے اس کو تھپڑ مارا۔ ایک داڑھ نکال رہا ہے اور دوسرا تھپاؤ ہو رہا ہے۔ ادھر جان نکل رہی ہے ادھر فرشتے مار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کی علت بیان کی کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ میرے بھائیو ! سنو اور اپنے آپ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔ اللہ فرماتا ہے ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ یہ وہ کام کرتے تھے کہ اللہ کو ناراض کرے۔ اسی لئے ان کی جان

اس تکلیف سے نکال رہا ہے۔ ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ و کرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم (47 : محمد : 28) یہ وہ کام کرتے تھے جو اللہ کو ناراض کریں۔ ان کو اللہ کی رضا پسند نہ تھی۔ فاحبط اعمالھم اس لئے اللہ نے ان کی سب نیکیاں برباد کر دیں۔ اور آج ان کی جان اس تکلیف کے ساتھ نکالی جا رہی ہے۔ میرے بھائیو! سوچیں کیا کوئی کام کرنے سے پہلے آپ اپنے دل سے یہ پوچھ نہیں سکتے کہ میرے اس کام پر اللہ راضی ہے یا ناراض۔ کہئے! یہ مشکل کام ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں' جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔

یہ جمعہ کیا ہے؟ یہ کورس ہے جو پورا کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کی موت اچھی آئے' آپ کا انجام اچھا ہو' آپ دین سیکھ لیں۔ خدائی گرفت سے بچ جائیں۔ اللہ کی دوستی اور محبت میں آپ آ جائیں۔ گر کیا ہے؟ توجہ سے سنیں۔ ہر عمل سے پہلے جو کوئی صاحب اختیار ہو' ہر عمل سے پہلے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی جان اچھی نکلے' آپ سے نرمی کا سلوک ہو' ہر کام سے پہلے آپ سوچیں کہ اس کام پر اللہ راضی ہو گا یا ناراض ہو گا۔ بس آپ بچ جائیں گے۔ یہ بہتر گر ہے۔ بہترین گر ہے۔ لیکن ہمیں یہ پرواہ نہیں ہوتی' میں کہتا ہوں کہ ہائے میری کرسی' قلم میرے ہاتھ میں ہے' میں جو چاہوں کردوں۔ بس جو دل میں آتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اب بتائیے اس کے ساتھ خدا نرمی کرے گا۔ ایسے آدمی کے ساتھ خدا نرمی کرے گا۔ اور اگر یہ اصول ہو' کوئی کام ہو' آپ کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ نہیں بات تو ٹھیک ہے۔ تو ہمارا مخالف میں اس کو رگڑا دے سکتا ہوں۔ لیکن اگر میں نے اس کو رگڑا دے دیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔ یہ اس کا مستحق تو نہیں ہے' یہ گنہگار تو نہیں ہے۔ اس کا قصور تو نہیں ہے۔ یہ تو صریحا اس پر ظلم ہے۔ اگر میں نے کوئی انتقامی کارروائی کی میں مارا جاؤں گا۔ فرشتے میری جان نکالیں گے۔ مجھے تھپڑ ماریں گے' مجھے ماریں گے' پھر قبر میں بھی میرے لئے عذاب ہو گا۔ اور میری آخرت بھی برباد ہو گی۔ اب یہ سبق کوئی

اختلافی سبق ہے ؟ کوئی کہے یہ اہل حدیثوں کا ہے' حنفیوں کا نہیں' حنفیوں کا ہے اہل حدیثوں کا نہیں۔ میرے بھائیو ! جب مسجدوں میں جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں تو اس لئے آئیں کہ آپ پاک صاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا اذھب الی فرعون انہ طغی (79 : النازعات : 17) اے موسیٰ ! فرعون کے پاس جا وہ بہت بگڑ گیا ہے۔ اور جا کر اسے کہہ فقل ھل لک الی ان تزکی اے فرعون ! کیا تو پاک ہونا چاہتا ہے ؟ تجھے پاک کروں۔ آپ سوچ لیجئے گا یہ جمعہ اس لئے ہے کہ اگر آپ آئے ہیں دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے۔ چپکے سے چلے جائیں گے۔ جیسے پلید آئے' ویسے پلید چلے گئے۔ جمعہ کیا ہوا؟ کیا فائدہ ہوا ؟ اگر آپ اس لئے آئے ہیں کہ نمازیں تو پانچ روزانہ پڑھتے ہیں۔ یہ ساتویں دن جو جمعہ ہے یہ دھلائی کے لئے ہے۔ جیسے ساتویں دن کپڑے دھوتے ہیں۔ جیسے ساتویں دن کپڑے دھو لیتے ہیں۔ چلو اگر روزانہ نہانا دھونا نہیں ہے چلو ساتویں دن ہی کپڑے بدل لو۔ ساتویں دن ہی غسل کر لو۔ اللہ نے لوگوں کی حالت کو دیکھ کر کہ زیادہ بوجھ نہ پڑے ساتویں دن جمعہ رکھ دیا کہ نہا دھو کر آؤ' کپڑے بدل کر آؤ۔ جو ظاہری میل کچیل ہے' اس کو دور کر آؤ۔ پھر مسجد میں آ جاؤ۔ اگر تمہاری قسمت اچھی ہوگی' شاید تمہارے باطن کو بھی دھونے والا اللہ کوئی ملا دے۔ یہ جمعے اس لئے آتے ہیں۔ اور میں آپ کو یہ گر اس لئے بتا رہا ہوں فقل اس سے کہہ ! ھل لک الی ان تزکی کیا تو پاک ہونا چاہتا ہے؟ کیا تو چاہتا ہے کہ تیری جان آسانی سے نکلے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ قبر میں اچھا سلوک ہو۔ کیا تو چاہتا ہے کہ اللہ کے ساتھ تیری ملاقات ہو ؟ تو وہ تجھ سے راضی ہو۔ اگر تو چاہتا ہے۔ جب بھی تو کوئی کام کرنے لگے اپنے ماتحت کے ساتھ' اپنے بھائی کے ساتھ' اپنے کسی دوست کے ساتھ' کسی غیر کے ساتھ' کسی اپنے کے ساتھ تو یہ سوچ لیا کر کہ میرے اس کام کے ساتھ اللہ تو ناراض نہیں۔ اگر تجھے خیال ہو کہ یہ ٹھیک

نہیں۔ اللہ اس کام سے ناراض ہو جائے گا' اس کام کے قریب نہ جا۔ اگر تو نے اس کی پرواہ نہ کی۔ تو کون اللہ ؟ تو کیا سوچتا اور کیا پوچھتا۔ مجھے اختیار ہے۔ میرا اقتدار ہے' جو میرے دل میں آئے۔ جو میں مرضی کروں۔ بس چھٹی ہے جو مرضی کرتے جائیں۔ فرمایا فرشتے مارتے ہیں۔ کیوں مارتے ہیں ؟ اس کی وجہ بتائی۔ یہ وہ لوگ کام کرتے ہیں جو اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔ ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ یہاں سے میں نے سبق سیکھا ہے۔ وہ آپ کو پڑھا رہا ہوں۔ ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ و کرھوا رضوانہ اللہ کی رضا ان کو پسند نہیں۔ یہ اللہ کی رضا کے متلاشی بھی نہیں۔ پھر اللہ نے کیا سلوک کیا؟ فاحبط اعمالھم اللہ نے فرمایا جب میری رضا پسند نہیں اور وہ کام کرتا ہے جو مجھے پسند نہیں۔ جا تو نمازیں پڑھ۔ روزے رکھ جو مرضی کر۔ فاحبط اعمالھم تیرے سب عمل برباد۔ سو میرے بھائیو ! یہ قرآن ہے۔ میں نے کوئی ادھر ادھر کے ٹوٹکے نہیں سنائے۔ خالص دین کی باتیں جو قرآن و حدیث کی باتیں ہیں سنائی ہیں۔ ان کو سمجھو اور اپنے اندر ان کا انقلاب پیدا کرو۔ جو آدمی قرآن سن کر انقلاب پیدا نہیں کرتا سمجھو قرآن اس کے لئے کچھ نہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھئے ! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ کوئی تسلی ہو کہ نہیں چار سال میرے باقی ہیں' ابھی میرے پانچ سال باقی ہے۔ ابھی میری مدت اتنی باقی ہے۔ توبہ کرلیں گے۔ اللہ نے موت کا وقت کسی کو نہیں بتایا۔ صرف نبیوں کو بتایا جاتا تھا۔ جب وقت قریب آ جائے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ نے فرشتے کو بھیجا یا حضور ﷺ کے پاس فرشتہ آیا۔ نبیوں سے پہلے کسی کی جیسے بڑے افسر کی ٹرانسفر کرنی ہوتی ہے کہ آپ کو

فلاں جگہ ٹرانسفر کردیا جائے۔ تو نبیوں کے ساتھ یہ ایک رعایتی سلوک ہوتا ہے۔ چونکہ نبی ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ اس کو اس لئے بتایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کسی کو نہیں بتاتا کہ تیری موت کب ہے۔ یہ کیوں نہیں بتاتا۔ اس لئے نہیں بتاتا کیونکہ اگر یہ پتہ ہو کہ ابھی تو پانچ سال ہیں آدمی مزے کرتا رہے گا۔ چلو ابھی کافی دیر ہے۔ جا کر توبہ کرلیں گے۔ اللہ نے اس کو صیغہ راز میں رکھا۔ اللہ نے اس کو لوگوں کے سامنے بالکل نہیں رکھا۔ پھر ہمارے سامنے کیا ہوتا ہے۔ خدا کسی کو جوانی میں بلا لیتا ہے' کسی کو بڑھاپے میں بلا لیتا ہے اور کسی کو بلاتا ہی نہیں۔ سارے گھر والے کہتے ہیں کہ یااللہ لے جا۔ خدا دکھاتا ہے کہ میری مرضی ہے' جب میں چاہوں گا لے جاؤں گا۔ اس کو لیلتہ القدر کی طرح مخفی رکھا۔ لیلتہ القدر رمضان شریف میں آتی ہے۔ لیلتہ القدر جو ہے رمضان شریف میں وہ کونسی رات ہے ؟ اکیسویں ہے' تیئسویں ہے' پچیسویں ہے ؟ کیوں اگر بتا دیا جائے کہ تیئسویں ہے یا ستائیسویں ہے تو لوگ اس رات کو مورچہ لگا لیں اور اپنے مزے کریں گے۔ اللہ نے اس کو مخفی رکھا۔ اس کو چھپائے رکھا کہ جو متلاشی ہوگا اور بتلا دیا کہ طاق راتیں ہوتی ہیں۔ اکیسویں کو بھی جاگے گا محنت کرے گا' دعائیں کرے گا' تیئسویں کو جاگے گا کیونکہ یہ بھی طاق رات ہے۔ پھر پچیسویں اور ستائیسویں کو بھی۔ اللہ اس کو گھما پھرا کر کبھی اکیسویں' کسی سال تیئسویں' کسی سال پچیسویں' کسی سال ستائیسویں۔ تاکہ یہ زیادہ عبادت کرلیں۔ موت کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے۔ میرے بھائیو! یہ کبھی نہ سوچو کہ موت میں ابھی دیر ہے۔ ابھی میرے بال سفید نہیں ہوئے۔ اب تو ہارٹ فیل ہونے والا مرض ہی ایسا لگا ہے کہ اللہ میرا رحم کرے ! کسی کو چائے پیتے پکڑ لیتا ہے' کسی کو باتیں کرتے پکڑ لیتا ہے' کسی کو لیٹرین میں گئے پکڑ لیتا ہے۔ دیر ہی نہیں لگتی۔ نہ توبہ کا موقع' نہ معافی مانگنے کا موقع دیتا ہے۔ جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے۔ تو اس لئے دوراندیشی اسی میں ہے' عقلمندی اسی میں ہے

کہ ہم خدا سے ڈریں اور ہروقت ڈرتے رہیں اور اپنی تیاری رکھیں۔ پتہ نہیں کب خدا بلا لے اور اپنی پوٹری ' اپنی گٹھڑی ہروقت تیار رکھیں کہ جب بھی خدا بلائے گا میں تیار ہوں۔ میری طرف سے کوئی دیر نہیں۔ تو اس لئے یہ شیطان کی طرف سے دھوکہ ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان........

خطبہ نمبر 50

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ واسع علیم (5 : المائدہ: 54)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے ویسے تو اللہ کے مقابلے میں سب کمزور ہیں ۔ کیا آسمان' کیا زمین' کیا چاند' کیا باقی چیزیں' طاقت ور سے طاقتور چیز اللہ کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ کمزور ہے لیکن انسان طبعا و فطرتا کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن میں بھی اللہ نے فرمایا ہے۔ و خلق الانسان ضعیفا (4 : النساء: 28) لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب چیزوں پر فائق رکھا ہے۔ اس کو کم از کم دنیا میں مدبر بنایا ہے' دنیا میں اس کو بادشاہ بنایا ہے اور اپنا خلیفہ اس کو مقرر کیا ہے۔ جب یہ طبعا کمزور ہے تو ظاہر ہے کمزوری شروع سے لاحق ہے۔ پھر بیماری کا بہت احتمال ہے اور انسان کو بیماریاں لگتی ہی ہیں۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک روح اور ایک جسم ۔ ایک مادی اور ایک غیر مادی ۔ یہ جو جسم ہے آپ جانتے ہیں کتنی بیماریاں لگتی ہیں۔ چوٹ اس کو لگ جائے تو بیماری ہو گئی۔

اور پھر اس کے علاوہ باقی قبض ہو گئی ' سر درد ہو گئی ' کوئی اور بیماری ..... اس قدر عارضے اس کو لگتے ہیں پھر اللہ نے ان کا علاج بھی رکھا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ کمزور چیز ہے۔ اس کو بیماریاں لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اسکے علاج بھی رکھے ہیں۔ اور پھر انسان کو بتائے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ القاء کرتے رہتے ہیں۔ مختلف حکیم ہیں' ان کے تجربات ہوتے رہتے ہیں' ان کے دلوں میں اللہ ڈالتا رہتا ہے۔ پھر ڈاکٹر ہیں' پھر ہومیوپیتھی ہے' پھر فلاں ہے ' پھر فلاں ہے۔ بہت سے طریقے علاج کے ہیں۔ اس جسم کے لئے اور علاج ہوتا بھی ہے اور ہر ایک کو تھوڑی بہت کامیابی بھی ہوتی ہے۔ لیکن بہرکیف ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ سب علاج ناکام ثابت ہوتے ہیں اور موت آ جاتی ہے یہ ایک انسان کا حال ہے اگر سارے انسان مل جائیں تو بھی یہی حال ہوگا۔ تو جس طرح سے ایک انسان کو بیماریاں لگتی ہیں۔ اس طرح انسانوں کا مجموعہ جسے سوسائٹی کہتے ہیں اس کو بھی بیماریاں لگتی ہیں۔ جیسے انسان بیمار ہوتا ہے ایسے ہی سوسائٹی جو ہے اس کو بھی بیماریاں لگتی ہیں۔ سوسائٹی بھی خراب ہو جاتی ہے۔ پھر جیسے انسان کا علاج ہے ویسے سوسائٹی کا بھی علاج ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ رکھا ہی نہیں کہ ایک چیز پیدا کر دی جائے اور اس کو پھر مکمل نہ کیا جائے۔ سوسائٹی کا بھی علاج ہے۔ سوسائٹی کا علاج کیا ہے ؟ وہی۔ کیونکہ سوسائٹی کا آپس میں جو تعلق ہے۔ اجتماعی تعلق جو انسان کا' اس کا تعلق جسمانی زیادہ نہیں ہے۔ جسمانی کے لئے تو نظام چلتا ہی ہے۔ حکیم ہیں سارے اس سے علاج کرواتے ہیں۔ جب سوسائٹی کو بیماری لگتی ہے تو وہ بیماری ذہنی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے علاج کے لئے ان کو رکھا ہے۔ جو ذہنی اعتبار سے بہت اونچے ہوتے ہیں عالم لوگ۔ عالم سوسائٹی کی کریم.... جیسا کہ انسان کے جسم میں نچلا Stand ہے۔ یہ ٹانگیں ' اس میں کوئی مشینری نہیں۔ یہ صرف Stand ہے مشینری اس کے اوپر ہے۔ پیٹ ہے اس میں بھی بہت کچھ پڑتا ہے بہت سی چیزیں ہضم ہوتی ہیں اور پھر

سارے جسم میں وہ جاتی ہیں۔ اب آپ کے کہیں تکلیف ہو' دوائی دے گا' وہ پیٹ میں جائے گی۔ پیٹ میں گلے گی' اس کا جوہر نکلے گا۔ پھر اس کا اثر ہو گا اگر سر کی کوئی تکلیف ہو گی ' سر میں اثر ہو گا' کمر میں کوئی تکلیف ہو گی تو کمر میں اثر ہو گا یعنی علاج کے لئے یہ صورتیں بنتی ہیں اور سب سے ٹاپ انسان کا دماغ ہے۔ باقی چیزیں کنٹرول ہو جاتی ہیں۔ اگر خدا نخواستہ دماغ کو کوئی بیماری لگ جائے تو آدمی پاگل ہو گیا' انسانیت سے ہی گیا۔ جنون ہو جاتا ہے۔ دیوانگی ہے اور پھر اس کے بعد کوشش یہی ہوتی ہے کہ مر جائے تو اچھا ہے۔ مثلاً باؤلا کتا کاٹ لے تو چونکہ عقل جاتی رہتی ہے اور اس کا اثر اتنا ہو جاتا ہے کہ دماغی توازن نہیں رہتا تو پھر اس کے لئے موت ہی موت ہے۔ یا ویسے پاگل ہو جائے تو پھر انسان نہیں رہتا ..... جانور ..... ننگا پھرے گا' دوڑا پھرے گا۔ گندگی کھائے گا' نہ پیشاب کا پرہیز' نہ پاخانے کا پرہیز تو یہ ساری صورتیں کس وجہ سے ہیں ؟

کیونکہ دماغ خراب ہے سوسائٹی میں بھی دماغ کون ہیں ؟ .... عالم .... جو سوسائٹی کی اصلاح کرتے ہیں۔ سوسائٹی کا سدھار کرتے ہیں۔ جب عالم بگڑ جائیں تو سوسائٹی ساری دیوانی اور پاگل ہو جاتی ہے۔ پھر ان سے خیر کی توقع نہیں ہوتی۔ پھر کیا ہے ؟ پھر اس معاشرے کو ختم کیا جاتا ہے۔ اس معاشرے کو ختم کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے اللہ نے کیا طریقہ رکھا ہے ؟ علاج کا کیا طریقہ ہوتا ہے ؟ جنگ ہوتی ہے۔ پھر سوسائٹیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ملک اڑ جاتے ہیں جو زیادہ دماغ خراب والے ہوتے ہیں ان کو صاف کر دیا جاتا ہے۔ جو ذرا کم دماغ خراب والے ہوتے ہیں ان کو ذرا اوپر کیا جاتا ہے۔ وہ ان کی جگہ لے لیتے ہیں اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض (2 : البقرۃ: 251) اگر میں جنگ نہ کراؤں تو ساری زمین خراب ہو جائے۔ اب دیکھ لو امریکہ اور روس یہ جو سپرپاور کہلاتی ہیں انہوں نے قوموں کو گیند بنا رکھا ہے۔ جس ملک میں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اب دیکھ لو ضیاء کو مروانے

میں سب کو پتہ ہے' سب کو معلوم ہے امریکہ نے کام کروایا ہے۔ کروایا یہاں کے لوگوں سے ہے۔ لیکن تدبیر اور سب کچھ جو تھا وہ امریکہ کا تھا۔ اسی طرح سے روس ہر ملک میں کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ کیا خدا ان کو یوں ہی رہنے دے گا؟ نہیں' عنقریب کوئی زیادہ دیر نہیں۔ خدا ان کو ختم کروانے کے لئے جنگ کروائے گا۔ روس رہے گا نہ امریکہ رہے گا۔ کوئی نئی طاقت ابھرے گی۔ تو اس طرح سے دنیا کا سلسلہ جو ہے وہ چلتا رہتا ہے۔ میرا ان باتوں کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوسائٹی بیمار ہوتی رہتی ہے۔ اس کا علاج کیسے ہوتا ہے ؟ اس کا علاج کون لوگ کرتے ہیں ؟ ..... میں نے جو آیتیں پڑھیں ہیں ......ان آیات میں اللہ نے ان لوگوں کی صفتیں بیان کی ہیں کہ جب معاشرہ خراب ہو جاتا ہے' سوسائٹی خراب ہو جاتی ہے تو پھر کون سے لوگ ہیں جو اس کا علاج کرتے ہیں ' جو درست کرتے ہیں ۔ اللہ نے فرمایا یایها الذین امنوا اے ایمان والو ' مسلمانو ! سن لو اللہ کے قانون کو من یرتد منکم عن دینه جو مرتد ہو جائیں۔ مرتد ہو جانے کے کیا معنی ہیں ۔ بے دین ہو جائے اور بے دین ہونے سے ہی سوسائٹی خراب ہوتی ہے۔ یعنی عام لوگ تو شاید اس کو تسلیم نہ کریں لیکن حقیقت یہی ہے معاشرہ ' سوسائٹی کب خراب ہوتی ہے جب دین اس میں نہیں ہوتا۔ اب آپ کا کیا خیال ہے امریکہ کی سوسائٹی کوئی اچھی سوسائٹی ہے ' روس کی سوسائٹی کوئی اچھی سوسائٹی ہے۔ اس قدر گندی سوسائٹیاں ہیں جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ تو یا مسلمان بگڑ جائیں جیسے کہ جو پاکستان کا حال ہے جب بے دینی آ جائے تو علاج کرنے کے لئے کون لوگ ہیں اللہ بتاتا ہے ۔ فسوف یاتی الله بقوم الله پھر ایسے لوگوں کو لاتا ہے یحبونهم و یحبونه جو اللہ کے پیارے ہوتے ہیں۔ جو معاشرے کی اصلاح کرتے ہیں وہ لوگ اللہ کے پیارے ہوتے ہیں۔ یہ دین دار ہوتے ہیں' اعلیٰ درجہ کا ان کا دین ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ ان سے محبت کرتا ہے و یحبونه اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور یاد رکھو محبت صحیح وہی ہوتی

ہے جو دو طرف سے ہو۔ اگر ایک طرف سے ہو تو وہ عشق ہے دیوانگی ہے' پاگل پن ہے' جنون ہوتا ہے۔ سچی محبت جو ہے وہ وہی ہوتی ہے جو کہ دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ اور معتدل ہوتی ہے۔ بے قابو نہیں ہوتی۔ مثلاً اب دیکھئے کسی کو کسی لڑکی سے محبت ہے' پاگلوں کی طرح سے پھرتا ہے اور وہ پرواہ ہی نہیں کرتی۔ اب اسے کیا ہے؟ اسے عشق کہیں گے۔ ویسے آپ محبت کا لفظ مجازاً استعمال کریں گے۔ محبت کا لفظ وہاں استعمال نہیں ہوتا۔ وہ عشق ہے۔ وہ چاہتی ہی نہیں اور یہ پاگلوں کی طرح سے پھرتا ہے۔ یا اگر وہ چاہتی ہے لیکن چونکہ کام ناجائز ہے' غلط ہے' نشہ ہے' ایک وقتی نشہ ہے اور یہ فوراً اتر جاتا ہے وہ دونوں بھاگ جائیں اور پولیس کے ہاتھ آ جائیں۔ دیکھو نشہ فوراً اتر جائے گا۔ وہ اس کے خلاف بیان دے گا۔ وہ اس کے خلاف بیان دے گی۔

لیکن میاں بیوی کی زندگی کو دیکھیں' میاں بیوی کی زندگی کیسی پاک زندگی ہوتی ہے۔ بیوی کو مارو خاوند کو تکلیف' بیوی کے خلاف بات کرو' خاوند کو تکلیف' خاوند کے خلاف بات کرو بیوی کو تکلیف۔ ہر مجلس میں بیوی یہ کہے گی کہ نہیں یہ میرا خاوند ہے اور یہ ایسا ہے' ایسا ہے۔ بہت اچھا ہے۔ اسکا Defence کرے گی۔ اور اوپن' علی الاعلان' چھپ چھپا کر نہیں۔ کیونکہ وہ جائز محبت ہے۔ ان کو شرم بھی نہیں۔ جائز چیز میں شرم کیسی؟ عشق میں تو شرم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ناجائز ہے۔ تو محبت اصل میں وہی ہے جو صحیح ہو۔ اب بریلویوں کو حضور ﷺ سے بڑا عشق ہے۔ عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام سے بڑا عشق ہے۔ اور اگر آج رسول اللہ ﷺ ہوں تو بریلویوں کو دیکھیں تک نہیں۔ محبت تو درکنار آپ کا خیال ہے عیسائی تو عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں انہوں نے محبت میں خدا بنا دیا۔ اگر آج عیسیٰ علیہ السلام آئیں تو عیسائیوں سے محبت کریں گے؟ جیسا کہ قرآن صاف کہتا ہے وہ تو ان کو پکڑوائیں گے۔ کہ یااللہ! جو یہ بکواس کرتے رہے ہیں میں نے تو کبھی کہا ہی نہیں سب جھوٹ

ہے۔ میرے ذمے یہ یک طرفہ ہے۔ اس لئے عشق ہے۔دیوانگی ہے' پاگل پن ہے ' جنون ہے۔ بے وقوفی ہے۔ اور محبت کیا ہے ؟ جو دو طرف سے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے محبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکرؓ سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت تھی۔ اور صحابہ رضی الاہ عنہم کو رسول اللہ سے محبت تھی اللہ تعالیٰ نے یہاں یہی بات بیان فرمائی ہے۔

یحبونھم اللہ ان سے محبت کرتا ہے و یحبونہ اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جو "اللہ ھو" ' "اللہ ھو " کرتے ہیں اللہ کے وظیفے کرتے ہیں بظاہر بڑی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان سے پوچھ کر دیکھو کہ تمہیں اللہ سے محبت ہے کہ جی ! بڑی محبت۔ اب سوچو ! اللہ ان سے محبت کرتا ہے بالکل نہیں۔ وہ مشرک ہے ۔ مشرک اللہ کا نام لے گا ' اللہ سے محبت کادعوی کرے گا۔ لیکن خدا اس کی محبت کو ٹھکراتا ہے تو محبت وہی ہوتی ہے۔ جو دونوں طرف سے ہو۔ اور اس میں اعتدال ہو۔ کسی اصول پر ہو۔ اس اصول کو لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ ہمیشہ انسان کے لئے بات وہی معقول ہوتی ہے۔ جوکسی اصول کے تحت ہوتی ہے۔ اب دیکھو باپ کو بیٹے سے محبت ہے۔ اصول کے تحت ہوتی ہے۔ وہ اس کاجزو ہے۔ وہ اس کے جسم کا نچوڑ ہے وہ اس کے جسم کا حصہ ہے۔ بیٹے کو تکلیف ہو۔ باپ کو تکلیف ہوگی بیٹے کو خوشی ہو باپ کو خوشی ہوگی اور یہ بالکل اصولا صحیح ہے۔ اسی طرح سے خاوند اور بیوی ہے۔ ایک کو تکلیف ہو تو دوسرے کو تکلیف ہوگی۔ اس لئے کہ اصولا اللہ نے ان کا تعلق ایسا رکھا ہے۔ بہن بھائی ہیں۔ ایک خون ہے۔ دونوں کا۔ یہ محبت اصولی محبت ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ اور اگر غیر کو غیر سے محبت ہو تو کس اصول کے تحت ؟ یا پیسے کالالچ یا دنیاوی مفاد' نشہ اور باقی اگر دینی محبت ہو تو اصول کے تحت کہ جی ! میرا اور اس کا ایک نظریہ ہے۔ ہم دونوں ہم خیال ہیں یعنی اسلام کا ہر کام ' اسلام ایک بہت

معقول مذہب ہے۔

وہ بہت بے وقوف ہیں جو لفظ اسلام سے لیتے ہیں لیکن معانی اس کے اپنے کرتے ہیں۔ اپنے معانی پہناتے ہیں۔ آج کل لوگ اس چکر میں ہیں مثلاً مساوات کا لفظ ہے۔ اب "مساوات" کے معنی "برابری"۔ اسلام مساوات کو پسند کرتا ہے۔ یعنی لوگ کہتے ہیں کہ مساوات اسلام کا اصول ہے۔ لیکن مساوات کے معنی کیا ہیں ؟ ان کے اپنے۔ آپ اخبار میں پڑھتے ہیں یہ ابھی ابھی جج وغیرہ اور عورتیں اور اس قسم کے اور غیر ذمہ دار آدمی وہ کہتے ہیں چونکہ اسلام میں مساوات ہے لہذا مردوں اور عورتوں کو برابر کے حقوق ملنے چاہئیں۔ یہ کیا کہ مرد حاکم ہو عورت محکوم ہو۔ یہ ظلم ہے اور یہ غلط ہے۔ مساوات ہونی چاہیے۔ اگر دفتروں میں مرد کام کرتے ہیں تو عورتیں بھی کام کریں اگر جنگوں میں مرد جاتے ہیں تو عورتیں بھی جائیں۔ اگر سفیر اور وزیر مرد بنتے ہیں تو عورتیں بھی بنیں۔ عورتوں کو بھی فیلڈ میں مردوں کے برابر جانا چاہیے۔ چونکہ اسلام میں مساوات ہے اور یہ انتہائی بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں اللہ ..... ساری عمر جج بنے رہے اور پھر ایسی بے وقوفی اور حماقت کی باتیں ۔ اب دیکھو اسلام کی مساوات کے معانی کیا ہیں ؟ اسلام مساوات کے معانی یہ بالکل نہیں لیتا کہ ہر ایک کو وہی چیز ملے جو دوسرے کو ملی ہے۔ اللہ نے خود اس کے خلاف کیا ہے۔ دیکھو اللہ نے کسی کو امیر بنایا ' کسی کو غریب بنایا ہے۔ اللہ نے مساوات کیوں نہیں رکھی۔ اللہ نے کسی کو گورا بنایا ہے کسی کو کالا بنایا ہے کسی کو خوبصورت بنایا ہے کسی کو بدصورت بنایا ہے۔ کسی کو خوش اخلاق اور کسی کو بداخلاق بنایا ہے۔ اللہ سب سے زیادہ مساوات کے خلاف کام کرتا ہے۔ حالانکہ مساوات کہتے کسے ہیں ؟ اس کو سمجھ لینا ۔ مساوات کے معانی یہ ہوتے ہیں ؟ ہر ایک کی ضرورت پوری کی جائے۔ مرد مرد ہے عورت عورت ہے۔ مرد کے تقاضے اور ہیں ' عورت کے تقاضے اور ہیں۔ عورتوں کے تقاضے پورے کئے

جائیں۔مردوں کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ یہ مساوات ہے۔ یہ مساوات بالکل نہیں کہ جہاں مرد کو کھڑا کیا جائے وہاں عورت کو کھڑا کیا جائے۔ یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو مرد پیدا کیا ہے۔ عورت کو عورت پیدا کیا ہے۔ عورت کو کمزور پیدا کیا ہے۔ مرد کو طاقتور پیدا کیا ہے۔ مرد سے اللہ نے اور کام لینا ہے۔ عورت سے اللہ نے اور کام لینا ہے۔ اگر دونوں کے فیلڈ ایک ہو جائیں تو یہ مساوات نہیں ہے۔ سب سے زیادہ مساوات کے خلاف یہ بات ہے۔

اب اندازہ کیجئے ایک بچہ ہے اگر اسلام میں مساوات ہے تو بچے کو کھانے کے لئے وہی کچھ دینا چاہیے جو بڑے کو دیا جاتا ہے۔ حالانکہ نہیں۔ جو بچہ چھوٹا ہے اس کے دانت نہیں ہیں۔ اس کو دودھ دیا جائے۔ اور جس کے دانت ہیں اس کو روٹی دی جائے یہ مساوات ہے۔اب یہ ہے کہ دونوں کو روٹی دی جائے۔ دونوں کو دودھ دیا جائے یہ بے وقوفی ہے۔ بچہ چھوٹا ہے اس کے لئے ایک گز کپڑا ستر پوشی کے لئے کافی ہے اور بڑا آدمی ہے قد لمبا ہے اس کو کم از کم چھ سات گز کپڑا چاہیے۔ اس کو چھ ساتھ گز دینا اس کو ایک گز دینا۔ یہ مساوات ہے۔ دونوں کو چھ چھ گز دینا یا دونوں کو ایک ایک گز دینا یہ بے وقوفی ہے۔ یہ مساوات نہیں ہے۔ اگر مساوات کی یہی صورت ہو جائے عورت بچے پیدا کرتی ہے' مرد کو بھی بچہ پیدا کرنا چاہیے۔ پھر دونوں کا فیلڈ ایک ہو جائے گا۔ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ اب استاد اور شاگرد یہ مساوات نہیں ہے کہ جو Status تعلیمی ادارے میں استاد کا ہو وہی شاگرد کا ہو۔ شاگرد کی ضرورتیں پوری کرنا استاد کی ضرورتیں پوری کرنا یہ مساوات ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھنا اور انکی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ مساوات ہے۔

اس طرح سے حقوق کا لفظ ہے۔ مزدور کہتا ہے میرے حقوق' عورتیں کہتی

ہیں ہمارے حقوق ' طالب علم کہتے ہیں ہمارے حقوق۔ فلاں کہتا ہے ہمارے حقوق ۔ اب دیکھ لو پڑھی لکھی دنیا ہے لیکن بے وقوف دنیا بگڑا ہوا معاشرہ۔ کوئی پوچھے کہ یہ حق تجھے کس نے دیا مثلاً میں کہتا ہوں کہ یہ میرا حق ہے ' کوئی پوچھے گا تیرا حق کیسے ہے۔ وہ کہے جی ! میں نے کمایا ہے۔ دوسرا کہے گا میں نے کمایا ہے۔ دونوں میں جنگ ہوگی ' فساد ہوگا۔ اللہ کہتا ہے دیکھو پیدا کرنے والا میں ' دینے والا میں' حقوق دینا میرا کام ہے۔ ایک کا حق دوسرے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ایک کا حق دوسرے کی ذمہ داری ہے۔ بیوی کے حقوق اس کے معانی کیا ہیں ؟ خاوند کی ذمہ داری ' خاوند کے حقوق .... بیوی کی ذمہ داری۔ کون مقرر کرتا ہے ؟ اللہ .... یہ انسانی سوسائٹی ہے۔ یہ گاڑی دو پہیوں پر چلتی ہے اور ہر گاڑی دو پہیوں پر چلتی ہے۔ چار بنالیں' چھ بنا لیں ' آٹھ بنا لیں بہرکیف دو اور جن دو پہیوں پر گاڑی چلتی ہے ان کا At Distance رہنا' فاصلے پر رہنا لازمی ہے۔ اگر دونوں پہیے اکٹھے ہو جائیں تو گاڑی دھڑام سے گرے گی۔ انسانی سوسائٹی مرد اور عورت۔ یہ دو پہیے ہیں ان پر چلتی ہے۔ مرد کی یہ لائن ہے۔ یہ پہیہ یہاں چلے گا اور اگر مرد والا پہیہ عورت کی جگہ پر آ جائے تو بھی گاڑی گئی۔ اگر عورت مرد والے پہیے پر چلی جائے تو بھی گاڑی گئی۔ گاڑی ٹھیک چلے گی اگر عورت اپنے مقام پر اور مرد اپنے مقام پر۔ دونوں ایک فاصلے پر رہیں۔ پھر گاڑی فرسٹ کلاس چلے گی۔ کوئی اس کے لئے زوال نہیں ہے' نہ ڈولے گی نہ گرے گی۔ چنانچہ جب کوئی عورت کہتی ہے جہاد کے لئے تو آپؐ فرماتے تمہارا جہاد حج ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الحج باب فضل الحج المبرور) تم گھر میں کام کرو یہ تمہارا جہاد ہے۔ ہاں جب دشمن سر پر چڑھ جائے' عورتیں ساتھ جاتی تھیں جنگوں میں۔ اپنے آدمیوں کی خدمت کے لئے۔ جب جنگ تیز ہو جاتی اور دشمن آن چڑھتا پھر مرد عورت سارے لگ جاتے۔ جیسے چور گھر میں آ جائے۔ ڈاکو گھر میں آ جائے ویسے لڑنا بھڑنا ہو تو مرد

کرے گا۔ لیکن اگر ڈاکو گھر میں آ جائے تو عورت بھی لگ جائے گی مرد بھی لگ جائے گا۔ اس طرح سے جب معاشرہ بگڑ جاتا ہے تو پھر سب سے پہلے دماغ خراب ہوتا ہے۔ عقل صحیح نہیں رہتی۔ ذہن صحیح نہیں سوچتا پھر حالات وہ ہوتے ہیں جو آج ہمارے اس ملک کے حالات ہیں۔

سکالر پیدا ہوتے ہیں تو بے وقوف ایڈمنسٹریٹر پیدا ہوتے ہیں۔ تو بیوقوف' بائی توازن نہیں ہوتا۔ نتیجہ کیا ہے سوسائٹی دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جاتی ہے۔ اصلاح کی صورت کیا ہے؟ خدا کے دین کو لاؤ اور دین کے معانی کیا ہیں۔ مساوات ۔ دین کے معانی برابری دین کے معنی عدل ' صحیح Setting ۔ جب خدا کا دین حکمران ہو جاتا ہے ' معاشرے میں اللہ کا دین جاری اور ساری ہوتا ہے تو معاشرہ بہت Smoothly چلتا ہے۔ کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ نہ اس کو کسی کا خطرہ ہوتا ہے نہ ان کو آپس میں ایک دوسرے سے خطرہ ہوتا ہے۔ اب امریکہ کو ساری دنیا سے خطرہ ہے' پاکستان میں ہر ایک کو ہر ایک سے خطرہ ہے۔ لیکن اگر دین ہو ' مسلمانوں کی حکومت ہو تو یہ دنیا کے لئے رحمت ہے۔ کافر خود بخود آ کر کہتے تھے کہ ہم آپ کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ آپ کی حکومت رحمت ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت سے علاقے فتح کر لئے۔ ان پر جذیہ لگا دیا۔ جب جنگ دشمنوں سے تیز ہوگی یرموک کی جنگ اور صحابہ کو یہ خدشہ ہوا کہ ہم ان کافروں سے جن سے جذیہ وصول کرنا ہے ان کی حفاظت نہیں کر سکتے تو ان کو ان کا جذیہ واپس کر دیا۔ کہ بھئی جو مال ہم نے تم سے لیا ہے اس معاوضے میں کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے ہم حفاظت کرنے کے قابل نہیں۔ دشمن سے جنگ ہوگی پتہ نہیں نتائج کیا ہوں گے یہ اپنا مال واپس لے لیں (کتاب الخراج از قاضی یوسف ص 21 سیر الصحابہ از معین الدین ندوی ج 1 ص 125) تو ان کافروں نے کیا کہا۔ انہوں نے کہا نہیں جو کچھ بھی ہو ہم آپ کے ماتحت ہی رہیں گے۔ ہم واپس نہیں لیں گے۔ اگر اسلامی

سوسائٹی ہو' دین کی حکمرانی ہو تو وہ حکومت کافروں کے لئے بھی رحمت ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے بھی رحمت ہے۔ سو میرے بھائیو! اب ان حالات میں جبکہ ملک بہت ہی بگڑ چکا ہے اس موضوع پر سوچنا بہت ضروری ہے۔ اللہ نے فرمایا جو لوگ اصلاح کریں گے ان کی پہلی خوبی یہ ہوگی کہ اللہ ان سے محبت کرے گا۔ وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ یہ بات تو خیر نظر نہیں آتی۔ اس لئے میں اس پر زیادہ گفتگو نہیں کرتا۔ اگلی بات دیکھئے! اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین جو مسلمان بگڑے ہوئے معاشرے کو درست کریں گے ان کا کردار کیا ہوگا؟ وہ کافروں پر سخت ہوں گے اور مومنوں کے لئے رحمت ہوں گے۔ اور آج مسلمان کا کیا حال ہے۔ مولوی سمیت غیروں سے ریکتے ہیں۔ کافروں سے ڈرتے ہیں اور اپنوں کا خون پیتے ہیں۔ اب دیکھ لو جس کو آپ کی مرضی ہے۔ مومن کی ہمیشہ یہ خصلت ہوتی ہے۔ میرے بھائیو! توجہ سے سن لو۔ صحیح مسلمان ہونے کی ایک ماہیت ہے۔ اس کی ایک حقیقت ہے۔ علامت بھی ہے اور حقیقت ہے کہ مسلمان کب خالص ہوتا ہے؟ مسلمان کب زندہ ہوتا ہے' کب وہ انقلابی ہوتا ہے۔ جب اس کے اندر یہ بات ہو۔ کافروں کے ساتھ ' باطل والوں کے ساتھ وہ سخت ہو اور اپنوں کے ساتھ وہ نرم ہو۔ ہمارا حال یہ ہے کہ بھائی بھائی سے لڑے۔ مسلمان مسلمان کا خون پیے گا لیکن جب غیروں کی بات آئے گی تو اس کے سامنے بچھ جائے گا' لٹ جائے گا۔ اس کے آگے پڑ جائے گا کہ جو تیری مرضی کر لے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کردار دیکھ لو۔ صحابہ کا یہی حال تھا۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو دوسری صفت بیان کی ہے محمد رسول اللہ محمدؐ تو اللہ کے رسول ہی ہیں۔ وہ اس زمانے کی سوسائٹی و الذین معه جو اس کے ساتھ ہیں اشداء علی الکفار رحماء بینهم (48 : الفتح : 29) کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے مہربان ہیں۔ دیکھ لو آج ایک انگریز کسی دفتر میں گھس جائے اس کو کوئی کام کروانا ہو۔ ایک منٹ میں کام کروا

کر چلا جائے گا۔ نہ کلرک اس کے ساتھ کوئی الٹی سیدھی بات کرے گا۔ اس کے ساتھ پھر کر کام کرے گا اور نہ افسر چوں کرے گا۔ اور آپ جائیں دفتر میں.... کلرک..... فلاں جگہ جا کر' فلاں جگہ جا کر رپورٹ آنے دو۔ اس کو رُلائے گا۔ کبھی اس کا کام نہیں کرے گا۔ اس کو آگے چلائے گا۔ کاغذ بنائے گا۔ لیکن اگر انگریز آ جائے تو کوئی پابندی نہیں' کوئی کاغذی کارروائی نہیں۔ بس اسکا کام کرنا ہے۔ فافٹ کر دے گا۔ لیکن مسلمان کی خصلت اللہ نے بیان کی ہے کہ وہ جو نیک ہوتے ہیں ان کے ساتھ نرم ہوتے ہیں اور جو بد ہوتے ہیں ان کے ساتھ سخت ہوتے ہیں اور آج دیکھ لیں حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ لیڈر بدمعاش ہوگا۔ جو لیڈر ہوں گے وہ بدمعاش ہوں گے۔ یہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ گندے کردار کے لوگ ان کی عزت ان کی بدمعاشی کی وجہ سے کی جائے گی۔ (رواہ الترمذی فی أبواب الفتن باب اشراط الساعة مشکوة کتاب الفتن باب اشراط الساعة الفصل الثانی عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ) ان کے ڈر کی وجہ سے کہ اگر میں نے اس کو ووٹ نہ دیا' اگر اس کی ہاں میں ہاں نہ ملائی تو یہ نقصان دے گا۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور آج دیکھ لیں جو الیکشنوں میں کھڑے ہوتے ہیں پھر جو جو وہ دھاندلیاں کرتے ہیں اور پھر جو سلوک آپ کاان کے ساتھ ہوتا ہے دیکھئے ! دو باتیں ہیں۔ ایک تو ہے کہ ہماری دنیا سدھر جائے ' ہماری دنیا کی زندگی اچھی ہو جائے اور یہ تو بہت مشکل ہے۔ ایک کے لئے کام کرنا ۔ مثلاً میں کہہ رہا ہوں آپ سن رہے ہیں۔ میرے کچھ کرنے سے آپ کے کچھ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔جب سارے ملک کا بیڑا ہی غرق ہو رہا ہے ' ہمارا ملک ہی ڈوب رہا ہے تو ہماری تھوڑی بہت کوشش سے کوئی لمبی چوڑی اصلاح نہیں ہوگی۔ دوسری بات جو بڑی اہم ہے کہ چلو ملک نہ سدھرے کم از کم میرے بچاؤ کی صورت تو ہو جائے ' میری آخرت تو برباد نہ ہو'

جب میں مروں تو دوزخی تو نہ ہوں۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کر سکتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اتنا کر سکتا ہے کہ اپنی آخرت کو درست کر لیں۔ دیکھ کر میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسے آپ کمزور ہیں ویسا میں بھی کمزور ہوں لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہم باطل کے آگے دبتے نہیں۔ اس کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔ ہم باقاعدہ کھل کر اسکی تردید کرتے ہیں اور خدا کو بتاتے ہیں یااللہ ! یہ اور ہم دو ہیں۔ ایک نہیں۔

میرے بھائیو ! سوچ لو اگر آپ کی زندگی ایسی ہے کہ جو بدکردار لوگ ہیں جو خدا کے عذاب کے مستحق ہیں اگر آپ ان کی ہاں میں ہاں ملائیں گے۔ آپ یقیناً دوزخی ہیں۔ کوئی شبے کی بات نہیں اور اگر آپ ان کے بالکل خلاف ہیں۔ جہاں آپ بیٹھے ہیں آپ ان کی تردید کرتے ہیں۔ ان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی سیاست کو برا کہتے ہیں۔ ان کی پالیسیوں کو برا کہتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہر ایک کو معلوم ہونا چاہیے۔ ہم ان کے ساتھ نہیں تو کم از کم آپ کی نجات ہو جائے گی۔ آپ کو وہ درجہ تو نہیں ملے گا۔ جو درجہ مصلح لوگوں کا ہوتا ہے' جو Reformer ہوتے ہیں۔ جو انقلاب لاتے ہیں لیکن آپ کی جیسے پاس مارکس کی حد تک۔ ہم اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔ دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار تو یہ تھا اینقص الدین و انا حی (کنز العمال ج 3 ص 300 ' حیاۃ الصحابہ ص 468 ج 1) کہ دین کا نقصان ہو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ یہ کردار لیڈروں کا' یہ کردار تو ان لوگوں کا ہے جو فرسٹ کلاس تھے اور یہ کردار کہ ہم کر تو کچھ نہیں سکتے لیکن خدا سے بھی کہتے ہیں اور لوگوں سے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ بالکل نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پہلو دکھائے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت پڑھ کر دیکھیں۔ قل رب اما تریننی ما یوعدون یہ آپ کو یاد کرنی چاہیے۔ اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتا ہے۔ وہ کمزوروں والی دعا رب اما تریننی ما توعدون یااللہ ! اگر تیرا عذاب میرے

دیکھتے دیکھتے آ جائے۔ میری زندگی میں آ جائے۔ فلا تجعلنی فی القوم الظالمین (23 : المومنون: 93 ۔ 94) یا اللہ ! مجھے ان میں شامل نہ کرنا۔ اما ترینی ما یوعدون اگر تو مجھے دکھا دے جو تو ان کو وعدے دیتا ہے کہ خدا کا عذاب تم پر آئے گا۔ فلا تجعلنی فی القوم الظالمین مجھے ان میں شامل نہ کر۔ یا اللہ ! میں ان کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں ان سے بالکل بیزار ہوں۔ مجھے ان سے بالکل اتفاق نہیں۔ مجھے یہ بالکل اچھے نہیں لگتے۔ میرے بھائیو ! دیکھو برائی کو برداشت کرنا' اس کو اٹھاکر جیب میں رکھ لینا' اس کو پالنا' ایک یہ ہے کہ بھئی میں ساتھ نہیں ہوں۔ کرتے ہو تو کرتے رہو لیکن میں اس کو دل سے برا جانتا ہوں۔ اگرچہ یہ اضعف الایمان ہے۔ کمزور ترین ایمان لیکن نجات کے لئے کم از کم اتنا تو ضروری ہے۔

مجھے آج افسوس نمازی مسلمان پر جو اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں ان پر یہ ہے کہ ان کو برائی بری نہیں لگتی۔ برائی سے ان کے دلوں میں نفرت نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے ہر وہ آدمی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ کم از کم جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ جنت میں چلا جائے گا۔ اب اس سے ہر ایک کو ہی امید ہوتی ہے کہ جی ! رائی کے دانے کے برابر تو ہر ایک کے دل میں ایمان ہے۔ بریلویوں میں بھی' دیوبندیوں میں بھی ' اہل حدیثوں میں بھی۔ پیپلزپارٹی کو ووٹ دیں یا کسی اور کو ووٹ دیں۔ سب میں اتنا ایمان تو ہے ہی۔ رائی کے دانے کے برابر ہم اللہ کو مانتے ہیں۔ اس کے رسول کو مانتے ہیں۔ قرآن کا بڑا احترام کرتے ہیں' فرشتوں کو مانتے ہیں' جنت دوزخ کو مانتے ہیں' رائی کے دانے کے برابر ایمان ہی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھول کر وضاحت کی ہے۔ توجہ سے سن لیجئے گا۔ پھر اپنی فکر کریں' افسوس تو مجھے یہ ہے۔ میں آپ کے بہت قریب جاکر آپ کو باتیں

سمجھاتا ہوں اور مجھے خدا کی ذات سے پوری توقع ہے کہ آپ جب یہاں جمعہ میں بیٹھے ہوتے ہیں آپ کا دل مانتا ہے کہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ کوئی پڑھا ہوا ہو' کوئی وکیل ہو' کوئی پروفیسر ہو' کوئی ڈاکٹر ہو' کوئی کوئی ہو ہر ایک کا دل تسلیم کرتا ہے کہ بات تو ٹھیک ہے لیکن جب یہاں سے چلا جاتا ہے تو جہاں ہے وہیں کا وہیں رہتا ہے اور یہ مردہ ہونے کی علامت ہے۔ کوئی حرکت ہی نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب توجہ سے سنئے اور سمجھ لیجئے گا اللہ کے رسول ﷺ نے رائی کے دانے کے برابر جو ایمان ہے اس کی وضاحت کی ہے۔ رائی کے دانے کے برابر کتنا ایمان ہوتا ہے۔ فرمایا یہ میں آپ کو حدیث سناتا ہوں۔ ذرا توجہ سے سنیں۔ تاکہ لفظوں سے آپ کو اندازہ ہو جائے۔ یہ صرف سینہ زوری نہیں ہے جیسے کہ لوگوں میں عام باتیں چلتی ہیں۔ واقعتاً رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ و عن ابن مسعود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو امت کے فقہاء میں سے تھے ان سے یہ روایت ہے قال قال رسول اللہ ﷺ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی جو بھی نبیؑ مجھ سے پہلے دنیا میں آیا ہے الا كان له فی امته حواریون و اصحاب ہر نبی کے خاص ساتھی ہوتے تھے اور اس کے عام صحابی بھی ہوتے تھے۔ ان کا کردار کیا تھا؟ یاخذون بسنته و یقتدون بامره وہ سارے کے سارے اعلیٰ درجے کے ہوں یا کم درجے کے ہوں نبی کی سنت کو مضبوطی سے پکڑتے تھے اور اپنے اپنے نبیؑ کے حکم پر چلتے تھے۔ ثم انها تخلف من بعدهم خلوف صحابہ رضی اللہ عنھم والا وہ دور گزر گیا۔ پھر تابعین آ گئے' ان کی اولادیں آ گئیں۔ ثم انها تخلف من بعدهم خلوف پھر ان جیسے آگئے.... نالائق ..... بے کار قسم کے۔ ان کا کردار کیا تھا؟ یقولون مالا یفعلون و یفعلون مالا یومرون ان مسلمانوں کا کردار کیا تھا۔ یقولون زبانوں سے وہ باتیں نکلتی ہیں جو وہ کرتے نہیں۔ منبر پر چڑھ کر بہت زور کی باتیں۔ جیسے ہمارے سارے مولوی ہیں

اور ان کا عمل وہ ہے جو اللہ نے حکم ہی نہیں دیا۔ بدعتیں کرنا' بد عمل ...... لیکن جب لوگوں کے سامنے آنا تو ہتھیلی پر سرسوں جما دینا۔ یہ گندے لوگ ہیں' یہ بگڑے ہوئے لوگ ہیں' یہ بے دین لوگ ہیں۔ من جاھدھم بیدہ فھو مومن جو ایسے لوگوں سے جہاد کرے' اپنے ہاتھ سے ٹکے لگائے' ان کی مرمت کرے' ان کی ٹھکائی کرے۔ یہ اعلیٰ درجے کا مومن ہے۔ یعنی بے دینوں کو ڈنڈے سے درست کرنا۔ یہ ٹاپ کلاس مومنوں کا کام ہے' جو بہت اعلیٰ درجے کا ہے۔ و من جاھدھم بلسانہ فھو مومن جو بے دینوں کو اپنی زبان سے مختلف موقعوں پر سمجھائے وہ مومن ہے۔ Second کلاس کا۔ من جاھدھم بقلبہ فھو مومن جو ایسے بے دین لوگوں کو دل سے برا جانے' دل سے جہاد کرے' رشتے ناطے نہ کرے' ان کی بیاہ شادیوں میں شامل نہ ہو' ان کی سوسائٹی سے دور رہے' یہ ظاہر کرے کہ تم اور میں اور۔ فھو مومن وہ بھی ایماندار ہے۔ و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل (رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ عن ابن مسعود ﷛) اگر یہ آخری درجہ بھی اس میں نہیں ہے کہ دل سے اپنے آپ کو ان سے علیحدہ نہیں کرتا اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ اب آپ دیکھ لیجئے گا' آپ رشتہ کرتے وقت بھی دیکھتے ہیں کہ میں لڑکی کس کو دے رہا ہوں۔ نہ آپ نے کبھی مذہب دیکھنا ہے' نہ آپ نے کبھی اس کی آمدنی دیکھنی ہے کہ اس کی آمدنی حلال ہے یا حرام۔ نہ آپ نے اس کا کردار دیکھنا ہے۔ بس آپ نے لڑکی دے دینی ہے صرف یہ دیکھ کر کہ خوب کھاتا پیتا اور عیش کرتا ہے۔ سعودیہ میں رہتا ہے' امریکہ میں رہتا ہے' خوب دولت کماتا ہے' آپ نے لڑکی دے دینی ہے۔ حالانکہ ہونا کیا چاہیے تھا Third Class ایمان کا۔ ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ آپ اس کو دل سے برا جانتے اور دیانتداری سے بتایئے دیکھو بات Common Sence کی ہے۔ جس کو آپ

دل سے برا جانیں گے اس کو آپ کبھی رشتہ دیں گے۔ جس کو آپ دل سے برا جانیں گے اس کو آپ کبھی رشتہ دیں گے۔ کہئے ! کوئی ہے عقل والا جو کہہ دے کہ ہاں دیں گے۔ اسی لئے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہم نے اپنے اباجی سے لے کر آج تک ہمارے دل میں یہ طے شدہ بات ہے کہ اگر دیوبندی فرشتہ بھی ہو لڑکی اس کو کبھی نہ دیں گے۔ کیونکہ وہ صحیح دین پر نہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسرے کا نام ہی کیا لینا۔ داڑھی منڈا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہم اپنی لڑکی کسی اہل حدیث کو جو داڑھی منڈاتا ہو اس کو لڑکی دے دیں۔ حرام کی اس کی کمائی ہو ' اس کو رشتہ دے دیں۔ آپ مجھے یہ بات سمجھا دیں کہ جس کو آپ دل سے برا جانتے ہیں اس کو آپ کبھی رشتہ دیں گے۔ آپ کبھی نہیں دیں گے۔ رشتہ آپ اس کو دیں گے جس کا Image آپ کے ذہن میں بڑا اونچا ہو اور یاد رکھئے گا یہ جو اگلی سطر کے نمازی ہوتے ہیں ناں .... یہ بوڑھے بوڑھے سے.... بڑے وظیفے کرنے والے' تہجدیں پڑھنے والے ' یہ نماز میں سب سے آگے۔ امام کے پیچھے۔ لیکن اس کے لڑکے کو دیکھو ' اس کی لڑکی کو دیکھو' جہاں وہ لڑکی کا رشتہ کرتا ہے اس کو دیکھ لو "ٹوی" ہوگا۔ بالکل کوئی عزت نہیں۔ دیکھو کوئی عزت نہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ ارے بھائیو ! یہ سوسائٹی مردہ کیوں ہوئی ؟ ایمان زندگی کی علامت ہے' جس کے اندر ایمان ہوگا وہ خدا کی قسم زندہ ہوگا' اس سے اسلام زندہ ہوگا' اسلامی معاشرہ زندہ ہوگا اور اگر اسلامی معاشرہ دن بدن مردہ ہوتا جا رہا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مسلمانوں میں ایمان نہیں اور اس کو عملی طور پر آپ کو یہ میں نے دکھلایا ہی ہے کہ وہ رشتہ بے دینوں کو دیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بڑے بڑے اہل حدیث مولوی.... خاندانوں کے خاندان ...جا کر دیکھ لو رشتہ کن کو دیتے ہیں۔ آپ کو فوراً پتہ لگ جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان

نہیں۔ اصول اصول ہے۔ اصول اصول ہے۔ حق حق ہے۔ ویسے ہی آدمی ادھر کی ادھر مارتا رہے' ادھر کی باتیں ادھر مارتا رہے۔ آخر جب کوئی تجزیہ کرے گا کوئی پوچھے گا تو پھر آپ کے سامنے حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ بات کیا ہے؟ انقلاب کیوں نہیں آتا۔ آپ سوچیں تو سہی پاکستان میں کتنے مسلمان ہیں۔ چلو نام لیوا ہی سہی۔ پاکستان میں کتنے نمازی ہیں؟ بے نمازیوں کو نکال دو' پاکستان میں کتنے دیوبندی ہیں جن کو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھی بہت اچھے ہیں۔ پھر پاکستان میں کتنے اہل حدیث ہیں جن کو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بالکل حضور ﷺ کے ہی ساتھی ہیں۔ لیکن دیکھ لو ملک کا بیڑا غرق نہیں ہو رہا؟ یہ سب فریب ہے۔ یہ سب نفس کا دھوکہ ہے۔ کہ یہ لوگ دیندار ہیں۔ آپ لوگ دیندار بالکل نہیں ورنہ سوچیں کتنے مسلمان ہیں۔اہل حدیث بھی ہوں' پھر دیوبندی بھی' نمازی بھی چلو پھر کلمے پڑھنے والے اور کفر پھر اس زور سے آئے جیسے آج کل آرہا ہے۔ اب کون ہے؟ جو اخبار پڑھنے والا اخبار پڑھتا ہے۔ جسے یہ خیال نہ آتا ہو کہ انڈیا آیا کہ آیا۔ پاکستان بک گیا۔ پاکستان انڈیا کے آگے بالکل Surrender کر گیا۔ وہ مسلمان کون ہیں؟ مولوی بھی ہیں' دوسرے بھی ہیں' تیسرے بھی ہیں۔ سارے کے سارے۔ دیکھو کفر نے کیا دیکھا۔ امریکہ روس کا دشمن' روس امریکہ کا دشمن۔ افغانستان میں دونوں جنگ لڑ رہے ہیں۔ امریکہ مجاہدین کو ہر طرح کی امداد دیتا ہے تاکہ میرے دشمن کی وہ گت بنے جو میری ویت نام میں بنی تھی۔ وہ کہتا ہے اس کا بدلہ افغانستان میں لیا جائے۔ روس کی بھی وہی گت یہاں بنے لیکن انہوں نے آخر کیا دیکھا کہ مجاہدین تو کامیاب ہوتے جا رہے ہیں اگر یہ مجاہدین کامیاب ہوں گے یہ تو اسلام کا نام لیتے ہیں۔ ادھر پاکستان میں ضیاء اسلام کا نام لیتا ہے' یہ تو دونوں ملک ایک ہو جائیں گے۔ ان کا وفاق بن جائے گا۔ تو کیا ہوگا؟ ہمارا بڑا نقصان ہے۔ یہ بلاک ایک ہو جائے گا۔ پاکستان افغانستان' ایران' پھر آگے عراق پھر سعودی عرب۔ پھر فلاں پھر فلاں۔ یہ تو

گڑبڑ ہو جائے گی۔ لڑائی میں' جنگ میں کفر ہار رہا ہے اور روس بھاگ رہا ہے۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ جنگ میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ سب نے مل کر مشورہ کر کے آٹھ دس جرنیل برگیڈیئر جو اس ذہن کے تھے۔ جو افغانستان کے معاملے میں ذرا Active تھے ان کو ختم کر دو۔ ختم کر دیا۔ سارا کھیل ہی بدل گیا۔ اب جنگ کی ضرورت ہی نہیں۔ دیکھ لو افغانستان کا اب کیا حال ہو رہا ہے اور پاکستان کا کیا حال ہو رہا ہے؟ ضیاء کے جانے سے۔ اگرچہ ضیاء نے اسلام کا کوئی لمبا چوڑا کام نہیں کیا۔ لیکن کفر کے آگے اسلام کی ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار تھی۔ ضیاء اسلام کا کوئی قلعہ نہیں تھا۔ کفر کے آگے بس ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار تھی ۔ وہ اسلام کے لئے ایک آڑ تھا۔ دفاع کی ضرورت تھی۔ لیکن کافروں نے کیا کیا؟ اس کو صاف کر دیا اور آج کافروں کو چھٹی ہے جونہی ضیاء گیا' راجیو نے چھلانگیں ماریں۔ فٹ پاکستان پہنچ گیا۔ اب جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب حالات بدل گئے۔ فوج کا آپ کو پتہ ہی ہے کیا حال ہے۔ اب مسلمان جنگ نہیں لڑ سکتے۔ نہ امریکہ کے ساتھ' نہ روس کے ساتھ' نہ انڈیا کے ساتھ۔ جو بات کفر کو سوجھی کہ ضیاء کو صاف کر دو۔ ہماری فتح ہی فتح ہے۔ ہم کامیاب ہی کامیاب ہیں۔ یہ بات آج کسی مسلمان کو نہیں سوجھی کہ دو چار بدمعاشوں کا صاف کر دو جنگ کا رخ ہی بالکل بدل جائے گا۔ جن کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہو رہے ہیں ان کو صاف کر دو۔ اور یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ شریر آدمی کو جس سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہو اس کو گھر بیٹھے چپکے سے صاف کروا دینا۔ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ حالانکہ آپ بادشاہ تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی فوج تھی۔ آپ جنگیں لڑتے تھے۔ جنگ بدر آپ لڑ چکے تھے۔ جنگ احد آپ لڑ چکے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے جو یہودی شرارت کرتے تھے مکہ والوں کو اکساتے تھے۔ مختلف قبائل کو اکساتے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر کہا کہ کون ہے جو ان کے شر سے مجھے امن میں کرے۔ ایک صحابی کھڑا ہو گیا۔ یارسول اللہ

ﷺ حکم کریں۔ وہ مسلمان ہی کیا ہوا جو کفر کو برداشت کر جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فلاں یہودی کو قتل کر دے۔ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے وہاں جا کر آپ کی شان کے خلاف' آپ کی ذات کے خلاف کوئی بات کہنی پڑی تو پھر فرمایا تجھے اجازت ہے جو مرضی کہنا۔ چنانچہ وہ چلا گیا' یہودی سے اس کے تعلقات تھے' دوستی تھی۔ کہنے لگا بھئی جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم تو مصیبت میں آگئے ہیں چندے پر چندہ' چندے پر چندہ۔ ہم تو بہت تنگ ہو گئے ہیں۔ کچھ قرض دے۔ وہ کہنے لگا میں نے تو تمہیں پہلے کہا تھا کہ یہ محمد ﷺ تمہارا ستیاناس کر دے گا۔ چھوڑو اسے۔ وہ کہنے لگا چھوڑ تو نہیں سکتے۔ اب بات جو کر بیٹھے ہیں۔ تو کچھ مدد کر ہماری قرض دے۔ بس پھر بات چیت کرتے کرتے اس کو بالکل صاف کر دیا۔ اس طرح پھر ایک اور گھر میں سویا پڑا ہے۔ اس کو بھیجا وہاں اور قتل کروا دیا۔ (الرحیق المختوم ص 396' 397' 518) یہ ایک جنگ کا طریقہ ہے لیکن آج دیکھ لو کفر تو یہ سوچ سکتا ہے کہ اگر ضیاء ہو تو بم چلیں۔ تخریب کاریاں ہوں اڑا دو اڑا دو۔ جس کو چاہو اڑا دو۔ حتیٰ کہ ضیاء کو بھی ختم کر دو۔ اور ضیاء کے ساتھیوں کو بھی صاف کر دو۔ جو اسلام کی سربلندی کی سوچتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو یہ بات بالکل نہیں سوجھتی کہ ہم بھی کافروں کے سر قلم کر دیں۔ جو کافر اسلام کے دشمن ہیں اور پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں' ختم کرنا چاہتے ہیں ان کو ختم کر دیں۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مسلمان مردہ ہیں۔ حکومتیں کب ختم ہوتی ہیں جب قوموں کا کردار یہ ہو جاتا ہے۔ کہ لاکھوں ہوں' کروڑوں ہوں لیکن غیرت بالکل نہ ہو۔ اب میں آپ کا منہ دیکھتا ہوں اور تم میرا منہ دیکھتے ہو۔ ہائے ہائے! کیا ہوگیا ہے۔ اور آپ کہیں ہائے! کیا ہوگیا۔ کرتا کوئی بھی نہیں۔ جب قوم کا یہ حال ہو جائے' دکھ سکھ بیٹھ کر کرلیں' لیکن ہاتھ کو حرکت میں کوئی نہ لائے' غیرت کا مظاہرہ کوئی نہ کرے تو وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹنے کے قابل ہے۔ وہ زندہ رہنے کے قابل

نہیں ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں پر زوال عنقریب آنے والا ہے۔ اور بہت زور سے آنے والا ہے۔ تاریخ پڑھ کر دیکھئے اندلس کب ختم ہوا۔ اندلس سپین کب ختم ہوا' کئی سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی آج تک مسلمانوں کی بنائی مسجد بتاتی ہے کہ وہاں اسلام کی کتنی شان و شوکت تھی۔ لیکن دیکھ لو آج وہاں مسلمانوں کا نام و نشان نہیں اور وہ کون تھے ؟ کیسے مسلمان تھے ؟ جو مٹ گئے۔ وہ ہمارے جیسے مسلمان تھے۔ کفر چڑھتا آ رہا ہے' کفر زور پکڑتا جا رہا ہے اور اپنے کھانے پکانے میں لگے ہوئے ہیں' اپنی ترقیوں میں لگے ہوئے اب سوچئے ! جو آدمی غداری کرے' اسلام کے ساتھ' ملک کے ساتھ' مسلمانوں کے ساتھ اپنے نفع کے لئے' اب جنہوں نے ضیاء کو مروایا۔ ضیاء کی سازش میں جو شریک ہوئے ہیں آخر انہوں نے کتنا کچھ لیا ہوگا۔ وہ کہاں کام آئے گا جب پاکستان ہی نہ رہا۔ میں اربوں کما لوں اگر پاکستان ہی ختم ہو جائے تو وہ میری رقم کہاں جائے۔ سب بیکار' نہ میرے کام کی' نہ میری اولاد کے کام کی۔ میرے بھائیو ! میں یہ آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے کردار کو دیکھو' اپنی سیرت کو دیکھو' تاریخ عنقریب ٹرن لینے والی ہے۔ آپ اللہ کے پاس جا کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یااللہ ہمیں کسی نے بتایا نہیں تھا۔ تاریخ کی چال کیا ہے ؟ تاریخ کا انداز کیا ہے؟ تاریخوں میں قومیں کب تباہ ہوتی ہیں۔ اور قومیں کب اٹھتی ہیں۔ ہم بے خبر نہیں تھے۔ ہمیں بتایا گیا تھا۔

دیکھو ! خدا پوچھے گا تمہیں پتہ نہیں تھا۔ یااللہ ! ہمیں پتہ نہیں تھا۔ میں تو نہیں جانتا کہ جو میرے پاس جمعہ پڑھتا ہو۔ وہ کسی چیز کے بارے میں یہ کہہ دے کہ یااللہ مجھے پتہ نہیں ہے۔ میرا شروع سے انداز اس قسم کا رہا ہے۔ سارے پاکستان میں مشہور ہے کہ بہاولپوری بڑے سخت ہیں۔ کیا سختی ہے ؟ یہی کہ زندہ کرنا' جگانا' بیدار کرنا' حقیقت سے روشناس کرواتا۔ ہم یہ منافقت کی بات بالکل نہیں جانتے کہ مولوی کی پگڑی دیکھ کر مولوی کے حق میں نعرے لگتے دیکھ کر ہم

کہہ دیں واہ واہ ! اس مولوی کے کیا کہنے۔ اس مولوی کے کیا کہنے۔ قرآن و حدیث ہمارے لئے شیشہ ہے۔ یہ قرآن و حدیث ہمارے لئے شیشہ ہے۔ جس کو آپ جانچنا چاہتے ہیں اس کو آپ اس کے سامنے کھڑا کرلو۔ قرآن و حدیث فوراً بتا دے گا کہ یہ کون ہے ؟ اور کیسا ہے۔ کیا اس کا کردار ہے ؟ اور کیا اس کا اللہ کے ہاں درجہ ہے۔ سو میرے بھائیو ! جو چیز ہم کر سکتے ہیں بہت ضروری اپنی نجات کے لئے وہ یہ ہے کہ اپنے آپکو اس گندے معاشرے سے بالکل علیحدہ کر لو۔ جنہوں نے پیپلزپارٹی کو ووٹ دیئے۔ جو کچھ اب ملک میں ہوگا جو کچھ مولوی سے ہوگا یا اہل حدیث سے۔ خدا کی قسم وہ کبھی بچ سکتے ہی نہیں۔ اور ہم بہت چلائے' بہت شور مچایا بچ جاؤ' بچ جاؤ۔ جاہل تو یہ کہتے ہیں۔ دیکھو عورت یہ طاہر القادری ' دیکھ لو اس کا بیان آیا ہے ناں دو چار دن ہو گئے یا کچھ دن ہو گئے کہ عورت کی حکومت ٹھیک بھی نہیں۔ لیکن ہے جائز مکروہ ہے۔ بس یہ مولویوں کے پیٹ دیکھو' مولویوں کی باتیں سنو کہ عورت کی حکومت جائز ہے۔ لیکن اچھی چیز نہیں ہے مکروہ ہے۔ لوگ بھی خوش ہو گئے' حکومت بھی خوش ہو گئی۔ واہ ! واہ ! واہ ! دیکھو مجتہد ہو تو ایسا۔ اور کیا کردار ہے 'کیا اجتہاد ہے؟ بے وقوفی کی انتہا ہے۔ عورتوں کا مردوں پر مسلط ہونا اس سے بڑی جہالت اور کوئی ہو سکتی ہی نہیں۔ آپ اپنے گھر میں دیکھ لیں کوئی آدمی یہ برداشت کر سکتا ہے کہ میری بیوی مجھ پر مسلط ہوجائے۔ خدا قیامت کے دن یہ پوچھے گا کہ میں تجھ سے مسئلے نہیں پوچھتا کہ قرآن میں کیا حکم تھا' حدیث میں کیا حکم تھا تو پینڈو تھا' دیہاتی تھا' جاہل تھا ' ان پڑھ تھا لیکن تو یہ تو بتا کہ تو یہ برداشت کر سکتا تھا' تو یہ چاہتا تھا کہ تیری بیوی تجھ پر حکمرانی کرے۔ اب ایک زمیندار جاٹ دیہاتی کیا کہے گا۔ نہیں یااللہ ! میں تو یہ بالکل برداشت نہیں کرتا تھا کہ بیوی مجھ پر حکومت کرے۔ تو خدا پھر یہ کہے گا تیری سمجھ میں یہ مسئلہ نہیں آتا تھا کہ ایک عورت ملک پر حکومت کرے یہ جائز ہو سکتا تھا۔ دیکھو کیا Common Sense کی چیز ہے۔

اب خدا پوچھے گا تیرا مذہب کیا تھا؟ وہ کہے گا حنفی' دیوبندی یا بریلوی خدا کہے گا ان پڑھ ہو یا پڑھا ہوا ہو کہ یااللہ میں اسلام تو جانتا ہوں خدا اسے پوچھے گا کہ اسلام کسے کہتے ہیں ؟ خدا یہ کہے گا اب یہ بات ہر ایک ہی جانتا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بات ماننا' اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرنا' ان کی سنت پر چلنا یہ اسلام ہے۔ پھر حنفی ہونا' اس کے معانی کیا ہیں ؟ جتنے میرے بھائی اور دوست میں کوئی چھیڑخانی نہیں کر رہا۔ منبر چھیڑخانی کی جگہ بالکل نہیں ہے۔ خدا کی قسم ! یہ منبر سمجھانے کی جگہ ہے۔ اخلاص کے ساتھ' درد کے ساتھ یہ جتنے آئے ہوئے ہیں سب یوں سمجھ لو شاگرد ہیں اور میرے ذمے ان کا پڑھانا ہے۔ مجھ سے یہ پوچھا جائے گا تو نے ان کو کیا پڑھایا تھا میں خدا کی قسم اس جذبے کے تحت بات کرتا ہوں۔ خدا پوچھے گا تو بتا حنفی کسے کہتے ہیں کہ یااللہ ! جو امام ابوحنیفہؒ کہیں' ان کی فقہ پر چلنا' ان کی تقلید کرنا۔ اور اسلام کسے کہتے ہیں ؟ محمد ﷺ کی بات پر چلنا۔ اب آپ پھر Telly کر کے دیکھیں کہ اسلام کی کوئی تعریف حنفی پر فٹ آ سکتی ہے؟ کوئی میرا بھائی دیوبندی بیٹھا ہو 'کوئی میرا بھائی بریلوی بیٹھا ہو توجہ سے سنیں میں یہ سمجھا رہا ہوں غصے کی بات نہیں ہے۔ جب اسلام کے معانی یہ ہیں کہ محمد ﷺ کی بات پر چلنا اور حنفی امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنا۔ یہ دونوں باتیں کبھی فٹ آ سکتی ہیں ؟ یا تو آپ امام ابوحنیفہؒ اور محمد ﷺ دونوں کو برابر قرار دیں کہ جو رسول کہتا ہے وہی امام کہتا ہے' جو امام کہتا ہے وہی رسول کہتا ہے۔ دونوں ایک ہی درجے کے ہیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ یہ درجہ حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل نہیں۔ یہ درجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں۔ یہ درجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں' یہ درجہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو بھی حاصل نہیں کہ محمد ﷺ کے مقابلے کا کوئی ہو جائے۔ سو میرے بھائیو ! یہ Common Sense کی باتیں ہیں۔ خدا جب جاہلوں سے بات کرے گا تو خدا بخاری

نہیں کھولے گا' خدا قرآن کھولے گا' دیکھو قرآن کی بات ہے تو نے پڑھی ہے وہ کہے گا یا اللہ! میں ان پڑھ تھا' میں پڑھ ہی نہیں سکتا تھا۔ خدا جھڑکی کرے گا۔ وہ بات کرے گا جس کے بارے میں ایک پینڈو' جاٹ' دیہاتی' ان پڑھ یہ نہ کہہ سکے کہ یا اللہ! میں ان پڑھ ہوں۔ خدا ان پڑھوں والی بات کرے گا۔ اور اس لئے خوب سمجھ لو یہ اسلام مولویوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ اسلام پڑھے ہوئے لوگوں کے لئے نہیں۔ یہ اسلام ایک جاہل سے لے کر ایک عالم سے عالم تک سب کے لئے برابر ہے۔ دیکھو اسلام کی تعریف کیا ہے؟ محمد ﷺ کے پیچھے چلنا۔ اس کی تعریف کو لیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مسلمان اور تبع تابعین مسلمان' ائمہ کرام مسلمان اور آج بھی وہ مسلمان جو صرف محمد ﷺ کو Follow کرتے ہیں۔ یہ Common Sense کی بات ہے۔ دیکھو ایمان کے بارے میں یقین کا پیدا ہونا بہت ضروری ہے اور ان پڑھ کو یقین کس بات پر پیدا ہو سکتا ہے؟ جو بات اس کی سمجھ میں آئے۔ جو بات ان پڑھ کی یا کسی کی سمجھ میں نہ آئے اس پر کبھی یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسلام کے لئے یقین ضروری ہے۔ اس پر ہر ایک کو یقین آ سکتا ہے۔ کلمہ پڑھ کر سنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ الہ ہیں' محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔ اگر میں نے کہہ دیا کہ میں کلمہ بھی پڑھتا تھا اور وہابی بھی تھا خدا کہے گا کہ تو وہابی کیسے بن گیا' تجھے کس نے کہا تھا وہابی بننے کے لئے۔ کیا قرآن میں تھا' حدیث میں تھا؟ تو کوئی جواب نہیں۔ تو اس لئے میرے بھائیو! بے نظیر آگئی یا کوئی اور آ جائے۔ آپ کا ذہن صاف ہونا چاہیے کہ عورت اسلام میں بالکل حکمران نہیں ہو سکتی۔ آپ پڑھے ہوئے ہیں یا ان پڑھ ہیں؟ دلیل کیا ہے؟ جگی دلیل یہ ہے کہ عورت کا مقام نیچے ہے' خاوند کا مقام اوپر ہے۔ اگر عورت اوپر ہو اور خاوند نیچے ہو تو یہ الٹ ہے۔ جب گھر میں یہ الٹ ہے کہ بیوی اوپر ہو اور خاوند نیچے ہو تو ملک میں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سارے نیچے ہوں ..... جرنیل' مولوی'

لیڈر..... یہ سارے نیچے ہوں اور ایک عورت اوپر ہو۔ Common Sense کی بات ہے اور پھر قرآن کہتا ہے الرجال قوامون علی النساء (4 : النساء: 34) مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ ان مولویوں نے..... یہ مولوی سراج ہو یا کوئی اور ہمارا اہل حدیث بھی ہو۔ کئی ان میں پھنس ہوئے ہیں۔ حکومت کو خوش کرنے کے لئے فتوے دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام الجھ (Puzzle) جاتے ہیں۔ فلاں مولوی یہ کہتا ہے' فلاں مولوی یہ کہتا ہے۔ ادھر بھی مولوی ہے' ادھر بھی مولوی ہے۔ لہٰذا تیج ذرا ہو جاتا ہے۔ دونوں ہی ٹھیک ہیں اور یہ بات دیوبندیوں میں عام ہے۔ دیوبندی کہے یہ بھی ٹھیک ' یہ بھی ٹھیک۔ الحمد کے بغیر بھی نماز ہو جاتی اور الحمد کے ساتھ بھی نماز ہو جاتی ہے۔ رفع الیدین کر لو تو بھی ٹھیک' نہ کرو تو بھی ٹھیک۔ آمین اونچی کہہ لو تو بھی ٹھیک اور آہستہ کہو تو بھی ٹھیک تاکہ سارے ہی خوش رہیں اور یہ ہمیشہ بات ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو دلیل کے اعتبار سے بالکل نفس' پھر ملمع سازی کے لئے وہ بات کہہ لیتے ہیں۔ اس لئے اپنے ایمان کو درست کرو۔ ہونا جو ہے وہ اللہ کو منظور ہے۔ موت سب سے قریب ہے۔ ہر واقع سے موت قریب ہے۔ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے۔ اگر آپ اس نظریہ سے مر گئے کہ حنفی بھی ٹھیک' اور دوسرے بھی ٹھیک۔ عورت کی حکمرانی بھی ٹھیک اور مردوں کی حکمرانی بھی ٹھیک۔ آپ پھنس گئے۔ آپ کی نجات نہیں ہو سکتی۔ خدا آپ سے پوچھے گا عقل کی بات کر۔ ایمان روشنی کا نام ہے۔ جو مومن ہوتا ہے وہ ان پڑھ بھی ہو تو بھی اس کا اندر روشن ہوتا ہے۔ حقیقت کھل کر اس کے سامنے آ جاتی ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

یہ کئی سوال ہیں جو کہ قربانی کے متعلق ہیں۔ آپس میں مشترک ہیں اور

چونکہ وقت کافی ہو چکا ہے مگر یہ ضروری ہیں۔ ان شاء اللہ ! اگر اللہ نے زندگی رکھی تو اگلے کسی جمعے میں قربانی سے متعلق سارے مسائل بتاؤں گا۔ قربانی کے مسائل سارے لوگ جانتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ابھی قربانی تو نہیں کرنی۔ قربانی تو جا کر دسویں کو ہوگی۔ ابھی تیاری ہے۔ آپ جانور خریدیں گے۔ حصے دار بنائیں گے تو اس کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کم از کم آپ جب جانور خریدتے ہیں تو آپ جانور کی آنکھیں دیکھتے ہیں' اس کے کان' اس کا فلاں حصہ اس کا فلاں حصہ۔ حالانکہ نہ اللہ نے گوشت کھانا ہے نہ کھال اللہ کے پاس جاتی ہے۔ یہیں رہ جائے گا۔ کوئی فرق تو نہیں ہے اور آپ نے بھی نہ اس کا سینگ کھانا ہے نہ کان کھانے ہیں وہ بھی کاٹ کر آپ پھینک ہی دیتے ہیں لیکن جب قربانی کا جانور لیتے ہیں تو ایک ایک چیز دیکھتے ہیں۔ لیکن آپ جب سات حصے دار ملاتے ہیں ۔ ایک گائے میں سات حصہ دار تو آپ حصے داروں کو بالکل نہیں دیکھتے کہ حصہ دار کے پیسے کیسے ہیں۔ یہ حصے دار کیسا ہے ؟ اپنے پیسے کو نہیں دیکھتے کہ میں جس سے قربانی خرید رہا ہوں یہ پیسے کیسے ہیں ؟ یعنی سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو قربانی نہ ہو اور پیسہ سارا حرام کا ہو تو قربانی ہو جائے گی ؟ کوئی عقل کی بات ہے ؟ اور میرے بھائیو ! اسلام میں Common Sense بات چلتی ہے۔ اسلام بڑا معقول (Rational) مذہب ہے۔ عقل والوں کا مذہب ہے۔ آنکھیں بند کرکے مرنے والوں کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام تو بڑا معقول مذہب ہے۔ اس لئے سچی بات ہے مجھے وعظ کرتے ہوئے جتنے پڑھے لکھے لوگ ہوں اتنی تقریر کا مزا زیادہ آتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کا۔ کیونکہ جب ان کے سامنے بات آئے گی۔ میں نے دیکھا ہے۔ کوئی جج آجائے' کوئی وکیل آجائے تو بالکل بچھ جاتا ہے۔ اس میں حیرت نہیں ہوتی کہ وہ ایک بات بھی نہ کر سکے اور یہ اسلام کی خوبی ہے میری کوئی بات نہیں۔ اسلام بڑا معقول مذہب ہے تو آپ اپنی عقل سے بھی کام لیا کریں۔ اس لئے میں آپ

کی عقل کو بیدار کرتا ہوں اور یاد رکھئے گا میرے اس کلیے کو کہ مسلمان کبھی بے وقوف نہیں ہوتا۔ مسلمان کبھی بے شعور نہیں ہوتا۔ اور بے دین ہمیشہ بے عقل ہوتا ہے۔ وہ ڈاکٹر ہو خواہ وہ لیڈر ہو' خواہ وہ صدر ہو' خواہ وہ وزیر اعظم ہو خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ بے دین ہمیشہ بے وقوف ہوگا اور مومن ہمیشہ عقل والا ہوگا۔ مومن کبھی بے وقوفی کی بات نہیں کرتا۔ ایمان روشنی ہے اور مومن اس روشنی کے ساتھ دیکھتا ہے اور وہ کبھی غلط نہیں سوچتا۔ تو اس لئے آپ ابھی سے طے کرلیں کہ آپ نے جب جانور خریدنا ہے تو پہلے آپ اپنے پیسے دیکھیں کہ آپ کے پیسے کیسے ہیں' پھر اپنے حصے دار کے پیسوں کو دیکھیں کہ اس کے پیسے کیسے ہیں ؟ اگر آپ نے یہ نہ دیکھا اور اخبار میں فوٹو ہی دینا ہے کہ دیکھو جی ! بکرا چالیس ہزار ہے اور گائے دو لاکھ کی ہے۔ آپ نے یہی کرنا ہے تو پھر تو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں' آپ کو قربانی کا ثواب مل جائے تو پھر آپ کا لازما اس پر بھی سوچنا پڑے گا اور ہوگا کیا ؟ آپ زندگی میں جتنی قربانیاں کرتے ہیں خدا سب کا اوسط (Mean) نکال لے گا۔ آپ نے زندگی میں..... سمجھو کہ آپ 35 سال کی یا 40 سال کی عمر ہے۔ ہوش والی .... آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر قربانی کرتے ہیں' اللہ آپ کی 35 سال کی قربانیوں کو سب ملا کر ایک بنا دے گا' اوسط نکال لے گا۔ جب آپ قبر سے نکلیں گے وہ آپ کی قربانی' آپ کی سواری باہر کھڑی ہوگی۔ آپ اس سواری پر چڑھ کر میدان محشر کا سفر طے کریں گے۔ آپ کو تھکاوٹ نہیں ہوگی۔ سواری مل جائے گی۔ اور وہ اسی اعتبار سے ہوگا کہ آپ کی قربانیاں کیسی ہیں ؟ اس لئے آپ ہمیشہ یہ سوچ کر قربانی کریں۔ یہ پیسہ صحیح اور اس کے بعد اپنا جو ساتھی ہے وہ صحیح ہے اور پھر اپنا عقیدہ ۔ خوب سن لیجئے گا گندہ آدمی ہو تو خدا کہتا ہے کہ میں تیری قربانی قبول نہیں کرتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ موجود ہے کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹے آپس میں لڑ پڑے تو آدم

علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ اچھا تم دونوں اپنی اپنی قربانی کرو۔ جس کی قربانی کو اللہ قبول کر لے گا وہ سچا اور دوسرا جھوٹا۔ دونوں نے قربانی پیش کی۔ ایک کی قربانی کو آسمانی آگ آگئی اور کھا گئی اور اڑا لے گئی۔ صاف کر گئی۔ قربانی قبول اور دوسری قربانی کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ جو خدا کی طرف سے خدا کا Agent آیا تھا۔ اس نے دیکھا ہی نہیں۔ تو اللہ نے پھر فیصلہ کیا' اصول کیا ہے ؟ انما یتقبل اللہ من المتقین (5 : المائدہ: 27) خدا کہتا ہے کہ میں قربانی اس کی قبول کرتا ہوں جس کے دل میں میرا ڈر ہے۔ جو اپنی زندگی میں ہر کام میں مجھ سے ڈرتا رہتا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ میں اس کی قربانی کو قبول کرتا ہوں۔ نتھو پھتو' ایرے غیرے کی قربانی میں قبول نہیں کرتا۔

ان اللہ یامر بالعدل و احسان......

خطبہ نمبر 51

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینت من الھدی و الفرقان فمن شھد من الشھر فلیصمہ و من کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و لتکملوا العدۃ و لتکبروا اللہ علی ما ھداکم و لعلکم تشکرون

(2 : البقرۃ: 185)

یہ مہینہ رمضان شریف کا ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔ وہ قرآن جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ و بینت من الھدی و الفرقان واضح اور کھلے دلائل ہیں .... ہدایت کے' حق کے' باطل میں فرق کرنے کے۔ فمن شھد منکم الشھر جس پر یہ مہینہ آ جائے فلیصمہ اسے چاہیے کہ روزہ رکھے و من کان مریضا او علی سفر جو بیمار ہو او علی سفر یا مسافر ہو' سفر پر ہو۔ فعدۃ من ایام اخر وہ روزہ نہ رکھے۔ وہ اور دنوں میں روزوں کی گنتی پوری کر لے۔ یرید اللہ بکم الیسر اللہ تمہیں روزے رکھوا کر کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہی ارادہ کرتا ہے۔ تمہارے ساتھ تنگی کا' تمہیں تنگ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور یہ سب سہولتیں اس لئے ہیں

کہ تم آرام کے ساتھ رمضان کے مہینے کے دن 29 ہوں یا 30 ہوں گنتی پوری کر لو اور جب رمضان پورا ہو جائے تو پھر اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ تکبیریں کہو۔ عید کی نماز پڑھ لو۔ جیسے اللہ نے تمہیں طریقہ اپنے نبی ﷺ کے ذریعے بتایا ہے۔ ولعلکم تشکرون اور تاکہ تم اللہ کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔ میرے بھائیو! یہ روزے کیا ہیں؟ یہ روزے ہمیں مسلمان بنانے کے لئے ایک Exercise ہیں۔ دین کے جتنے فرائض ہیں وہ سب ہمیں عملی طور پر مسلمان بنانے کے لئے ہیں۔ آدمی مسلمان کس سے ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھ کر؟ جب وہ زبان سے کہتا ہے "اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ" میں دل سے مانتا ہوں کہ اللہ ہی الہ ہے' اس کے سوا کوئی الہ نہیں اور میں دل سے مانتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہہ کر آدمی مسلمان ہوتا ہے۔ پھر اللہ اس کا Practical کرواتا ہے کہ اگر واقعتاً تیرا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہی الہ ہے' اللہ ہی معبود ہے تو پھر نماز پڑھا کر۔ اگر تو نماز پڑھے گا تو تو نے ثابت کر دیا کہ اللہ واقعی الہ ہے اور محمد ﷺ کی اطاعت کیا کر۔ جو وہ کہے' جو وہ کرے ان کو Follow کر' ان کے قدموں پر قدم رکھتا ہوا پیچھے پیچھے چل کر زندگی گزار۔ یہ تیرے مسلمان ہونے کی تصدیق ہے۔ تو جو کلمہ پڑھ کر اسلام کا دعوی کرتا ہے۔ اسلامی برادری میں شامل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم وقتاً فوقتاً تجھے احکام دیں گے۔ مختلف حکم دیں گے۔ پھر دیکھیں کہ تو پورا کرکے اپنے اس عہد کو..... وہ جو کلمہ ہے ..... اس کو پورا کرتا ہے۔ اس میں سچا نکلتا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ سو میرے بھائیو! کلمے کے بعد پہلا فرض جو ہے وہ نماز ہے۔ نماز کے بعد پھر زکوۃ ہے' زکوۃ کے بعد پھر یہ روزے ہیں۔ پھر اس کے بعد حج ہے۔ اگر کلمہ ہی نہیں تو نماز' روزے' حج کا' عبادت کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ بنیاد ہی نہیں اور اگر کلمہ ہے تو پھر نماز صحیح ہے اور اگر نماز نہیں تو روزے کا کوئی فائدہ نہیں' حج کا کوئی فائدہ نہیں' زکوۃ کا کوئی فائدہ نہیں۔ جیسے دیوار کی

چنائی ہوتی ہے۔ پہلے نچلی اینٹ' پھر اس کے اوپر' پھر اس کے اوپر' پھر اسکے اوپر۔ اوپر تب رکھی جائے گی جب نچلی ہوگی اگر نچلی غائب تو اوپر والی کہاں ٹھہرے گی ؟ اگر کلمہ صحیح نہیں' کلمے کے تقاضے پورے نہیں۔ توحید صحیح نہیں ' محمد ﷺ کی عملی رسالت صحیح نہیں تو نماز کہاں ٹھہرے گی۔ نماز کے لئے تو کوئی Base ہی نہ رہی۔ پھر نماز کے اوپر زکوۃ اٹکے گی ہی نہیں۔ جیسے ایک اینٹ پر دوسری اینٹ لگائی جاتی ہے اور اوپر نماز ہی نہ ہوئی تو پھر زکوۃ کہاں ٹھہرے گی۔ اس کے لئے جگہ ہی کوئی نہیں۔ روزے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں۔ حج کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ سارا سلسلہ بیکار' ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے میرے بھائیو یہ روزے اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں اسلام کی تعمیر ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا بنی الاسلام علی خمس (رواه البخاری فی کتاب الایمان باب بنی الاسلام علی خمس و مشکوۃ کتاب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) اسلام ایک تعمیر ہے۔ اسلام ایک عمارت ہے جس کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ سب سے پہلے نیچے کلمہ ہے اس کے بعد پھر درجہ بدرجہ باقی چیزیں۔ ہمارا حال کیا ہے ؟ دیکھ لو کتنے مسلمان ہیں لیکن کوئی نماز نہیں۔ روزے رکھ لیں گے۔ حاجی بن جائیں گے۔ زکوۃ دے دیں گے۔ سب بے کار عبث ہے۔ پاگل' بے وقوف اپنا نقصان بھی کرتے ہیں ' فائدہ بھی کچھ نہیں۔ دیکھو عقل کی بات ہے۔ فتویٰ نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ مولوی ویسے ہی فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ تیری نماز نہیں' تیرا روزہ نہیں۔ میں سمجھا رہا ہوں۔ دیکھیں آیا یہ بات معقول ہے یا نہیں؟ آپ کے دل میں یہ بیٹھتی ہے کہ نہیں۔ یہ Practical ہے۔ میں نے مثال آپ کے سامنے رکھی ہے۔ آپ دیوار بنائیں۔ کیسے بنائیں گے ؟ پہلے بنیاد بھریں گے۔ جو نظر نہیں آئے گی۔ کلمہ پڑھ لیا.... غائب ...... نظر نہیں آتا۔ یہ نیچے چلا گیا۔ جیسا کہ بنیاد نیچے چلی گئی وہ نظر نہیں آتی۔ لیکن سارا کوٹھا' ساری بلڈنگ ہوگی ان بنیادوں پر۔ جتنا آپ اس کو

اوپر لے جانا چاہیں گے اتنی بنیاد اعلیٰ اور مضبوط ہوگی۔ دیکھ لو ایک منزلہ مکان بنانا ہو تو بنیاد کچھ اور ہوتی ہے۔ دو منزلہ بنانا ہو تو بنیاد مضبوط کرنی پڑے گی۔ تین منزل' چار منزلہ' دس منزلہ' سو منزلہ جتنی آپ اس کی تعمیر اونچی کرنا چاہتے ہوں گیا اتنی بنیاد زیادہ مضبوط ہوگی۔ اسی لئے تو کہتے ہیں جس کا ایمان کلمہ صحیح ہے اس کی باقی چیزیں جو ہیں پھر وہ بھی درست ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور جس کا ایمان والا معاملہ ہی چٹ ہے توحید اسکی صحیح نہیں' رسالت کاتصور اس کا صحیح نہیں تو اسکی نمازیں بھی بے کار' اس کے روزے بھی بیکار' اس کا حج بھی بیکار' اس کی زکوٰۃ بھی بیکار۔ کتنے لوگ ہیں جو حج کرتے ہیں لیکن کیا پلے پڑتا ہے؟ آپ کو حاجیوں سے واسطہ نہیں پڑتا۔ جو حج کرت کے آتے ہیں اللہ کہتا ہے حاجی حج کر کے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے نکلا ہے (رواہ البخاری فی کتاب الحج باب فضل الحج مشکوۃ کتاب المناسک عن ابی هریرة) اور ہم دیکھتے ہیں حاجی حج کر کے بالکل پلید،ر جاتا ہے۔ پتھر دل ہو جاتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اوروں سے بھی زیادہ وہ ظالم' غاصب' سخت دل' پتھر ہو جاتا ہے۔ تو یہ سارا سسٹم ہے جس کو ہمیں سمجھنا چاہیے اور اس کے بعد پھر کام کرنے چاہئیں۔ سو پہلی بنیاد ہماری کلمہ ہے کلمے کے دو جزو ہیں ایک اللہ پر ایمان' دوسرا رسول پر ایمان۔ اللہ پرایمان سے توحید ثابت ہوتی ہے اشهد ان لا اله الا الله یہ توحید ہے۔ ہمارے مسلمانوں کی توحید ہی صحیح نہیں ہے۔ بریلویوں کو دیکھ لو شیعہ کو دیکھ لو۔دیوبندیوں کو دیکھ لو۔ دیکھ لو باقی ساری چیزیں چٹ ہیں۔ آپ کو کھڑا ہی آدمی نظر آ جائے گا کہ یہ کوئی بریلوی ہوگا' یا دیوبندی ہوگا' یا شیعہ ہوگا' اہل حدیث تو یہ ہے نہیں۔ صحیح نماز' درست آدمی ہی (جس کا ایمان تندرست ہو) وہی ادا کر سکتا ہے۔ اب میں بیمار ہوں مجھے تجربہ ہوتا ہے کہ ہاتھ دیکھو ناں نماز کا طریقہ .... اللہ اکبر! یہ یہاں ہاتھ' یہاں ہاتھ رہ سکتے ہی نہیں۔ جب تک کہ آدمی الرٹ نہ ہو۔ متوجہ نہ ہو اور

نماز میں دل حاضر نہ ہو۔ آپ اہل حدیثوں کو دیکھ لیں جو ست ہوں گے۔ یوں ہاتھ نیچے کو کھسکتے آئیں گے اور جب یہاں آ گیا حنفی ہو گیا۔ دیکھو سوچنے کی بات ہے کھڑا ہونے کو دیکھ لو۔ اہل حدیث جو ہو گا وہ یوں کھڑا ہو گا کہ پاؤں میں فاصلہ عین برابر' رخ قبلے کی طرف اور جب اہل حدیث لاپرواہ ہو گا تو اس کے بھی پاؤں آگے سے چوڑے' پیچھے سے تنگ یعنی کسی کے پاؤں کا رخ ادھر شمال کی طرف اور ادھر جنوب کی طرف اور وہ حنفی ہوتے ہی یوں ہیں۔ جب نماز میں کھڑے ہوں گے پاؤں کا رخ آدھا شمال کو آدھا جنوب کو۔ بالکل پاؤں کا رخ یوں رہے (پاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)۔ یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ دل حاضر ہو اور دل متوجہ ہو۔ یہ اہل حدیث کی نماز ہے۔

میرے بھائیو! نماز فارق ہے' فرق کرنے والی چیز ہے۔ نماز بتا دیتی ہے۔ یہ آدمی مسلمان ہے یا نہیں۔ یہ اچھے عقیدے والا ہے۔ یا ڈھیلے عقیدے والا ہے۔ آپ دیکھیں گے اہل حدیث جیسی نماز کوئی پڑھ سکتا ہی نہیں۔ کہیں ہوتی ہی نہیں۔ کبھی ہوتی ہی نہیں۔ جا کر دیکھ لو۔ اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ عام بات تھی اور پہلے نیک لوگوں میں .... مجھے اباجی یاد ہیں' ان کی نماز یاد ہے اور ان کی باتیں یاد ہیں۔ وہ کہتے تھے اگر کسی کو دیکھنا ہو تو نماز میں کھڑا دیکھ لو۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ نماز کب صحیح ہوتی ہے۔ جب اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ صحیح ہو۔ توحید کیا ہے؟ میرے بھائیو! یہ نہیں کہ اللہ ایک ہے' کون جاہل ہے جو یہ کہے کہ اللہ دو ہیں۔ ایسا بے وقوف آپ نے کبھی دیکھا ہے؟ کوئی بے وقوف ایسا نہیں ہو گا جو کہے کہ اللہ دو ہیں۔ یہ کہنا کہ اللہ ایک ہے یہ کوئی توحید نہیں ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا و من الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ (2 : البقرۃ: 165) لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں اللہ سے محبت کرتے ہیں لیکن وہ اپنے پیروں سے' اپنے مشائخ سے' اپنے اماموں سے یا جن کو وہ اپنا کوئی

بڑا سمجھتے ہیں ان سے ان کی محبت اللہ سے زیادہ ہے۔ وہ مشرک ہیں ... دیکھو نا یہ قرآن ہے۔ و من الناس اور لوگوں میں سے من ایسے بھی ہیں یتخذ من دون اللہ اندادا جو اللہ کے سوا اوروں کو شریک بناتے ہیں یحبونھم وہ ان سے محبت کرتے ہیں کحب اللہ اللہ کی طرح سے لیکن مومن ؟ و الذین امنوا اشد حب للہ (2 : البقرۃ: 165) مومن کون ہوتا ہے ؟ کہ جب مقابلہ آ جائے اللہ کا یا اور کسی کا تو وہ سب کو لات مار دیتا ہے اور اللہ سے کہتا ہے تو بڑا اور جو مومن نہیں ہوتا' جس کا ایمان صحیح نہیں ہوتا وہ پھر اوروں کو ترجیح دیتا ہے۔ دیکھ لو ! یہ بریلوی گیارھویں رہ جائے تو ڈریں گے ' نماز رہ جائے تو بالکل نہیں ڈریں گے۔ ہائے ! گیارھویں نہیں دی' اب خیر نہیں' پتہ نہیں کیا ہو جائے گا؟ قربانی نہ کریں تو کوئی ڈر نہیں گیارھویں مس ہو جائے تو بس خیر نہیں۔ اللہ ناراض ہو جائے پڑا ہو جائے' کیا فرق پڑتا ہے؟ ہائے ہائے! پیر نہ ناراض ہو جائے۔ اگر پیر ناراض ہوگیا تو سارا کام خراب ہو جائے گا۔ اور دوسرے لوگ عملی طور پر... دیکھو جی ! بیوی نہ روٹھ جائے' اللہ روٹھتا ہے تو روٹھ جائے کیا پرواہ ہے۔ بیوی کو خوش رکھو' برادری کو خوش رکھو' ماں کو خوش رکھو' اپنے دوستوں کو خوش رکھو۔ خدا کہتا ہے یہی تو امتیاز ہے۔ کہ اگر تو نے مجھ سے کسی کو بڑھا دیا نمازوں کا سب سلسلہ ' یہ کلمے کا سلسلہ ... سب ختم' بے کار' کوئی فائدہ نہیں۔ تو نے مجھے ناراض کیا ہے۔

مومن کون ہوتا ہے؟ جو اللہ کو مقدم رکھتا ہے۔ اور ویسے کیا اللہ مقدم نہیں ہے ۔ خدا کہتا ہے دیکھ پیدا میں نے کیا' تیری زندگی میرے ہاتھ میں ہے' تیری موت میرے ہاتھ میں ہے' تیری عزت میرے ہاتھ میں ہے' تیری ذلت میرے ہاتھ میں ہے' تیری غریبی میرے ہاتھ میں ہے' تیری امیری میرے ہاتھ میں ہے' تیری ہر چیز میرے ہاتھ میں ہے۔ میں بڑا یا وہ بڑے ؟ تو میری پرواہ نہیں کرتا' نہ تجھے میری محبت کا خیال ہے۔ نہ تجھے میرے غصے کا خیال ہے تو کہتا

ہے اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے بیوی ناراض نہ ہو۔

اب بعض داڑھی کیوں نہیں رکھتے ؟ جی میری بیوی نہیں مانتی اور ویسے حکم کس کا ہے ؟ حکم تو اللہ کا ہے' اس میں تو شک نہیں۔ سوچ لیں آپ دل سے فیصلہ کر لیں۔ مجھے ننگی بات کرنے کی بڑی عادت ہے' ایسے کھول کرمارنا کہ دوسرا بھاگ نہ سکے۔ کہ میں رفع الیدین تو کر لوں لوگ مجھے وہابی کہہ دیں گے۔ ویسے ہے سنت۔ ہاں سنت تو ہے' یہ تو مانتا ہوں لیکن لوگ کہیں گے اب اسے لوگوں کی طعن و تشنیع' لوگوں کی باتوں کا خیال ہے اور اللہ کے روٹھنے کا خیال نہیں۔

میرے بھائیو ! جس کا یہ معاملہ ہو اس کے اشھد ان لا الہ الا اللہ میں Defect ہے۔ یہ اسکا خراب ہے۔ توجہ سے سنئے ! میں بیمار آدمی ہوں اور بڑی مشکل سے میں تقریر کر رہا ہوں۔ دیکھو بنیاد کمزور ہو تو انجینئر کو بلا کر دکھلاتے ہیں کہ دیکھئے جی ! میں اس پر دوسری بلڈنگ بنا لوں کہ نہ ... وہ کہے گا کہ نہیں اس کا خطرہ ہے۔ میرے بھائیو ! جس کا کلمہ صحیح ہوتا ہے' جس کا ایمان صحیح ہوتا ہے اس کی باقی چیزیں بھی ٹھیک ہوتی ہیں۔

تبلیغی جماعت والے ویسے کلمے پر محنت بہت کرتے ہیں' اسے کونڈی میں ڈال کر رگڑا بہت دیتے ہیں لیکن رہتے حنفی ہیں۔ کبھی دل سے پوچھا کرو' حنفی ہونا اسلام کی کوئی قسم ہے۔ اب جو حنفی رہے وہ کس قسم میں ہے۔ وہ کس قسم پر ہے' وہ ہزار کلمے پر محنت کر لے۔جب تک وہ سب چیزوں سے نکل کر ایک اللہ کا نہیں بنتا۔

میرے بھائیو ! اپنے دل سے پوچھا کرو کہ سچا دین کونسا ہے؟ خالص اسلام کیا ہے؟ قرآن اور حدیث .... اللہ اور اس کا رسول .... جس نے تیسرے کوڈال لیا حنفی بن گیا۔ وہابی بن گیا' چشتی بن گیا' قادری بن گیا' سہروردی بن گیا' کچھ بن گیا' کچھ بن گیا۔ اس نے اپنے دین کو خراب کر لیا۔ میں جو نئے نئے

بیچارے اہل حدیث ہوتے ہیں ان سے پوچھا کرتا ہوں تجھے یقین ہے کہ اہل حدیث ہی حق مذہب ہے۔ بعض دفعہ تو یہ ہوتا ہے کہ دیکھا دیکھی، دیکھا دیکھی جس ماحول میں رہتا ہے وہاں اہل حدیث بہت ہیں وہ بھی اہل حدیث ہو گیا۔ یہ اہل حدیثی فائدہ نہیں دیتی۔ یہ تو بھیڑ چال ہے۔ اپنے دل سے پوچھا کریں کہ تو کون ہے ؟ اور کیوں ہے ؟ میں اہل حدیث ہوں اللہ کا شکر ہے۔ کیوں اہل حدیث ہوں ؟ مسلمان ہوتا ہی اہل حدیث ہے۔ اور اہل حدیث کون ہوتا ہے ؟ اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں ہوتا۔ فرقہ تب بنتا ہے جب کوئی حنفی بنتا ہے، شافعی بنتا ہے، وہابی بنتا ہے، شیعہ بنتا ہے اور مالکی بنتا ہے۔ جو کوئی چشتی بنتا ہے، شیعہ بنتا ہے یا کچھ اور بنتا ہے کسی کے نام پر نام رکھتا ہے فرقے کو جنم دیتا ہے۔ مسلمان کون ہوتا ہے ؟ جس کا مالک، جس کے اصول دو " اللہ اور اس کا رسول " تیسرا قصہ ہی ختم۔ قرآن اور حدیث بس۔ باقی بات ختم۔ اور میں اسی لئے اپنے دیوبندی بھائیوں کو جو جمعہ میں آتے ہیں بہت زور لگاتا ہوں اور میری بڑی محنت ہوتی ہے کہ یااللہ ! جو ہمارے ہاں جمعہ میں آئے وہ حنفی نہ رہے، دیوبندی نہ رہے، بریلوی نہ رہے، اہل حدیث ہو جائے۔ لیکن اہل حدیث کے معنی یہ نہیں کہ رفع الیدینی اہل حدیث ہو یا آمینی اہل حدیث ہو۔ آمین اور رفع الیدین سے اہل حدیث نہیں بنتا۔ اہل حدیث تو وہ ہوتا ہے جو سر سے پاؤں تک اہل حدیث ہو۔ اس کی بیوی اہل حدیث ہو، اس کے بچے اہل حدیث ہوں اس کے درو دیوار اہل حدیث ہوں، اس کا کاروبار اہل حدیث ہو اس کا معاش اہل حدیث ہو۔ اس کا معاد، اس کی زندگی اہل حدیث ہو وہ اہل حدیث ہوتا ہے۔ ورنہ فقط نام لینا کہ لوگو! اہل حدیث بن جاؤ جنت میں چلے جاؤ گے یہ تو یہودیوں والی بات ہے۔ یہودی یہی کہا کرتے تھے کونوا هودا او نصارى (2 : البقرة: 135) یہودی ہو جاؤ بس ہدایت والے ہو جاؤ گے۔ اور عیسائی کہتے تھے کونوا نصارى تهتدوا (2 : البقرة: 135) عیسائی ہو جاؤ۔ بس ہدایت والے ہو جاؤ

گے۔ میرے بھائیو! یہ کوئی لیبل نہیں ہے۔ اب دیکھ لو اہل حدیث کتنے ہیں جو بے نظیر کے ساتھ ہیں۔ اب کوئی اہل حدیث بے نظیر کے ساتھ ہو سکتا ہے؟ ایک عورت' بے دین عورت' ملک کی دشمن' دین کی دشمن اور یہ اس کا حامی ہے۔ وہ اہل حدیث ہو سکتا ہے؟ اللہ لہریں بھیجتا رہتا ہے۔ اللہ لہریں بھیجتا رہتا ہے۔ آپ نے دریاؤں کو دیکھا ہے۔ دریا جو کاٹ کرتے ہیں۔ دریا آتا ہے۔ زمین کے پورے ٹکڑے کو گرا کر' بہا کر' اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اس طرح سے دنیا میں لہریں اٹھتی ہیں' واقعات پیدا ہوتے ہیں اور ان میں جو گندہ عنصر ہوتا ہے وہ نکھرتا۔ وہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہم اہل حدیث نہیں ہیں۔ ہم مسلمان نہیں۔ دل ہمارا کافر تھا' کفر چھپا ہوا تھا۔ اللہ ان کو ننگا کر دیتا ہے۔ یہ دیکھ لو کل کو حساب ہوگا۔ یہ کہیں یا تم کہو کہ یااللہ میں تو آمین رفع الیدین کیا کرتا تھا۔ خدا عین ننگا کر کے دکھا دے گا کہ اگر تو اہل حدیث ہوتا تو پھر یہ ہوتا؟

میرے بھائیو! دنیا میں جو کچھ چل رہا ہے اور وہ غلط طریقے پر۔ر یہ سب چرایا ہوا ہے۔ یہ جمہوریت ہے' ایک حزب اقتدار' ایک حزب اختلاف۔ یہ تصور کہاں سے آیا ہے۔ اللہ سے؟ اللہ مالک الملک ہے' اصل بادشاہ ہے۔ مومن اس کی پارٹی ہے۔ ایک اللہ کی پارٹی ہے۔ اللہ نے کہا اپوزیشن بھی چاہیے۔ اللہ نے شیطان کو کھڑا کر دیا کہ تو بھی اپنی پارٹی بنا لے۔ چنانچہ شیطان کی بھی پارٹی ہے۔ "حزب الشیطان" جیسے یہ حکومتیں۔ اپوزیشن کو جو حزب اختلاف ہے جن کا کام ہی شرارت کرنا ہوتا ہے۔ حکومت پر تنقید کرنا اسکو ڈاؤن کرنا۔ حکومت ان کو T.A بھی دیتی ہے اجلاس ہوں تو ان کو باقاعدہ خرچ دیا جاتا ہے۔ کیوں بھی تم بہت اچھا کام کرتے ہو۔ ٹھیک ہے تم آئے تو ہم پر تنقید کرنے آئے ہو۔ لیکن اپنا راشن واشن لیتے رہو۔ کھاتے پیتے رہو۔ اللہ نے شیطان کو کھڑا کیا اتنا کچھ شیطان کو دیا کہ کسی بادشاہ کو بھی نہیں دیا۔ دیکھ لو ساری دنیا میں

گھومتا پھرتا ہے۔ اپنی اپوزیشن پارٹی کو تیار کرتا ہے۔ اور دیکھ لو اس کی کتنی زبردست اپوزیشن ہے۔ یہ جمہوریت والوں "حزب اقتدار" اور " حزب اختلاف" یہی سے سیکھتا ہے۔ ورنہ اسلام میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپوزیشن تھی ؟ جماعت اسلامی والے خاص طور پر سن لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپوزیشن تھی؟ کوئی اپوزیشن کے بچ ہوتے تھے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔ حدیث تو یہ کہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو بادشاہ کے خلاف ہو اس کو قتل کردو۔ جو بھی ہو۔ فرمایا ایک کی بیت ہو جائے لوگ اس کو قبول کر لیں۔ اگر دوسرا دعویدار ہو جائے فقتلوہ کائنا من کان (رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ باب فیمن فرق امر الامۃ و مشکوۃ فی کتاب الامارۃ والقضاء عن عرفجۃ رضی اللہ عنہ) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج کسی بھی عالم نے پسند نہیں کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے منع کیا' عبداللہ بن عباسؓ نے منع کیا' ان کے بھائی محمد بن حنفیہؓ نے منع کیا۔ کئی منزلیں ساتھ جا کر منع کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ نہ ' یہ کام نہ کر۔ (البدایہ و النھایہ ج 8 ص 146 مروج الذھب ج 3 ص 56) لیکن نہیں' انہوں نے غلطی کی۔ میرے بھائیو ! اسلام بالکل اور چیز ہے۔ یہ جمہوریت اور چیز ہے۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پارٹیاں ہی دو ہیں۔ جو ان دونوں کو جوڑتی ہے' درمیان کی لنک وہ منافقت ہے۔ اللہ کے قرآن میں ہے ..... سب پڑھتے ہیں ...... پہلا پارہ شروع شروع کی آیتیں و اذا قیل لھم امنوا کما امن الناس جو ڈپلومیٹ تھے' سیاسی ذہن کے تھے' شاطر تھے کہ جی ! سب سے بنا کر رکھو۔ ادھر مسلمان سے جوڑ میل ادھر کافروں سے بھی جوڑ میل۔ اور اپنے آپ کو ماڈرن کہنا' Upto Date کہنا کہ دیکھو جی ! ہم دونوں سے کام لیتے ہیں' دونوں سے ملتے ہیں' ہم دونوں کے دوست ہیں۔ و اذا قیل لھم جب

ان سے کہا جاتا ہے امنوا ارے ایمان لاؤ۔ ایسا لاؤ کما امن الناس جیسا کہ یہ ایمان لائے ہیں۔ جن کے بارے میں دوسری رائے کوئی نہیں۔ ایک ہی رائے ہے ۔ وہ یہ ہے۔ جس کو دو مخالف گروپ کہیں کہ ٹھیک ہے یہ ہمارا ہے وہ منافق ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں ؟ و اذا قیل لھم امنوا کما امن الناس ارے ایسے ایمان لاؤ جیسے یہ ایمان لائے ہیں۔ ایک طرف ہیں کافر ان کو دشمن جانتے ہیں ' ان کو بہت برا جانتے ہیں قالوا وہ سیاسی لوگ کیا کہتے ہیں انومن کما امن السفھاء کیا ہم بے وقوفوں جیسا ایمان لے آئیں کہ ایک طرف کے ہو کر رہ جائیں۔ دیکھو اپنے آپ کو عقل والا کہتے ہیں اور جو سارے مسلمان تھے ان کو بے وقوف بناتے ہیں۔ وہ عقل والے کہتے ہیں اور جو سارے مسلمان تھے ان کو بے وقوف بتاتے ہیں۔ دیانتداری سے بتایئے آج کا مولوی اس ماڈرن مسلمان کی نگاہوں میں پاگل نہیں ہے ؟

یہ ٹھیک ہے کہ مولوی بھی بہت گندے ہیں' سب بکاؤ مال ہے لیکن ان کے ذہنوں میں یہ امتیاز نہیں ہے کہ کون مولوی بکاؤ ہے اور کون مولوی جو ہے وہ سخت ' مضبوط دل والا ہے۔ ان کو مولوی ویسے ہی برا لگتا ہے۔ یہ داڑھی والے پاگل ' بے وقوف نظر آتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اپ ٹوڈیٹ کہتے ہیں۔ وہ مولویوں کو پاگل سمجھتے ہیں' دینداروں کو پاگل سمجھتے ہیں' بے وقوف سمجھتے ہیں۔ تو جب ان سے کہا جاتا تھا کہ ایمان سادہ اور خالص لاؤ۔ اس بلالؓ کو دیکھو لو' اس عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو اس علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔ اس صہیب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو اور جو بڑے صاف لوگ تھے۔ جو ایک طرف تھے۔ وہ کہتے قالوا انومن کما امن السفھاء ہم ایسا ایمان لائیں جیسا یہ بے وقوف ایمان لائے ہیں کہ سب کو ناراض کر رکھا ہے اور ایک طرف کے ہو کر رہ گئے۔ اللہ غصے میں آتا ہے ناراض ہوتا ہے۔ الا انھم ھم السفھاء (2 : البقرۃ: 13) فرمایا یہی بے وقوف ہیں۔ یہ گندے ہیں جو اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ اپنی آخرت برباد

کر رہے ہیں۔ یخادعون اللہ و الذین امنوا اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور مومنوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور اگر ان کو پہچاننا ہو تو کیا کھول کر اللہ نے ان کی علامت بتائی۔ ان المنافقین یخادعون اللہ و ھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالٰی (4 : النساء: 142) منافق کو دیکھنا ہو تو نماز میں کھڑے کو دیکھ لو۔ کیسے کھڑا ہے ؟ ست ' نکما' Stand Easy ..... یہ دیکھو ایکشن ..... سوچیں عقل کی بات ہے۔ یہ اس میں کوئی ایکشن ہے۔ ہاتھ پوری لمبائی پر ہیں اور یوں Rest کر رہے ہیں۔اور یہ ایکشن .... یہاں (سینے پر ہاتھ) رہ ہی نہیں سکتے جب تک آپ کا زور نہ لگے' آپ کی توجہ نہ ہو' آپ کا دل حاضر نہ ہو۔ دیکھ لیں آپ تجربہ کر کے بھی دیکھ لیں۔ آپ بے دھیان ہو کر ہاتھوں کو دیکھ لیں کہاں جا رہے ہیں ؟ تو اللہ فرماتا ہے کہ جب منافق کو دیکھنا ہو و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالٰی جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو ست' مردے سے یراؤن الناس لوگ دیکھتے ہیں کہ ہاں ! نماز پڑھ رہے ہیں و لا یذکرون اللہ الا قلیلا (4 : النساء: 142) نماز میں اللہ کو یاد نہیں کرتے' پتہ ہی نہیں کہ کہاں کھڑے ہیں ؟ اس لئے میں آپ سے قریب ہر جمعے کہا کرتا ہوں کہ بندہ ہے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں' اپنے دل کو گھیرا کرو' اپنے دل کو پکڑا کرو' اس کو قابو کیا کرو اور یہ پوچھا کرو کہ بدبخت کہاں کھڑا ہے ؟ تجھے شرم نہیں آتی۔ تو اللہ کے پاس کھڑا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی' تو اللہ کے پاس کھڑا۔ مانگ اللہ سے تو کیا مانگتا ہے۔ اب موقع ہے توبہ کرنے کا۔ توبہ کر لے۔ اب کل کو جب خدا قیامت کے دن سامنے کھڑا کر لے گا۔ پھر تو کہے گا یااللہ ! میری توبہ ! خدا کہے گا دور ہو جا' چلا جا' بھاگ جا۔ اب کہہ یااللہ ! مجھے معاف کر دے۔ نماز ہے ہی اس لئے۔

میرے بھائیو ! نماز کس لئے ہے ؟ اللہ کے پاس حاضری ہے۔ یااللہ مجھے بخش دے ! یااللہ مجھے معاف کر دے' یااللہ ! مجھے سیدھا رکھ۔ اھدنا الصراط

المستقیم یااللہ! میری لائن سیدھی کر دے۔ نماز یہ ہے اور اگر آپ آئے' چلے گئے۔ آئے' چلے گئے۔ کچھ پتہ ہی نہیں کہ کیا کیا؟ تو کیا نماز ہوئی؟ کچھ بھی نہ ہوئی۔ سو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ پارٹیاں ہی دو ہیں۔ اگر آپ دونوں میں چلتے ہیں اور ماڈرن ہیں۔ ماڈرن مسلمان ایسا ہی ہے۔ سب ماڈرن مسلمان گئے گزرے ہیں۔ یا ادھر ہو جاؤ یا ادھر ہو جاؤ۔ اللہ کو اپنی پارٹی کی بڑی فکر ہے۔ دیکھ لو بے نظیر.... بے نظیر کو اب اپنے گھر کا کتنا خیال ہے۔ حالانکہ گھر کون تھا؟ سب جانتے ہیں لیکن اب کون ہے؟ اسکی پارٹی۔ اب دیکھ لو بے نظیر کو کتنا خیال ہے دل میں اس کے بے شک یہ ہو کہ اس کا اعتبار کوئی نہیں لیکن پھر بھی اس کو اپنی پارٹی کا خیال ہے۔ میرے بھائیو! اللہ کو اپنی پارٹی کا' اپنے مومنوں کا جو خالص اس کے ہیں جن کے دلوں میں کوئی مکر فریب نہیں۔ ان کے دل میں کوئی چالاکی نہیں۔ اللہ والی پارٹی کی میں آپ کو بڑی نشانی بتادوں۔ جو اللہ کی پارٹی میں ہوتا ہے۔ اس کے دل میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ میں بڑا بن جاؤں۔ اس کے دل میں ہمیشہ عاجزی' انکساری' غریب کے آگے نرم' امیر کے آگے قدرے عزت کے ساتھ لیکن غریب کے آگے بالکل نرم۔ یہ نہ دیکھنا کہ میرے بھائیو! جن کے دل میں یہ شیطنت ہو کہ میرا Status ہے' میرا Status ہے۔ میں' میں ہوں۔ وہ خدا کی قسم! خدا کی قسم! اللہ کی پارٹی میں نہیں ہے۔ اسی لئے تو دنیا ساری خالی نظر آرہی ہے۔ جسے دیکھ لو چار پیسے آ جائیں وہ کہتا ہے دیکھو جی! Waiting Room گھر میں ہونا چاہیے۔ فرسٹ کلاس صوفے ہوں' فرسٹ کلاس کراکری ہو۔ لوگ آئیں گے تو کیا کہیں گے؟ پرانی ٹائپ کا آدمی ہے۔ یہ کوئی دیسی آدمی ہے۔ میری بیوی سفید برقعہ لے' لوگ کہیں گے واہ واہ!.... میری بیوی کو ماڈرن ہونا چاہیے۔ کالا برقعہ ہو یا اور ٹھپے والا۔ ٹھپے والی چادر ہو پتہ لگے ہاں کسی ہائی سوسائٹی کی' کسی اونچے طبقے کی عورت ہے۔ خدا کی قسم! ایسا آدمی اللہ کی پارٹی میں کبھی ہو سکتا ہی نہیں۔ دیکھو

قرآن پڑھ کر۔ تلک دار الاخرۃ یہ آخرت کا گھر' یہ جنت' نجعلھا یہ ہم کن لوگوں کو دیں گے ؟ للذین لا یریدون فی الارض علوا جو دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہتا۔ و لا فسادا(28 : القصص : 82) اور نہ وہ سیاست لڑتے ہیں Divide and Rule لوگوں کو پھاڑو' لوگوں میں پھوٹ ڈالو اور اپنی چلاؤ۔ آج ہماری سیاست ہے کیا؟ مجھے الیکشن جیتنا ہے میں فورا یہ مسئلہ کھڑا کروں گا۔ دیکھو میں آرائیں ہوں ' آرائیوں مجھے ووٹ دو' تمہیں غیرت نہیں آتی' تمہیں شرم نہیں آتی وہ ان کو پھاڑے گا۔ ان میں فساد پیدا کر دے گا۔ اپنی بڑائی کے لئے۔ یہ قرآن کی آیت ہے۔ اللہ نے فرعون کی قوم کے جب جرائم گنوائے تو ان میں یہ جرم بھی سر فہرست (At the Top of the List) تھا و کانوا قوما عالین (23 : المومنون : 46) ..... و جحدوا بھا و استیقنتھا انفسھم ظلما و علوا (27 : النمل : 14) وہ بلندی چاہتا تھا' وہ چاہتا تھا میری چلے۔ میرے مقابلے میں کوئی ہے ؟ یہ مجھے پتہ ہے کہ نیک لوگ' دیندار لوگ' کھرے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ جسے اللہ توفیق دے اور چول کھاتہ بہت ہوتا ہے اس لئے میں یہ بات کہہ رہا ہوں چلو اگر زیادہ نہ سہی پانچ سات' آٹھ دس ہی سہی ..... ڈاکٹر بھی منع کرتے ہیں کہ جمعہ نہیں پڑھانا اور دوست بھی سارے یہی کہتے ہیں کہ جمعہ نہیں پڑھانا اور مجھے یہ لالچ کہ یہی سب سے بڑی کمائی ہے۔ شاید اس جمعے میں اللہ آٹھ دس آدمیوں کو اہل حدیث بنا دے۔ وہ سدھر جائیں ' نکھر جائیں تو میری کمائی۔ میں اور کوئی نیکی تو کر نہیں سکتا۔ نمازوں کا اب وقت نہیں رہا۔ اور کوئی لمبی چوڑی محنت کا وقت نہیں رہا اگر مرتے مرتے یہ کام ہو جائے ' یہی غنیمت ہے۔ میرے بھائیو ! قرآن کی اس آیت کو گھر جا کر سب پڑھیں ۔ اذا قیل لھم امنوا جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے امنوا ایمان لاؤ۔ کما امن الناس جیسے یہ سیدھے سادھے مسلمان ایمان لائے۔ کوئی سیاست نہیں' کوئی بل فریب نہیں۔ کوئی چالاکی نہیں' کوئی ڈپلومیسی نہیں۔ قالوا وہ کہتے

ہیں انومن کیا ہم ایمان لائیں؟ بیوقوفوں جیسا۔ یہ تو بے وقوف ہیں۔ ان کو کیا پتہ ہے۔ جیسے لوگ ہمیں کہتے ہیں۔ یہ مولوی اکیسویں صدی میں امارت و خلافت کی بات کرتا ہے۔ اس کو یہ پتہ نہیں امارت و خلافت کے سب زمانے گزر گئے۔اب تو جمہوریت کا دور ہے۔ ہمیں سب پاگل سمجھتے ہیں ۔ کیا جماعت اسلامی والے' کیا دوسرے کیا تیسرے۔ اہل حدیث بھی .... اوروں کا نام خیر کیا لینا ہے۔ اہل حدیث ... علامہ صاحب سے لے کر آج تک جتنے بڑے بڑے لیڈر ہیں سب پاگل سمجھتے ہیں کہ اس زمانے میں خلافت کا اور امارت کا نام لینا بے وقوفی نہیں۔

میرے بھائیو ! اسلام کبھی بدلہ ہے؟ ہر چیز Modify ہوتی ہے ہر چیز کا ماڈل تبدیل (Chage) ہوتا ہے لیکن اسلام کا کوئی ماڈل نہیں بدلتا۔ اسلام وہی سادہ ' دیسی جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔ وہ اسلام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ اللہ کو اپنی پارٹی بڑی پیاری لگتی ہے۔ جو جتنی بڑی ٹکر لے کر اللہ کی پارٹی میں آتا ہے اللہ کو اس سے اتنی زیادہ محبت ہوتی ہے۔ غیرت ہوتی ہے۔ ابومسلم خزائی یمن کے بہت بڑے سردار تھے۔ بڑے نمایاں (Prominent)' بہت مشہور آدمی تھے۔ وہاں اسود نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اور سب کو ہلا کر رکھ دیا۔ حضور ﷺ کی فوجیں گئی ہوئی تھیں۔ آپ کے کمانڈر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی کئی جگہ زک اٹھائی۔ آخر وہ اکٹھے ہو گئے۔ اور شش و پنج میں تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ اسود عنسی نے ابومسلم خولانی کو اپنے پاس بلایا۔ اب وہ اس سے اقرار لیتا ہے اپنی نبوت کا۔ اسے پتہ تھا کہ یہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اسے کہے گا اتشھد ان محمد رسول اللہ اے ابومسلم کیا تو اقرار کرتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں قال نعم انہوں نے کہا ہاں ۔ پھر کہنے لگا اتشھد انی رسول اللہ کیا تو مانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ کہنے لگے ما اسمع مجھے سنائی نہیں دیتا۔ اس کا علاج کرتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا

بہت بڑی آگ تیار کرو۔ جو اسے میسر آ سکتی تھی اس نے تیار کروائی' کہنے لگا اس کو اس آگ میں ڈال دو۔ اٹھا کر حضرت ابو مسلم خولانی کو آگ میں ڈال دیا۔ وہ جا کر ایسے بیٹھ گئے جیسے ابراہیم علیہ السلام بیٹھے تھے۔ سارے اس کے حواری' اسکے ساتھی۔ اس کا سارا مجمع دیکھ رہا تھا کہ یہ ہمارا نبی ہے اور ایک آدمی کو سزا دینے کے لئے آگ تیار کرتا ہے اور اس کو ڈالتا ہے اور وہ آرام سے' مزے سے بیٹھتا ہے۔ اسے کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے کہا یہ تیری سب سکیموں کو برباد کر دے گا۔ اسے جلا وطن کر دے' اس کو نکال دے۔ تو وہ مدینے چلے گئے۔ پہلے مدینے نہیں گئے تھے۔ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ جب وہ گئے تو اتفاق سے حضور چند دن پہلے فوت ہو چکے تھے۔ وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ باہر سے آیا ہے اس کو پوچھنے لگے کہ تو کون ہے' کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا میں یمن سے آیا ہوں۔ میرا یہ نام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا لیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک مجھے وہ آدمی نہ دکھادیا جس کے ساتھ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام جیسا سلوک کیا۔ اس کو پیشانی کو بوسہ دیا۔ اس کو چوما۔ یعنی اس نے جو قربانی دی وہ کمال کی تھی ۔ ایک تو ہے وہ پوچھتا ہے اتشھد انی رسول اللہ کیا تو مانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں' کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو کہتا کہ نہیں میں نہیں مانتا۔ ویسے یہ جواب بھی ٹھیک ہے۔ اس نے اس کی رسالت کا انکار کیا۔ لیکن اس میں یہ تھا دیکھو کمال ' کہنے لگ میں تیری بات سنتا ہی نہیں کہ تو بکتا کیا ہے؟ بجائے اسکے کہ یہ کہے میں رسول نہیں مانتا ما اسمع مجھے سنتا ہی نہیں کہ تو بکتا کیا ہے؟ جب تو کہتا ہے ان محمد رسول اللہ ..... قال نعم اس وقت کہتے ہیں ۔ ہاں اور جس وقت وہ کہتا ہے تو بتا میں اللہ کا رسول نہیں ہوں۔ قال ما اسمع میں نہیں سنتا۔ تو کیا بکواس کرتا ہے۔(طبقات ابن سعد ج 7 ص

448 ' البدایہ والنھایہ ج 8ص 146) اس سے یہ بات بھی نکل آئی کہ گندے لوگ' پلید لوگ بے دین لوگ' دین کے دشمن لوگ یہ سیاسی لیڈر جو بیان بازی کریں کبھی کان نہ دھرو۔ کبھی کان نہ دھرو۔ ایسے سمجھو کہ جیسے کتا بھونک رہا ہے۔ یا ہوا پاس سے گزری ہے۔ یہ مومنوں کی شان ہے۔ دیکھو ما اسمع جیسے حضور ﷺ کا نام لیتا ہے تو کہتے ہیں نعم ہاں اور جب اپنے بارے میں پوچھتا ہے تو صاف کہتے ہیں ما اسمع مجھے سنتا ہی نہیں۔ تو کیا بکتا ہے؟ صاف جواب دے دیا۔ قرآن مجید میں ہے ' کافر جو دوزخ میں جائیں گے' دوزخ میں دونوں جائیں گے۔ منافق اور کافر۔ تو وہ بہت چیخیں گے' بڑا چلائیں گے۔ بڑا روئیں گے۔ و نادوا یا مالک لیقضی علینا ربک قال انکم ماکثون (43 : الزخرف : 77) جو دوزخ کا داروغہ ' انچارج فرشتہ ہے جس کا نام مالک ہے۔ بڑا قہری فرشتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں گیا معراج پر' آسمانوں پر' مجھے فرشتے ملے ہر ایک نے مجھے Welcome کیا۔ بڑی خندہ پیشانی سے لیکن مالک کی پیشانی سے بل اترا ہی نہیں اللہ نے اس کو پیدا ہی ایسا سخت کیا ہے۔ کیونکہ اس کو واسطہ ہی دوزخیوں سے ' کافروں سے ہے۔ چالیس ہزار سال تک دوزخی مالک کو پکاریں گے۔ یہ قرآن ہے و نادوا یا مالک لیقض علینا ربک پہلے اللہ کو پکارتے رہیں گے پھر وہ سمجھیں گے اللہ تو ہم سے ناراض ہے اس نے ہمیں دوزخ میں ڈال دیا ہے۔ اس کو کیا پکارنا ہے ؟ یہ پاس چپڑاسی چوکیدار۔ اسے کہو ' اس کے تھرو کچھ کام کرو۔ تو اسے کہیں گے اپنے رب سے کہہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں جنت میں بھیج دے۔ اسے کہہ دے کہ ہمیں ختم کر دے۔ لیقض علینا ربک خدا ہمارا کام تمام کر دے۔ تو فرشتہ کیا جواب دے گا ؟ انکم ماکثون تم نے یہیں رہنا ہے۔ تو کافر جب خدا سے واویلا کریں گے تو خدا کیا کہے گا ؟ سورۃ مومنون ہے۔ پڑھ کر دیکھیں آخری رکوع ہے۔ ہائے اللہ !......

میرے بھائیو ! قرآن تو مردے کو زندہ کر دیتا ہے دل مردہ ہو تو قرآن پڑھا کرو۔ سمجھ سمجھ کر دیکھو ایمان تازہ ہوگا۔ قرآن نے کہا قال اخسوا فیھا جیسے کتے سے کہتے ہیں نکل جا' چل .... خدا کہے گا قال اخسؤا فیھا (23 : المومنون : 108) دور ہو جاؤ۔ و لا تکلمون مجھ سے کلام نہ کرو۔ کیا جرم تھا ؟ کیا جرم تھا تمہارا۔ یہ قرآن ہے۔ سورۃ مومنون ہے' آخری رکوع ہے۔ دیکھئے خدا کیا کہتا ہے انہ کان فریق من عبادی دنیا میں میری ایک چھوٹی سی جماعت ہوتی تھی جو بڑی مخلص' صاف ہوتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے۔ یقولون ربنا امنا فاغفرلنا و ارحمنا و انت خیر الراحمین فاتخذتموھم سخریا (23 : المومنون : 109) وہ یہ کہا کرتے تھے۔ وہ کیا کہتے تھے ؟ اس دعا کو یاد کر لو۔ یہ خدا کی پارٹی کا وظیفہ ہے۔ ربنا امنا یااللہ ! ہم نے تجھے مان لیا۔ فاغفرلنا ہمیں بخش دے۔ و ارحمنا ہم پر رحم کر۔ و انت خیر الراحمین تجھ سے بہتر بخشنے والا' رحم کرنے والا کون ہے ؟ تو اللہ کافروں کو کیا جواب دے گا؟ انہ کان فریق من عبادی ایک پارٹی ہوتی تھی ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا تھا۔ میرے بندوں میں سے جو کہتے تھے۔ اس انداز کے تھے۔ انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا امنا فاغفرلنا وارحمنا و انت خیر الراحمین ○ فاتخذتموھم سخریا تم ان کو مذاق کیا کرتے تھے۔ خدا دوزخیوں کو یہ کہے گا کہ تم میری پارٹی کے لوگوں کو ہلکا جانتے تھے۔ یہ داڑھی میجر' یہ مولوی ہے یہ مسینتر ہے' یہ ملاں ہے' یہ ملوٹا ہے۔ ان کو کیا پتہ ہے کہ سیاست کیا ہے ؟ فاتخذتموھم سخریا تم نے ان کو ہنسی مذاق بنا رکھا تھا۔ و کنتم منھم تضحکون تم ان کو دیکھ کر ہنسا کرتے تھے۔ دیکھو جی ! یہ لگے رہتے ہیں ٹخنے ننگے کرو' بھلا یہ بھی کوئی بات ہے ؟ آپ کسی کو کہہ کر دیکھ لیں۔ آج کل کے Gentle Man سے پتلون والے سے' شلوار والے سے' پاجامے والے سے کہ بھئی اپنا پاجامہ اوپر کر لے۔ ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں۔ نماز

میں بھی ' ویسے بھی' گھر میں بھی ' باہر بھی' دفتر میں بھی۔ چلتے پھرتے ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں۔ یہ مومن کی وردی کی نشانی ہے۔ یہ مومن کی خاص وردی کی فارم ہے۔ تو وہ مولوی بڑا تنگ نظر ہے۔ آج کل کے مولوی کو دنیا بیسویں صدی اکیسویں صدی جا رہی ہے۔ مولوی کے وہی مسئلے۔ کنتم منهم تضحكون (23 : المومنون: 110) تم ان کو دیکھ دیکھ کر و اذا مروا بهم يتغامزون (23 : المطففين: 30) جب وہ بھی گزرتے تھے ' اشارے کیا کرتے تھے طعنے کیا کرتے تھے انی جزيتهم اليوم بما صبروا میں نے آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے کہ وہ جنتوں میں چلے گئے انهم هم الفائزون سب کو پاس کر دیا۔ انهم هم الفائزون (23 : المومنون: 111) وہ سب پاس ۔ سو میرے بھائیو ! یہ رمضان شریف ہے آپ رمضان شریف کا جمعہ پڑھتے ہیں۔ بعض تو اس کو سمجھتے ہیں چلو اور نہیں تو رمضان کے جمعے تو پڑھ لو مولویوں کا مسئلہ اور نہیں تو چلو آخری جمعہ پڑھ لو۔ آخری نماز جو ہو جائے گی سب نمازوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ دیکھو جی ! لوگوں نے اللہ کو ایسے سمجھ رکھا ہے جیسے دنیا کا عام چول کھاتا ہوتا ہے۔ گندے لوگ۔ میرے بھائیو ! اللہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ کو ایسی مکاریاں بالکل پسند نہیں۔ اللہ دل کو دیکھتا ہے کہ یہ بندہ کون ہے کیسا ہے ؟ کیا کرتا ہے کیا چاہتا ہے ؟ کیسا اس کا رویہ ہے۔ اللہ اس بات کو دیکھتا ہے اور ہم کہتے ہیں دنیا بھی رکھو اور دین بھی رکھو۔ اب بتایئے کوئی آدمی آگ اور پانی دونوں ایک جگہ اکٹھی کر سکتا ہے۔ دیکھو آگ اور پانی کبھی جمع ہو سکتے؟۔ آپ دیگچی میں آگ اور پانی کو جمع کرتے ہیں لیکن درمیان میں دیگچی ہوتی ہے۔ اوپر پانی ہوتا ہے۔ درمیان میں اس کا تھلا ہوتا ہے اور اس کے نیچے آگ ہوتی ہے۔ پانی اور آگ دونوں کبھی جمع ہو سکتے ہیں یا آگ گئی یا پانی گیا۔ اسی طرح سے سمجھو لو سن لو' دنیا اور دین دونوں کبھی جمع نہیں ہوتے یہ چالاکی چھوڑ دو۔ یہ خیال دل سے نکال دو اگر مسلمان ہونا ہے تو صاف سادہ۔ بالکل کبھی یہ نہ دیکھو

Status ایسا ہو۔ میرا رشتہ ایسی جگہ ہو' میری لڑکی ایسی جگہ جائے' میری کوٹھی ایسی جگہ ہو۔ میں یوں کر لوں' یوں کرلوں۔ بس جس نے یہ باتیں سوچیں بس وہ گیا۔ برباد ہو گیا۔ بالکل برباد ہو گیا۔ یہی سبق ہے آج کے جمعے کا۔ اگر آپ یاد کرلیں پڑھ لیں' اللہ آپ کو مسلمان بنا دے۔ عاجزی' انکساری نہ اپنے کپڑوں کو دیکھو نہ دنیا کو دیکھو کہ کیسی ہے۔ نہ یہ کہ اس سوٹ کا رواج ہو گیا اب سوٹ کے سوا پہننا جائز نہیں۔ اگر کسی سے کہہ دو کہ قمیص کسی اور رنگ کا اور دھوتی کسی اور رنگ کی.... واہ واہ! یہ آج کل کوئی پسند کرتا ہے؟ دونوں ہم رنگ داڑھی بھی ویسی' مونچھیں بھی ویسی۔ جتنی بڑی بڑی داڑھی ویسی بڑی بڑی مونچھیں۔ ویسے سر کے بال سوٹ کا رنگ ویسا۔ سوٹ بھی ویسا۔ اور میں آپ سے عرض کر دوں۔ آپ برا نہ منائیں۔ ایک وہ ہے جو داڑھی کو چھوڑتا ہے۔ داڑھی لٹکتی ہے۔ بڑی ہو چھوٹی ہو ہر ایک ہی دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ داڑھی والا ہے۔ ایک وہ ہے جو ماڈرن رکھتا ہے۔ جو کاٹ کر رکھتا ہے۔ ترشوا کر رکھتا ہے۔ یہ جماعت اسلامی والی' یہ مرزائیوں والی۔ یہ وہ کڑی ہے جو کافر اور منافق دونوں کو ملاتی ہے۔ یہ ماڈرن بن کر دکھاتا ہے کہ میں مسلمان بھی ہوں اور صرف ملاں ہی نہیں ماڈرن بھی ہے۔ اور یہ ہی اصل مجرم ہے' یہ ہی اصل مجرم ہے۔ چھوڑ دو ان باتوں کو اور اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھو اعفی اللحی داڑھی کو معاف کر۔ وہ کہتا ہے معاف کر دوں؟ میں تو اس کی کھال ادھیڑ دوں گا۔ ایسا کاٹوں گا ایسا کاٹوں گا آدھ پون گھنٹہ لگا کر اس کی شکل بنا دوں گا اور اللہ کے رسول ﷺ کیا کہتے ہیں؟ اعفوا اللحی (مشکوۃ کتاب الآداب باب الترجل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) اس کو معاف کر دو۔ جب تو اس کو معاف کر دے گا تیری کلاس بدل جائے گی' تیری پارٹی بدل جائے گی' تیرا گروپ بدل جائے گا۔ لوگ فوراً کہیں گے کہ یہ وہ نہیں ہے۔ اب دیکھو ناں اتنی اتنی داڑھی رکھ کر لوگوں نے صوفی کہہ دیا اور مسلمان ہونے کے

لئے کافی ہے۔ تھوڑی سی داڑھی رکھ لی لوگ صوفی کہنے لگ گئے بس اللہ اللہ! خیر سلا۔

میرے بھائیو! ہمیشہ یہ دیکھا کرو کہ میرا نام اللہ کے رجسٹر میں کہاں ہے؟ اللہ کے دو ہی رجسٹر ہیں۔ ایک اپنی پارٹی کا' ایک شیطان کی پارٹی کا۔ جو اللہ کی پارٹی کا رجسٹر ہے اگر اس میں نام ہے تو آپ خوش قسمت ہیں۔ لیکن اس میں نام کب آتا ہے؟ جب آپ خالص ہو جائیں' صاف ہو جائیں۔ میں بار بار یہ بات کیوں کہتا ہوں؟ میرے دل میں یہ بڑی تڑپ ہے کہ یااللہ جو نمازیں پڑھتے ہیں' جو روزے رکھتے ہیں یااللہ وہ پورے مسلمان نہ ہوئے تو کام نہ بنے گا۔ اور آج کل ہے کیا؟ مسجدیں نمازیوں کے ساتھ بھری پڑیں ہیں لیکن مسلمان کوئی نہیں؟ داڑھیاں بھی رکھتے ہیں دنیا کو خوش کرنے کے لئے' لوگوں کو دکھلانے کے لئے' روزے بھی رکھتے ہیں۔ فلاں کام بھی کرتے ہیں فلاں کام بھی کرتے ہیں لیکن یہ خیال ان کے دل میں بالکل نہیں ہے کہ اللہ اور اسکا رسول ﷺ کیا چاہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے۔ یہ بات ان کے دل میں بالکل نہیں۔ اور قسمت ہے بعض کی۔ باقی رہ گیا چالاکی' ہوشیاری' عقلمندی۔ اگر کسی سیاسی لیڈر نے یا کسی اور داڑھی کٹے میں یا داڑھی منڈے میں زیادہ ہو یہ تو کافروں میں بھی بڑی ہے۔ کافر دیکھ لو بڑے بڑے زیرک' بڑے بڑے دانا' بڑے بڑے تیز۔ دیکھ لو فرعون نے یہی خواب دیکھا تھا کہ شام کی طرف سے آگ آئی ہے اور میرے شہر میں داخل ہو گئی ہے۔ جتنے میری قوم کے گھر ہیں ان کو صاف کر دیا اور جو بنی اسرائیل کے گھر ہیں وہ باقی بچ گئے۔ بس اس نے فورا اندازہ کہ انقلاب آنے والا ہے۔ جو خوابوں کی تعبیر بتانے والے تھے ان سے پوچھا' انہوں نے باقاعدہ کڑیاں ملا دیں کہ ان میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو تیرے لئے مہلک ثابت ہوگا۔ اور اپنی قوم کے لئے ہیرو ثابت ہوگا۔ اپنی قوم کے لئے وہ منجی ہوگا۔ وہ اپنی قوم کیلئے نجات کا باعث ہوگا....

حضرت صفیہ بادشاہ کی بیٹی ' بادشاہ کی بیوی خیبر کی جنگ میں اس کا خاوند بھی قتل ہو گیا۔ اس کے باپ کو بھی صاف کر دیا گیا۔ پکڑی گئی' قیدی بن گئی اور کافروں کے مرد اور عورتیں ہیں ان کو غلام لونڈی بنایا جاتا ہے۔ یہ حضرت داحیہ کلبی کے حصے میں آ گئی۔ حضرت صفیہ کے بارے لوگوں نے کہا یارسول اللہ یہ تو کام ٹھیک نہیں ہوا' بادشاہ کی بیٹی ہے ' بادشاہ کی بیوی ہے اور اتنی خوبصورت ہے کہ یہودیوں میں بھی ایسی خوبصورت نہیں۔ ہمارے اس میں تو ہونا کیا تھا؟ یا رسول اللہ اس کو آپ رکھیں ورنہ چہ میگوئیاں شروع ہو جائیں گیں۔ لوگ حضرت داحیہ کلبی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ آپ نے اس کے بدلے میں اس کو کوئی اور دے دی اور اس کو راضی کر کے اس سے صفیہ لے لی۔ اب وہ لونڈی تھی آپ نے فرمایا میں تیرے ساتھ یہ احسان کرتا ہوں میں تجھے آزاد کرتا ہوں اور تیری آزادی کو ہی مہر مقرر کرتا ہوں میں تیرے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں اب دیکھ لو قسمت سیدھی۔ کہاں کی کافر' کیا حالت ؟ یہودن ... اللہ نے اس کو محمد ﷺ کی بیوی بنا دیا اور آپ نے جب اس کے ساتھ شب زفاف (پہلی رات) اس کے پاس آئے تو آپ نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر نیل پڑا ہوا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگی آج سے چند سال پہلے مجھے خواب آیا تھا کہ مدینے کی طرف سے' یثرت کی طرف سے ایک چاند آیا ہے اور آ کر میری گود میں گر گیا۔ میں بڑی حیران ہوئی تو میں سمجھی اس سے شاید ہمارا کوئی اقبال بلند ہو گا' ہمارا کوئی عیسا اونچا ہو گا۔ اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس نے اٹھا کر ایسا تھپڑ اس کے منہ پر مارا جس سے اس کی انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور نیل پڑ گئے۔ اور وہ کافی دیر تک مٹے نہ۔ کہنے لگا تو مدینے کی بادشاہ کی تمنا کرتی ہے۔ دیکھو کتنی دانائی .... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کیا خواب دیکھتی ہے ؟ اور کوئی ہوتا تو یہ سمجھتا کہ جب مدینے کی طرف سے چاند آیا ہے اور میری گود میں پڑ گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ مدینہ

ہمارے قبضے میں آئے گا۔ خوش قسمتی کی بات ہوتی ہے۔ لیکن دیکھ لو اس کا دماغ کہاں پہنچا کہ تو مدینے کے بادشاہ یعنی محمد ﷺ کی تمنا کرتی ہے۔ ایسا کس لئے اس نے چانٹا مارا کہ اس کے رخسار پر نیل پڑ گیا۔ اس نے وہ خواب بتایا (زاد المعاد ج 2 ص 137 سیرت ابن ہشام ج 2 ص 336' الرحیق المختوم ص 308)

تو میرے بھائیو! لوگوں کی عقلوں کو نہ دیکھو' لوگوں کی مکاریوں اور چالاکیوں کو نہ دیکھو۔ لوگوں کو جہازوں میں اڑتے نہ دیکھو کہ آج یہاں ہے کل وہاں ہے۔ یہ نہ دیکھو کہ کوئی ایم۔اے۔ بن گیا ہے یا اور کچھ بن گیا ہے۔ یہ دیکھو کہ تجھے اللہ نے مسلمان بنایا ہے۔ مسلمان بننے کی کوشش کرو۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو تراویح کا مسئلہ بیان کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ یہ تراویح ایک نفلی عبادت ہے اس کا کوئی تعین نہیں کہ نہ اس سے کم ہو سکتی ہو نہ اس سے زیادہ ہو سکتی ہو۔ یہ ہمارے حنفی مولویوں نے ویسے جھگڑا کھڑا کر رکھا ہے ورنہ صحابہ سے بڑی بڑی تعداد ثابت ہے۔ چھپن تک صحابہ اور تابعین کی رکعتیں ثابت ہیں۔ اصل مسئلہ جس کی بنا پر ہم زور دیتے ہیں آٹھ پر کہ نبی ﷺ نے آٹھ سے زیادہ کبھی نہیں پڑھیں۔ آپؐ نے تین دن جماعت کروائی۔ تین دن پہلے دن شروع رات میں اور دوسرے دن درمیانی رات میں جب کہ آدھی رات کے قریب گزری گی اور تیسرے دن اخیر رات ہیں۔ آپ تراویح کے ساتھ تہجد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی تہجد' آپ کا قیام رمضان ایک ہی چیز تھی۔ فرق یہ تھا کہ آپ رمضان شریف میں آپ بہت لمبا کر دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان یصلی اربعا لا تسئل عن حسنھن و طولھن (رواہ البخاری فی کتاب التھجد باب قیام النبی

باللیل فی رمضان و غیرہ) آپ چار پڑھتے تھے نہ پوچھ کہ وہ کتنی لمبی ہوتیں اور کتنی اعلٰی ہوتیں۔ پھر چار پڑھتے اور کے بعد تین پڑھ لیتے۔ ہم جو کہتے ہیں مسئلہ جو ہے مسنون نماز تراویح آٹھ ہوتی ہے۔ مسنون تعداد یعنی جو نبی ﷺ سے ثابت ہے وہ آٹھ ہے باقی رہا یہ کہ اگر کسی کی آٹھ سے تسلی نہ ہو مثلا وہ صبح کو اٹھے اپنے نفل پڑھ لے دو چار چھ جتنے چاہے پڑھ لے' وتر آخر میں پڑھ لے۔ یہ رمضان شریف کی راتیں ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ جاگنا چاہیے۔ لیکن ہماری بدقسمتی اور اہل حدیثوں کی خاص کر اگر اور دنوں میں ساڑھے نو بجے عشاء کی نماز پڑھیں گے تو رمضان شریف میں نو بجے پڑھیں گے تاکہ ہمیں زیادہ نہ جاگنا پڑے۔ رمضان غیر رمضان برابر ہی ہو... ویسے چلا جائے۔ ہونا یہ چاہیے کہ عشاء کی نماز دیر سے ہو اور پھر یہ ہے کہ تراویح بھی ٹھہر ٹھہر کر آرام سے' دیر سے پڑھی جائے۔

یہ تو تراویح کا مسئلہ ہو گیا۔ اگر کسی نے نفل پڑھنے ہوں۔ تڑکے صبح گھر میں بیوی کو اٹھا دیا کہ کھانا وانا تیار کر۔ اب وہ حقہ تو نہ پیے۔ اس کو چاہیے کہ وضو کر کے نفل پڑھ لے۔ دو چار چھ جتنے چاہتا ہو۔ اور پھر آخر میں وتر پڑھے۔ وتر حدیث میں آتا ہے اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا (رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ المسافر باب صلوۃ اللیل و الوتر' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الوتر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) وتر تمہاری رات کی آخری ہونی چاہیے۔ جب آپ مہر لگانا چاہیں' ختم کرنا چاہیں تو پھر اس کے بعد وتر پڑھیں۔ حضور ﷺ کبھی کبھی بیٹھ کر وتروں کے بعد دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔ یہ عموما نہیں۔ اس میں عام لوگوں کے لئے نہیں۔ یہ حضور ﷺ کا خاصا تھا۔ ہمیں حضور ﷺ کے حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ آپ کے عمل کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل میں تضاد ہو کہ آپ ﷺ نے کہا کچھ ہو اور کیا کچھ ہو ہمیں حکم کو دیکھنا چاہیے عمل کو نہیں

دیکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا خاصہ ہو۔ آپ ﷺ ہمارے جیسے تو نہیں تھے کہ بد عمل ہوں۔ معاذ اللہ! کہ کہیں کچھ اور کریں کچھ۔ ہم کہیں کہ ہم تو آپ کے فعل کو دیکھیں گے۔

س۔ حدیث کے مطابق بتائیں کہ اذان کے بعد فوراً افطار کرنے کے بعد نماز کے واسطے کتنا وقفہ ہوتا ہے؟

ج۔ دیکھئے! جب اذان ہو جائے افطاری کی تو پھر اس کے بعد یہ ہے کہ آدمی کو انتظار کرنا چاہیے تاکہ نمازی جو گھر سے روزہ کھول کر آئیں تو وہ بھی شامل ہو جائیں۔ جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آدمی کھانا کھانا شروع کر دے۔ ایک تو یہ ہے کہ کچھ شربت پیا' کچھ کھجوریں کھائیں' کوئی ایک آدھ پھل دل کھا لیا۔ تو چلو ہو گیا۔ اور اگر کھانا ہی سامنے آ گیا تو صحابہ کھانا کھاتے رہتے جماعت پاس ہوتی رہتی۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب کھانا سامنے آ جائے لا صلوة بحضرة طعام (رواه مسلم' مشكوة كتاب الصلوة باب الجماعت و فضلها عن عائشة رضى الله عنها) پھر کوئی نماز نہیں۔ پہلے کھانا اور بدعتیوں نے کیا ہے کہ کھانا رکھو اور ختم پڑھو اسلام کہتا ہے کھانا آئے تو دیر نہ لگاؤ کیونکہ نیت تو تمہاری اس میں ہے۔ خوشبوئیں آ رہی ہیں اور یہ پڑھ رہا ہے۔ مولوی سب مکاری کی باتیں ہیں۔

س۔ ایک بکرا جو قربانی کی نیت سے پال رہے ہیں اچانک اس کے دائیں کان میں چنے برابر سوراخ ہو گیا ہے۔ اب اس صورت حال میں قربانی جائز ہے کہ نہیں؟

ج۔ دیکھئے! جب آدمی چیز اللہ کی نذر کر دے' قربانی کے لئے مخصوص کر دے تو اگر کوئی عیب بعد میں پیدا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج

نہیں اور اگر اس کی جان کا خطرہ ہو تو پھر اس کو ذبح کر دیں۔ لیکن خود گھر میں اس گوشت استعمال نہ کیا جائے۔ لوگوں میں تقسیم کر دے۔ توجہ سے سن لیجئے گا اگر قربانی کا رکھا ہوا جانور کسی وجہ سے ذبح کرنا پڑ جائے تو پھر اس کو گھر میں نہ کھایا جائے۔ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے اور اگر کوئی معمولی زخم وغیرہ یا کوئی خرابی ایسی ہو گئی ہے کہ آپ نے اللہ کو دے دیا ہے تو اب بہتر صورت یہی ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ اس کو بدل دیا جائے۔ اسے بیچ کر اس سے بہتر قیمت کا لے کر قربانی کی جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب مال ہی اللہ کا ہے نقصان ہے تو اللہ کو ہے فائدہ ہے تو اللہ کو ہے۔ اللہ کو تو آپ نے دے ہی دیا۔ اس لئے یہ گنجائش ہے۔ اسی کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

س۔ حقہ اور سیگریٹ نوشی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج۔ بھئی! اگر آپ سیاسی بات چاہتے تو سارے پیتے ہیں۔ ہم نے سیگریٹ، تمباکو کو برا کہہ کر مار کھائی ہے۔ اور اگر دیانتداری سے پوچھیں کہ منبر پر کھڑے ہو کر دیانتداری کی بات کرو تو تمباکو حرام ہے۔ سیگریٹ حرام ہے اور حقہ حرام ہے۔ اور حرام ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اس میں نشہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نشہ نہیں میں روزانہ پیتا ہوں، میں کہتا ہوں اس کو پلا کر دیکھو جس نے کبھی پیا نہ ہو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اس کا سر چکرائے گا اس کو کوئی ہوش نہ رہے گی۔ اسے کوئی پتہ نہ ہوگا کہ میں کہاں ہوں۔ دیکھو نشے والی کیفیت ہے۔ اس لئے سیگریٹ، تمباکو اور یہ چیزیں جو ہیں حرام ہیں۔ اور بعض بدبخت تو ایسے ہیں جو روزہ اس سے افطار کرتے ہیں۔ اندازہ کرلو یہ بدبختی کی انتہا ہے اور مسلمانو! دل سے مسلمان ہو جاؤ۔ سارے بل

شل نکال دو۔ بس اللہ کا حکم آیا نہیں اور آپ کی گردن جھکی نہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ کا حکم آ گیا اور آپ کی گردن جھک گئی اور اگر آپ کہیں کہ مولوی صاحب کیا کروں بڑی مشکل ہے اور ہاتھ پھیرتے رہیں۔ اور داڑھی نہ رکھیں اور یاد رکھئے گا اس جملے کو اس کو گھر جا کر اپنی کاپیوں پر نوٹ کر لو جیسا معاملہ ' جیسا سلوک آپ اللہ کے ساتھ کریں گے ویسا سلوک اللہ آپ کے ساتھ کرے گا۔ اس کو بھولو گے تو نہیں۔ اس کو نوٹ کر لو۔ جیسا آپ اللہ کو سمجھیں گے ' جو سلوک آپ اللہ کے ساتھ کریں خدا کی قسم ! وہی سلوک اللہ آپ کے ساتھ کرے گا۔ دیکھو کسی کے گھر شادی ہو مہمان آ رہے ہوں۔ آپ چاہیں کہ کوئی آپ کو پوچھے آپ کا دل کیا کہے گا بالکل یہی حالت ہے اللہ نے دنیا کا نظام چلایا ہی ایسا ہے۔ اپنے مقابلے میں بیوی کو کھڑا کر دیا' اپنے مقابلے میں خاوند کو کھڑا کر دیا۔ اپنے مقابلے میں دنیا کی حکومتوں کو کھڑا کر دیا۔ برادری کو کھڑا کر دیا۔ اور اللہ بھی ان میں سے ایک بن گیا اور آپ سارے آ رہے ہیں' اللہ بھی آ رہا ہے اور باقی بھی آ رہے ہیں تو اب یہ ہے کہ اللہ کو سب سے پہلے سیٹ دے " اللہ " تو رب العالمین ہے تو ہمارا بادشاہ ہے تیرا حق بہت ہے۔ تو جو کہے گا وہی ہو گا۔ باقی سب پیچھے۔ تم پیچھے ہٹو' تم پیچھے ہٹو۔ بھئی اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے اور اگر آپ نے داڑھی منڈوں کو آگے کیا' دولہے کو آگے کیا۔ فلاں کو آگے کیا' فلاں کو آگے کیا۔ اور اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ نہ کر' میرا تیرا رب ہوں۔ یہ نہ کر... چپ چپ تو پیچھے رہ۔ تو کیا آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ خدا آپ کو بخش دے گا۔ خدا آپ کو وہاں Welcome کرے گا۔ قرآن مجید سلام قولا من رب رحیم اللہ ! اللہ ! جو اللہ کی پارٹی کے لوگ جنت میں جائیں گے۔ وہ

اپنے جنتوں میں عیش کریں گے۔ خدا ان کو جنتوں میں سلام کرے گا۔ "یہ سورہ یس ہے۔ لوگ اسے بہت پڑھتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہتی کیا ہے سلام قول من رب رحیم (36 : یس : 58) اللہ اپنی پارٹی کے لوگوں کے گھروں میں جائے گا۔ ان کی جنتوں میں جائے گا اور جا کر ان سے سلام کہے گا۔ کس قدر خوش قسمتی ہے لیکن کس سے کہے گا۔ یہ ہمارے جیسے مکاروں سے ' فریب کاروں سے جو خدا کو بھی دھوکہ دیتے ہیں یخادعون اللہ و الذین امنوا (2 : البقرۃ : 13) اس لئے میرے بھائیو! ایک نصیحت ہے کہ بل شل نکال دو اور بالکل سدھے ہو جاؤ۔ جس مسئلے کا آپ کو پتہ لگ جائے کہ اسلام کا یہ حکم ہے۔ شریعت کا یہ حکم ہے۔ اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ بالکل کچھ ہو جائے۔ اور اگر کبھی غلطی ہو جائے تو فورا اللہ کے آگے گر جاؤ۔ یااللہ اللھم انی اعوذبک من غضبک یااللہ! میں تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ ساری دنیا ناراض ہو جائے۔ اگر تو میرا دوست رہا تو کوئی میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا اور اگر ساری دنیا مجھ سے خوش ہو تو مجھ سے ناراض ہو تو پھر کیا حال ہوگا۔ وہی جو بھٹو کا حال ہوا۔ اس لئے میرے بھائیو! روزے بھی رکھو' نمازیں بھی پڑھو لیکن مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ اسلام اور چیز ہے۔ وہ اس روزے اور نماز سے بالاتر چیز ہے۔ وہ کیا ہے؟ بالکل سیدھا کرنا۔ اپنی اکڑیں توڑ دینا۔ اپنے اندر سادگی پیدا کرنا۔ عاجزی انکساری یہ بالکل نہ چاہنا کہ سوسائٹی میں میرا کیا کام ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا تھی یااللہ! مجھے میری نگاہ میں ہلکا کر اور لوگوں کی نگاہ میں مجھے اونچا کر۔ اور خدا یہ وعدہ کرتا ہے کہ جو بندہ اپنے آپ کو میری خاطر ذلیل کرے گا' سادہ بنے گا' یوں Upto Date نہیں بنے گا۔

اب میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میں جنٹل مین ' پروفیسر' ڈاکٹر' کلرک' بابو اور میری بیوی ولی ہو ' سفید برقعے والی ہو اور میں یہ برداشت نہیں کروں گا۔ سو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یوں سمجھو جیسے اللہ تعالیٰ آپ کا دوست ہے اور میں آپ کو ایمان کی نشانی بتاؤں۔ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ آپ کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہو جائے۔ اللہ کی محبت جب پیدا ہو جاتی ہے ایک تو آدمی کا حوصلہ بڑا ہوتا ہے دوسرا پھر آدمی کو اللہ پر مان بڑا ہوتا ہے۔ کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جو ہوتا ہے ہونے دو۔ اور پھر واقعتا اللہ محبت کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جو بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو خدا جبرائیل کو بلاتا ہے اور کہتا ہے فرشتوں میں جا کر اعلان کردے کہ فلاں بندہ میرا دوست ہے۔ فرشتے زمین پر آتے ہیں اور پھر زمین میں آکر نیک لوگوں کے دلوں میں جو اللہ کی پارٹی کے ہیں ان کے دلوں میں فرشتے یہ بات ڈالتے ہیں فلاں بندہ بہت نیک ہے تو اس سے ملا ہے یا نہیں ملا۔ تیری دوستی اس سے ہے یا نہیں۔ اس سے محبت رکھو۔ یہ اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (رواہ احمد ' مشکوۃ کتاب اسماء اللہ باب سعة رحمة الله عن ثوبان [redacted]) خدا ایک ایسا نظام قائم کر دیتا ہے ۔ اس لئے میرے بھائیو! تجربہ کرو۔ اللہ سے محبت کرو۔ آپ کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔ آپ دیکھیں گے پھر آپ کے لئے قربانی کرنا بڑا آسان ہو جائے گا۔ چھوڑ دینا' ترک کر دینا' گناہوں کو' سوسائٹی کو' گندے معاشرے کو' گندے ماحول کو' ان چیزوں کو چھوڑنا پھر آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ یہ جو ہم نہیں چھوڑتے اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ سے یاری نہیں' اللہ سے دوستی نہیں۔

دیکھئے ! یہ نشانی بھی یاد رکھئے روزہ افطار کرنے میں دیر نہ لگایا کریں۔ دیکھو ہمارے مسلمانوں میں شیعہ کا فرقہ سب سے زیادہ اسلام سے دور ہے۔ اور یہودیوں کے قریب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا روزہ جلدی افطار کیا کرو۔ روزے کو دیر سے افطار کرنا یہودیوں اور عیسائیوں کی خصلت ہے (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصوم باب ما یستحب من تعجیل الفطر، و مشکوۃ کتاب الصوم باب مسائل متفرقہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) اور پھر شیعہ کے قریب بریلوی اور پھر دیوبندی۔ شیعہ تو بہت آگے کھولتے ہیں۔ یہ قریب قریب ان سے دیر سے کھولتے ہیں اور جو اللہ کی پارٹی ہے وہ روزہ بہت جلدی افطار کرتے ہیں۔ جلدی کے یہ معنی نہیں کہ سورج کھڑا ہی ہو۔ سورج غروب ہو جائے تو پھر دیر نہیں لگاتے۔ یہ جی ! سرخی ہے، یہ جی ! یہ ہے۔ دو منٹ اور ٹھہر جاؤ، جی ! تین منٹ اور احتیاط کر لو۔ یہ سب کچے لوگوں کا کام ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو آدمی آئے۔ ایک آدمی دیر سے روزہ افطار کرنے کا عادی تھا کہ تھوڑی سے دیر کر لیں۔ اور ایک جلدی تو وہ کہنے لگیں وہ جو جلدی کرتا ہے صحیح ہے۔ نہیں وہ جو جلدی کرتا ہے وہ صحیح ہے وہ حق ہے۔ یہ نشانی ہے۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ، کتاب الصوم باب من مسائل متفرقہ عن ابی عطیۃ رضی اللہ عنہما) نماز ٹکا کر پڑھنا یہ نشانی ہے اللہ کی پارٹی والے کی، روزہ جلدی افطار کرنا یہ اللہ کی پارٹی کی نشانی ہے۔ سحری دیر سے کھانا، کب تک کھانا۔ چار بج کر پچاس منٹ عین کھانے کا وقت ہے۔ ہماری جماعتیں کب ہوتی ہیں۔ پانچ بجے۔ پانچ بجے جماعتیں ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا کیا حال تھا۔ سحری بند کر کے نماز کا اتنا فرق ہوتا تھا جتنا پچاس آیتوں کا

(صحیح مسلم باب فضل السحور عن زید ﷺ) آپ نے
سنا یعنی آپ کی سحری ختم کرنے میں اور نماز کے کھڑے ہونے میں اتنا
فرق ہوتا تھا جتنا کہ پچاس آیتیں پڑھی جائیں۔ اور یہ آدھا آدھا گھنٹہ '
پون پون گھنٹہ پہلے ہی کھا پی سو جانا یہ بدعتی لوگوں کا کام ہے۔ اللہ کی
پارٹی کا کام نہیں۔ یہ نشانیاں ہیں چھوٹی چھوٹی نشانیاں ہیں جو اللہ کی
پارٹی والے ہیں ان کی ۔ یہ نشانیاں ہیں اور میں نے آپ کو بتایا ہے
کہ پارٹیاں دو ہیں ... اپنے دل سے پوچھا کریں کہ منافقوں کی پارٹی
میں ہیں یا اللہ کی پارٹی میں ہیں یا شیطان کی پارٹی میں ہیں۔ اصل میں
منافقوں کی پارٹی بھی شیطان کی پارٹی ہے۔ لیکن بظاہر ہمیشہ یہ کوشش
کریں کہ مجھے اللہ اپنی پارٹی میں شامل کر لے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ
اگر اللہ نے زندگی رکھی تو اگلے جمعے بتائیں گے کہ اللہ کی پارٹی کی
خاص خاص نشانیاں کیا ہیں ؟

ان اللہ یامر بالعدل و احسان.....

خطبہ نمبر 52

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین امنوا و الذین ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم (2 : البقرۃ: 218)

میرے عزیز ساتھیو' دوستو! جس مشن پر آپ لوگ آئے ہوئے ہیں' جہاد کے جذبے کے تحت اس کا حاصل اور اس کا نتیجہ شہادت ہے۔ شہادت ایک بہت اونچا درجہ ہے۔ بہت اونچا مقام ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں' سب تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ نماز پڑھنے والا بھی تکلیف اٹھاتا ہے نماز پڑھتا ہے لیکن اس میں جان کا خطرہ نہیں ہوتا۔ زکوۃ دینے والا بھی مال کا تحفہ اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لیکن شہادت والا اپنی جان جیسی چیز جس کے لئے آدمی سب کچھ قربان کرتا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے سارے جتن کرتا ہے۔ شہادت میں آدمی اپنی جان تحفہ کے طور پر میں اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ جان سب سے زیادہ عزیز ہے۔ انسان جان کے لئے سب کچھ کرتا ہے۔ جب انسان جان ہی اللہ کے سامنے رکھ دے' اس کو ہتھیلی پر لئے پھرے اور ہر وقت تیار رہے تو پھر یہ درجے والی چیز کیوں نہ ہوگی۔ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ عزوجل نے ایک خاص ترکیب کو

ملحوظ رکھا ہے۔ اِنَّ الذین اٰمنوا کہ جو لوگ ایمان لے آئیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ کلمہ پڑھ لیں۔ یہ پہلی شرط ہے۔ اگر آدمی مسلمان ہی نہ ہو تو پھر اگر جان دے دے کسی مشن میں یا کوئی مذہبی مشن ہو یا کسی اور قسم کا مشن ہو تو وہ بیکار ہے۔ کیوں؟ اللہ جان کا تحفہ جو قبول کرے گا تو وہ کیسے؟ اور کسی سے ؟ اور تحفہ ہمیشہ دوست سے قبول کیا جاتا ہے۔ اور دوست نہ ہو تو اس کے تحفے کو تو دیکھا ہی نہیں جاتا۔ کوئی آدمی .... کوئی شادی ہو' کوئی خوشی کا موقع ہو اور کوئی اجنبی آ کر کوئی تحفہ دے تو آپ کہیں گے کہ بھئی آپ کون ہیں ؟ میں آپ کو جانتا ہی نہیں۔ یہ تحفہ کیسا۔ اگر آپ کا دوست تحفہ دے' آپ کا کوئی رشتے دار تحفہ دے تو پھر آپ قدر کریں گے۔ ٹھیک ہے یہ میرا دوست ہے۔ تو تحفہ ہمیشہ دوست کا قبول کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ عز و جل نے فرمایا۔ اگر کوئی جان کا تحفہ پیش کرے' شہادت کی صورت میں تو پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو' مسلمان ہو' کیونکہ بغیر ایمان اور مسلمان کے ساری دنیا میرے لئے برابر ہے۔ یہ جتنے جانور ہیں .... گھوڑا ہے' گدھا ہے' کتا ہے' سور ہے... یہ جتنی چیزیں اور انسان سب اللہ کی مخلوق ہے۔ یہ سب برابر ہیں کہ اللہ خالق اور باقی سب مخلوق خواہ کوئی بھی چیز کیوں نہ ہو۔ سب کا تعلق اللہ کے ساتھ برابر ہے لیکن جب بندہ کلمہ پڑھ کر یہ کہہ دیتا ہے کہ اللہ میں تجھے الہ تسلیم کرتا ہوں' تیرے سوا کوئی الہ نہیں تو اللہ کہتا ہے کہ تیرا میرا خاص تعلق ہو گیا۔ مخلوق میں سے تو میرا ہو گیا ہے۔ باقی سب مخلوق ہے جیسا کہ آپ پشاور جائیں اور پشاور میں آپ کو کوئی جانتا نہ ہو' کسی سے کوئی تعلق نہ ہو' پشاور کا سارا شہر آپ کے لئے برابر ہے۔ آپ ٹھہرنے کے لئے سوچیں گے کہ میں Station پر ٹھہر جاؤں یا کسی ہوٹل میں ٹھہر جاؤں' کسی مسجد میں ٹھہر جاؤں۔ ساری دنیا آپ کے لئے پشاور کے لوگ آپ کے لئے برابر ہوں گے۔ لیکن اگر پشاور میں آپ کی کسی سے رشتہ داری ہو جائے تو پھر آپ سارے پشاور کے رہنے والوں کو چھوڑ کر خاص

گھر جائیں گے کہ وہ میرا ہے۔ آپ کا تعلق جو اس سے قائم ہو گیا ہے۔ اس اعتبار سے شہر تھا' پوری مخلوق تھی سب آپ کے لئے برابر تھا۔ لیکن جب تعلق قائم ہو گیا۔ آپ سے نسبت قائم ہو گئی۔ آپ کو وہ گھر' اس گھر کے لوگ سب سے زیادہ عزیز' سب سے زیادہ پیارے۔ آپ کو ان سے ہمدردی ہوگی۔ ہر طرح سے آپ ان کا دفاع کریں گے۔ وہ آپ کا دفاع کریں گے۔ اور اگر خدا نخواستہ کوئی صورت ایسی بن جائے کہ اس رشتہ دار سے بگاڑ ہو جائے تو پھر آپ پشاور جائیں گے تو اس گھر آپ کبھی نہ جائیں گے خواہ کسی اور کے گھر چلے جائیں۔ کیوں ؟ تعلق ٹوٹ گیا ناں ! تعلق ٹوٹ جانے کے بعد نفرت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلے سے یہی وجہ ہے کہ آج کل کا مسلمان اللہ کو کافروں سے بھی زیادہ برا لگتا ہے۔ کافر تو پہلے بھی دور تھے' ان سے تو کوئی رشتہ تھا ہی نہیں لیکن مسلمان اللہ سے رشتہ قائم کر کے اب دور ہو گیا ہے اور اللہ کو بدنام کرتا ہے۔ اس کے نبی کو بدنام کرتا پھرتا ہے' اس کے دین کو' اسلام کو بدنام کرتا پھرتا ہے۔ اللہ کا غضب اس پر کیوں نہ ہو۔ دیکھ ! اللہ کا اصول دنیا کے کافروں کے ساتھ اور ہے مسلمانوں سے اور ہے۔ کافروں کے ساتھ اللہ کا اصول یہ ہے کہ تم جتنی محنت کرو گے اتنا میں تم کو بدلہ دے دوں گا۔ تم پڑھو گے' تم بڑے بڑے سائنس دان بن جاؤ گے' بڑے بڑے فلاسفر بن جاؤ گے۔ جیسا کہ امریکہ میں یورپ میں' فلاں ملک نے کتنی ترقی کی ہے اور کسی لائن میں' کسی فیلڈ میں کام کرو گے تو ترقی کرتے جاؤ گے۔ جتنی محنت کرتے جاؤ گے' جتنی محنت کرو گے میں تمہیں اس کا اتنا ہی پھل دنیا میں دیتا جاؤں گا۔ لیکن مسلمان سے اللہ کا قانون قاعدہ کیا ہے؟ مسلمان اگر تو محنت بھی کرے گا میں تجھے پھر بھی کچھ نہیں دوں گا۔ چنانچہ دیکھ لو مسلمان ساری دنیا میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں ۔ اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہ خدا کے رشتے دار تھے۔ ان کا خدا سے خاص تعلق تھا' اب ان سے خدا کو خاص دشمنی ہے۔ جیساکہ رشتہ دار سے بگاڑ ہو جائے اس سے خاص دشمنی ہوتی ہے'

غیروں سے دشمنی نہیں ہوتی اور ایسے آدمی کو اسلام کی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ منافق۔ آدمی مسلمان ہونے کے بعد یا تو معیاری مسلمان ہو گیا' خدا کا دوست ہو گیا اور اگر مکاری کرتا رہا' چالاکیاں کرتا رہا تو منافق ہو گیا تو پھر ایسا دشمن ہو گیا۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (4 : النساء : 145) کافر اوپر ہو گا اور منافق اس کے نیچے ہو گا۔ تین ہی طرح کے گروپ بنتے ہیں : کافر جو سرے سے ہی نہیں مانتے یا مخلص مومن جو دل سے مانتے ہیں۔ و اللہ ولی المتقین (45 : الجاثیہ : 19) اللہ ان کا دوست ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے دوست ہو جاتے ہیں یا پھر چالاکیاں کرنے والا' مکاریاں کرنے والا .... ہمارے جیسا منافق۔ اس منافق سے خدا کو مومن سے جتنی محبت ہوتی ہے' کافر سے جتنی دشمنی ہوتی ہے اس کا نمبر درمیان میں ہے۔ یہ سب سے ٹاپ پر ہوتا ہے۔ خدا کا غضب اس پر' خدا کی نفرت اس سے ۔ ہر طرح سے خدا اس کو ذلیل کرتا ہے۔

میرے بھائیو ! شہادت جس کے بارے میں' میں ذکر کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے جان کا تحفہ پیش کرنا۔ پھر اس کو لینے سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اس کی میرے ساتھ کوئی رشتہ داری بھی ہے۔ تو مجھے جانتا بھی ہے' پہچانتا بھی ہے۔ دیکھو جی ! اللہ کی جان پہچان کیسے ہوتی ہے کہ آدمی خدا سے تنہائی میں کہے اللہ ! مجھے بخش دے ! میرے حال پر رحم کر۔ اللھم لا الہ الا انت اے اللہ ! تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں۔ یہ اللہ سے دوستی ہے۔ یہ اللہ سے تعارف ہے جس کی خدا سے دوستی نہیں۔ خدا سے تعارف نہیں ہے۔ اگر وہ شہید ہو جائے تو خدا اس کے جان کے تحفے کو قبول نہیں کرتا۔ اگر وہ صدقہ کرے تو خدا اس کے مال کے تحفے کو قبول نہیں کرتا۔ اگر وہ نمازیں پڑھے تو اللہ اس کی نمازیں قبول نہیں کرتا۔ اگر وہ حج پڑھ آئے تو اللہ اس کے حج کو قبول نہیں کرتا۔ سب چیزوں کا جواب ایک ہی بات کہ تو میرا ہے ہی نہیں' میں تیرا تحفہ لیتا ہی نہیں۔ قصہ ہی

ختم۔ اس لئے جو آدمی یہ چاہے کہ مجھے ثواب ملے تو اس کو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ میری خدا سے کوئی لو بھی ہے ؟ خدا سے میرا تعلق بھی ہے ؟ خدا میری عبادت کو، میرے تحفے کو، میری قربانی کو، میرے ایثار کو قبول کرے گا بھی۔ تو اس لئے اللہ نے فرمایا ان الذین امنوا جو لوگ اللہ سے رشتہ قائم کر لیتے ہیں، اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں ایمان لے آتے ہیں۔ یہ جو اللہ کی صفتیں ہیں ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ دل سے اسلام کے عقائد کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے بعد والذین ھاجروا ایمان لانے کے بعد ہجرت والا کام دیکھو۔ ہجرت کے معنی ہوتے ہیں مطلق چھوڑنا، ملک کو چھوڑنا، ملک کو چھوڑ دینا، گھربار کو چھوڑ دینا، گناہوں کو چھوڑ دینا یہ سب ہجرت ہے۔ کسی جگہ تو وطن کو چھوڑنا ہجرت ہے۔ کسی جگہ اپنے گھر والے والدین کو، اپنے رشتہ داروں کو چھوڑنا ہجرت ہے۔ کسی وقت ہجرت کیا ہے؟ المحاجر من ھاجر ما نھی اللہ عنہ و رسولہ (رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون، مشکوۃ کتاب الایمان عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) مہاجر کون ہوتا ہے جو باز آ جائے جو چھوڑ دے ہر اس چیز کو جسے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ تو پہلی بنیاد کیا ہوئی؟.... جو ایمان لے آئے۔ خدا سے Text کرے اسلام اور ایمان کیا ہے۔ یہ خدا اللھم انت ربی و انا عبدک کہ یااللہ ! میں تیرا بندہ ہوں تو میرا رب ہے انت ربی و انا عبدک خدا سے یہ سودا کرے۔ پھر اس کے بعد اس کی تصدیق کے لئے پھر کام کرے اور کام کیا کرے ؟ سب سے پہلے ناراضگی کے اسباب کو دور کر دے۔ کیونکہ اللہ ناراض کس سے ہوتا ہے ؟ گناہوں سے۔ ہجرت کیا ہے ؟ المھاجر من ھاجر ما نھی اللہ کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ دیکھو دوست ناراض کب ہوتا ہے۔ جب اس کا دل دکھے گا اور اللہ ناراض کب ہوگا، جب اس کی نافرمانی ہوگی۔ تو اس لئے ایمان کے بعد سب سے اہم کام جو ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا

کام نہ کرے جس سے یہ خدشہ ہو کہ میرا دوست روٹھ جائے گا۔ اللہ ناراض ہو جائے۔ جب اللہ ناراض ہو جائے گا تو دوستی ٹوٹ جائے گی' رشتہ ٹوٹ جائے گا' اللہ روٹھ جائے گا۔ پھر وہی اجنبی والی بات ہوگی اور بالکل اللہ کے لئے اجنبی بن جائیں گے۔ اور اسلئے دوسرا Step جو ہے وہ یہ ہے کہ ان الذین امنوا جو ایمان لے آتے ہیں۔ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں والذین هاجروا اور وہ ہجرت کرتے ہیں۔ پھر جیسا موقع ہوتا ہے ویسا کام کرتے ہیں۔ اگر والدین اس کے دین میں اللہ کی دوستی میں مخل ہوتے ہیں تو وہ والدین کو چھوڑ دیتا ہے۔ اگر اس کا وطن ' اس کی قوم ' اس کی برادری ' اس کا ماحول اس کے ایمان میں مخل ہوتا ہے۔ اللہ کی دوستی کو خراب کرتا ہے۔ وہ چھوڑ دیتا ہے۔ تو ایمان لانے کے بعد دوسرا نمبر یہ ہے کہ وہ اللہ کو ناراض کرنے کے تمام اسباب ختم کر دیتا ہے۔ اس کے بعد والذین هاجروا و جاهدوا فی سبیل الله کیونکہ پہلے نفرت دور ہوگی۔ پھر محنت کرے گا تو محنت قبول ہوگی۔ دیکھو ناں پہلے پرہیز پھر علاج۔ پہلے بدبو کو دور کرو' خوشبو لگاؤ تو خوشبو پھیلے گی اور اگر چوہا مرا پڑا رہے تو آپ اگربتیاں لگاتے رہیں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ بدبو بڑھ جائے گی' چھا جائے گی۔ خوشبو نہیں آئے گی۔ پہلے گندگی کو دور کر لو ' پہلے غلاظت کو دور کر لو' پہلے نفرت کے اسباب کو دور کر لو' پھر کوشش کر لو اللہ کی دوستی کا جو تم نے دعوی کیا ہے۔ ایمان کے تحت وہ پختہ ہوتا جائے گا اور وہ کیا ہے۔ اللہ کی راہ میں محنت کرو' کام کرو' جو چیز تمہاری ڈسپوزل ہے' تمہارے قبضے میں' تمہارے تصرف میں ہے اس کا اس انداز سے استعمال کرو کہ اللہ راضی ہو جائے۔ والدین ہوں ان سے تعلق ہو۔ اس اعتبار سے چونکہ اللہ کا حکم ہے اور اگر والدین اللہ کے حکم کے خلاف کوئی بات کہیں تو ابا جی سے صاف کہہ دیں ابا جی دنیا کی کوئی بات ہوگی تو اس بات کو کبھی رد نہیں کروں گا۔ لیکن اگر آپ نے دین کے کام سے مجھے روکا تو اللہ کا حق فائق ہے تو آپ کی بات کو بالکل نہیں مانوں گا۔ یہی انداز بیوی کے

ساتھ' یہی اولاد کے ساتھ کہ اللہ کو ناراض کرکے کسی چیز کا حصول' کسی چیز کو رکھنا' کسی چیز سے محبت یہ مومن کی شان سے بہت بعید ہے۔ پھر اس کے علاوہ محنت کرنا' نمازیں پڑھنا' روزے رکھنا' صدقہ خیرات کرنا' حج کرنا' خدا کی راہ میں قربانی دینا خواہ جانور کی قربانی دے یا اپنی جان کی قربانی دے و جاھدوا فی سبیل اللہ ایمان لاتے ہیں' نفرت کے اسباب کو دور کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد خدا کی راہ میں محنت کرتے ہیں اور محنتوں میں سب سے بڑا کام کیا ہے؟ جان کی قربانی کرنا۔ یہ آخری چیز ہے۔ دیکھ لو۔ جہاد یہ بھی ہے کہ آپ قلم سے اللہ کے دین کو پھیلائیں اور جو خدا کے دین کے باغی ہیں' غدار ہیں دشمن ہیں ان سے آپ جنگ لڑیں۔ لیکن کیونکہ اس میں جان کو تو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ قلم کا زور ہے چلتا رہتا ہے۔ بوڑھا بھی کر سکتا ہے۔ اور جوان بھی کر سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ مال ہے۔ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے' مسجدیں بنائیں' کفر کو دور کریں' بدعات کو دور کریں' شرک کو رد کریں' شیعہ کا جو کام ہے ان کا رد کریں۔ یہ بھی جہاد کی صورت ہے کہ آپ زبان سے جہاد کرتے ہیں لیکن سب سے بڑا جہاد وہ ہے جو ہاتھ سے کیا جائے' تلوار سے کیا جائے' گولی سے کیا جائے' اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر پیش کرتا ہے۔ یہ آخری درجہ ہے۔ و جاھدوا فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اپنی جان کو لئے پھرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کروں یا اور کوئی چیز خرچ کروں' میں تو اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ مجاہد کی شان ہے۔ پھر فرمایا اولئک یرجون رحمت اللہ اس قسم کے آدمی اللہ کی رحمت کی امید رکھ سکتے ہیں۔ یہ جن کو تین Step میں' تین درجوں میں اللہ نے جن کی بات بیان کی ہے فرمایا کہ جب مر کر اس دنیا سے جائیں گے اولئک یرجون رحمت اللہ ان کا حق ہے۔ ان کو حق پہنچتا ہے کہ خدا کی رحمت کے امیدوار ہوں کہ میرا اللہ دوست ہے۔ میں نے اللہ سے دوستی لگائی تھی۔ تمام ناراضگی کے اسباب کو میں دور کرتا رہتا تھا۔

اس کو خوش کرنے کے' اس کو راضی کرنے کے اسباب تلاش کرتا رہتا تھا۔ حتی کہ میں اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔ وہ میرا ضرور دوست ہے اور مجھ پر رحم کرے گا۔ اولٰئک یرجون رحمت اللہ یہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید کر سکتے ہیں اور اگر صرف کوئی نعرہ ہی لگائے' نعرے ہی لگاتا رہے' کرے کرائے کچھ نہیں دین کا خیال ہی نہیں ۔ وہ پھر کون ہوگا ؟ منافق۔ کسی سے کہے گا کہ میں تیرا دوست ہوں اور چند دن کے بعد اس کو پیسے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ جھنڈی دکھاوے۔ اس کو ضرورت پڑ جائے' میرا کام الجھ گیا ہے' میری کچھ مدد کر۔ میرے ساتھ چل' کہے جی مجھے تو فرصت ہی نہیں۔ تو وہ کیا کہے گا بڑا بے ایمان ہے۔ کل یہ دعوی کرتا تھا دوستی کا اور جب ضرورت پڑی تو بالکل جھنڈی دکھا دی۔

اسی طرح سے جو کلمہ پڑھنے کے بعد ایمان لانے کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد پھر نہ خدا کی ناراضگی کی فکر کرتا ہے نہ خدا کی رضا کی اس کے دل میں طلب ہے اور وہ اسلام کا دعوی کرتا ہے تو اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ خدا کی رحمتوں کی امیدیں رکھے۔ لوگ کہتے ہیں خدا غفور رحیم ہے .... اللہ نے بتا دیا کہ جاہلو اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میرے اصول کو سمجھ لو' رحمت کی امید وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کا میں نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ تو ہم چونکہ سیکھنے کے لئے آئے ہیں اور ایک بہت بڑے مشن پر آئے ہیں تو اس لئے ہمیں اس کام کو جاری رکھنے کے لئے اپنے نفس کو دیکھنا چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں۔ گناہ ایک داغ ہے۔ جب سفید کپڑے پر لگ جاتا ہے تو اس کو داغ دار بنا دیتا ہے۔ ہر ایک دیکھ کر اس سے نفرت کرتا ہے گناہ ایک پلیدی ہے جس سے آدمی کا ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ گناہ خدا سے جو محبت ہے اس کے لئے قینچی ہے۔ وہ خدا کی محبت کو کاٹ دیتا ہے۔ اور آدمی خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجاہد کے لئے بہت ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ

وہ اپنے نفس کو دیکھے' اپنے کردار کو درست کرے۔ سب سے پہلے اپنے عقیدے کو درست کرے۔ کیونکہ جس کا عقیدہ صحیح نہیں اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ اور عقیدے کے معنی کیا ہیں ؟ اللہ کی ذات جو اس کی شان ہے' جو اس کا مقام ہے' اس کو پہچان کر دل سے تسلیم کرے اللہ نے جو مقام نبی کا رکھا ہے وہ مقام نبی کو دے۔ جو مقام اس نے بزرگوں کا رکھا ہے والدین کا رکھا ہے' استادوں کا رکھا ہے' عالموں کا رکھا ہے' اماموں کا رکھا ہے۔ ہر ایک کو اس اس کے مقام پر رکھے اور اگر وہ گیند کی کھیل کبھی وہ اوپر وہ نیچے۔ کبھی وہ اوپر وہ نیچے۔ کبھی رسول اوپر اللہ نیچے' کبھی امام اوپر رسول نیچے۔ کبھی رسول اوپر اللہ نیچے' کبھی امام اوپر' رسول نیچے کبھی رسول اوپر امام نیچے۔ کھیل کھیلتا رہے گا۔ برباد ہو گیا۔ اس کا عقیدہ ہی صحیح نہیں۔ دیکھو ایمان کسے کہتے ہیں ایمان کے معانی ہیں اس کو پہچان کر اس کے مقام کو دل سے تسلیم کر کے' دیکھو اللہ کا مقام کیا ہے کہ وہ الہ تسلیم کرنا دل سے' پیغمبر کا مقام کیا ہے۔ یہ کہ وہ خدا کی طرف سے پیغام لے کر آتا ہے اور اللہ اس کو یہ حق دیتا ہے کہ لوگو! اس کی اتباع کرو اور جو کہے اس کے پیچھے چلو۔ اگر کوئی یہ درجہ امام کو دے دے تو نے نبی کا شریک اس کو بنا دیا۔ اللہ نے تو نبی کو مقرر کیا تھا۔ اس نے اس کو دوسرے کے ساتھ مقرر کر دیا۔ عقیدہ برباد ہو گیا۔ ہماری دنیا میں جنگیں کرنے والے' جہاد کرنے والے بہت لوگ ہیں۔ یہ کس طرح آپ کے سامنے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس حقیقت کو نہیں سوچا کہ ہم جو جان کا تحفہ دینے کے لئے اللہ کے پاس آئے ہوئے ہیں پہلے ہم یہ تو دیکھ لیں کہ ہمارا عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ تم کبھی یہ تو دیکھ لیا کرو۔ اپنے مقصد کے لئے جان کافر نہیں دیتے۔ کیا ہندو اپنے ملک کے لئے نہیں لڑتا۔ کیا ہندو اپنی قومیت کے لئے نہیں لڑتا۔ کیا سکھ 'کیا عیسائی مختلف اپنے مشن کے تحت مختلف مقاصد کے تحت اپنی جانیں پیش نہیں کرتے۔ کیا ان کو ثواب ملے گا۔

کیا اللہ ان سے راضی ہو جائے گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہیں یہ دیکھنا چاہیے اپنی جان کا تحفہ پیش کرنے سے پہلے کہ میں اللہ سے صحیح تعلق قائم کروں۔ اور اپنے ایمان کو درست کروں۔ اگر ایمان ہی درست نہیں تو اسلام کی بنیاد ہی صحیح نہیں۔ دیکھو اسلام جو ہے اس کی مثال احادیث میں عمارت کے ساتھ دی گئی ہے۔ بنی الاسلام علی خمس اسلام کی بنیاد جو ہے اس کی تعمیر پانچ چیزوں پر ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ یہ عقیدہ ' پھر اس کے بعد نماز' روزہ' حج' زکوۃ وغیرہ۔ یہ ساری کی ساری چیزیں۔ اچھا ان پانچ چیزوں کی بنیاد بنی الاسلام علی خمس (رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب نبی الاسلام علی خمس مشکوۃ کتاب الایمان فصل لول) ان پانچ چیزوں کی Seatting کیا ہے؟ کہ چار چیزیں اوپر کھڑی رہ جاتی ہیں اور پہلی چیز جو ہے وہ زمین میں غائب ہو جاتی ہے۔ دیکھو مکان کیسے بنتے ہیں۔ مکان جب بنتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ چاردیواریں کھڑی کی جاتی ہیں۔ چار دیواریں کھڑی کی جاتی ہیں۔ چار دیواروں پر چھت پڑ جاتی ہے۔ لیکن یہ سب جو ہیں یہ چھت اور یہ دیواریں ان پانچوں چیزوں کو کون اٹھاتی ہے ؟ بنیاد اور وہ بنیاد غائب ہوتی ہے' نظر نہیں آتی۔ لیکن اس کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے عقیدہ کیا چیز ہے جو دل میں ہو وہ عقیدہ عقد سے ہے۔ یہ "عقد نکاح" عقد کے معنی گرہ دینا۔ عقود ہو یا عقد۔ جو چیز نیچے بیٹھ جائے۔ اب قاعدہ کو قاعدہ کیوں کہتے ہیں ؟ جا' بیٹا قاعدہ لے کر آ۔ اب قاعدہ کیا ہے ؟ جس میں الف ' ب ' ت ' ث ' ج ' ح خ لکھا ہوتا ہے۔ اب بظاہر کوئی چیز بھی نہیں خواہ وہ B.A پڑھ جائے خواہ وہ ایم۔اے پڑھ جائے خواہ وہ بہت بڑا عالم بن جائے۔ لیکن اس کے سارے علم کی بنیاد الف' ب' ت' ث پر ہے۔ اب جو اس نے شروع میں پڑھا تھا اب وہ گیا۔ اور قاعدہ کا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ وہ بخاری شریف پکڑے پھر رہا ہے وہ اور کوئی کتاب پکڑے پھر رہا ہے۔ قاعدہ تو کوئی نہیں اٹھاتا۔ لیکن بنیاد بخاری' مسلم

اور دوسری کتابوں کی' باقی تمام علوم کی بنیاد اس قاعدے پر ہی ہے۔ وہ قاعدہ جو نیچے بیٹھ گیا۔ اسی طرح سے نماز روزہ حج' زکوۃ ان کی بنیاد کس پر ہے؟ لا الہ الا اللہ پر ہے جو نیچے تہ میں چلا جاتا ہے۔ اگر یہ صحیح نہیں' یہ پختہ نہیں' یہ وزن اٹھانے کے قابل نہیں تو پھر نہ نماز ٹھہر سکتی ہے نہ کیریئر ہے۔ اس نے وزن اٹھانا ہے۔ نماز کا' روزہ کا' حج کا' زکوۃ کا اگر وہ عقیدہ ہی صحیح نہیں۔ تو نماز اس پر Base نہیں کر سکتی' روزہ Base نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کے اعمال کا ستیاناس ہو گیا۔ اس دفعہ حج کرنے والے آپ نے پڑھا ہو گا غالبا بیس لاکھ بتاتے ہیں۔ بیس لاکھ اس دفعہ حج کرنے والے تھے اور پھر حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں جو وہاں کا امام ہوتا ہے وہ باقاعدہ وہاں خطبہ دیتا ہے تو پھر وہاں دعائیں ہوتی ہیں' پاکستان کے لئے دعائیں ہوتی ہیں' سعودی عرب کے لئے دعائیں ہوتی ہیں۔ اسرائیل کے لئے بددعائیں ہوتی ہیں' انڈیا کے لئے بددعائیں ہوتی ہیں۔ لیکن اثر دیکھا آپ نے؟ اسرائیل بھی ترقی کرتا جا رہا ہے کفر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اور مسلمان بیٹھتا ہی جا رہا ہے' گرتا ہی جا رہا ہے۔ ڈوبتا ہی جا رہا ہے۔ اس کے تو صاف معانی یہ ہیں کہ اللہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کرتا۔ کیوں نہیں قبول کرتا؟ وہی کہ وہ اصل چیز جو ہے وہ غائب ہے۔ بہت سوں کا تو عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے۔ اور باقی اگر وہ اپنے جو عقیدے کو تسلیم بھی کرتے ہیں وہ اوپر کی جو تعمیر ہے وہ ہی ٹھیک نہیں۔ نمازیں ٹھیک نہیں' روزے ٹھیک نہیں' حج ٹھیک نہیں ہے۔ عمارت ان کی ٹھیک نہیں ہے۔ اگر صرف بنیادیں بھر لے اور تعمیر نہ کرے' بنیاد بھر لے اور تعمیر نہ کرے مولوی صاحب وہ بھی اہل حدیث ہے۔ اگرچہ وہ داڑھی منڈاتا ہے وہ بھی اہل حدیث ہے۔ اگرچہ وہ نماز نہیں پڑھتا لیکن ہے اہل حدیث۔ اب اس کے معانی کیا ہوں گے؟ یہ کہ اس نے بنیاد بھر رکھی ہے' دیواریں تعمیر نہیں کیں' مکان کہاں سے بن جائے گا۔ اسلام تو تب تعمیر ہو گا جب نیچے توحید کی بنیاد ہو اور اس کے اوپر نماز'

روزہ' حج ' زکوۃ یہ پورا سلسلہ جو ہے قائم ہو جائے۔ دوسری مثال اسلام کی قرآن مجید جو دیتا ہے وہ درخت کی ہے۔ کہ دیکھ لو درخت کا نقشہ کیا ہے ؟ درخت جو ہے اس کی جڑیں ہیں جو نظر نہیں آتیں ' وہ ساری زمین میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان جڑوں پر درخت کھڑا رہتا ہے۔ اگر ان کو چوہا کھا جائے' کوئی دیمک لگ جائے اور کچھ ہو جائے تو درخت کے جو باقی پارٹ ہیں' اس کا تنا ہے' اس کی ٹہنیاں ہیں' چھوٹے چھوٹے جو اس کے اوپر کے جو سارے کے سارے لوازمات ہیں وہ دھڑام سے نیچے آ گریں گے۔ مثلاً کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها في السماء (14 : ابراہیم: 24) اب درخت کی Seatting کیا ہے ؟ یہ کہ درخت جو ہے اس کی جڑیں بالکل صحیح ہوں۔ اس کی کسی جڑ کو کاٹا نہ جائے کیونکہ اس کے سوکھ جانے کا ڈر ہے۔ پھر اس کے بعد اس کا تنا ہے جس کے اوپر وہ کھڑا ہے۔ اس کے تنے کو بالکل نہ چھیڑا جائے' اگر اس کا چھلکا اتارنا شروع کر دیا جائے تو اس کے سوکھ جانے کا خطرہ ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے ٹہنے ' اس کی ٹہنیاں کی بھی حفاظت کی جائے۔ اسکی ٹہنیوں کو نہ کاٹا جائے۔ پھر اس کے بعد چھوٹی ٹہنیوں ہیں ان کو بھی نہ کاٹا جائے۔ پتلی پتلی شاخیں ہیں ان کو بھی نہ کاٹا جائے۔ جو بیوقوف یہ کہہ دے جو جماعت اسلامی کا نظریہ ہے اے جی ! داڑھی کا کیا ہے وہ ایک فروعی سی چیز ہے۔ اب سوچو ! اسلام کا درخت ۔ اسلام کا درخت اگر اس قسم کا ہو جائے جیسے جماعت اسلامی والے تصور کرتے ہیں کہ یہ فروعی چیز ہے۔ فروعی کے معنی کیا ہیں ؟ یہ تو ٹہنی ہے' یہ تو درخت کی پتیاں ہیں۔ پتیوں کو اڑا دو کوئی حرج نہیں' ٹہنیوں کو کاٹ دو کوئی حرج نہیں بڑا ٹہنا نہ کاٹو ' اس کا تنا نہ کاٹو تو آپ اندازہ کر لیجئے گا درخت کھڑا ہو ' اس کی ٹہنیاں کاٹ دی جائیں' اس درخت کی پتیاں اڑا دی جائیں۔ بڑے بڑے ٹہنے نہ کاٹے جائیں اور نیچے تنا رہ جائے تو کیا اس کا حسن رہ جائے گا۔ وہ درخت تو ڈھنڈ کا ڈھنڈ نظر آئے گا۔ بہت اجڑا سا' ویران

سا' برا سا لگنے لگے گا۔ تو جو لوگ یہ سمجھتے ہیں یہ چھوٹا سا مسئلہ ہے' چھوٹی سی بات ہے' کوئی پرواہ نہیں۔ رفع الیدین نہ کرو' آمین نہ کہو' داڑھی رکھو یا نہ رکھو یہ تو چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ بھئی چھوٹی ہوں' کچھ بھی ہوں درخت کی ایک ٹہنی کاٹ دی جائے تو درخت کا کچھ حصہ تو گیا۔ پھر دوسری کاٹ تو اور کچھ حصہ گیا۔ اگر اس کی ٹہنیاں کاٹ دی جائیں' اس کی پتیاں اڑا دی جائیں تو ڈھنڈ کا ڈھنڈ نظر آئے گا۔ کتنا بدصورت ہو گا! تو اجڑا ہوا اسلام تو خدا بھی قبول کرتا ہی نہیں ہے۔ اللہ ایسے اسلام کو پسند کرتا ہے جو بڑا سرسبز ہو بڑا ہشاش بشاش ہو' بڑا تازہ بتازہ ہو۔ اللہ اس کو قبول فرماتا ہے۔ اسلام کا بھی ایک حسن ہے۔ اسکی بھی ایک Beauty ہے۔ اس کا بھی ایک جمال ہے۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ (رواہ مالک و احمد' مشکوۃ کتاب الادب باب حفظ اللسان و الغیبۃ عن علی بن حسن رضی اللہ عنہ) کہ جس نے اسلام کا حسن دیکھنا ہو تو اس کے اندر کیا خوبی پائے جائے گی کہ وہ کبھی لایعنی کام نہیں کرے گا' کوئی بے فائدہ کام' فضول خرچی' فضول باتیں' اسراف کرنا اور دوسری چیزیں جن کا مقصد نہیں مومن کو یہ چیزیں زیب نہیں دیتیں۔ اس سے اسلام کا حسن جاتا رہتا ہے۔ اور اسلام کا حسن تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس لئے میرے بھائیو! ہمیں اسلام کو پورا رکھنا چاہیے۔ اس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ اسلام کی ہے تو نہ اس کو توڑنا چاہیے نہ اس کو اجاڑنا چاہیے' نہ اس کو ویران کرنا چاہیے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ میں داڑھی کو منڈاتا ہوں' اگر کوئی چاہے کہ میں بالکل گانے گاتا رہوں' اگر کوئی یہ چاہے کہ میں سینما دیکھتا رہوں' اگر کوئی یہ چاہے کہ میں گندی سوسائٹی رکھتا رہوں پھر بھی اہل حدیث رہوں گا تو وہ بے وقوف ہے تو اس کا تو اسلام اجڑ گیا' اس کا اسلام تو ویران ہو گیا۔ تو یہ باتیں آپ سے اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ جس مشن پر آئے ہیں یہ بڑا آئیڈیل قسم کا' بڑا مثالی کام۔ اس سے اونچا کوئی کام نہیں۔

کیونکہ اس سے اونچا اور کوئی کام نہیں۔ کیونکہ اسکی آخری حد جان ہے۔ جس کو پیش کرنے کے لئے آپ نے یہ مہم شروع کی۔ تو اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی کو درست کریں' اپنے اعمال کو صحیح کریں اور ہر وقت دیکھو اللہ کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے۔ اللہ روٹھ جائے تو بہت جلد روٹھ جائے۔ اللہ خوش ہو جائے تو بہت جلد خوش ہو جائے۔ اس لئے کبھی ہلکے سے ہلکے گناہ کے بارے آپ یہ نہ کہیں کہ اس کی کیا پرواہ ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ اس سے روٹھ جائے۔

اس لئے جو کام کیا جائے احسن طریق سے کیا جائے۔ بعض دفعہ آدمی بات وہی ہوتی ہے اس کو کسی اچھے پیرائے میں کہہ دے تو وہ ایک حسن پیدا کر دیتی ہے اور اگر وہ غلط پیرائے میں کہہ دے تو وہ اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ کو خواب آگیا کہ میرے سارے دانت جو ہیں وہ ٹوٹ گئے ہیں۔ اس کو بڑی فکر ہوئی تو اس نے جو بہت بڑا تعبیریں بتانے والا عالم تھا اس کو بلایا۔ اس سے کہا کہ مجھے یہ خواب آیا ہے۔ اس کی کیا تعبیر ہے۔ اس نے کہا: بادشاہ سلامت میری سمجھ میں تو یہ بات آ رہی ہے کہ آپ کے رشتہ دار آپ کی زندگی میں سارے کے سارے مر جائیں گے۔ تو اس نے کہا اچھا پتہ نہیں یہ خواب سچا نکلے نہ نکلے تو جو میرے سب گھر والوں کو مار رہا ہے۔ تجھے کیوں نہ ٹھکانے لگاؤں۔ تو اس سے ناراض ہوا اور حکم دیا کہ اسے قتل کر دو۔ اچھا! کیونکہ اس کو فکر تو تھی کہ خواب بڑا عجیب ہے۔ اس نے کسی دوسرے عالم کو بلایا وہ بڑا عالم تھا۔ اس سے پوچھا بھئی! یہ خواب میں نے دیکھا ہے۔ اس کی تعبیر کیا ہے۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ آپ کو اتنی عمر دے گا کہ آپ کے خاندان میں کسی کی اتنی عمر نہ ہوگی۔ وہ بڑا خوش ہوا حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے مر جائیں گے پھر بھی آپ زندہ رہیں گے۔ جو اس پہلے نے کہا جو دوسرے نے کہا۔ بات دونوں کی ایک ہے۔ لیکن

ایک نے ذرا عقل سے کام لے کر بیچ سے بات کر دی اور پہلا جو تھا اس نے لاگت بازی والا کام کر دیا۔ تو جب فرض عین ہے ' آپ نے اس کو ادا کرنا ہے ' تو اس کو بطریق احسن ادا کریں۔ دیکھئے ! اہم مقصد کے لئے جہاں آپ کے اپنے نفس کا حصہ نہ ہو۔ جھوٹ بولنے کی بھی اللہ اجازت دیتا ہے۔ مثلاً خاوند بیوی کا معاملہ ہے ' جنگ کا معاملہ ہے ' دو دوستوں میں صلح کروانے کا معاملہ ہے ان تینوں موقعوں پر اسلام جو ہے وہ جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور ہمارا ایک جاسوس ' ایک فوجی کافروں کے ہاتھ لگ جاتا ہے وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری فوج کہاں ہے ؟ تم نے اسلحہ کہاں رکھا ہے ؟ اگر وہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے سچ بولنا لازمی ہے تو وہ سچ سچ بتائے تو بتائیے کہ وہ مسلمانوں کا بیڑا غرق کرے گا یا نہیں کرے گا۔ تو اس کو کیا کرنا چاہیے۔ اس کو جھوٹ بولنا چاہیے۔ بات کچھ ہو بتائے کچھ۔ کوئی ادھر کی لگائے کوئی ادھر کی لگائے اپنی جان بچانے کی بھی کوشش کرے اور ان کو بھی دھوکے میں رکھے۔ یہاں جھوٹ بولنا بالکل جائز ہے۔ اسی طرح دو دوستوں میں ناراضگی کی صورت بن جائے تو ان میں صلح کروا دی جائے' جھوٹ بول کر صلح کروا دے۔ مثلاً اب وہ دونوں دوست بولتے نہیں' دور دور رہتے ہیں۔ کسی ساتھی سے ملے ' کسی دوست سے ملے کہ بھئی تیرا دوست مجھے ملا تھا اس نے تجھے سلام کہا تھا۔ اور میری بات خواہ مخواہ ایسی ہو گئی تھی تو غصے کو دور کر دے۔ میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ حالانکہ اس نے بالکل نہیں کہا۔ یہ جھوٹ بنا کر اس کو کہتا ہے۔ نیت اس کی یہ ہے کہ ان دونوں کے دل ٹھیک ہو جائیں۔ اس کو یہ کہہ دیا پھر اسکو جا کر کہہ دیا بھئی اس نے تجھے سلام کہا تھا اور وہ کہتا تھا کہ جب وہ مجھے ملے گا میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔ اب دونوں کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ لمبی چوڑی بات نہیں ہوگی۔ اس جھوٹ کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ (رواہ مسلم ' مشکوۃ کتاب الاداب باب حفظ اللسان و الغیبۃ عن ام کلثوم رضی اللہ عنہا) اس طرح

بیویوں کا معاملہ ہے ان میں ہر وقت فساد ہے۔ ایک بیوی کہتی ہے کہ اس کو کیا لا کر دیتا ہے۔ اگر اس نے کوئی چیز لا کر دی ہو تو ضروری نہیں اس کو سچ ہی بتائے۔ کہ وہ تو فلاں نے چیز دی تھی میں نے اس کو پکڑا دی ' میں تو کچھ نہیں لایا۔ اس قسم کی اور بات۔ تو اسی طرح سے والدین بوڑھے ہو جائیں اور ان کی طبیعت چڑچڑی ہو جاتی ہے کہ وہ بیوی پر ظلم کرنے کے لئے کہیں ' اس کے ساتھ بدسلوکی کا کہیں۔ قدرتی بات ہے کہ جو محبت باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے اپنی بہو سے نہیں ہوتی۔ بیٹے کی بیوی سے نہیں ہوتی۔ بلکہ نفرت ہی ہوتی ہے۔ اگر بات اس قسم کی ہو تو پھر عمر کا تقاضا آ جاتا ہے۔ دماغ بھی چل جاتا ہے۔ تو اگر وہ اس قسم کی باتیں کرے تو بیٹا باپ کو بھی خوش رکھے کہ ابا جی جیسے آپ کہیں گے ویسے میں کروں گا۔ بالکل کروں گا۔ طلاق کہیں تو طلاق دے دوں گا' اگر پٹائی کہیں تو پٹائی کر دوں گا۔ ادھر باپ کو یوں کہتا ہے ادھر بیوی سے کہتا ہے دیکھو میرا باپ بوڑھا ہو گیا ہے اگر ایسی کوئی بات کرے بھی تو برا بالکل نہیں ماننا۔ تو اس طرح کام چلاتا رہے۔ تو معاملہ جو ہے اس کو اس انداز سے ' مصلحت کے تحت رکھے۔ لیکن چونکہ یہ ٹریننگ لے لینا اور کبھی وقت آ جائے گا جبکہ جہاد فرض عین ہو جائے گا دشمن پڑ جائے جیسے کہ خدانخواستہ انڈیا سے حالات جو پیدا ہو رہے ہیں ' اگر انڈیا پاکستان پر چڑھ جائے تو لڑائی کرنا فرض عین ہو جائے گا۔ تو اس لئے ٹریننگ لینا ہر ایک لئے لازمی ہے۔ اس کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ' کوئی نہ کوئی ترکیب کی جا سکتی ہے۔ اچھا جی! کسی اور دوست نے کوئی بات پوچھنی ہو تو پوچھ لے تو میں نے پھر کھانا وانا کھانا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سوالات

س۔ دو آدمی جماعت کرواتے ہیں۔ امام کو کس طرف کھڑا ہونا چاہیے

اور مقتدی کو کس طرف کھڑا ہونا چاہیے؟

ج۔ امام جو ہے بائیں طرف ہوگا اور مقتدی جو ہے وہ دائیں طرف ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تہجد پڑھنے لگ گئے۔ تو حضرت ابن عباس اپنی خالہ کے گھر سوئے ہوئے تھے کہ میں آج دیکھوں گا کہ آپ تہجد کیسے پڑھتے ہیں۔ تو جب دیکھا کہ آپ پڑھ رہے ہیں تو وہ اٹھے تو وضو کر کے ساتھ شامل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف آکر کھڑے ہوئے۔ آپ نے موڑ کر اپنے دائیں طرف کر لیا اور خود بائیں طرف رہے۔ سو دو آدمی جب جماعت کروائیں امام بائیں طرف ہوتا ہے اور مقتدی جو ہے دائیں طرف ہو کر برابر برابر کھڑا ہونا چاہیے۔ (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الموقف عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) حنفیوں کی طرح نہیں کہ مقتدی جو ہے وہ ایک قدم پیچھے کھڑا ہو اور امام جو ہے وہ ایک قدم آگے کھڑا ہو۔ دونوں قدم سے قدم ملا کر ایک سطر میں کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل۔ دو آدمی ہوں گے تو پیچھے ہوں گے۔ یعنی اگر ایک نماز پڑھتا ہے تو اس کو برابر میں کھڑا کرتے ہیں اگر دو پڑھتے ہیں اور تیسرا آگیا تو مقتدی کو ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کر لے۔

س۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ٹریننگ فرض عین ہے۔ یہ جہاد ابھی فرض عین نہیں؟

ج۔ جہاد جو ہے فرض عین کب ہوتا ہے؟ یہ جہاد فرض عین اس وقت ہوتا ہے جب دشمن پڑ جائے اور ہر ایک کو یہ خطرہ لاحق ہو کہ اب ہمارے ملک کو ہمارے گھربار کو ہر ایک کو خطرہ ہے تو پھر مرد کیا' عورتیں کیا سارے کے سارے لڑائی میں شروع ہو جائیں گے۔ اور

اگر جنگ ہوتی رہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جتنی آپ کے بعد جنگیں ہوئیں۔ خلافت راشدہ کا دور تھا اور جہاد کا سلسلہ تھا بہت اعلیٰ جہاد تو صحابہ کے میں بھی رہتے تھے' مدینے میں بھی رہتے تھے۔ آگے فوجیں جاکر لڑائی کرتی تھیں۔جب ادھر سے خط آتے تھے کہ فوجی اور چاہیے' فوجی بھیج دو۔ کبھی خط لکھتے مکے والوں کو کبھی مدینے والوں کو' کبھی کسی قبیلے کو کبھی کسی قبیلے کو کہ آدمی بھیجو وہاں ضرورت ہے۔ اس کے باوجود پیچھے کچھ رہتے۔ اگر فرض عین ہوتا تو سارا مدینہ بھی خالی ہوتا' سارا مکہ بھی خالی ہوتا سارا عرب اٹھ کر روم کی سرحدوں پر جاکر بیٹھا ہوتا۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تبوک میں وہ صورت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ رومی فوج مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو نبی ﷺ نے یہ دیکھ کر سمجھا کہ بیشتر اس کے کہ وہ آکر ہم پر حملہ کریں ہم ان کے ملک پر جاکر حملہ کر دیں۔ چنانچہ دور جانا تھا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ وہ بہت زیادہ طاقت والے تھے۔ اس لئے آپ نے عام اعلان کروا دیا۔ ہر ایک اس جہاد میں حصہ لے۔ تو نبی ﷺ کے اعلان کی وجہ سے اس وقت اس کی اہمیت زیادہ تھی۔ اس کے باوجود آپ نے مدینے میں لوگوں کو چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنا خلیفہ بنایا' حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مختلف موقعوں پر آپ نے خلیفہ بنایا کہ تم میرے بعد مدینے میں رہنا اور یہ کام کرنا اور اس طرح سے کرنا۔

س۔ غزوہ خندق میں کونسی صورت تھی؟

ج۔ غزوہ خندق دیکھئے! چونکہ کافر جو تھے وہ مدینے پر چڑھ آئے تھے' مدینے کا محاصرہ ہو گیا تھا اذ جاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم)

33 : الاحزاب : 10) جبکہ وہ تمہارے اوپر کی جانب سے آ گئے تھے اور نیچے کی جانب سے آگئے تھے۔

پھر امیر جیسے بھی حکم دے گا۔ جب امیر ہو' پھر جیسے وہ حکم دیتا ہے اس کے مطابق کام ہوتا ہے۔ سب نکلو تو سب نکلیں گے۔ اور اگر وہ کہے کہ اتنے نکلو تو اتنے نکلیں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا کیا۔ خندق کھود لی گئی اور سارے مدینے کے صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کے اندر تھے۔ جب کافروں نے خندق کو پھلانگنا چاہا تو پھر آپ نے کہا ان کو روکو۔ چنانچہ حضرت علی [illegible] آگے بڑھے' حضرت طلحہ' حضرت زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے جو خندق پار کرنا چاہتے تھے ان کو قتل کیا۔

س۔ فرض عین تھا یا فرض کفایہ ؟

ج۔ فرض عین کی بات تب ہوگی کہ اگر نبیؐ نے کہا ہوتا کہ تم سارے باہر نکل آؤ۔ وہ تو سارے گھر میں تھے۔ ان کو الرٹ کر رکھا تھا کہ دشمن باہر ہے' خندق ہم نے کھود لی ہے۔ وہ اندر آ نہیں سکتے۔ جو آئیں گے ان کے لئے آپ ایک ایک' دو دو' تین تین کو بھیجتے تھے ویسے ریڈی سب کو کیا تھا اور نکلا کوئی بھی نہیں تھا کہ خندق پار کر کے کسی میدان میں لڑائی کریں۔

س۔ آپ نے فرمایا جب ملک پر حملہ کر دے تو اس وقت ؟

ج۔ جب حملہ ملک کے اوپر ہو جائے' شہر پر ہو جائے' ملک پر ہو جائے تو پھر دیکھا یہ جائے گا کہ امیر کس طرح سے لڑاتا ہے؟ فرض عین ہو جائے گا اور فرض عین کی صورت کیا ہوگی ؟ تیار ہو جاؤ۔ ہر آدمی لڑنے کے لئے تیار ہو جائے لیکن حرکت کب کرے گا ؟ جب امیر حکم دے گا۔

س اس کا قرآن و سنت سے کیا ثبوت ہے ؟

ج ہاں ! حالات و واقعات جنگ خندق کی جو آپ نے مثال دی ہے۔ جنگ احد میں دیکھ لیں۔ جنگ احد میں لڑائی کے موقع پر آپ آدمی لے کر باہر نکلے۔ مدینے میں بھی کچھ لوگ باقی موجود تھے۔ جب امیر لڑائی لڑ رہا ہو اور لڑائی جو ہے وہ شہر کے اندر ہو یا بالکل حدود میں ہو تو پھر امیر کا حکم جو ہے وہ فرض عین ہے۔ سب کو نکا لے' آدھوں کو نکا لے' مردوں کو نکا لے' عورتوں کو نکا لے۔ جو وہ کہے گا وہ ہو گا۔ اور ایسا جیسا کہ جنگ یرموک میں تھا کہ جنگ یرموک میں مسلمان باہر ہیں' باہر لڑائی ہو رہی ہے' دشمنوں پر زور ہو گیا تو عورتیں بھی لڑائی میں کود پڑیں' مرد بھی لڑائی میں کود پڑے ۔ وہاں فرض عین کی ادائیگی کی یہ صورت تھی۔

س۔ اب جب کہ خلافت قائم نہیں تو جو لوگ کام کر رہے ہیں تو امیر جو ہے وہ اعلان کرتا ہے کہ لوگو ! آؤ ! تیاری کرواور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو تو اس کی کیا صورت ہوگی ؟

ج۔ اس کے لئے یہ ہوگا ان کے لئے ٹریننگ کا انتظام کرے اور آدمیوں کو بھیجتا رہے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو کوئی آدمی انکار نہیں کر سکے گا۔ وہ آدمی بھیجتا رہے اور وہ لڑتے رہیں ۔ بہت کو بھیجے ' آدھوں کو بھیجے جس حساب سے وہ بھیجے گا وہ فرض عین ہوگا۔ اس کا حکم جو ہے اس وقت فرض عین کی حیثیت سے ہوگا۔

س اگر وہ یہاں آئیں گے نہیں تو فرض عین ہوگا ہی نہیں ؟ امیر کا تو کوئی تصور نہیں ہے۔

ج اگر فرض عین ہے تو نہ آئیں گے تو کوتاہی کرنے والے گنہگار ہیں۔ میں نے وہی تو بات کی ہے۔ اب ہمارے ملک میں کوئی امیر ہے

ہی نہیں' ہمارے ملک میں امیر ہے ہی نہیں۔ یہ تو ہمارا اپنا جذبہ ہے کہ ہم محسوس کریں کہ ایک طرف روس ہمارا دشمن ہے اور دوسری طرف انڈیا ہمارا دشمن ہے اور اسرائیل ہمارا دشمن ہے اور امریکہ ہمارا دشمن ہے اور یہ سارے ہمارے دشمن ہیں۔ اسرائیل کا بچہ بچہ جو ہے وہ ٹریننگ لے رہا ہے۔ ترکی کو دیکھ لو جو ایک بے دین سا ملک تھا وہاں ملٹری ٹریننگ ضروری ہے۔ اسی طرح حکومت اگر کام نہیں کرتی' ہمارے ہاں کافروں سے بڑے کافروں کی حکومت ہے۔ ہمیں یہ اپنے طور پر اپنی جماعتیں ..... ہماری جماعت اہل حدیث ہے۔ ہمیں اپنے اہل حدیث نوجوانوں کو کہنا چاہیے کہ ٹریننگ لینا تم پر فرض عین ہے۔ چلو دس دن کے لئے چلو' مہینے کے بعد چلو' اپنے ابا جی کو راضی کر لو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو کوئی حیلہ بہانہ کرو۔ ٹریننگ لینا ہر اہلحدیث نوجوان پر فرض ہے۔ حکومت تو کوئی اسلامی ہے ہی نہیں۔ اب تو جماعتیں جو ہیں یہ حکومت کے قائم مقام ہیں۔

س۔ کشمیر اور سندھ کے جو حالات ہیں ؟

ج۔ دیکھئے کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے اس میں ہماری ہمدردیاں بھی ہونی چاہیے۔ ہمارا جنگ میں حصہ بھی ہونا چاہیے۔ مالی اعتبار سے بھی' جانی اعتبار سے بھی۔ جتنا ہم کر سکیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ کہہ دیں سارے پاکستان کے مسلمانوں پر فرض عین ہے۔ ہمیشہ فرض عین کے معنی یہ ہیں کہ سارے چلیں۔ یہ ہو جائے گا۔ ہندوؤں کا مقابلہ کرنا' ہندوؤں کا مقابلہ کرنا' اس کا احساس ہمارے دل میں ہونا یہ فرض عین ہے۔ جو پیسے دے سکتے ہوں پیسے دیں' جو آدمی اپنے نوجوان دے سکتے ہیں وہ نوجوان دیں۔ جو جتنا حصہ لے سکتے ہیں وہ کریں اگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا تو وہ گویا فرض عین کا تارک

ہے۔ جب دونوں ملک علیحدہ علیحدہ ہوں تو اس کے بعد یہ ہے کہ ایک دوسرے ملک کے لئے یعنی آپ اندازہ کر لیں ضیاء کا دور تھا' آپ کو کھلی چھٹی تھی' کہ آپ آئیں ' جائیں' ٹریننگ لیں' اسلحہ لے جائیں اور اب آج ہم آئے چوکی والوں نے روک لیا۔ بھئی کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ تبلیغ والے تو تم نظر نہیں آتے۔ انہوں نے گاڑی کو ادھر کھڑا کر دیا' ان کو اندر لے گئے' کافی دیر تک ان سے کہتے رہے اور بالآخر انہوں نے چھوڑ دیا کہ چلو اور بھی لوگ جا رہے ہیں۔ اور اسلحہ کی تلاشی جگہ جگہ' گاڑی کو چیک کرتے ہیں۔ یہ سارا کچھ ہے۔ تو جب حکومتیں اس قسم کی ہو جائیں تو سب کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ لڑائی کے لئے چلے جائیں اور پھر یہ اصولی بات بھی یاد رکھیں۔ ہمارے بعض مولوی جو فتویٰ دے دیتے ہیں..... فرض عین ہے۔ ہمیشہ فرض عین کا فتویٰ لگانے سے پہلے جس چیز پر وہ فرض عین کا فتویٰ لگا رہے ہیں اس کی اہلیت کو دیکھیں۔ اس کی اہلیت کو دیکھ لیں' مثلاً مجھ پر نماز فرض ہے لیکن ایسے میں مجھ سے کہو کہ لڑنے جاؤ۔ لڑنا تو مجھ پر فرض نہیں ہے۔ میں تو ہل بھی نہیں سکتا۔ اب مجھ پر فرض کیا ہو گا۔ مجھ پر فرض یہ ہو گا پیسہ ہو تو میں پیسہ دوں مجھ پر فرض یہ ہو گا۔ میں جس طریقے سے امداد کر سکتا ہوں امداد کروں۔ فرض عین قرار دینے کے لئے جس پر آپ فرض کو لاگو کر رہے ہیں اس کی اہلیت کو دیکھیں۔ اب دیکھ لو بچے پر نماز فرض عین ہے۔ لیکن کب؟ جب بالغ ہو جائے۔ بچہ نابالغ ہو تو اس پر فرض عین ہے؟ ہم کہیں گے کہ جب اس میں اہلیت ہی نہیں تو فرض عین کہاں ہو جائے گا۔ جب ہم ایک کفر کی حکومت میں بستے ہیں اور کفر کی پابندیاں ہیں' ایسی حدود اور ایسی قیود ہیں کہ ہم نہ تو اسلحہ لے کر رکھ

سکتے ہیں نہ لے کر جا سکتے ہیں۔ پیسہ بھی لے کر جائیں تو تلاشی ہے۔ اتنی رکاوٹیں ہیں۔ تو تم یہ کیسے کہدو گے کہ سب پر فرض عین ہے۔ تو اس سلسلے میں آدمی کو ضرور سوچنا چاہیے۔ حقیقت پسندانہ انداز کے ساتھ۔

س۔ حافظ صاحب اس کا مطلب ہے کہ طاغوت ہم پر جو پابندیاں لگا رہا ہے ہمارے اوپر پہلے اس کی فرمانبرداری ضروری ہے نہ کہ اس کے خلاف اٹھنا؟

ج۔ میں کہتا ہوں فرمانبرداری کرو ؟ میں کہتا ہوں بے نظیر کو قتل کرو۔ تم کہتے ہو کہ فرمانبرداری کر۔ میں کہتا ہوں پہلے سوچ کر بتایئے ! دیکھئے ! چیز کو سمجھنے کی کوشش کیا کرتے ہیں ؟ آپ اندازہ کریں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا خدا پر ایمان تھا یا نہیں۔ خدا ان کا دوست تھا یا نہیں۔ خدا ان کے ساتھ تھا لیکن تیرہ سال کی زندگی میں اللہ یہی کہتا ہے کفوا ایدیکم (4 : النساء: 77) ہاتھوں کو روکو۔ لڑائی بالکل نہیں کرنی۔ کیوں ؟ خدا کمزور تھا ؟ اس وقت نبی ﷺ کا معاذ اللہ ! ایمان کمزور تھا ؟ خدا کیوں کہتا ہے کہ مکی زندگی میں کفوا ایدیکم لڑائی بالکل نہیں کرنی اور جب مدینے چلے گئے علیحدہ ہو گئے۔ ان کو ایک جگہ مل گئی اپنے دفاع کے لئے تو پھر قرآن اعلان کرتا ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (22 : الحج: 39) اب میں ان کو اجازت دے رہا ہوں کہ تم جہاد شروع کر دو۔ اب ہم یہ نہیں کہتے کہ بے نظیر پابندیاں لگاتی ہے اور ہم ان کی پابندیوں کی اطاعت کریں۔ ہم کہتے ہیں تم چوری نکلو' کسی طرح سے نکلو جو تم کر سکتے ہو وہ کرو۔ اور بے نظیر جیسے فتنے کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کرو جو ہم پر غلط پابندیاں لگا رہی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان حالات

میں ہم یہ کہہ دیں کہ اگر ہم اپنی مجبوریوں کے تحت یہ کچھ نہیں کر سکتے تو ہم بے نظیر کی اطاعت کرتے ہیں یہ بات بھی صحیح نہیں ہے۔

س۔ حافظ صاحب یہ بات تو نہیں ہے کہ کچھ نہیں کر سکتے۔ سید احمد شہید کے دور میں ہم انگریز کی پابندیوں کے باوجود کہاں سے چلے اور کہاں پہنچ گئے؟

ج۔ دیکھئے! بات کو سوچئے! میں نے آپ سے پہلے تو یہی بات کی کہ اللہ تیرہ سال تک کیوں روکتا رہا کہ لڑائی نہیں کرنا۔ کون کمزور تھا؟ یعنی اسلام ہمیشہ اس کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جس میں کامیابی کے کم از کم پچاس ساٹھ فیصدی امکانات ہوں۔ جس میں امکانات نہیں ہیں تو خدا وہاں روکتا ہے کہ تم اس کے اہل نہیں ہو۔ صبر کرو جب موقع آئے گا پھر کام کرنا اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ مجاہد کا رستہ کوئی نہیں روکتا۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا جو دور تھا وہ اور دور تھا۔ اس میں ہوائی جہازوں کی بمبارمنٹ نہیں تھی۔ آپ کو پتہ ہے کہ شام میں کیا ہوا ہے؟ حافظ الاسد جو ایک بہت بڑا غالی شیعہ ہے۔ جس نے اہل سنت کا قتل عام کیا ہے۔ وہاں کے علاقے میں اہل سنت نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ شامی لوگ بہت لڑنے والے اور حدیث میں آتا ہے جب شام میں خیر نہیں ہوگی تو کہیں بھی دنیا میں خیر نہیں ہوگی۔ اس قدر اللہ نے اس کی شان اور اہمیت بیان کی ہے۔ لیکن دیکھ لو وہاں کیا ہوا؟ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اور وہ لوگ Trained تھے اور وہ لوگ منظم تھے اور اچھے خاصے علاقے پر ان کا تسلط تھا اور خبیث حافظ الاسد نے بمبارمنٹ ایسی کی کہ ہل چلا دیا۔ ایک بچہ تک نہ چھوڑا۔ ایسے حالات میں خدا کب حکم دیتا ہے کہ تم بغاوت کرو اور تم ملیامیٹ ہو جاؤ۔ اور کامیابی کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ اب آپ اندازہ

کر لیں ہمیں سب سے پہلے بے نظیر سے جہاد کرنا چاہیے تاکہ اس کو صاف کر کے افغانستان پہنچ سکیں۔ کشمیر پہنچ سکیں ۔ تھوڑی سے حرکت کر کے دیکھ لیں۔ اس کا ہوائی جہاز آئے گا اور جہاں ہم پانچ سو نوجوان ہوں گے کلاشن کوفیں لئے ہوئے سب کو بھون کر رکھ دیں گے۔ ابھی وہ علاقے تو پہاڑی ہیں وہ تو لڑائی کو جاری رکھ سکتے ہیں ' ہم پاکستانی تو میدانی علاقے میں رہتے ہیں ایک دن حکومت سے لڑائی نہیں لڑ سکتے۔

س۔ آپ نے شام کی مثال دی کہ ادھر مسلمانوں کو پسپا کر دیا گیا تھا۔ افغانستان آپ کے قریب ہے اس کی مثال آپ کو یاد نہیں آ رہی۔ پورا ایک روس ہے جو سپر پاور ہے۔ شام تو کچھ بھی نہیں ہے تو اس کو چند نہتے مسلمانوں نے بھگا دیا ہے۔

ج۔ دیکھئے ! میں آپ سے عرض کروں ہمیشہ جذبات میں بات کرنے سے کبھی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بندے کو حقیقت پسندانہ نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ دیکھئے جس وقت روس اٹھا تھا اور افغانستان کے لوگوں سے لڑائی کرنے کے لئے آپ کو پتہ ہے اس وقت امریکہ اٹھا تھا' افغانستان میں مجاہدین کی سائیڈ کمزور ہے کہ نہیں ان سے چوکیاں چھنی ہیں آگے قدم بڑھنا رک گیا ہے۔ اور وہ بیچارے پسپا ہو رہے ہیں۔ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں وہ طاقت نہیں ہے۔ کیوں ؟ (ہم تو نہیں مانتے) یہ بھلا نہ ماننے کی بات ہے ؟ حافظ صاحب جو وہاں سے آیا ہے انہوں نے بتایا ہے ۔ اچھا آپ دیکھ لیں جلال آباد کی کب سے مہم شروع ہے۔ کابل پر۔ بات کیا ہے ؟ پہلے امریکہ کی پشت پناہی تھی۔ اور ادھر ضیاء کو خدا نے کھڑا کیا ہوا تھا۔ پوری پاکستان کی حکومت آگے تھی اور جنگ ضیاء لڑ رہا تھا۔ افغانستان کے مجاہدین نہیں لڑ رہے

تھے۔ اسلحہ آتا تھا امریکہ کا' پالیسی چلتی تھی ضیاء کی ۔ اور اب وہ ان دونوں چیزوں سے محروم ہو گئے ہیں۔

میں بات کر رہا ہوں توجہ سے سنیے ! بات جو ساری ہے وہ یہ ہے کہ میں یہ نہیں کہہ رہا امریکہ فی الواقع لڑ رہا تھا امریکہ کا اسلحہ چل رہا تھا۔ (یہ تو وہی بات ہوئی سائل) کہ بہت کھل کر مجاہدین اپنا جہاد کرتے تھے لیکن وہ حالات اب نہیں ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ضیاء کے ختم ہو جانے کے بعد اب افغانستان میں مجاہدین کی وہ پوزیشن نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ ایک دوسرے ملک میں رہنے والے لوگ کسی دوسرے ملک کے مسلمانوں کی جو مظلوم ہوں' جن پر ظلم کیا جارہا ہو مدد تو کرنی چاہیے۔ دیکھو ! قرآن مجید کے لفظ ہیں و ان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر اگر کسی ملک کے مسلمان کسی دوسرے ملک سے امداد مانگیں کہ ہم پر کافر ظلم کر رہے ہیں تم ہماری مدد کرو تو اللہ کہتا ہے کہ و ان استنصروکم فی الدین اگر وہ دینی بھائی ہونے کی حیثیت سے تم سے مدد کا مطالبہ کرتے ہیں تو اے پاکستان کے مسلمانو ! فعلیکم النصر تم پر کشمیریوں کی ' تم پر افغان مجاہدین کی مدد کرنا فرض ہے۔ کیا مطلب ؟ فرض عین نہیں تم پر مدد کرنا۔ مدد کرو ان کی۔ دیکھو ! جہاد کا فرض عین ہونا اور چیز ہے' مدد کرنا اور چیز ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپ سرمائے سے مدد کریں' نوجوانوں سے مدد کریں' اسلحہ سے ' دعاؤں سے مدد کریں۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ پاکستان کے تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے جیسا نماز روزہ ہے غلط ہے۔

س جیسا کہ سندھ کے اندر ہماری مسلمان بہنوں کی عزتیں لوٹی گئی ہیں

اور کشمیر کے اندر بھی اور اگر ہم ایسے ہی سوئے رہے تو کیا معاملہ ہوگا؟

ج یہ Training آپ کیوں لے رہے ہیں' ان لوگوں کو بلا بلا کر ٹریننگ کیوں دے رہے ہیں؟ کہیئے! یہ سونے کی بات ہے؟ دیکھو! ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ نوجوانوں کو ٹریننگ دے کر جہاں تک ممکن ہو سکے ادھر بھیجا جائے' ان کو اسلحہ دیا جائے۔ ان کی ہر طرح سے مالی امداد کی جائے۔

خطبہ نمبر53

ان الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الذين تتوفهم الملائكة ظالمي انفسهم فالقوا السلم ما كنا نعمل من سوء بلى ان الله عليم بما كنتم تعملون (16 : النحل : 28)

میرے بھائیو! ہم دنیا میں آئے ہیں اور ہمیں یہاں سے لازما جانا ہے۔ لایا بھی اللہ ہے اور لے بھی اللہ ہی نے جانا ہے۔ لایا کیوں ہے؟ اللہ کا اپنا کوئی مفاد نہیں' اپنا کوئی مقصد نہیں' کیونکہ اللہ کوئی محتاج نہیں اس نے ہمیں دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ وہ دیکھے کہ ہم دنیا میں آ کر کیا کرتے ہیں۔ وہ مہلت دیتا ہے۔ کسی کو کتنی' کسی کو کتنی' کوئی پوری عمر پا لیتا ہے' کسی کو جلدی بلا لیتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ یہ کیا کر کے آیا ہے؟ یہاں ہم زندگی گزارنے کے لئے ٹھیک ہے کمائی بھی کرنی پڑتی ہے' کچھ نہ کچھ دنیا کی طرف توجہ دینی پڑتی ہے۔ لیکن یہ صرف وقت گزارنے کے لئے ہے۔ اصل مقصود جو ہے وہ یہ ہے کہ بندے نے عمل کیا کئے ہیں؟ اپنی آخرت کے لئے واپس جانے کے لئے اس نے کیا تیاری کی ہے۔ جس نے اپنے جانے کو پیش نظر رکھا ہو اس کے لئے تیاری کی ہو وہ پاس ہے۔ وہ کامیاب ہے اور جس نے دنیا میں آ کر دنیا ہی کو مقصود سمجھا ہے اور جو کچھ کیا ہے اسی کے لئے کیا ہے وہ بیوقوف بھی ہے' احمق بھی ہے۔ اس

نے اپنے زندگی کے مقصد کو نہیں سمجھا اور خسارے میں بھی رہے گا۔ یہ بات کتنی واضح اور نمایاں ہے کہ یہاں انسان دنیا میں رہنے کے لئے نہیں آتا۔ یہ دنیا کوئی رہنے کی جگہ ہے۔ یہاں تو صرف امتحان کے لئے آتا ہے۔ اللہ یہ دیکھتا ہے کہ بندہ یہاں کرتا کیا ہے ؟ اللہ نے یہ بہت سے Temptations یعنی انسان کے لئے کھینچنے والی چیزیں جن میں حسن ہے۔ جن میں دولت ہے اور چیزیں ہیں۔ جن کے لئے بندہ لالچ کر جاتا ہے اور ان کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ یہ سب امتحان کے لئے ہے۔ ہر چیز دعوت دیتی ہے کہ تو میری طرف توجہ کر۔ عیش کر' آرام کر۔ اب بیوی ہے' اولاد ہے کتنے بڑے جھانسے ہیں ' یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے اور یہ امتحان کے لئے ہے کہ بندہ اولاد کی محبت میں' بیوی کی محبت میں' مال و دولت' مکان ان چیزوں کی محبت میں کیا اپنے مقصد کو بھول جاتا ہے یا ان کو اپنا مقصد یاد رہتا ہے اور دنیا بھول جاتی ہے۔ اب دیکھو کتنی دنیا ہے...... اللہ اکبر ...... جو کافر ہیں ان کا تو نام ہی کیا لینا۔ جو مسلمان ہیں ان کو دیکھ لو وہ بھولے ہوئے ہیں۔ رسمی طور پر اگر وہ نماز پڑھ لیتے ہیں تو مقصد ان کی زندگی کا یہی ہے کہ کماؤ' کماؤ۔ جتنا کما سکتے ہیں۔ اللہ مولوی دین کے رنگ میں کماتا ہے۔ دنیادار دنیا کے رنگ میں کماتے ہیں۔ کماتے سب دنیا ہیں۔ اسی لئے وہ مولوی بہت برا ہے۔ جو دین کے رنگ میں بھی دنیا کمائے۔ دین تو انسان کو' دنیا کو چھڑانے کے لئے ہے کہ انسان دنیا سے بے رغبتی کرے۔ یہ دین ہی تو سمجھاتا ہے' یہ علم ہی تو سمجھاتا ہے' قرآن اور حدیث ہی ساری باتیں سمجھاتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہر ایک دنیا کی طرف مائل ہے اور بہت زیادہ مائل ہے۔ اسے یہ یاد ہی نہیں کہ میرے سامنے ایک وقت آنے والا ہے اور مجھے اپنی ہر چیز کا حساب دینا پڑے گا۔ جس غرض کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے وہ غرض میں پوری کروں۔ جب انسان دنیا سے جاتا ہے تو لوگ تو یہ پوچھتے ہیں کہ کتنا مال چھوڑ گیا۔ کتنا کتنا ورثہ ملے گا۔ لڑکی کو کیا ملے گا۔ لڑکے کو کیا ملے گا۔ اچھا مال '

کچھا چھوڑ گیا ہے کہ نہیں ؟ حدیث میں آتا ہے کہ فرشتے آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ پاگل اس نے آگے کے لئے کچھ بھیجا ہے ؟ یا پاگل دنیا میں ہی ختم کر گیا ہے؟ ذرا فرق ہے ناں...... اگر اس کا مقصد صحیح ہو' اس نے حقیقت کو سمجھا ہو تو اسے بھی یہی فکر ہو کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اپنی آخرت کی تیاری کر رہا ہوں۔ آخرت کے لئے جمع کر رہا ہوں یا صرف اپنی دنیا ہی بنا رہا ہوں کہ مرنے کے بعد سب کچھ ختم۔ جب انسان اس دنیا سے جاتا ہے اگر وہ کامیاب ہوتا ہے' اس کو دعائیں دیتے ہیں' مبارکباد دیتے ہیں اور اگر انسان دنیا سے بے مقصد زندگی گزار کر جاتا ہے' فیل ہو کر جاتا ہے۔ دنیا ہی بنا کر' جوڑ کر' جمع کر کے جاتا ہے تو وہ اس پر ملامتیں کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ ابراہیم آیت نمبر 27) فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تجھے دنیا میں کوئی سمجھانے والا نہیں آیا تھا؟ تجھے دنیا میں کسی نے ہوشیار نہیں کیا ؟ تجھے جگایا نہیں ؟ تو بندہ اس وقت کہے گا' میں تو پاگل رہا۔ جگانے والے تو بہت تھے۔ لیکن میں نے تو کبھی کچھ ہی نہیں سمجھا۔ بس اب جمعہ پڑھنے بھی لوگ آ جاتے ہیں۔ جمعہ پڑھ کر یہ تھوڑا ہے کہ جس بات کا پتہ لگ جائے آدمی اس کے بعد سنبھل جائے۔ بس وہ کہتے ہیں کہ مولوی تھا آخر اس نے کھڑے ہو کر اپنی ڈیوٹی دینی تھی۔ یہی باتیں کہنی تھیں۔ اب جا کر اسی کام میں پھر لگ جاتا ہے۔ اگر حرام کھاتا تھا تو حرام ہی کھاتا ہے۔ تو وہی کام اگر غفلت تھی ' سستی تھی' لاپرواہی تھی تو وہی سب باتیں لیکن جمعہ پڑھ لے گا تو سب کام کرے گا۔ اللہ نے فرمایا: الذین تتوفهم الملائكة طيبين يقولون جو لوگ یہاں سے جاتے ہیں' اپنی روحوں کو پاک کر کے' گناہوں سے بچ کر۔ تو فرشتے ان سے کہتے ہیں۔ سلام عليكم (النحل 16 : 32) انہیں فرشتے سلام کہتے ہیں بلکہ جان نکالنے والے فرشتے جب بھی آتے ہیں تو وہ بھی پہلے آ کر انہیں سلام کہتے ہیں اور پھر بہت آرام سے جان نکالتے ہیں اور پھر جوں جوں فرشتوں سے ملاقاتیں ہوتی جاتی ہیں سب Welcome

کرتے جاتے ہیں۔ کہ یہ بامقصد زندگی گزار کر جا رہا ہے۔ اور جو ناکام ہو تو پھر اس کے لئے لعنتیں ہیں۔ اور جب فرشتے ان سے پوچھتے ہیں الم یاتکم نذیر (67 : الملک : 8) تجھے کوئی سمجھانے والا نہیں ملا۔ تجھے کسی نے بتایا نہیں ؟ پھر وہ پچھتاتا ہے۔ کبھی تو کہتا ہے کہ میں مغالطے میں رہا' کبھی جھوٹ بولتا ہے' کبھی پچھتانے کا اعلان کرتا ہے۔ کبھی کچھ کبھی کچھ لیکن بہرکیف خدا کہتا ہے۔ داخل ہو جاؤ دوزخ میں تیرا دوزخ ٹھکانا ہے۔ اور مومن کے لئے خوش نصیبی ہی خوش نصیبی ہے۔ آخر یہ سبق ہمیں کیسے یاد ہوگا؟ جو لوگ کم از کم سنتے ہیں' جمعہ پڑھتے ہیں۔ وعظ سنتے ہیں' قرآن مجید کا درس ہمارے سامنے ہوتا ہے اور پھر نہیں سنبھلتے افسوس تو ان پر ہے جن کو کوئی بتانے والا نہیں سمجھانے والا نہیں' پڑھانے والا نہیں۔ چلو وہ تو بے خبر ہیں سو رہے ہیں۔ لیکن ہم لوگ جو ہمیشہ نمازیں پڑھنے والے ہیں اور بڑے بڑے ہم لوگ جمعہ پڑھنے والے ہیں اپنے آپ کو دیندار کہنے والے۔ ہم اگر غافل رہیں اور اپنی آخرت کی تیاری نہ کریں تو یہ بہت عجیب سی بات ہے۔ تیاری کے لئے سب سے پہلے ہمیں اسلام کو درست کرنا چاہیے۔ قیامت کے دن کیا ہوگا؟ اللہ کے سامنے اعمال پیش ہوں گے۔ اعمال کو اللہ باقاعدہ جسم دے گا۔ عمل جو ہیں اللہ ان کو جسم دے گا۔ یہ خدا کے سامنے پیش ہوں گے.... اب دیکھو عملوں کا تول ہوگا ناں' ترازو لگے گا' اعمال تولے جائیں گے تو آخر کوئی چیز ہوگی ناں جس کا وزن کیا جائے گا........ باقاعدہ بات چیت کریں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب بندہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا تو نماز کہے گی انا الصلوۃ یااللہ ! میں نماز ہوں تو نے مجھے بندوں کے لئے مقرر کیا تھا۔ (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الرقاق عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) انسانوں کے لئے مقرر کیا تھا۔ اب انسان تو ختم ہو گئے تیرے پاس آ گئے' میں بھی آ گئی' سو تو میرے معیار پر ان کا امتحان لے لے کہ کس کس نے نماز پڑھی ہے ؟ کیسے کیسے پڑھی ہے۔ اللہ اکبر ! دیکھو نماز کی ویسے

کیفیت تو یہ ہے کہ انسان کا سارا جسم اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ بندہ کھڑا ہوتا ہے تو ہاتھ باندھتا ہے۔ اب اس کے بعد کھڑا ہوتا ہے۔ پہلے حمد و ثناء پڑھتا ہے' پھر الحمد شریف پڑھتا ہے۔ پھر کوئی سورت پڑھتا ہے پھر اس کے بعد رکوع کو چلا جاتا ہے۔ پہلے سیدھا کھڑا تھا۔ اب جھک گیا۔ آدھا ہو گیا۔ آدھا جھکاؤ ہو گیا۔ رکوع کرتا ہے پھر اس میں خدا کی تعریفیں کرتا ہے۔ سبحان ربی العظیم میرا رب عظمت والا ہے اور اللھم لک رکعت اللہ میں تیرے لئے جھکا ہوں' تیرے آگے جھکا ہوں' تیری ذات بڑی ہے۔ بک امنت (رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ باب ما یقال بین التکبیر والقرءۃ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب ما یقراء بعد التکبیر عن علی رضی اللہ عنہ) میں تجھ پر ایمان لایا ہوں تجھ پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ اس طرح سے دعائیں کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد چونکہ اس نے جو نماز کا آخری مقام تھا اونچے سے اونچا۔ جو Climax کہہ سکتے ہیں۔ اب رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر کچھ Rest کر لے۔ پہلے ہاتھ باندھتا ہے' پھر ہاتھ چھوڑ دیتا ہے۔ جن کو یہ بیماری لگ گئی ہے۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کی۔ یہ مسئلے کے اعتبار سے بھی غلط ہے اور عقلاً بھی یہ بات غلط ہے۔ ہیئت کو بدل دیتا ہے۔ پہلے کھڑا ہونا مقصود تھا کہ اس میں قراء ت کا فرض جو ہے ادا کیا جاتا ہے۔ اب اس کے بعد رکوع کے بعد جو کھڑا ہونا ہوتا ہے یہ فصل کے لئے ہے۔ رکوع اور سجدہ دونوں میں "فصل" ہے کہ اب اس نے رکوع کے بعد سجدے میں جانا ہے کوئی وقفہ ہو اس میں' کوئی فرق پڑ جائے گا۔ رکوع سے سجدے میں جائے تو پوری اونچائی سے آدمی نیچے نہیں گرتا۔ جب سجدے میں جاتا ہے تو کھڑا ہو کر سجدے میں جاتا ہے تاکہ یہ حق پورا ادا ہو کہ اللہ کی جناب میں بندہ عین سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے میں گرا ہے۔ بندہ پہلے آدھا جھکا تھا پھر پورا جھکا ہے۔ سجدے کی ہیئت میں وہ ہاتھ چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ وہ Rest کی کیفیت ہوتی ہے۔ اس میں بندے کے لئے تھوڑی

ی الفت ہے۔ ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور اسی لئے جب بندہ الرٹ ہوتا ہے' ہوشیار ہوتا ہے تو ہاتھ کو یوں سنبھال کر یہاں رکھتا ہے۔ سینہ پر اونچے کر کے۔ اور بندہ جب بے خیال اور بے دھیان ہوتا ہے تو ہاتھ نیچے کو آتے جاتے ہیں۔ جب ہاتھ نیچے کو آئیں تو آدمی کو ذرا کچھ آرام محسوس ہوتا ہے۔ ایسے کرنے میں' یہاں ہاتھ رکھنے میں Action زیادہ ہے' اس میں عمل زیادہ ہے اور جوں جوں ہاتھ نیچے جاتے ہیں۔ آدمی Easy Feel کرتا ہے' سہولت ہے اور بالکل آدمی یوں اپنے ہاتھ لمبے کر کے کھڑا ہو جائے تو کافی سہولت ہے۔ اگر ایک کو ہی لمبا کرے گا تو وہ حق ادائگی نہیں ہوگی اور تھک جائے گا۔ سجدہ اگر پورہ کرے تو بہت بھاری پڑتا ہے۔ سجدے میں یہ جو کہنیاں ہیں یہ رانوں سے نہیں لگنی چاہئیں۔ سجدے میں یہ بازوؤں کے اوپر والا حصہ بانہیں جو ہیں ... یہ ڈولے .... سینے سے نہیں لگنے چاہئیں۔ کہنیاں رانوں کے ساتھ نہیں لگی چاہئیں۔ بازووں کو بالکل کسی چیز کا سہارا نہ ہو' نہ پیٹ کا' نہ رانوں کا۔ اور پھر آدمی عین اونچا ہو کر سجدہ کرے۔ سجدہ پورا اونچا ہو کر کرے۔ اب دیکھیں گے آدمی کتنی تکلیف اور کتنا بوجھ محسوس کرتا ہے۔ اگر ایک ہی کو لمبا کرے گا تو وہ لذت نہیں رہے گی۔ آدمی تھک جاتا ہے' ایک سجدہ کروا کر اٹھا دیا جاتا ہے کھڑا ہو جا' اٹھکر پھر بیٹھ جا کہ بیٹھ کر بھی ہلکا ہلکا اللھم اغفرلی چونکہ نماز میں آدمی بیکار تو ہوتا ہی نہیں' ہر حالت میں چاہے Rest کی حالت ہو چاہے کوئی عمل مقصود ہو اس میں بھی دعا رکھی ہے۔ اب وہ بیٹھ کر اللھم اغفرلی و ارحمنی (رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوۃ باب ما یقول الرجل فی الرکوعہ و سجودہ' ترمذی' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب السجود و فضلہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اغفرلی و ارحمنی اسی کو بار بار پڑھتے رہتے تھے۔ تو کچھ ستا لیتا ہے اور اس کے بعد دوسرے سجدے کے لئے تیاری کر کے اب دوسرا سجدہ کرتا ہے۔ باقی سارے ارکان ایک ایک رکن قیام

ایک' رکوع ایک اور سجدے دو۔ نماز کا Climax کیا ہے' اصل نماز کیا ہے؟ سجدہ اور باقی سب اس کی تمہید ہے۔ قیام بھی ' رکوع بھی' رکوع کے بعد کھڑا ہونا یہ سب اس کی تمہید ہیں اور نماز کااصل مقصود جو ہے وہ اللہ کے سامنے سجدہ کرنا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ سامنے آئے گا' پردہ اٹھ جائے گا۔ اللہ سب بندوں کے سامنے آ جائے گا تو بندے غیر شعوری طور پر جیسے اب سوچیں یہ دنیادار' کوئی بڑا آ جائے' یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جی! فلاں صاحب آ گئے' کھڑے ہو جاؤ' کھڑے ہو جاؤ۔ تو اللہ کی آمد میں کیا ہو گا۔ یکایک لوگ سجدے میں پڑ جائیں گے۔ فوراً سجدے میں گر جائیں گے۔ بے نماز بھی' منافق بھی جیسا کیسا بھی ہو سارے سجدے میں گریں گے۔ جنہوں نے نمازیں پڑھیں ہیں اور سجدے کئے ہیں اور وہ سجدے اللہ کو منظور ہیں ان کا تو سجدہ ہو جائے گا اور جس نے سجدہ کیا ہی نہیں' نماز پڑھی ہی نہیں وہ سجدے میں پڑے گا۔ لیکن قلابازی کھائے گا' سجدہ نہیں کر سکے گا۔ یہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ فلا یستطیعون (68 : القلم: 42) سجدہ کرنے لگیں گے' سجدہ کرنے کی طاقت نہیں ہوگی لیکن سجدہ کر نہیں سکیں گے۔ دیکھو ناں! اللہ نے انسان کا جسم بنایا ہے۔ انسان دہرا ہو جاتا ہے۔ جھک جاتا ہے' یوں کر لیتا ہے' مختلف کیفیتیں بدلتا ہے۔ یہ مختلف حالتیں بندے کی کیوں ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ یہ سب عبادت کے لئے لچک رکھی ہے۔ یہ جو میں نے لچک رکھی ہے کہ تیری کمر دہری ہو جائے' تیرے بازو اکٹھے ہو جاتے ہیں ' تو ایسے کر لیتا ہے' تو ایسے کر لیتا ہے' تاکہ تو مختلف ہیئتوں میں میری عبادت کرے۔ دنیا کے کام بھی لے لیکن اصل مقصد جو ہے وہ یہ کہ تیرے اندر لچک ہو اور تو مختلف ہیئتیں بنا کر بندگی کرے۔ میری عبادت کرے۔ اب جو نہیں کرتا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمت سے اس کی ٹانگیں دہری ہو جاتی ہیں۔ اس کی کمر دہری ہو جاتی ہے۔ آدھا جھک جاتا ہے' پورا جھک جاتا ہے۔ یہ ساری کیفیت اور اللہ کے لئے وہ یہ نہیں کرتا' تو قیامت

کے دن جب سجدہ کے لئے وہ اللہ کے سامنے جائے گا تو خدا تختہ بنا دے گا۔ بالکل صاف لچک رہے گی ہی نہیں۔ وہ جھکے گا سجدے کے لئے لیکن قلابازی کھائے گا۔ سجدہ نہیں کر سکے گا' سجدے کی اللہ طاقت ہی نہیں دے گا۔ اب وقت ہی نہیں دے گا۔ سجدہ تو مجھے تیرا دنیا کا منظور تھا۔ جب بہت سی چیزیں تجھے دنیا میں کھینچ رہی تھیں کہ میری طرف آ۔ میری طرف آ۔ ادھر بیوی بلا رہی ہے۔ ادھر بچے بلا رہے ہیں۔ ادھر دولت کے چکارے ہیں اور ادھر میرا تصور بھی تھا۔ ایک خالق بھی تھا' ایک مالک بھی ہے۔ رازق بھی ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری زندگی اور موت ہے وہی سب سے بڑا ہے اور اسی کے لئے سب کچھ ہے۔ ایک یہ تصور بھی تھا تو پھر میں دیکھتا تھا کہ تو کدھر جاتا ہے۔ تو میرا حق ادا کرتا ہے کہ نہیں۔ جب تو نے وہاں ادا نہیں کیا تو اب یہ جھوٹے سجدے ! اس کا کیا فائدہ ؟ سجدہ کر ہی نہیں سکے گا۔ اللہ توفیق ہی نہیں دے گا۔ اس لئے میرے بھائیو ! اپنے والد کے ساتھ سب سے بڑا احسان جب وہ بوڑھا ہو جائے کیا ہے ؟ والد سے نماز پڑھاؤ' اس کی خدمت کرو اور آہستہ آہستہ کہو : ابا جی نماز پڑھ لو' ابا جی ! آؤ میں آپ کو وضو کرواتا ہوں' ابا جی ! اس کے بغیر چارہ نہیں' ابا جی ! اس کے بغیر نجات نہیں۔ میں آپ کو ساری تنخواہ دے دوں۔ اپنی ساری آمدنی آپ کو دے دوں آپ کا دل خوش کر دوں یہ کوئی اصل کام نہیں۔ اصل کام تو یہ ہے آگے جا کر کامیاب ہو جائیں۔ ابا جی اب تو بڑھاپا آ گیا۔ چھوڑیے اس سستی کو' نماز پڑھیے' اگر نماز نہ پڑھی تو اللہ کے ہاں وہاں سجدہ نہیں ہو سکے گا۔ چاہیں گے آپ سجدہ کریں لیکن سجدہ نہیں ہو سکے گا اور قبر کے بارے میں آپ نے سنا ہی ہے۔ فرشتے خدا کی طرف سے پوچھتے ہیں من ربک' ما دینک' من نبیک سوال کرتے ہیں۔ آ کر اس سے سوال کرتے ہیں۔ Test کرنے کے لئے کہ یہ کیسا ہے ؟ کیا ہے۔ بندہ کہتا ہے ارے ! ہٹو نماز کا وقت ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔ (رواہ ابن ماجہ مشکوۃ کتاب الایمان باب

اثبات عذاب القبر عن جابر ﷺ) کیا باتیں کرتے ہیں ؟ میں مسلمان ہوں' میں نمازی ہوں میں اللہ کو پہچانتا تھا' میں اس کی بندگی کرتا تھا' تم مجھ سے پوچھتے ہو من ربک میں تو اس کی عبادت کرتا رہا ہوں' میں تو اس کو سجدے کرتا رہا ہوں۔ تم مجھ سے یہ سوال پوچھتے ہو ؟ ہٹو ایک طرف مجھے نماز پڑھنے دو۔ اور نماز پڑھ لیتا ہے۔ سمجھو اللہ سے دوستی لگاتا ہے۔ صحیح پہچان اللہ کی نماز ہے۔ اور میرے بھائیو ! نماز ہم پٹھانوں کی طرح نہ پڑھیں۔ کبھی آپ نے ان اخروٹ بیچنے والے پٹھانوں کو نماز پڑھتے دیکھا ہے ؟ وہ کوئی نماز ہوتی ہے۔ نماز وہ ہے کہ بندہ عین عاجزی کے ساتھ ' بہت طاعت کے ساتھ عین اللہ کے سامنے کھڑا ہو۔ اللہ کے سامنے بیٹھے' اللہ کے سامنے اٹھے' اللہ کے سامنے سجدہ کرے تو اگر یہ ہے کہ جلدی جلدی کر۔ ارے پاگل ! تیری زندگی کا اصل مقصود یہی ہے۔ اسی کے لئے تو جلدی کرتا ہے کہ میں نکل جاؤں' میں جلدی کروں۔ میں چلا جاؤں...... سب کاموں سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔ اگر اسی میں تجھے جلدی ہے۔ تو کہتا ہے میں جلدی جلدی فارغ ہو جاؤں' پھر تو دنیا کے کام کرے گا ناں۔ اصل کام تو یہ ہے اسی میں تو جلدی کرتا ہے۔ تو دل نہیں لگاتا۔ تو کیا احمق اور بیوقوف ہے۔ وہ جو حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر آپ' کو سلام کر کے جانے لگا۔ آپ ﷺ نے کہا ارجع فصل فانک لم تصل (رواہ البخاری فی کتاب الصلوۃ باب وجوب القرأۃ للامام و المأموم فی الصلوۃ کلھا' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ عن ابی ہریرۃ ﷺ) جا' واپس جا۔ جا کر نماز پڑھ تیری کوئی نماز نہیں۔ ارے ٹھونگیں مارنا نماز ہے ؟ اور یہ تصور رکھنا کہ میں جلدی جلدی کر لوں یہ کوئی نماز ہے ؟ نماز یہ ہے کہ تو اللہ کے سامنے آیا ہے۔ کبھی کھڑا ہو کر اس سے مانگ' کبھی جھک کر اس سے مانگ' کبھی بیٹھ کر اس سے مانگ' کبھی سجدے میں پڑ کر اس سے مانگ' معافیاں مانگ' درخواستیں کر' اس سے دوستیاں لگا کہ اللہ ! میں

تیرا بندہ ہوں۔ کوئی تعارف ہو جائے تیرا۔ کل کو وہ وقت آئے گا۔ جب تیرا کوئی سفارشی نہیں ہو گا۔ کوئی تجھے جاننے والا نہیں ہو گا۔ کوئی تیرا سفارشی نہیں ہوگا۔ تو نماز ہی ہے باقی۔ دیکھو! آپ یہ کام کریں گے' وہ کام کریں گے۔ نماز میں آپ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ سب سے بے نیازی نہ دائیں دیکھیں گے نہ بائیں دیکھیں گے۔ اللہ اکبر! نماز کا نقشہ تو دیکھیں۔ نماز پڑھتے ہوئے آدمی نہ ہاتھ ادھر لگا سکتا ہے' نہ کوئی حرکت کر سکتا ہے۔ نہ دائیں دیکھ سکتا ہے نہ بائیں دیکھ سکتا ہے۔ نہ ادھر نہ ادھر' کوئی حرکت نہیں۔ کیوں؟ اب اللہ کے سامنے ہے۔ دنیا کے دھندے تھے۔ لکھ بھی رہا ہے' بول بھی رہا ہے' باتیں بھی کر رہا ہے۔ کام بھی کر رہا ہے۔ یہ بھی ہو رہا ہے۔ وہ بھی ہو رہا ہے۔ باقی کاموں میں ایک کام میں دوسرا کام چل جاتا ہے۔ لیکن نماز میں سب طرف سے منہ موڑے' بیوی رو رہی ہے' رونے دے' بچہ رو رہا ہے رونے دے۔ فلاں آوازیں دے رہا ہے' دینے دے' اب اللہ کے سامنے آگیا ہے۔ پوری دلجمعی کے ساتھ اللہ سے مانگ۔ اللہ سے دعا کر۔ اللہ کے سامنے اپنی عاجزی اور انکساری' تواضع ان چیزوں کا اظہار کر پھر مانگ اس سے۔ کل کو تو پھر روئے گا کہ یااللہ! مجھے معاف کر دے۔ اب کہہ اب وقت ہے۔ یعنی آپ اندازہ کریں دنیا میں تو آدمی اکڑ خان بنا رہتا ہے۔ آئے! ہائے نہیں کہتا کہ یااللہ! مجھے معاف کر۔ وہاں جا کر بھی نہیں کہے گا۔ وہاں تو ہر ایک ہی بلبلائے گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک عرب آدمی تھا' بہت بڑا سخی تھا۔ اسکی دیگیں جس کے وہ لنگر لگاتا تھا' لوگوں کو کھانے کھلاتا تھا اتنی اتنی بڑی تھیں کہ لوگ ان کے سائے میں آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ دیگیں اتنی بڑی تھیں ..... اللہ اکبر ..... عرب میں بڑا مشہور تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھنے لگیں یارسول اللہ! اس کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا دوزخ میں جائے گا۔ وہ اتنا بڑا سخی تھا۔ لوگوں کو کھانے کھلاتا تھا۔ لوگوں کی بڑی آؤ بھگت کرتا تھا۔ ہر اپنے پرائے کو اس کے ہاں سے ملتا تھا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا دوزخ میں جائے گا۔ اس نے کبھی بھی خدا سے یہ نہیں کہا کہ یااللہ ! مجھے بخش دے۔ اللہ کو تو یہ بات پسند ہے کہ بندہ یہاں یہ کہے کہ مجھے بخش دے اور پھر وہاں جاکر سارے کہیں گے یااللہ ! بخش دے۔ لیکن اس وقت کوئی سنے گا ؟ وہ وقت ہی نہیں۔ جیسے میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ لوگ سجدے میں پڑیں گے۔ اللہ سجدہ کرنے ہی نہیں دے گا۔ کہ جھوٹے سجدے کا کیا فائدہ ؟ سجدہ دنیا میں کرتا۔ اب سجدے کا فائدہ۔ سجدہ اب نہیں ہو سکتا۔ و قد کانوا یدعون الی السجود و ھم سالمون (68 : القلم: 43) یہ سورہ قلم ہے۔ انتیسواں پارہ ہے۔ و قد کانوا یدعون الی السجود وہ دنیا میں سجدے کے لئے بلائے جاتے تھے ۔ حی علی الصلاح نماز کو آ جا۔ حی علی الفلاح کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن نہیں آتا تھا۔ اور اب اگر میرے سامنے آکر سجدہ کرتا ہے تو کیا فائدہ ؟ و قد کانوا یدعون الی السجود و ھم سالمون ٹھیک ٹھاک تندرست تھے لیکن ان کو جب سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی وہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔ اب اللہ ان کو سجدہ نہیں کرنے دے گا۔ اب اگر ایک آدمی دنیا میں اللھم اغفر لی نہیں کہتا۔ کہ یااللہ ! مجھے بخش دے۔ اور وہاں جا کر کہے ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا (32 : السجدۃ: 12) یااللہ ! اب تو میں نے اپنی آنکھوں سے دوزخ کو دیکھ لیا۔ اور اپنی آنکھوں سے میں نے سب کچھ مشاہدے کر لئے ہیں۔ میں نے کانوں سے سب کچھ سن لیا ہے۔ جو کچھ قرآن میں اور حدیث میں پڑھتے تھے۔ اسکا مشاہدہ' اس کا تجربہ میں نے اپنی آنکھوں سے اور کانوں کر لیا۔ مجھے یقین آگیا ہے۔ مجھے ایک دفعہ اب واپس دنیا میں بھیج دے۔ اب میں بہت ٹھیک ٹھاک ہو کر کام کروں گا۔ دیکھو ! بندے کی آرزو کیا ہوئی ؟ یعنی میں نے آکر تجربہ کر لیا ہے۔ میں مذاق ہی سمجھتا رہا۔ ویسے ہی ہے۔ مولویوں کو عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہ سلسلہ بنا ہوا ہے۔ مجھے کبھی یقین نہیں کہ سچ مچ نجات نماز میں ہے' اللہ کی بندگی میں ہے۔ نیک بننے

میں ہے۔ میں نے کبھی پرواہ نہیں کی۔ اب میں نے ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا یا اللہ ! اب میں نے دیکھ لیا' سن لیا ہے۔ اب مجھے واپس کر دے۔ اب میں واپس جا کر ٹھیک کام کروں گا انا موقنون (32 : السجدہ : 12) مجھے اب یقین آ گیا ہے' لیکن بار بار تو نہیں ہوتے۔ جیسے دنیا میں ' چلو ایک دفعہ نہیں۔ Test دوبارہ سہی۔ اب سپلی ہو رہی ہے۔ پہلے Annual تھا' اب Seplementry کا ہو رہا ہے ' کہیں چانس مل جائے گا لیکن اللہ کہتا ہے بس ایک ہی اور پھر و لو ردوا لعادوا (6 : الانعام : 28) اے بندو ! سن لو۔ تم تو کہتے ہو ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ اللہ واپس کر دے ! اب ٹھیک ٹھاک رہیں گے۔ نہیں میں تمہیں بتائے دیتا ہوں و لو ردوا لعادوا اگر میں تمہیں واپس کر دوں تو کام تو تم نے جا کر پھر وہی کرنے ہیں۔ دیکھو ناں لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ تم آخر یہ فلسفہ بتاؤ کہ کیا بات ہے کہ بندے نے زندگی میں گناہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر مثلا زنا کیا' چوری کی' یا شرک کیا۔ زندگی بھر ہی گناہ کئے .... اب بندے کی زندگی سے بچپن نکال دو' بڑھاپا نکال دو کیونکہ اس وقت یہ برائیاں نہیں کر سکتا........ جوانی میں کرتا ہے جب طاقت ہوتی ہے۔ لیکن سزا ابدی۔ یہاں وہ گناہ کرتا رہا ہے۔ چالیس سال' پچاس سال اور سزا وہاں کتنی ہوگی۔ کوئی ہزار سال نہیں' کوئی دو ہزار سال نہیں ' کوئی لاکھ سال نہیں ہمیشہ۔ هم فیها خالدون ہمیشہ ' ابدا ابدا۔ جس کی کوئی انتہاء ہے ہی نہیں۔ جس کا کوئی End نہیں۔ قیامت کو جو عذاب کافروں کو ہوگا جس کا کوئی End نہیں ہوگا تو یہ ظلم نہیں ہے۔ سزا تو اتنی دیر ہونا چاہیے کہ جتنی دیر گناہ کیا ہے۔ یہ کس اصول پر اتنا بڑا کام ہوگا۔ یہی کہ جب تو گناہ کرتا تھا۔ میں نے تجھے عمر تھوڑی دی ناں۔ پچاس ساٹھ سال کی عمر دی۔ اگر میں اس کو ہزار سال کی عمر دیتا تو یہ ہزار سال گناہ کرتا۔ اگر میں اس کو ابدی زندگی دیتا یہ دنیا میں ہمیشہ رہتا ' یہ دنیا میں ہمیشہ گناہ کرتا۔ میں اس کی نیت اور ارادے پر اس کو ہمیشہ

کی سزا دیتا ہوں اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ جن کو میں دوزخ میں بھیج رہا ہوں یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ و لو ردوا اگر میں ان کو دوزخ میں نہ بھیجوں۔ دنیا میں واپس کر دوں کہ اچھا میں تمہیں ایک چانس اور دیتا ہوں لعادوا لما نھوا عنہ یہ پھر وہی کام کریں گے۔ جن کاموں سے میں نے منع کیا ہے۔ ہم بچوں کو نہیں دیکھتے۔ بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو سنبھل جائیں۔ سمجھایا جائے۔ ایک آدھ تھپڑ مار دیا جائے کہ پھر وہ شرارت نہ کرے۔ وہ برا کام نہ کرے۔ دیکھ لو سزا بھی ملتی ہے۔ کام بھی وہی کرتا ہے۔ بلکہ چور کو جب جیل سے نکالتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میری سیٹ ریزو رکھنا میں آیا' میں آیا پھر۔ پیشہ ان کا یہی ہو جاتا ہے۔ پھر عادت پڑ جاتی ہے وہ کام کرتے رہتے ہیں تو اللہ کے ہاں ظلم نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں عین عدل ہے۔ اللہ کے ہاں بالکل صحیح انصاف ہے۔ سو میرے بھائیو! اس زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اس زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اپنی آخرت کو بہتر بنا لو۔ سستی نہ کرو۔ دیکھئے جس نے مسئلہ سن لیا اور اس کے دل کو لگ گیا۔ اس نے سمجھ لیا۔ پھر وہ اگر نہ بدلے۔ اپنے اندر کوئی Change نہ لائے۔ اس خیال میں رہے کر لیں گے۔ کوئی بات نہیں۔ اب جوانی ہے۔ ابھی دیر ہے' ابھی داڑھی منڈواتے جاؤ بوڑھے ہو کر رکھ لیں گے۔ اب بڑھاپے میں داڑھی رکھنے کا کوئی فائدہ ہے۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا مغالطہ ہے۔ انسان نے اگر اس مغالطے میں وعظ سن لیا' مسئلہ سمجھ لیا لیکن پھر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر ہم اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کہ جب بندہ ہماری بات کی ایک دفعہ پرواہ نہیں کرتا۔ ہم اسکو ایک یا دو چانس دیتے ہیں۔ پھر اس کے دل کو سخت کر دیتے ہیں۔ پھر وہ نصیحت پروف ہو جاتا ہے۔ نصیحت کرتے جاؤ' اس پر کوئی اثر نہیں۔ وعظ کرتے جاؤ اثر ہی کوئی نہیں۔ و نقلب افئدتھم و ابصارھم (6 : الانعام : 110) ہم ان کے دلوں کو پھیر دیتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کو پھیر دیتے ہیں۔ کما لم یومنوا بہ اول

مرۃ ہم اسے کہتے ہیں کہ تو پہلے کیوں نہیں مانا۔ جب ہم نے تمہیں سمجھایا تھا۔ جب یہ مسئلہ تم نے سن لیا تھا تو تو پہلے کیوں نہ مانا؟ و نذرھم فی طغیانھم یعمھون (ایضا) ہم ان کو اس برائی میں لگا ہی رہنے دیتے ہیں کہ جا' اب پھر۔ دیکھو کلاس آتی ہے' استاد کے لئے ساری کلاس نئی ہوتی ہے۔ سب لڑکوں کے ساتھ اس کا تعلق برابر ہوتا ہے لیکن پندرہ بیس دن کے بعد' مہینے کے بعد فرق پڑ جاتا ہے۔ بعض بچے اس کو پیارے لگتے ہیں اور بعض کے لئے بھاگ بھاگ جا' چھوڑ دے۔ یعنی جو پڑھ کر یاد کرتے ہیں' سبق سناتے ہیں' محنت کرتے ہیں' استاد کو ان سے محبت ہو جاتی ہے اور ان پر محنت زیادہ کرتا ہے۔ اور جن کے بارے میں یہ دیکھتا ہے کہ یہ بڑا ڈھیٹ ہے اس کو کوئی پرواہ نہیں۔ اس کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ پوچھتا ہی نہیں۔ دیکھو ناں! استاد جس لڑکے پر سختی کرے کہ تو کیوں لیٹ آیا ہے' تو نے کیوں کام نہیں کیا۔ سمجھو کہ استاد چاہتا ہے کہ یہ سنبھل جائے اور جو بچہ کام نہ کرے اور استاد اس کی پرواہ نہ کرے سمجھو کہ استاد نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کونسا پاس ہونا ہے۔ بھاڑ میں جائے پوچھتا ہی نہیں۔ تو کیوں نہیں آیا۔ ٹھیک ہے تو مزے کر لیکن جن کو تو وہ چاہتا کہ یہ پڑھ جائیں' پاس ہو جائیں تو ان کے ساتھ سختی کرتا ہے' ان کو تنبیہہ کرتا ہے' ان کی باقاعدہ چیکنگ کرتا رہتا ہے کیونکہ یہ لڑکا کچھ بننے والا ہے۔ اس پر میں ذرا محنت کروں تو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جب بندہ سستی کرتا ہے' پرواہ نہیں کرتا دھکا دے دیا جاتا ہے۔ بس دھکا' ہائے! ہائے! پڑھ پڑھ قرآن ...... یہی قرآن جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے بریلوی مولوی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ یہ قرآن اور ہے اور وہ قرآن اور ہے۔ یہ قرآن توحید بیان کرتا ہے اور وہ مولوی شرک بیان کرتا ہے اور قرآن کھلا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا ہے یعنی اس قرآن نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ مشرکوں کو موحد بنا دیا۔ لوگوں کو توحید سکھا دی اور یہی قرآن بریلوی مولوی پڑھ

کر لوگوں کو شرک سکھاتا ہے۔ خود بھی مشرک ہے اور لوگوں کو بھی مشرک بناتا ہے۔ یہ کیوں ؟ کیا وہ مولوی پڑھا ہوا نہیں ہے۔ وہ تو شیخ التفسیر ہے۔ اب دیکھ لو ہمارے پڑوس میں باقاعدہ بڑی بڑی دور سے لوگ آتے ہیں اور دورہ قرآن ہوتا ہے' دورہ تفسیر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب سارا قرآن ایک مہینے میں اڑا دیتے ہیں۔ بڑی بڑی دور سے لوگ آتے ہیں اور سندیں لے کر جاتے ہیں کہ ہم وہاں گئے تھے اوراویسی صاحب سے باقاعدہ سند لے کر آئے ہیں۔ سب کچھ پڑھاتے ہیں لیکن دیکھ لو شرک میں Over Head ane Ears ڈوبے ہوئے ہیں جیسے پانی اوپر اور آدمی نیچے ہے۔ اسی طرح سے شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تو اللہ کہتا ہے' کیوں ؟ صرف یہ ہے کہ خدا کی طرف سے دھکا دے دیا جاتاہے کہ جب تو نے پہلے پڑھا تھا تجھے نظر آیا تھا تو بندہ کیوں نہیں بنا۔ جا بھاگ جا۔ اب ہم توفیق ہی نہیں دیتے۔ ہمارے یہاں ایک بیچارے پروفیسر تھے۔ اللہ ان کو غریق رحمت کرے۔ بہت بیچارے کمزور سے' بہت جذباتی' غصے والی طبیعت ویسے بہت کھرے آدمی تھے۔ سوچ بچار' پڑھنا پڑھانا مطالعہ کرنا بہت زیادہ۔ لیکن یہ ہے کہ ان کو ایسی تربیت نہ ملی۔ کوئی Guide ان کو ایسا نہ ملا کہ ان میں کوئی Change آ جاتی۔ اہلحدیثوں کے ساتھ وہ رہتے رہے۔ ان کے ساتھ ان کا واسطہ پڑا رہا۔ اب اس کے بعد یہ ہے کہ یہاں کالج میں تھے۔ اسی کالج میں انگلش کے پروفیسر تھے۔ میں بھی یہاں تھا۔ کچھ ملاقات ہو گئی۔ وہ بیچارے ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آ جاتے تھے۔ حالانکہ بوڑھا آدمی بدلتا بہت کم ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ان کو دین کی سمجھ دے دی۔ وہ بڑے پکے اہلحدیث ہو گئے۔ جب ان کا خاتمہ ہوا' وہ فوت ہوئے تو وہ ریٹائر ہو گیا۔ وہاں اتفاق سے پانچ چھ پروفیسر اکٹھے ہو گئے۔ وہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ غالباً وہ رفع الیدین کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ بس یہیں ان کو دل کا دورہ پڑا اور وہیں جان نکل گئی۔ وہیں فوت ہو گئے۔ دین کی بات کرتے ہوئے ان کے

ساتھ جو پرانے ملنے والے اہلحدیث تھے وہ دہلی میں رہا کرتے تھے وہاں بھی وہ پہلے لیکچرار تھے تو انہوں نے ان کو خط بھی لکھا کہ میں اتنا عرصہ آپ کے ساتھ رہا لیکن مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا میں آپ کی صحبت میں رہ کر اہلحدیث نہ ہوا۔ اب مجھے یہاں واسطہ پڑا ہے۔ اب میرے اندر ایک تبدیلی آ گئی ہے اب میں عین پکا' خالص دل سے اہلحدیث بن گیا ہوں۔ انہوں نے انہیں خط بھی لکھا۔ وہ یہاں آتے بھی تھے۔ وہ دہلی والے مولوی اب بھی بچارے ہیں وہ بوڑھے ہو گئے۔ وہ کراچی میں رہتے ہیں تو ان کا یہ حال تھا کہ وہ یہاں لڑکوں کو پڑھاتے اور اس کے اندر بھی وہ لوگوں کو دین کی تبلیغ کچھ نہ کچھ کرتے۔ وہ سمجھاتے رہتے۔ یعنی انسان میں تبدیلی اس وقت آتی ہے جب انسان بے خبر ہو۔ اس نے اس پر توجہ نہ کی ہو۔ سمجھا نہ ہو۔ جب اس کو شرح صدر ہو جائے' اطمینان ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو سمجھ دے دیتا ہے وہ پھر ٹھیک ٹھاک ہو جاتے ہیں۔ بدل جاتے ہیں۔ لیکن جو آدمی ویسے ہی پڑھا ہوا ہو اور علم اس کے سامنے ہو' کتابیں اس کے سامنے ہوں اور پھر وہ جان لینے کے بعد ٹھیک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو مہلت نہیں دیتے۔ پھر سنبھلتا نہیں۔ اسی طرح سے وہ بگڑا ہوا برباد ہی برباد ہو جاتا ہے۔ سو انسانؑ کو اللہ جب بھی موقع دے۔ بات سن لے' پھر کوشش کرے کہ میں تبدیل ہو جاؤں۔ میں اس پر عمل کرنے لگ جاؤں اور اگر بندہ سستی کرے تو پھر یہ خطرہ ہے کہ کہیں اللہ دھتکار نہ دے۔ وہ بچارے محسن صاحب ان کے رشتہ دار جو کہ بڑے بڑے افسر تھے' آتے۔ کوئی کہیں ڈائریکٹر لگا ہوا... اسلام آباد' کوئی کہیں لگا ہوا' کوئی کہیں۔ اب چونکہ یہ ماشاء اللہ ! بڑے پکے ہو گئے تھے۔ ان کا ایک عزیز تھا بڑا ہی قریبی اور وہ وہاں اسلام آباد ڈائریکٹر تھا۔ اور وہ بڑے کٹر دیوبندی ۔ اب ان کی تھوڑی بہت گفتگو ہوتی تو اس پر کوئی اثر نہیں بلکہ وہ ان سے کہتے کہ تو بڑھاپے میں آ کر برباد ہو گیا۔ تو نے اپنا دین ہی بدل دیا۔ خیر یہ اسے سمجھاتے رہتے تھے لیکن وہ نہ مانتے۔ انہوں نے بڑی عقیدت کا

اظہار کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور بہشتی زیور یہ اور وہ تو انہوں نے ان سے کہا آپ نے بہشتی زیور اتنی دفعہ پڑھا ہے تو کیا آپ کو اندازہ نہیں ہے اس میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر انگلی کو گندگی لگ جائے' انگلی کو گندگی لگ جائے ..... نجاست غلیظہ ...... اگر آدمی انگلی کو تین دفعہ چاٹ لے تو انگلی پاک ہو جائے گی۔ وہ کہنے لگے کہ یہ بکواس ہے۔ میں نے بہت دفعہ پڑھا ہے۔ میں نے تو کہیں نہیں دیکھا کہ یہ تمہارا پروفیسر (میرے بارے میں) وہ ڈائریکٹر صاحب کہنے لگا غلط باتیں کہتا ہے اور تمہیں گمراہ کرتا ہے۔ کبھی یہ بھی عقل کی بات ہو سکتی ہے کہ انگلی کو گندگی لگی ہوئی ہو اور آدمی تین دفعہ چاٹ لے تو وہ پاک ہو جائے۔ اور مولانا اشرف علی تھانوی جیسا یہ بات لکھے ؟ اور پھر بہشتی زیور میں یہ مسئلہ ہو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ خیر محسن صاحب نے ان کے ساتھ کوئی زیادہ گفتگو نہ کی۔ وہ صبح سیر کو نکلا کرتے تھے۔ وہ جو ان کا دوست اور عزیز آیا ہوا تھا تو ایک دن وہ اس کو سیر کرتے کراتے میرے گھر لے آئے۔ اس کو نہیں بتایا کہ میں تجھے پروفیسر صاحب کے گھر لے کر چلا ہوں۔ وہاں آ پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے بیٹھک کھول دی۔ تو اس میں وہ بیٹھ گئے۔ وہ مجھ سے باہر ہو کر کہنے لگے یہ میرے عزیز آئے ہیں ان کو ذرا وہ مسئلہ دکھانا۔ بہشتی زیور آپ کے پاس ہو تو لے آیئے گا۔ میں بہشتی زیور لے آیا۔ اب وہ اردو میں ہے' کوئی پشتو میں نہیں۔ کسی غیر زبان میں نہیں۔ اردو میں ہے اور وہ دہلی کے رہنے والے ان کی زبان ہی خاص اردو تھی۔ میں نے وہ لا کر ان کو دے دی۔ انہوں نے اس کو دکھایا۔ ڈائریکٹر صاحب کو ایک دفعہ پڑھایا' دو دفعہ پڑھایا' تین دفعہ پڑھایا۔ پڑھ کر کہنے لگے دیکھو! جب اتنے بڑے عالم نے لکھا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی مطلب تو ہوگا۔ پہلے تو انکار کرتے رہے۔ یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ یہ مسئلہ بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ اب جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور عبارت بھی اردو ہے' دو دفعہ پڑھا' تین دفعہ پڑھا۔ اب یہ نہیں کہتے کہ ہاں یہ مسئلہ غلط

ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ ہے 'وہ ہے۔ کیا کہا۔ یہ کہ آخر اتنے بڑے عالم نے لکھا ہے تو کوئی نہ کوئی بات تو باحکمت ضرور ہوگی۔ پس یہ کہہ گئے۔ ہدایت نہیں ہوئی۔ صرف اس وقت جب بندے کے قویٰ فیل ہو جاتے ہیں' اس کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے پھر یہ ہے کہ بندہ دیکھتا ہے اور دیکھنے کے باوجود اس کو سمجھ نہیں لگتی۔ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا' اس کو سمجھ نہیں آتی مجھے محسن صاحب نے رسالہ دکھایا جو آغا خانیوں کے بارے میں تھا۔ کسی آغاخانی نے کسی سے کہا کہ تیرا پیر آتا ہے اور تیری بیوی کے ساتھ زنا کرتا ہے' تجھے غیرت نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا توبہ! توبہ! ہمارے یہ بزرگ ایسے پاک لوگ ہیں یہ کبھی ایسی برائی نہیں کر سکتے۔ وہ کہنے لگا اچھا! میں تجھے دکھا دوں۔ اس نے اس کو باقاعدہ دکھایا کہ دیکھ لے اندر کیا کر رہے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں پر انگلی رکھ کر کہنے لگا: میری آنکھوں کو دھوکہ لگا ہے۔ یعنی وہ دیکھ رہا ہے اور اس کے بعد یہ کہہ رہا ہے کہ میری آنکھوں کو دھوکہ لگا ہے۔ اب قرآن مجید کی آیت پڑھیں و نقلب افئدتهم و ابصارهم (6 : الانعام: 110) ہم ان کے دلوں کو پھیر دیتے ہیں' ہم ان کی آنکھوں کو پھیر دیتے ہیں ما لم یومن به لول مرة پہلے ایمان نہیں لاتے' پہلے عقل سے کام نہیں لیتے' پھر ان کے اندر سے سوچ اور سمجھ کا مادہ ہی ختم کر دیتے ہیں کہ مرجدھر مرتا ہے' ڈوب جدھر ڈوبتا ہے۔ تیرا بیڑا ایسے ہی غرق ہو جائے گا' ایسے ہی برباد ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! یہ گنجائش کبھی نہ رکھنا' کہ ڈٹے رہو' لگے رہو جہاں لگے ہوئے ہو۔ جو داڑھی منڈا رہا ہے داڑھی منڈا رہا ہے۔ دیانتداری سے بتلاؤ کہ تیرے دل کی آرزو نہیں کہ اسلامی شکل و صورت' اسلامی یونیفارم میں داڑھی لازمی ہے۔ جب یہ آپ کے دل کی آرزو ہے کہ آپ کو کوئی داڑھی والا نظر آئے تو آپ کہیں گے کہ یہ تو کوئی مذہبی آدمی ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ

داڑھی رکھنا اسلامی شعار ہے۔ اچھا! تو پھر کیوں نہیں رکھتا؟ یہ بہت بڑی جسارت ہے' بہت بڑی جسارت۔ یہ بہت بڑی جرات ہے کہ تو مانتے ہوئے اسلامی رنگ ڈھنگ' اسلامی وضع قطع اسلامی چال ڈھال' اسلامی یونیفارم جو ہے داڑھی اس میں شامل ہے اور پھر نہیں رکھتا' اگر تو نہیں رکھتا تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تیرے دل کو مزید سخت کر دے۔ اللہ اکبر! اللہ نے قرآن میں یہودیوں کا حال بیان کیا ہے۔ میرے بھائیو! قرآن مجید پڑھا کرو اور پھر کبھی کبھی غور کیا کرو۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک (2 : البقرۃ: 73) ارے یہودیو! ظالمو! تم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں' ہم تم کو پھر موقع دیتے ہیں' آخر ثم قست قلوبکم من بعد ذلک پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ اور کیسے سخت ہو گئے؟ کالحجارۃ پتھروں جیسے سخت ہوگئے۔ دل پتھر ہو جاتا ہے اور پھر فرمایا بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت او اشد قسوۃ یا پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔ و ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار' ارے بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان سے بڑے بڑے چشمے پھوٹتے ہیں' تجھ سے ڈر کے مارے دو آنسوں نہیں نکالے جاتے۔ تیرا دل اتنا سخت ہوگیا ہے کہ دو قطرے آنسوؤں کے نہیں نکلتے۔ پتھروں میں سے پانی نکلتا ہے۔ ان فیھا لما یشقق فیخرج منہ الماء بعض سے نہریں نکلتی ہیں اور بعض سے پانی نکلتا ہے۔ پہاڑوں پر جا کر دیکھ لو' زمین ایسی نہیں کہ وہاں آپ Hand Pump لگا لیں' نکال ہی نہیں سکتے۔ ہے ہی پہاڑ۔ پہاڑ سے پانی ابل ابل کر نکلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دل کی قساوت' دل کی سختی' سنگدلی کو پتھروں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اس کو ذرا بھی احساس نہیں۔

میرے بھائیو! یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ آدمی سنتا بھی رہے اور بدلے نہ۔ اس لئے ضرور فکر کریں۔ ضرور فکر کرلیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ دھکا دے دے۔ اللہ کہہ دے کہ جا! میں تجھے موقع نہیں دوں گا' تجھے مہلت نہیں

دوں گا کہ تو توبہ کر سکے۔ تو اس لئے آپ جب کوئی مسئلہ سن لیں۔ آپ کے دل کو یہ لگ جائے کہ بات تو یہ ٹھیک ہے' مسئلہ تو یہ ٹھیک ہے۔ دین کی بات تو یہی ہے تو پھر اس میں تبدیلی کی کوشش کریں۔ بہت جلد' بیشک آہستہ آہستہ ہی سہی۔ لیکن اپنے اندر کوئی تبدیلی لائیں اور اگر تبدیلی نہیں لاتے تو پھر اس کے بعد دل سخت ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ مولویوں کا دل عام لوگوں سے زیادہ سخت ہوت ہے۔ کبھی تجربہ کیا کہ مولویوں کے دل عام لوگوں سے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ آپ لوگ گناہوں سے ڈر جاتے ہیں' مولوی نہیں ڈرتا کیوں ؟ علم کی وجہ سے کہ لوگوں کو پڑھتا پڑھاتا ہوں۔ اللہ اس کی آنکھیں کھولتا ہے۔ وہ جب باز نہیں آتا تو خدا اس کو پتھر بنا دیتا ہے۔ قرآن بیان کرتے ہیں لوگوں کے سامنے لیکن خود .... اللہ اکبر .... ذرا بھی اثر نہیں۔ وہ لطیفہ مشہور ہے ناں ایک مولوی نے صدقہ خیرات کے بارے میں کہ لوگو! اللہ کی راہ میں خرچ کرو' دنیا میں بھی مال بڑھتا ہے اور اللہ بھی اس کا اجر دے گا۔ اس کی بیوی بھی آواز سن رہی تھی۔ اسکے دل میں آیا کہ میں بھی اللہ کی راہ میں تھوڑا بہت خرچ کر لوں۔ ہاں! میں بھی تھوڑا سا اللہ کی راہ میں خرچ کردوں۔ اس نے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ خاوند نے جب اس سے حساب لیا' بات چیت ہوئی تو بیوی نے کہہ دیا کہ اتنا میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ پاگل! تو نے یہ کیا حماقت کی۔ تو نے یہ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ کا وعظ سنا اور میرے دل پر اثر ہوا۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے وعظ تیرے لئے کیا تھا؟ یہ تو میرا پیشہ ہے جب میں منبر پر چڑھ جاتا ہوں تو یہی بات کہنا ہوتی ہے۔ باقی یہ ہے کہ یہ لوگوں کے لئے تاکہ وہ دیں اور میری جیب میں آئے۔ وہ اس لئے کہ میں بھی بندہ بنوں۔ لوگو! بندے بن جاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ بندہ بن جاؤں۔ جب تم میں کوئی انقلاب آئے تو مجھ میں بھی کوئی انقلاب آئے۔ یہ ایک پیشہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مولویوں کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ مولوی کبھی بدلتے نہیں۔

حالانکہ ان کو علم ہوتا ہے ۔ عوام کو علم نہیں ہوتا وہ بدلتے رہتے ہیں۔ اور مولویوں کو علم ہوتا ہے۔ عوام کو علم نہیں ہوتا اور مولویوں کو علم ہوتا ہے۔ اللہ ان کو توفیق نہیں دیتا' ان کو پتھر کا پتھر بنائے رکھتا ہے اور یہ مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔

میرے بھائیو! میں بیان یہ کر رہا تھا کہ قیامت کے دن اعمال پیش ہوں گے' نماز آئے گی'میں نماز ہوں۔ اللہ ان اعمال کو باقاعدہ وجود دے گا۔ ان کا جسم ہوگا۔ میں نماز ہوں' ...یہ حدیث ہے... جو میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں قال قال رسول اللہ ﷺ یجئی الاعمال اعمال آئیں گے' فتجئی الصلوۃ نماز آئے گی۔ فتقول یارب انا الصلوۃ یااللہ ! میں نماز ہوں۔ یقول انک علی خیر تو بہت اعلیٰ چیز ہے۔ تیرے کیا کہنے ؟ تیرا بڑا درجہ ہے۔ فتجئی الصدقۃ پھر صدقہ آئے گا۔ لوگ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ فیقول رب انا الصدقۃ صدقہ کہے گا یااللہ !میں صدقہ ہوں۔ انک علی خیر تو بہت اعلیٰ چیز ہے۔ تجھے کیا خطرہ ہے۔ تو تو بھلائی ہی بھلائی ہے۔ ثم یجئی الصیام پھر روزہ آئے گا فیقول یارب انا الصیام روزہ کہے گا یااللہ ! میں روزہ ہوں۔ فیقول انک علی خیر تو بہت اچھا ہے۔ تیرا بڑا مقام ہے۔ ثم یجئی الاعمال اسی طرح ترتیب سے اعمال آتے رہیں گے اور اللہ کے سامنے پیش ہوتے رہیں گے۔ کہ یااللہ ! میں بھی تیرا مقرر کیا ہوا عمل ہوں میرا بھی لحاظ رکھنا۔ یا نماز ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ جو روزہ دار ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔اعمال کے پیش ہونے کا مقصد کیا ہے ؟ یہ کہ ان اعمال کے باقاعدہ نمبر ہوں گے اور یہ عمل کرنے والے کی سفارش کریں گے۔ نماز جو پیش ہو کر کہے گی کہ یااللہ میں نماز ہوں۔ تو فائدہ کیا ؟ یااللہ میں نماز ہوں۔ تو فائدہ کیا۔ یااللہ ! میں نماز ہوں' میرے مقام دیکھ کہ اعمال میں میرا نمبر سب سے پہلے ہے۔ اب جو نمازی ہو اس کا خاص خیال رکھنا۔ جس نے میرا خیال رکھا ہو' جس

نے میرا حق ادا کیا ہو۔ اس کے ساتھ رعایت کرنا۔ کسی اور کوتاہی اور سستی کی وجہ سے اسے کنڈم نہیں کر دینا۔ اسی طرح سے روزہ اور باقی اعمال جو آئیں گے گویا وہ عمل کرنے والے کی سفارش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد سب سے آخر میں اسلام آئے گا.... اسلام .... اسلام آئے گا اور آ کر کیا کہے گا۔ یارب انت السلام اللہ تیرا نام سلام ہے... بچوں کا نام عبدالسلام رکھتے ہیں... اللھم انت السلام و منک السلام اللہ تو سلام ہے۔ یہ اللہ کا نام ہے۔ تو اسلام کہے گا۔ رب سے یارب انت السلام و انا الاسلام یااللہ! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ یعنی سلام جو ہے وہ اسلام سے مشتق ہوا ہے۔ تیرا میرا روٹ (Origon) جو ہے وہ ایک ہے۔ میرا بھی خاص خیال رکھنا جو آدمی مسلمان ہو جائے اس کے ساتھ خاص رعایت کرنا۔ فیقول اللہ تعالٰی فائنل بات' آخری بات انک علی خیر تیرے کیا کہنے۔ تیرا مقام بہت اونچا ہے۔ بک الیوم اخذ و بک اعطی (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الرقاق عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) تیرے ساتھ ہی آج سارے فیصلے ہوں گے تو معیار ہو گا جس کا اسلام ٹھیک ہو گا' جس نے اسلام کو دل سے قبول کر لیا میں اس کے ساتھ بہت رعایت کروں گا اور جس نے اسلام کو ٹھکرا دیا اسلام کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ بس میرا بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو گا۔ اور پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی آیت پڑھی استشہاد کے طور پر یہ بات کی ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں بھی اللہ نے کہا ہے و من یبتغ غیر الاسلام دینا (3 : آل عمران: 85) کہ جو آدمی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو دین سمجھے گا اس کے تحت اپنی زندگی گزارے گا فلن یقبل منه اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو گا اور و ھو فی الآخرۃ من الخاسرین آخرت میں وہ خسارے والا ہو گا۔

میرے بھائیو! آدمی کتنا بھی شریف اور خدا ترس کیوں نہ ہو اگر اس کا اسلام صحیح نہیں ہے تو اس کی نجات بالکل نہیں ہو گی۔ کہئے یہ بات آپ کے دل

کو لگتی ہے کہ نہیں۔ اسلام جو ہے وہ معیار ہے کوئی ہندو کتنا ہی نیک کیوں ہو' خدا ترسی اس میں ہو' غریبوں کے ساتھ' مسکینوں کے ساتھ' بیوہ عورتوں کے ساتھ جو جو نیکی کا تصور آپ کر سکتے ہوں آپ کر لیں۔ بڑا اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو لیکن اس کا اخروی کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اسلام نہیں لایا۔ اسلام جو ہے وہ معیار ہے۔ اس لئے میرے بھائیو ! سب سے پہلے جب آپ اپنی آخرت کو بہتر بنانے لگیں پہلے اپنے اسلام کو دیکھ لیا کریں۔ اپنے اسلام کو چیک کر لیا کریں کہ یہ ٹھیک ہے کہ نہیں ؟ جو کام اسلام کے تحت ہو اس کو کرو اور جو کام اسلام کے تحت نہ ہو اس کو بالکل نہ کرو۔ لیکن افسوس کہ جب ہم بدقسمت ہیں ' ہمیں سمجھ کس چیز کی بھی نہیں۔ یہ بات ہمیشہ ہر وعظ میں آپ سے کہتا ہوں اپنے اسلام کو درست کر لو۔ اپنے اسلام کو ٹھیک کر لو۔ اسلام کلمہ پڑھ لینے س نہیں آتا۔ اسلام جو ہے وہ کلمہ پڑھ لینے سے نہیں آتا۔ اسلام جو ہے وہ سمجھ سے آتا ہے۔ اگر کلمہ پڑھ کر بھی آپ نہ سمجھیں تو کیا اسلام کہتے کسے ہیں ؟ اب آپ سارے بیٹھے ہیں اس پر خوب غور کر لو کہ اسلام کیا چیز ہے ؟ اسلام کلمہ کا نام نہیں' اسلام نماز کا نام نہیں' اسلام روزے کا نام نہیں' اسلام داڑھی رکھنے کا نام نہیں' کوئی ایک دو چار آٹھ دس باتیں رکھ لو یہ اسلام نہیں ورنہ جتنے مسلمان ہیں سب جنتی۔ شیعہ سے لے کر آخری انسان تک سب جنتی۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ بالکل صریحا کفر ہے' شرک ہے اور نام اسلام کا اور پیچھے اسلام کی کوئی حقیقت ہے ہی نہیں۔ اس لئے میرے بھائیو ! یہ پہلا سبق ہے جیسے قاعدہ پڑھتے ہوئے سب سے پہلے الف... دیکھو ناں ! جب بچوں کو پڑھاتے ہیں تو پہلے حرفوں کی پہچان کرواتے ہیں کیونکہ حروف سے الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ سے عبارتیں بنتی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے بچے کو حرف کی پہچان کروائی جاتی ہے۔ الف' ب' ت ترتیب سے پھر آپ ٹوکیں پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے ' یہ کیا ہے ؟ یہ کونسا حرف ہے؟ جب بچہ حروف کو پہچان جائے جب اس کو حروف

کی پہچان ہو جائے گی تو پھر الفاظ کا سمجھنا سمجھانا یہ آسان ہو جائے گا۔ میرے بھائیو! یہ پہلا سبق ہے کہ آپ دیکھا کریں کہ میں مسلمان بھی صحیح ہوں کہ نہیں؟ صحیح اسلام کی صحیح پہچان ہونی چاہیے۔ اب دیکھو! بریلوی کا بھی اسلام ہے وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے' شیعہ کا بھی اسلام ہے وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے' باقی مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں کہئے یہ سب اسلام ہے؟ سوچو! شیعہ کا اسلام کیا اسلام ہے؟ بریلوی کا اسلام کیا اسلام ہے؟ دیوبندی کا اسلام کیا اسلام ہے؟ اہل حدیث کا اسلام کیا اسلام ہے۔ کیا یہ سارے اسلام ہیں یا ان میں ایک ہی اسلام ہے؟ باقی سب دلیا۔ یہ آپ کو سوچنا چاہیے' سمجھنا چاہیے۔ اسلام کیا ہے؟ اسلام بریلویت نہیں' اسلام شیعت نہیں' اسلام کسی اور فرقے کے مذہب کا نام نہیں۔ اسلام اپنے زمانے کے نبی علیہ السلام کی پیروی کا نام ہے۔ کہئے اس میں کسی کوئی شک ہو سکتا ہے؟ اپنے زمانے کے نبی کی پیروی کا نام اسلام ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مسلمان کون تھا؟ وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مسلمان کون تھا؟ وہ جو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتا تھا۔ اسی طرح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ... ہر زمانے میں اپنے نبی کی پیروی کرنے والا مسلمان ہے۔ اس کو پہچان لو۔ خوب پہچان کر لو۔ اپنے زمانے کے نبی کی پیروی کا نام۔ اس کو Follow کرنے کا نام اسلام ہے۔ حنفی بننا کوئی اسلام والا کام نہیں ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ کوئی نبی نہیں تھے پھر آپ حنفی بن جائیں۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ حنفی بن جائیں گے۔ تو وہ شافعی بن جائیں گے۔ وہ فلاں بن جائے گا' وہ فلاں بن جائے گا۔ اسلام آپس میں لڑنے لگ جائے گا۔ محمد ﷺ کے بعد اس دور میں' اس زمانے میں محمد ﷺ کے بعد کسی کو اپنے سامنے رکھ کر وہ بننا اس کا مذہب اپنانا' اس کے نام پر اپنے مذہب کا نام رکھنا' اپنے فرقے کا نام رکھنا' یہ گاڑی کا اپنی پٹڑی سے اترنا ہے۔ یہ اسلام سے منہ موڑنے والی

بات ہے۔ کہئے ! آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں بیٹھے ہیں کیا اس میں کوئی غلطی ہے؟ کیونکہ ایک عورت کے دو خصم کبھی نہیں ہو سکتے۔ بیویاں دو ہو سکتی ہیں خاوند دو کبھی نہیں ہو سکتے... اللہ اکبر ! اسلام کی باتیں بڑی سادہ' بہت سادہ۔ اللہ قرآن میں بیان فرماتا ہے ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون (39 : الزمر : 29) اللہ قرآن میں بیان فرماتا ہے کہ تمہارے سامنے ایک آدمی کاایک مالک ہے اور دوسرے آدمی کے کئی مالک ہیں۔ ایک آدمی کاایک مالک ہے اس کا آقا ایک ہے' اس کو اس کی بات ماننی ہے اور دوسرے کے کئی مالک ہیں اس کو ان سب کی بات ماننا ہے ۔ فیہ شرکاء متشاکسون اور کوئی ادھر کو کھینچتاہے اور کوئی ادھر کو کھینچتا ہے۔ ایک عورت کے دو خاوند کس لئے نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے کہ وہ کہے ادھر آ ' وہ کہے ادھر آ۔ کدھر کو جائے۔ بیویاں دو ہوں گی تو کوئی بات نہیں۔ کوئی اختلاف کی صورت ہی نہیں۔ بیویاں دو ہوں تو کوئی اختلاف نہیں۔ خاوند دو ہوں تو عورت کی جان کو بن جائے گی۔ اس کی چھٹی ہی چھٹی۔ ایک سے فورا طلاق ہو جائے گی۔ تو ادھر کیوں نہیں آئی ؟ وہ کہے گا تو ادھر کو کیوں نہیں آئی؟ اس لئے اللہ نے یہ کبھی رکھا ہی نہیں کہ تم دو کی پیروی کرو۔ بس ایک نبی ﷺ جس سے پوچھو' اسی کی پوچھو۔ تمہارا کوئی اور خصم نہیں ہونا چاہیے کہ تم اس کی پیروی کرو' اس کا پیچھے لگ جاؤ۔ اگر آپ نے کسی ایک کو مان لیا' دوسرا کسی دوسرے کو مان لے گا۔ اب یہ فرقے بن گئے۔ کوئی حنفی ہے' کوئی شافعی ہے' کوئی مالکی ہے' کوئی حنبلی ہے' کوئی اویسی ہے' کوئی چشتی ہے' کوئی ادھر ہے کوئی ادھر ہے ' پھر ان میں اختلاف ہے۔ اس کی فقہ یہ کہتی ہے اس کی فقہ یہ کہتی ہے۔ اس کا ذہن یہ کہتا ہے' اس کا ذہن یہ کہتا ہے ' اس کا دین یہ کہتا ہے اور اس کا دین یہ کہتا ہے۔ مسلمانوں میں وہ سرپھٹول ہے' وہ اختلاف ہے ' وہ فرقہ پرستی ہے کہ اسلام کا ستیاناس ہو کر رہ گیا ہے' اسلام کا حلیہ بگڑ گیا ہے۔ آج صحیح اسلام کی پہچان ہی نہیں بلکہ

قیامت کے دن یہ غیر مسلم مسلمانوں پر دعوی کر دیں گے یااللہ ! تو کہتا ہے کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہوا ؟ میں کیا مسلمان ہوتا ' میں شیعہ بنتا' باقی مسلمان مجھے کافر کہتے' میں بریلوی بنتا باقی مسلمان مجھے کافر کہتے ۔ کوئی ایک اسلام ہوتا تو میں مسلمان ہوتا۔ پتہ نہیں کتنے اسلام تھے ؟ میں کیا بن جاتا؟ دوسروں کے لئے بہت بڑا مغالطہ ہے بہت بڑا دھوکہ ہے۔یہ اسلام سے بھگانے کی بات ہے۔

اس لئے میرے بھائیو ! اپنے ذہنوں کو جتنا صاف کر لیں گے اور میرا ہر تقریر میں تقریباً آخری Touch یہی ہوتا ہے۔ اس پر میں رگڑا دیتا ہوں کہ آپ کا ذہن نمازوں سے پہلے' روزوں سے پہلے اپنے ذہنوں کو صاف کر لیں کہ میں ہوں کون ؟ اسلام صرف محمدی بننے کا نام ہے۔ محمد ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ حنفی بننا' دیوبندی بننا' وہابی بننا' شیعہ بننا' یہ بننا' وہ بننا سب پٹڑی سے اترنے والی باتیں ہیں۔ یہ فیصلہ کر لو۔ نماز پڑھنے سے پہلے اپنے ایمان کو درست کر لو۔ آپ دیوبندیت سے توبہ کرتے ہیں' آپ بریلویت سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ محمد ﷺ کی پیروی کے بعد کسی امام کی پیروی سے توبہ کر لیں۔ یہ اسلام کی ضد ہے۔ یہ اسلام کو توڑنے والی بات ہے۔ اس کے اندر پھوٹ ڈالنے والی بات ہے۔ جب تمہارا اسلام ٹھیک ہوگا' تمہارا حساب ٹھیک ہوگا۔ پھر نماز آئے گی۔ تو کہے گا یااللہ میں میری نماز حنفی' میں نے تو بس دو چار آنے کی حنفی نماز خریدی تھی' وہی میری دعائیں' وہی میری نماز کا طریقہ ہے۔ اللہ کہے گا کہ حنفی کون ہوتا ہے۔ میں نے تو محمد ﷺ کو بھیجا تھا اور اس نے یہ کہا تھا

صلوا کما رایتمونی اصلی (متفق علیہ ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب تاخیر الاذان عن مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ) لوگو ! نماز ایسے پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ تو ساری عمر حنفی نماز پڑھتا رہا۔ یہ کیا بات ہے؟ اب دیانتداری سے بتایئے حنفی نماز کا خدا کوئی نمبر دے گا؟ اس کی کوئی Value ہوگی ؟ اس کا کوئی ثواب ہوگا؟ اب حنفی' رفع الیدین نہیں کرتا۔ اب نماز میں

کھڑا ہو گا شروع میں تو اللہ اکبر! یہ رفع الیدین ہے' شروع میں تو اللہ اکبر' ہاتھ اٹھائے اور ہاتھ باندھ لئے۔ اب رکوع کو جانا ہے اور میں نہیں کرتا۔ کیوں؟ میں حنفی ہوں' ہمارے امام نے نہیں کیا۔ خدا کہے گا تیرا امام کون؟ وہ کہے گا امام ابوحنیفہؒ خدا کہے گا میں نے تو محمد ﷺ کو بھیجا تھا' تم نے اپنے پاس سے کیسے بنا لیا۔ کہئے کوئی جواب ہے؟

میرے بھائیو! خوب سمجھو' میں کوئی اکھاڑہ نہیں بنا رہا۔ میں تو آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ اللہ کرے آپ بالکل صاف ہو جائیں۔ بالکل' عقل کے ساتھ' دلیل کے ساتھ' اندھی عقیدت جو ہے اس کو چھوڑ دو۔ یہ کبھی کام نہیں آئے گی۔ اللہ نے عقل دی ہے جیسے میں نے سروع میں بتایا کہ جو اللہ نے جسم میں ایک لچک رکھی ہے کہ انسان کا بازو دہرا ہو جاتا ہے۔ سیدھا ہو جاتا ہے اور پھر یہ انگلیاں ہیں۔ پھر یہ سب کچھ ہے' پھر جوڑ ہیں۔ رکوع کیلئے فلاں اور پھر فلاں فلاں لچک سارے جسم میں۔ یہ کیوں؟ یہ اس لئے بھی کہ بندہ خدا کی بندگی کر سکے۔ مختلف ہیئتوں کے ساتھ' مختلف کیفیتوں کے ساتھ کھڑا ہو کر' جھک کر' بیٹھ کر' اٹھ کر کبھی اس حالت میں' کبھی اس حالت میں' خدا کی بندگی کر سکے۔ اصل مقصد تو یہ تھا۔ باقی رہا یہ تو اپنے کام بھی کر لے۔ اب یہ ہاتھ ہے۔ اللہ اکبر! اب مستری آئے۔ اپنی کانڈی لے کر تو پلستر کے لئے سیمنٹ کو بچھایا۔ اب جس نے گھر میں تھوڑا سا کام کرنا ہو تو یہ ہاتھ کانڈی کا کام دے۔ یہ ہاتھ چمچے کا کام بھی دیتا ہے۔ پتہ نہیں یہ ہاتھ کتنے کام دیتا ہے۔ زندگی کے کتنے کام ہیں جو یہ ہاتھ کرتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یوں ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ خدا کے سامنے یوں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ خدا کے سامنے رفع الیدین' ان ہاتھوں میں قرآن پکڑا جاتا ہے' ان ہاتھوں میں کافر کو قتل کرنے کے لئے تلوار پکڑی جاتی ہے۔ یہ ہاتھ کتنے کام کرتا ہے۔ اصل تو اللہ نے پیدا کیا ہے اپنے لئے کہ ان چیزوں کو میرے لئے استعمال کر کیونکہ مقصود تیری زندگی کا میری اطاعت ہے۔ میرا حکم ماننا

ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر تھوڑے بہت کام کرنے ہوں تو وہ بھی ساتھ کرلیا کر۔ میں تجھے اس کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ سو میرے بھائیو! خوب پہچان لو اور اس میں لچک نہ رکھو۔ اس میں ڈھیل نہ دو۔ اپنے آپ کو صاف کرو۔ اپنے ارادے جو ہیں ان کو تبدیل کرو۔ اسلام کو پہچانو۔ اگر آپ نے زندگی بھر حنفی فقہ پر عمل کیا' نماز حنفی' روزہ حنفی' نکاح حنفی' طلاق حنفی' ہر مسئلہ حنفی طریقے کا۔ جب آپ سے قبر میں خدا پوچھے گا من نبیک (رواہ احمد' ابوداؤد' مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ) تو Follow کس کو کرتا تھا؟ تیرا نبی کون تھا' جس کی باتوں پر تو عمل کرتا تھا' وہ کون تھا' وہ کبھی کہہ نہیں سکے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیری زبان سے کبھی نہ نکلے گا۔ جب نماز حنفی پڑھتا ہے' روزہ تو حنفی طریقے کا رکھتا ہے' باقی تیرے سارے کام حنفی طریقے کے ہیں۔ جب خدا پوچھے تیرا نبی کون تھا؟ تو تو کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیری زبان سے وہی نکلے گا جس کو تو Follow کرتا ہے۔ سو اسلام کسے کہتے ہیں۔ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کو Follow کرنا۔ یہ اسلام ہے۔ سو یہ بنیاد ہے۔ اس کے بعد آپ کی نماز پیش ہوگی۔ اللہ کے سامنے نماز کیسے' محمدی... دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی لوگو! نماز ایسے پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اب اگر میرا بھائی نماز حنفی طریقے کی پڑھے اور امام ابوحنیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سوا سو سال بعد جا کر ان کی پیدائش اسی ہجری میں ہے۔ ان سے مسئلے چلتے چلاتے دو سو سال قریب قریب گزر گئے۔ یہ چیزیں دو سو سال بعد پیدا ہوئیں تو تیرا کیا بنے گا۔ تو اللہ کو کیا جواب دے گا؟ اسلئے ان چیزوں کو بالکل درست کر لو۔ اپنا عقیدہ سب سے پہلے درست کرلو۔ عقیدہ کیا ہے؟ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نہ مانو۔ مذہب میں داخل نہ کرو۔ اس کے نام پر اپنا نام نہ رکھو' حنفی نہ کہلاؤ' شافعی نہ کہلواؤ۔ صرف محمدی...بس.... اسلام کی تعبیر جو صحیح سے صحیح ہو سکتی ہے وہ

محمدی ہے۔ ایک حدیث اور سنیں عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال لما بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا خرج معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ و معاذ راکب و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ قال یا معاذ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ک مقرر کر دیا۔ حضرت معاذ اپنے گھوڑے پر' اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔وہ چلے جا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل جا رہے ہیں اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر جا رہے ہیں۔دیکھ لو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہمارے لوگ یہاں پیر کے جوتے اٹھائے پھرتے ہیں' لوگ پیر کا کرتہ اٹھائے اس کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی دیکھو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو سوار کروا دیا' جو گورنر ہے اس کو سوار کروا دیا اور اس کو نصیحت کرتے جا رہے ہیں۔ یوصیہ ان کو وصیتیں کر رہے ہیں۔ یمشی تحت راحلتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے جا رہے تھے ان کی سواری کے ساتھ ساتھ فلما فرغ جب باتیں ساری ختم ہو گئیں یعنی جو آپؐ نے ان کی نصیحتیں کرنا تھیں وہ ختم ہو گئیں تو آپ نے فرمایا یا معاذ انک عسٰی ان لا تلقی بعد عامی ھذا اے معاذ! شاید تو اس سال کے بعد مجھے نہ مل سکے' میں مر جاؤں۔ و لعلک ان تمر بمسجدی ھذا و قبری شاید تو میری مسجد میں سے گزرے اور میری قبر کے پاس سے گزرے' میرا وجود تجھے نہ ملے' میں تجھے بھیج رہا ہوں۔ تو ادھر گیا ہوا ہو اور میں اس کے بعد فوت ہو جاؤں ۔ شاید تیری میری ملاقات نہ ہو سکے۔ فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں کہیں تو حضرت معاذ رونے لگ گئے۔ آپ نے کہا کہ میری تیری جدائی ہو جائے گی تو آئے گا اور میں مرچکا ہوں گا۔ تو میری قبر کے پاس سے گزرے گا۔ میری مسجد میں سے گزرے گا لیکن میرا وجود تجھے نہیں ملے گا۔ میں فوت ہو چکا ہوں گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ ثم التفت پھر روتے روتے آپ کی

طرف متوجہ ہوئے فاقبل وجهه نحو المدينة پھر آپ نے مدینہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا ان اولى الناس بی اے معاذ رضی اللہ عنہ دنیا کی جدائی تو ہو ہی جاتی ہے آج نہیں تو کل ' کل نہیں تو پرسوں ' دنیا کی جدائی تو ہو ہی جاتی ہے اور یہ یاد رکھو ان اولى الناس بی میرا سب سے بڑا قریبی ' میں مشرق میں ہوں ' وہ مغرب میں ہو' میں مغرب میں ہوں اور وہ مشرق میں ہو میرا سب سے قریب کون ہے ؟ المتقون من كانوا و حيث كانوا (رواه احمد مشکوۃ کتاب الرقاق فصل الثالث عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) جو متقی بن کر زندگی گزارے' کوئی ہو اور کہیں ہو۔ میرے بھائیو ! ہم درود شریف پڑھتے ہیں اللهم صل على محمد و على آل محمد اس کے کیا معنی ہیں ؟ یااللہ ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل کر و علی آل محمد اور سیدوں پر' یہ تانگہ چلانے والا' یہ تھانے کا منشی... شاہ جی..... شاہ جی ... جسے دیکھو شاہ جی' شاہ جی .... آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ شیعہ ؟ اللہ اکبر ! آپ نے کیا فرمایا اے معاذ ٹھیک ہے تیری میری جدائی ہو جائے گی' تو مجھے نہیں ملے گا میں فوت ہو چکا ہوں گا لیکن یاد رکھ تو جہاں بھی ہوگا اگر تو متقی ہے تو تو میرا اور میں تیرا۔ ان اولى الناس میرا سب سے قریبی کون ہے ؟ المتقون جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا۔ خدا کے خوف کے تحت میری پیروی کرے گا۔ میرے طریقے کی پیروی کرے گا۔ من كانوا جو وہ جولاہا ہو' وہ موچی ہو' وہ تیلی ہو' زمیندار ہو' وہ کوئی مزارع ہو' وہ غریب ہو' وہ کوئی کیوں نہ ہو۔ حیث کانوا اور کہیں بھی کیوں نہ ہو ؟ وہ مکے میں رہتا ہو' وہ مدینے میں رہتا ہو' وہ جاپان میں رہتا ہو' وہ چین میں رہتا ہو۔ اللهم صل على محمد اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل کر وعلى آل محمد اور محمدؐ کے معنی اس زمانے میں حضرت علی پر' حضرت حسین پر' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھم پر ' اور اس کے بعد شیعہ پر اور آج باقی جتنے ہیں ؟.... بالکل نہیں۔ آل کے معنی کیا ہیں دیکھو قرآن میں و

اغرقنا آل فرعون (2 : البقرة: 50) اور جب موسیٰ علیہ السلام نکل گئے' فرعون نے تعاقب کیا' فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کا ' بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ پوری فوج اس کے ساتھ تھی اور آبادی پوری۔ وہ اسکندریہ میں جہاں کہیں بھی رہتا تھا' مصر میں وہاں کی پوری آبادی اس کے ساتھ تھی۔ مرد بھی عورت بھی۔ فوج اور سارے کے سارے اللہ کہتا ہے ہم نے فرعون کی پوری پارٹی کو و اغرقنا آل فرعون سارے فرعونیوں کو ہم نے غرق کر دیا۔ و انتم تنظرون اور تم نظارہ کر رہے تھے۔ تو آل سے کیا مراد ہے ؟ Follower اس کی اتباع کرنے والا' اس کے پیچھے چلنے والا' اس کے نقش قدم کو اس کے عکس کو' اس کے Foot Prints کو دیکھنے والا۔ یہ حدیث کیا ہے ؟ سنت کسے کہتے ہیں ؟ یہ سنت نبی کے Foot Prints ہیں' قدموں کے نشانات ہیں۔ تاکہ آنے والا ان نشانوں پر پاؤں رکھ کر چلے۔ کہ یہاں یہاں میرا پیارا نبی گیا ہے۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلوں گا۔ اور جو حنفی بن جائے تو اس کا حال تو ایسے ہے کہ کبھی کسی کو پکڑ لیا' کبھی کسی کو چھوڑ دیا۔ کبھی کسی کی بیعت کر لی' کبھی کسی کی بیعت کر لی۔ تو یہ سب تماشا ہے۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس فتنے سے بچائے ! (آمین)

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان.....

خطبہ نمبر 54

ان الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادی له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة فی النار

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الذين اتخذوا دينهم لهوا و لعبا و غرتهم الحيوٰة الدنيا فاليوم ننسٰهم كما نسوا لقاء يومهم هذا و ما كانوا بايٰتنا يجحدون ○ و لقد جئنٰهم بكتٰب فصلنٰه على علم هدى و رحمة لقوم يومنون ○ هل ينظرون الا تاويله يوم ياتی تاويله يقول الذين نسوه من قبل قد جاء ت رسل ربنا بالحق فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا او نرد فنعمل غير الذی كنا نعمل قد خسروا انفسهم و ضل عنهم ما كانوا يفترون

(7 : الاعراف : 51 ۔ 53)

میرے بھائیو ! ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ عز و جل نے قرآن مجید جیسی کتاب ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ قرآن مجید پڑھ لینا بالکل ایسے ہی ہے جیسے اللہ سے ملاقات کر لینا۔ دنیا ایک بہت بڑا فریب' بہت بڑا دھوکہ ہے۔ انسان اس میں رہتے ہوئے ضرور اپنے انجام کو بھول جاتا ہے کہ مجھے مر کر اٹھنا ہے اور مجھے اللہ کے پاس جانا ہے۔ اور قرآن مجید کا یہ فائدہ ہے کہ بندے کی اس بھول کو دور کر دیتا ہے۔ اگر آدمی کسی وقت غافل بھی ہو جائے تو قرآن مجید اسے ہوشیار کر دیتا ہے' اسے خبردار کر دیتا ہے۔ قرآن مجید پڑھتے ہوئے آدمی کو

یقین ہو جاتا ہے کہ نہیں دنیا ایک دھوکہ ہے' یہاں رہنا نہیں ہے' یہاں سے ضرور چلے جانا ہے اور پھر مر کر ختم نہیں ہو جانا' فنا نہیں ہو جانا ' ختم نہیں ہونا ' بلکہ یہاں سے منتقل ہونا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر انسان قرآن مجید توجہ سے پڑھے تو لازما انسان اللہ کو یاد کر لیتا ہے۔ اسے اپنی آخرت جو ہے وہ یاد آ جاتی ہے۔ اب جو بدقسمتی سے قرآن ہی نہ پڑھے یا وہ قرآن کو سمجھتا ہی نہ ہو وہ اس کو ایک گرنتھ ہی سمجھے۔ بس اس کی ویسے عزت و احترام بڑی کرے لیکن پتہ کچھ نہیں یہ کہتا کیا ہے ؟ تو وہ اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یا پھر پڑھے' کوئی پیشہ ور پڑھے۔ وہ بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن مجید کو تو آدمی اس نیت سے پڑھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے مجھ پر غفلت طاری ہو گئی ہے۔ میں قران مجید پڑھوں تاکہ مجھے اپنا مقصد' مجھے اپنا انجام یاد آجائے۔ میری وہ دنیا کی غفلت اور سستی جو ہے وہ دور ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں قل هو للذين امنوا هدى و شفاء (41 : الفصلت : 44) یہ قرآن مومنوں کے لئے ہدایت ہے اور شفاء ہے۔ ہدایت کے معنی کیا ہیں ؟ بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا۔ آدمی راستہ بھول گیا ہو اور اس کو راستہ بتانے والا یہ قرآن مجید ہے۔ و شفاء اور اگر دنیا کی بیماری لگ گئی ہو تو اس کے لئے بہترین علاج قرآن مجید ہے۔ ہم نے تو وظیفوں پر ٹونے ٹوٹکے کر لئے' اور یہ کروا لیا۔ اصل میں قرآن مجید جو ہے وہ علاج ہے ؟ کیسا علاج ؟ یہ کہ آدمی جب پڑھے تو دنیا کی محبت اس کے دل سے نکلے۔ وہ اپنے انجام کو یاد کرے' اپنے امتحان کی تیاری کرے' اسے آخرت کی فکر ہو۔ یہ اس کا فائدہ ہے۔ اب دیکھو ! قرآن مجید کا سبق کتنا پیارا ہے۔ جو آیت آپ کے سامنے میں نے پڑھی الذين اتخذوا دينهم لهوا و لعبا و غرتهم الحيوٰة الدنيا (7 : الاعراف : 51) چھوڑ دے ان لوگوں کو جو دین کو کھیل تماشہ' ہنسی مذاق سمجھتے ہیں اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ چھوڑ دے ان

کو۔ اب چھوڑ دینے کا کیا مطلب ہے ؟ تیری سوسائٹی میں ایسے لوگ نہ ہوں' تو رشتہ داری ایسے لوگوں سے نہ کر' تیرا بیٹھنا اٹھنا' تیرا رہنا سہنا' تیرا ملنا جلنا ایسے لوگوں سے نہ ہو کہ دین کوئی چیز نہیں۔ ایک ہنسی مذاق ہے اور کھیل تماشہ ہے' یہ ایک تفریح ہے۔ اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ بس دنیا کی فکر ہے کہ لڑکا ڈاکٹر کب بنتا ہے ؟ لڑکا انجینئر کب بنتا ہے؟ اور مجھے عہدہ کب ملتا ہے ؟ اور ا لیکشن کب ہوتا ہے اور الیکشن میں کب کامیاب ہوتا ہوں۔ بس دنیا میں ہی بڑا بننے کا اسے خیال ہے۔ وہ اس چکر میں ہے۔ تو اس کو چھوڑ دے اور مسلمان برباد ہی اس وجہ سے ہوا ہے کہ نیک لوگ جو تھے' اللہ عالم کو بڑی عزت دیتا ہے اور نیکی بھی بڑی کام کی چیز ہے۔ اللہ نیک آدمی کو دنیا میں بڑی عزت دیتا ہے لیکن شیطان دشمن ہے۔ وہ دنیا داروں کو اس کے پیچھے لگاتا ہے' اس کو رشتے بڑے اچھے ملنے لگ جاتے ہیں۔ بس رشتہ دنیا دار سے ملا اور پیوند ہوا اور گیا' برباد ہو گیا۔ ساری کی ساری نسل ہی خراب ہو گئی۔ جتنا آدمی دنیا داری سے دور رہے اس کے دین کا بچاؤ اس میں ہے۔ دیکھو ناں ! قرآن کی بات ہے اور قرآن معالج ہے' قرآن شفاء ہے۔ الذین اتخذوا دینهم لهوا و لعبا (7-: الاعراف: 51) چھوڑ دے ان لوگوں کو' انکی سوسائٹی کو' چھوڑ دے ان کی مجلس کو' چھوڑ دے ' چھوڑ ! ان سے رشتہ داری نہ کر۔ یہ نہ دیکھ کہ یہ بہت بڑا آدمی ہے۔ میں لڑکی یہاں دوں گا تو میری بھی ٹور بن جائے گی یا میں لڑکی لوں گا تو ہماری بھی ٹور ہو جائے گی۔ فرمایا تو بھی برباد ہو جائے گا۔ و غرتهم الحیوة الدنیا ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور ان کے ساتھ پھر معاملہ کیا ہو گا اور دنیا سے مراد کیا ہے ؟ جو دنیا بندے کو اللہ سے غافل کردے۔ دولت بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے۔ اب حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت عثمان غنیؓ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی کوئی دولت کی حد تھی ؟ بیویوں کو آٹھواں حصہ ملتا ہے اگر چار بیویاں ہوں اور آٹھواں حصہ ملے تو

وہی کروڑوں بن جاتا ہے۔ اس قدر دولت تھی۔ لیکن اللہ کو کبھی بھولے نہیں۔ جب کبھی لڑائی ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ کا دفاع ایسے کرتے جیسے ڈھال ہوتی ہے۔ اگر دیکھا کہ رش زیادہ ہو گیا ہے' دشمن نے زور کیا ہے تو اپنی پیٹھ کو دشمن کی طرف کر دیتے اور اللہ کے رسول ﷺ کو یوں گھیر لیتے کہ جو جو تیر لگتا ہے میری کمر پر لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ تک نہ پہنچے۔ کتنی بھی تکلیف ہو مجھے پہنچ جائے' اللہ کے رسول ﷺ کو نہ پہنچے۔ اب دنیا دار تو کبھی دنیا کو چھوڑ کر نماز کے لئے نہیں آتا اور یہ اتنے خوش قسمت تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہ ان کے پیچھے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھی ہے۔ اللہ کے رسولؐ قضائے حاجت کے لئے باہر گئے' نماز کو دیر ہو گئی تھی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جماعت کروانے لگ گئے۔ ایک رکعت ہو گئی اور اللہ کے رسول ﷺ آ گئے۔ آ کر شامل ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی پتہ لگ گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آ کر شامل ہو گئے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' نہیں' پیچھے نہ ہٹو' جماعت کراؤ۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھی۔ (رواہ مسلم باب تقديم الجماعة من يصلي بهم عن مغيرة رضی اللہ عنہ) اور دولت کی کوئی حد نہیں۔ اللہ نے اتنا مال دیا' اتنی دولت دی .... تو دولت فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں ہے جبکہ آدمی اپنے دل میں یہ طے کر لے کہ میں کیا اور دولت کیا سب اسلام کے لئے ہیں۔ چنانچہ تبوک کی تیاریاں کرنے لگے۔ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا اور عرب کی ایک بہت بڑی طاقت بن گئے۔ ہرقل بادشاہ جو تھا اس کو فکر ہوئی کہ اب مسلمان جو ہیں وہ بہت طاقتور ہو گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو یہ ہم پر حملہ کر دیں۔ ان کو ابھی سے قابو کرو۔ اب یہ عرب کے اندر اندر ہیں ان کو ابھی سے قابو کر لو۔ چنانچہ اس نے طے کیا کہ مدینے کو ہی صاف کر دو۔ مدینے پر حملہ کر دو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سوچا کہ بجائے اس کے کہ وہ مدینے میں

آیئے ہم اس کے ملک میں جا کر کیوں نہ لڑیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ تبوک کے مقام پر ان کی فوجوں کا اکٹھ ہو رہا تھا۔ آپ نے وہیں حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سفر بھی بہت لمبا تھا، گرمی کا موسم تھا، غربت تو بہت تھی۔ ابھی دولت بھی خاص نہیں آئی تھی۔ اگرچہ خیبر فتح ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود بڑی تنگی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے چندے کے لئے کہا کہ لاؤ جو جتنا جتنا مال لا سکتا ہے۔ ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق، اپنی استعداد کے مطابق دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اتنا مال دیا، اتنا دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اگر تو آج کے بعد کوئی نیک عمل نہ کرے تو یہ کافی ہے۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) اونٹ تجارت کے لدے لدھائے ہوئے تھے۔ غلے سمیت دے دیئے۔ نو سو اونٹ دیا۔ سو گھوڑا دیا، سونے کی کوئی حد نہیں، چاندی کی کوئی حد نہیں۔ اتنی دولت دی، اتنی دولت دی کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے اور منبر پر سے اتر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج کے بعد اگر تو کوئی عمل نہ کرے تو تیرے لئے کافی ہے۔ یہ عمل تو تبھی ہو سکتا ہے جب آدمی یہ سوچ لے کہ میں کیا اور میرا مال کیا۔ ہم سب اسلام کے لئے ہیں۔ کوئی ضرورت پیش آئی ہم سب کچھ قربان کردیں گے۔ وہ تو سمجھو کہ دولت بہت اچھی ہو گئی، جو دولت بندے کو اسلام سے پیچھے نہ کرے وہ دولت کوئی بری نہیں ہے اور جو دولت اسلام سے پیچھے کر دے، نماز پڑھنا اسکے لئے مشکل ہو جائے، پانچ وقت باجماعت نماز کے لئے مسجد میں آنا اس کے لئے مشکل ہو جائے، اسے فرصت ہی نہ ملے دین کے کام کرنے کے لئے وہ دنیا تو عذاب ہے۔ وہ دنیا تو کوئی اچھی چیز نہیں۔ غریب اکٹھے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آکر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ امیروں نے تو بہت کمائی کرلی۔ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، جہاد بھی کرتے ہیں، پھر جہاں مال کی ضرورت ہوتی ہے

مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ امیر تو خوب آخرت کی کمائی کر رہے ہیں' ہم غریب ہیں' ہمارے پلے تو کچھ نہیں ہم تو نماز روزے پر' اللہ کا ذکر بس یہی۔ ہم تو بہت پیچھے رہ گئے اور وہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرکے بہت آگے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو وظیفہ بتایا کہ تم سبحان اللہ' اللہ اکبر' الحمد للہ اتنی اتنی مرتبہ پڑھ لیا کرو اللہ تمہاری کسر پوری کر دے گا۔ انہوں نے یہ عمل شروع کر دیا۔ امیروں کو بھی پتہ لگ گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسوں کو۔ انہوں نے بھی وہی کچھ پڑھنا شروع کردیا۔ وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ وہ تو امیروں نے بھی شروع کر دیا ہے' جو وظیفہ آپ نے ہمیں بتایا تھا وہ تو امیروں نے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی کرتے ہیں حضرت عثمان بھی وہ وظیفہ کرنے لگ گئے۔ فرمایا ذالک فضل اللہ (رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) پھر بھئی ! میں کیا کروں ؟ اب اگر کسی نے یہ فیصلہ کر لیا ہو' کماؤں گا' کماؤں گا جتنا بھی کما سکوں۔ دولت کے ساتھ بھی کماؤں گا' اپنے جسم کے ساتھ بھی کماؤں گا' اپنا وقت بھی لگاؤں گا۔ جس نے یہ طے کر لیا' اب وہ تو اللہ کا فضل ہے میں اس میں کیا مداخلت کر سکتا ہوں۔ اب دیکھیں ناں ! اس امیر کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ غریب جو ہے وہ بہت آگے ہو جاتا ہے۔ غریب امیر سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ غریب امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ رواہ الترمذی فی ابواب الزھد باب ما جاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ' مشکوۃ کتاب الرقاق باب فضل الفقراء و ما کان من عیش النبی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) لیکن جو امیر اس قسم کا ہو کہ وہ کسی فیلڈ میں پیچھے ہے ہی نہیں' جہاں دیکھو وہ آگے کھڑا ہے' وہ آگے کھڑا ہے' پیسے کے خرچ کا معاملہ ہے تو وہ سب سے آگے۔ دین کے کام کا معاملہ ہے تو وہ سب سے آگے۔ اب اس

کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ لیکن میرے بھائیو! عام طور پر دیکھا یہی جاتا ہے کہ غریب ہے تو نماز پڑھ لیتا ہے' امیر ہے تو پھر ست ہو جاتا ہے۔ ہوتے ہوتے بالکل برباد ہو جاتا ہے اور انسان کے لئے بھلائی اس میں ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ دنیا کے چکر سے جتنا بچ سکتا ہے بچے۔ دیکھئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے کیا دعا کی تھی؟ یہ کہ اللہ گزارے کے لائق دے۔ اللہ اتنا دے جس سے گزارا ہو سکے۔ (بخاری و مسلم کتاب الرقاق فصل اول عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ) کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں' کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ اور جو اس سے زائد کے لئے کوشش کرتا ہے کہ بہت کچھ ہو پھر سمجھو کہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ جو کچھ اچھا نہیں کرتا' وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے! قرآن اللہ کا کلام ہے میں نے جیسے ذکر کیا کہ اگر خدا سے ملاقات کرنی ہو تو قرآن مجید پڑھنا شروع کر دے۔ قرآن کو سمجھے یقیناً آدمی ایسے محسوس کرتا ہے جیسے اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

ایمان تازہ ہو جاتا ہے ' انسان کا دل جو کہ بجھا ہوا ہوتا ہے' دنیا میں الجھا ہوا ہوتا ہے' دین سے غافل ہوتا ہے وہ ہوشیار ہو جاتا ہے' خبردار ہو جاتا ہے۔ قرآن کے آنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام "ذکر" ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر (15 : الحجر : 9) ذکر کے معنی ہیں نصیحت' ذکر کے معنی ہیں وعظ' انه لذکر لک و لقومک اے نبیؐ! یہ قرآن تیرے لئے ذکر ہے اور تیری قوم کے لئے بھی۔ لیکن ہم نے قرآن کو کیا سمجھا ہے؟ ہمیں قرآن کیا ذکر کرتا ہے؟ آپ دیکھ لیں بریلوی بھی یہی قرآن پڑھتے ہیں اور ہر درجہ کا شرک کرتے ہیں۔ دنیا کی قومیں اور شیعہ ... اللہ میرا معاف کرے!... جب کبھی قرآن پڑھتے ہیں تو اس کے بعد حیرانی ہوتی ہے کہ اللہ! یہی قرآن بریلویوں کے پاس ہے' یہی قرآن شیعہ کے پاس ہے لیکن دیکھ لو عقیدہ کیا رکھتے ہیں؟ ویسے کبھی آپ نے سوچا ہے' سوچنا بھی ایک بہت جوہر ہے اللہ جس کو یہ نعمت دے

دے... سوچ بچار' فکر کی - اب دیکھیں میں آپ کی توجہ کے لئے یہ بات عرض کرتا ہوں' دیکھیں شیعہ بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے ' بریلوی بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے کیا خیال ہے ؟ اور آپ بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کے اور ان کے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تو آپ کو پتہ چل جائے گا اور قرآن بھی یہی کہتا ہے' قرآن آپ بھی پڑھتے ہیں اور قرآن وہ بھی پڑھتے ہیں جیسے آپ کے اور ان کے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں فرق ہے اسی طرح ان کے اور آپ کے قرآن پڑھنے میں فرق ہے۔ اب جو موحد ہے وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر شرک سے پاک ہو جاتا ہے ' جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا' جس نے لا الٰہ الا اللہ کو سمجھ لیا' وہ لا الٰہ الا اللہ کو پڑھ کر بالکل شرک سے پاک ہو جاتا ہے اور جس نے لا الٰہ الا اللہ کو نہیں سمجھا وہ لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھے گا اور شرک بھی عین پیٹ بھر کر کرے گا۔ اور میرے بھائیو ! یہ جو لوگوں نے سنا ہے من قال لا اله الا الله دخل الجنة ' من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة (رواه الترمذی فی ابواب الايمان باب ما جاء فی من يموت و هم يشهد ان لا اله الا الله' ابوداؤد ' مشكوة كتاب الجنائز' باب ما يقال عند الحضره الموت عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوا وہ جنت میں چلا جائے گا۔ تو جس کی زندگی کا لا الٰہ الا اللہ کام کا نہیں اس کا مرتے وقت کا لا الٰہ الا اللہ کس کام کا ہوگا؟ آپ سمجھ رہے ہیں اس بات کو کہ نہیں؟ جو زندگی بھر لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہا پھر شرک کرتا رہا اس لا الٰہ الا اللہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو اگر مرتے وقت بھی اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کو سمجھتا کچھ نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کیا چیز ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کیا ہے ؟ اندازہ کر لیں مکے کے لوگ بھی حج کرتے تھے' مکے کے لوگ صدقہ خیرات بھی کرتے تھے' حاجیوں کو پانی پلاتے تھے' بیت اللہ حرم جو ہے مسجد حرام اس میں تیل

ڈالتے تھے' آگ جلاتے تھے' خدمت کرتے تھے' اپنی طرف سے دین کے بڑے کام کرتے تھے لیکن لا الٰہ الا اللہ بالکل نہیں پڑھتے تھے۔کیوں ؟ وہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی جانتے تھے کہ اگر لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا پھر جو ہمارے ہیں' جن کو ہم پکارتے ہیں وہ تو بالکل صاف ہو گئے۔ اس لئے ہم لا الٰہ الا اللہ نہیں پڑھیں گے۔ عین ہمارا بھائی بریلوی' ہمارا بھائی شیعہ لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھتا ہے اور علی مولا ' علی مشکل کشاہ بھی کہتا ہے ۔ پیران پیر' پیر دستگیر بھی کہتا ہے۔ اب لا الٰہ الا اللہ کا کیا فائدہ ہوا؟ کوئی فائدہ نہیں' بالکل فائدہ ہی نہیں ۔ اب آپ اندازہ کریں کبھی آپ نے غور نہیں کیا۔ اللہ کے بندو ! غور بہت کرنا چاہیے میں سمجھتا ہوں اللہ جسے فکر کی سمجھ کی' سوچ بچار کی نعمت دے دے یہ بہت بڑی نعمت ہے' بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ کبھی اصلی اذان پر غور کریں اور جو نقلی اذان ہے آپ کبھی اس پر بھی غور کریں ۔ آپ کو توحید سمجھ میں آ جائے گی۔ دین سمجھ میں آ جائے گا کہ اسلام کیا چیز ہے ؟ آپ شیعہ کی اذان سنتے ہیں' اب دیکھ لو شیعہ اذان میں اللہ اکبر ھی کہتے ہیں اور اشھد ان محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں بلکہ لا الٰہ الا اللہ آپ سے زیادہ کہتے ہیں۔ آپ نے کبھی شاید غور نہیں کیا ۔دیکھو اذان .... حی علی الصلوۃ ' حی علی الفلاح ' اللہ اکبر' لا الٰہ الا اللہ ایک دفعہ ہے۔ شیعہ دو دفعہ کہتا ہے۔ کبھی غور کر لیں شیعہ اذان دیتے ہیں تو اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ دو دفعہ کہتے ہیں۔ اب دیکھو لا الٰہ الا اللہ دو دفعہ کہتا ہے لیکن اذان میں حضرت علی کو اشھد ان علی ولی اللہ بھی کہتا ہے۔ وصی رسول اللّٰہ خلیفتہ بلا فصل حجة علی الخلق وغیرہ اور یہ اور وہ ' سب کچھ کہتا ہے۔ اور اذان کیا ہے ؟ اذان نماز کے لئے بلاوا ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ اذان کیا ہے ؟ عبادت کی دعوت ہے' اذان نماز کے لئے بلاوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ عبادت کی دعوت ہے۔ اب دیکھو جو سچی اذان ہے' کھری اذان ہے' اعلیٰ اذان ہے اس کو دیکھو کیا ہے ؟ اگر آج کا مسلمان ... میں

تو سوچا کرتا ہوں یقین جانیں جو کبھی اذان پر ایک دن بیٹھ کر غور کر لے وہ نہ حنفی رہے' نہ وہابی نہ بریلوی اور نہ دیوبندی رہے۔ وہ خالص مسلمان بن جائے۔ اب دیکھو! اذان کیا ہے ؟ سب سے پہلے اللہ اکبر اللہ اکبر یہ پہلا کلمہ ہے اور اس کے معنی کیا ہیں ؟ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اگر بیوی کے پاس بیٹھا ہو تو بیوی سے بھی اللہ بڑا ہے' اس کا حق بہت ہے' ٹھیک ہے تیری بیوی ہے' اس کا تجھ پر حق ہے' اللہ اکبر' اللہ اس سے بھی بڑا ہے۔ اگر تو دفتر میں کرسی پر بیٹھا ہے تو اللہ حکومت سے بھی بڑا ہے۔ اگر تو کسی اور ڈیوٹی پر لگا ہوا ہے' کسی اور کا کام کرتا ہے ... اللہ اکبر ... اللہ اکبر' اللہ اس سے بھی بڑا ہے۔ اللہ اکبر من کل شیء ہر چیز سے اللہ بڑا ہے۔ اس کا حق تجھ پر زیادہ ہے۔ اس کے احسانات زیادہ ہیں۔ وہ ذات بڑی ہے۔ وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ سب سے زیادہ زور آور ہے۔ اللہ اکبر پہلا کلمہ ... اچھا جی! پھر کیا بات ہے ؟ میں مانتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے۔ میری ماں بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' میرا باپ بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' حکومت اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' میرا افسر اس کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ میں مانتاہوں... اللہ اکبر اللہ اکبر... اللہ سب سے بڑا ہے۔ کیا بات ہے ؟ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ بن یہ بات ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ پہلے میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں ' اس بات کا اعلان کرتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں' یہ دو دفعہ اشھد ان محمد رسول اللہ میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں سب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا دین ہے۔ اب دیکھو! پہلے اللہ اکبر سے اس کو خبردار کیا کہ یہ پیغام کدھر سے آ رہا ہے۔ جو سب سے بڑا ہے ادھر سے پیغام آ رہا ہے۔ کیا ہے ؟ پہلے میں تجھے بتا دوں کہ اسلام کیا ہے ؟ یہ اسلام ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ' اشھد ان محمد رسول اللہ اگر تیرا یہ اسلام ہے' اگر تیرا یہی عقیدہ ہے' حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح پھر نماز کو آ جاؤ۔ تیری نجات ہو جائے

گی۔ یہ اذان ہے۔ کہیں کوئی حنفی رہ گیا۔ پیچھے' حنفی' وہابی' دیوبندی' بریلوی' شیعہ صاف ہو گئے کہ اگر تو مسلمان ہے اور تیرا یہ عقیدہ ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ' اشھد ان محمد رسول اللہ پھر حی علی الصلوۃ اذان صرف دو کلمے۔ اذان جو ہے۔ بلاوا جو ہے وہ صرف دو کلمے ہیں۔ حی علی الصلاۃ' حی علی الفلاح یہ اصل اذان ہے' نماز کو آجاؤ۔ تمہاری نجات ہو جائے گی۔ اس کو غلاف میں لپیٹ کر' اس دعوت کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو لفافے میں لپیٹ کر جیسے چٹھی لکھ لی۔ اس کے اوپر اس کا کور چڑھا دیا' کور کیا ہے دین کا؟ یہ اذان۔ یہ نماز دین کے اندر ہے۔ چنانچہ پہلے بھی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پھر حی علی الصلوۃ... اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اس کے اندر لپیٹ کر آواز دی جاتی ہے۔ اب ختم کس پر کیا؟ ل لا الٰہ الا اللہ نہ اگر یہ نام آنے ہوتے... حنفی کا' شافعی کا' حضرت علی کا تو پھر سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام آتا' حضرت عمر کا نام آتا' حضرت عثمان کا نام آتا تو پھر حضرت علی کا نام آتا.. رضی اللہ عنہم ... پھر فلاں کا نام آتا' پھر فلاں کا نام آتا۔ نہ بالکل نہیں۔ عبادت صرف اللہ کی اور اس کے لئے بنیاد عقیدہ ہے۔

اب میرے بھائیو! ہمارا نظام کیوں درہم برہم ہے؟ ہمارا سارا کام اس لئے خراب ہے کہ ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں' ہم مسجدوں میں بھی جاتے ہیں لیکن عقیدہ کوئی صحیح نہیں۔ کوئی حنفی ہے' کوئی دیوبندی ہے' کوئی بریلوی ہے' کوئی شیعہ ہے۔ کوئی اس پیر کو مانتا ہے' کوئی اس پیر کے پیچھے لگا ہوا ہے' کوئی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے' کسی نے کسی کو پکڑ رکھا ہے' کسی نے کسی کو چھوڑ رکھا ہے۔ یہ سب چیزیں بنا رکھی ہیں۔ اور دین اللہ اکبر! جس کو بیانگ دھل کہا جاتا ہے' جس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ لیکن دیکھ لو شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درمیان میں نام لیتے ہیں... اب سوچیں! پڑھائی نماز ہے' بلا تا نماز کے لئے ہے اور اعلان کیا

جارہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ہیں وہ ولی ہیں' حضرت علی وصی ہیں' حضرت علی حجت ہیں... رضی اللہ عنہ- یہ باتیں کی جا رہی ہیں- کوئی تک ہے؟ یہ نقلی اذان ہے اور وہ اصلی اذان ہے- اور اللہ دکھا رہا ہے کہ تمہیں نقلی اور اصلی کی پہچان ہونی چاہیے- لیکن نہیں ... پتہ ہی نہیں- لوگوں کو کوئی پتہ ہی نہیں- لوگ سوچتے ہی نہیں کہ کیا چیز ہے؟ اور کیا نہیں؟ حقیقت کیا ہے؟ تو انسان اگر ذرا بھی توجہ کرے تو اس کے بعد انسان کے لئے سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں- جب انسان کا اللہ سے معاملہ درست ہو جاتا ہے' انسان اسلام کو سمجھ لیتاہے تو اللہ سے معاملہ درست ہو جاتا ہے- اور پھر اس کی نیکیاں اس کی زندگی' اس کے اعمال جو ہیں خود بخود Set ہوتے چلے جاتے ہیں- سو میرے بھائیو! جو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ قرآن کس لئے آیا ہے؟ قران ہمیں غفلت سے نکالنے کے لئے آیا ہے' ہمیں جگانے کے لئے' ہمیں ہوشیار کرنے کے لئے- جا بجا قل هو للذين امنوا هدى و شفاء قرآن کے لئے اس کی فنکشن بتایا کہ یہ ہدایت ہے' ہدایت کسے کہتے ہیں؟ بھولے بھٹکے کو راہ دکھانا' جو گمراہ ہو' غلط راہ پر ہو یا جسے راستے کا پتہ نہ ہو اس کو صحیح راستہ بتانا- یہ قرآن کا کام ہے- اگر اس کو کوئی دنیا کی بیماری لگ گئی ہے' دنیا کی اگر کوئی بیماری اس کو لگ گئی ہے اور بیماری زیادہ تر کیا ہے دنیا کی .... زنا کرے' چوری کرے' رشوت لے' دنیا دار بن جائے ' پیسے کا لالچ ہو جائے- یہ اصل دنیا کی بیماریاں ہیں- قرآن ان کا علاج کرتا ہے اور یعنی آپ خود سوچیں! اب میں آپ کو وعظ کر رہا ہوں ' میں خود اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ اگر قرآن مجید کو کچھ دن نہ پڑھیں تو آدمی اس دنیامیں رہتے ہوئے بالکل جیسے کہ روٹین میں کام کرتا ہے اور جب قران مجید پڑھ لیتاہے تو پھر ایسے ہو جاتاہے- نہیں ورنہ بعض دفعہ شک پڑتاہے کہیں اندرا سچ مچ دوزخ میں چلی گئی ہوگی- وہ اتنا بڑا تھا' وہ اتنا بڑا تھا' کروڑوں دنیا اس کے پیچھے تھی' وہ دوزخ میں چلا گیا ہوگا- بس اصل میں لوگوں

کی باتیں ہیں۔ یہ کہتے ہیں وہ دوزخ میں چلا گیا ہو گا۔ وہ کہتے ہیں یہ گیا۔ بس اس طرح سے وہ لیکن جب قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں تو پورا یقین آ جاتا ہے' پورا یقین آ جاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ اور میں تو سچی بات ہے جب کبھی قرآن پڑھتے ہیں تو بالکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خدا خود بول رہا ہے۔ خدا خود سن رہا ہے کہ یہ بات یوں ہے۔ پھر اصل ایمان کی تجدید' ایمان کا احیاء ہوتا ہے' ایمان زندہ ہوتا ہے' ایمان تازہ ہوتا ہے اور جو مردہ سا ایمان ہو جاتا ہے' وہ جو بجھ سا جاتا ہے اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کے دل سے پھر دنیا کی محبت' دنیا کا لالچ' دنیا کی حرص' یہ چیزیں اڑتی چلی جاتی ہیں۔ قمیض بنا لی' اب پتہ نہیں کتنے دن ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ اس سے نفرت کرتے تھے لیکن ہمارے نوجوان سوٹ پر سوٹ بنائے چلے جاتے ہیں۔ پتہ ہی نہیں کہ کتنے سوٹ ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اب کپڑے بنا بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔ موت کا کوئی پتہ ہی نہیں کہ موت کب آ جائے۔ اور یہ سوٹ پر سوٹ بنا رہا ہے۔ اور یہ وہی ہے ناں غافل۔ یعنی دیکھو ناں پیغمبروں کی باتیں کیا پیاری اور سچی باتیں ہوتی ہیں و تتخذون مصانع لعلكم تخلدون پیغمبر گزرتے ' لوگ کوٹھیاں بنا رہے ہوتے' لوگ اپنی تعمیروں کے کام کر رہے ہوتے' پیغمبر کہتے و تتخذون مصانع لعلكم تخلدون (26 : الشعراء : 129) ارے بدبختو! تم تو ایسے بنا رہے ہو جیسے تم نے ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ کوئی موت کا پتہ ہے؟ و ان عسى ان يكون قد اقترب اجلهم (7 : الاعراف: 185) بہت قریب ہے کہ موت آ جائے اور تم لگے ہوئے ہو عمارتیں بنانے پر۔ تم اندھے ہو کر بنا رہے ہو اور اس طرح کوٹھی پر کوٹھی۔ اور یہ سج دھج ' تکلفات کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔

میرے بھائیو! جو اپنے آپ کو مسافر سمجھے وہ کبھی ایسا کام نہیں کرتا۔ اللہ کے رسول ﷺ جو قرآن کو سمجھاتے تھے وہ اپنے آپ کو مسافر سمجھتے تھے

اور اگر پیغمبر چاہے جتنی چاہے لمبی عمر لے لے۔ اللہ اتنی دینے کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ناں کہ ملک الموت آیا' موسیٰ علیہ السلام سے فرشتے نے آ کر کہا کہ اگر آپ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں ' جانا نہیں چاہتے تو آپ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ پھیریں۔ آپ ملک الموت سے الجھ پڑے تو اس نے کہا کہ آپ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ پھیریں جتنے بالوں پر سے ہاتھ پھرجائے گا اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی۔ اور موسیٰ علیہ السلام پوچھتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ؟ کہا پھر بھی موت ہے ' اس دروازے سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ اس دروازے سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ اس دروازے سے تو ہر ایک کو گزرنا ہے۔ کوئی بچ سکتا ہی نہیں۔ انہوں نے کہا جب اتنی دیر کے بعد مرنا ہے تو پھر کیا فائدہ ؟ میں ابھی ہی تیار ہوں۔ صحیح بخاری' کتاب البدء الخلق باب وفات موسی علیہ السلام ' صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسٰی علیہ السلام) اور قرآن کہتا ہے افرء یت ان متعنھم سنین کیا تو نے نہیں دیکھا' تو نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اگر میں ہزارہا سال عیش کرواؤں' ہزارہا سال تجھے عیش کرواؤں۔ ثم جاء ھم ماکانوا یوعدون (26 : الشعراء : 206) تم پر وہ چیز آ جائے جس سے میں تم کو ڈراتا ہوں ما اغنی عنھم ماکانوا یمتعون کوئی فائدہ ہوگا ؟ اب اندرا یہاں سے گئی اور جاتے ہی سنا ہے کپڑے وپڑے پہن رہی تھی' بال وال بنائے' وہ جو اس کی بنانے والی عورتیں تھیں ' اس کا میک اپ کرنے والی شیشہ ویشا دیکھا' تیاریاں شیاریاں کیں' سارا کچھ کیا۔ اس کے بعد وہاں سے تیار ہو کر نکلی۔ اب بن ٹھن کر اتنا کچھ کروا کے بس دیکھ لو گولی لگی اور صاف ہو گئی۔ معاملہ صاف ہو گیا اور فائدہ ؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں تجھے عیش کرواؤں اور سال ہا سال میں تجھے عیش کرواتا رہوں اور پھر تو دوزخ میں چلا جائے ' تجھے کوئی فائدہ ہے ؟ میرا عذاب تجھ پر آ جائے تو تجھ کو کوئی فائدہ ہے ؟ اور یاد رکھو میرے بھائیو ! جب

لوگ غافل ہو جاتے ہیں اخذناھم بغتۃ (7 : الاعراف : 95) پھر خدا پکڑتا ہے' ان کے وہی و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے خدا ہے ہی نہیں۔ یہ تو دنیا آٹو میٹک ہے۔ پیدا ہو گئے ' مر گئے' پیدا ہو گئے مر گئے۔ سلسلہ چل رہا ہے خواہ مخواہ ڈرتے رہنا۔ اور میرے بھائیو ! سودا تو صرف پچاس ساٹھ سال کا ہی ہے۔ وہ بڑا ہی خوش قسمت ہے کہ جس کو کبھی کبھی سجدہ میں پڑ کر رونا آ جائے یہ سوچ کر کہ کل کو بھی تیرے سامنے کھڑا ہو کر کہوں گا رب اغفرلی یااللہ ! بخش دے اور پھر تو بخشے گا نہیں۔ اس وقت تو ابوجہل بھی کہے گا تمہارا کیا خیال ہے ؟ ابوجہل نہیں کہے گا یااللہ مجھے چھوڑ دے 'کیا فرعون نہیں کہے گا کہ یااللہ ! مجھے چھوڑ دے۔ تو بندہ اب سجدہ میں پڑ کر سوچے یااللہ ! اگر میں پھر کہوں گا کہ مجھے چھوڑ دے تو تو نہیں چھوڑے گا۔ پھر ابوجہل کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ پھر فلاں کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اس لئے میں یااللہ ! ابھی سے معافی مانگتا ہوں ' مجھے معاف کر دے۔ میں مانتا ہوں تو ہی ہے' تیرے پاس ہی آنا ہے' موت تیرے قبضے میں ہے۔ جب تو چاہے دبوچ لے' جب تو چاہے پکڑ لے۔ اس لئے اللہ ! میں توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کر دے۔ سجدہ میں پڑ کر اب یہاں جو آدمی رو دھو لے وہ بڑا ہی خوش قسمت ہے' وہ بڑا ہی خوش قسمت ہے اور پھر اسکا اثر انسان کی زندگی پر ہے۔ سادہ کام ' مختصر کام۔ ام درداء کہتی ہیں دیکھو ! لوگوں نے کتنے مربعے لے لئے' کتنے پلاٹ لے لئے۔ اب جوں جوں سڑکیں بنتی جا رہی ہیں' لوگ مکان گرا گرا کر دکانیں بنا رہے ہیں۔ دیکھو دنیا کتنی ترقی کر رہی ہے اور تو ویسے کا ویسا صوفی۔ تو نے کچھ بھی نہ کیا' تو نے کوئی پلاٹ نہ لیا' تو نے کوئی ترقی نہ کی۔ دیکھو ! لوگوں نے کتنے کام کر لئے' کتنا کچھ بنا لیا ہے' کتنا وہ بنا لیا۔ وہ اپنی بیوی سے کہتے ہیں کہ اللہ کی بندی ! جتنا حساب تھوڑا ہو گا اتنی ہی جلدی جان چھوٹے گی۔ بس اپنی روٹی کھا لے' اپنا اللہ اللہ کر لے۔ رواہ البیهقی فی شعب الایمان' مشکوۃ کتاب الرقاق عن ام درداء رضی اللہ عنہما اپنا

گزارا کرلے۔ نہ دیکھ ادھر۔یہ مصیبت ہے' یہ عذاب ہے۔ غریب کبھی کا جنت میں پہنچ چکاہو گا اور امیراپنے حساب میں پھنسا ہوا۔ اور آپ یہ دیکھ لیں آپ دولت کماتے ہیں۔ بہت زیادہ جمع کرتے ہیں' بڑے سوالات ہوں گے۔ اور یہ سوال بھی ہو گا آپ کا کوئی رشتہ دار بھوکا' آپ کا کوئی رشتہ دار ننگا' آپ کا کوئی رشتہ دار غریب' آپ کا کوئی رشتہ دار' آپ کاکوئی پڑوسی غریب۔ خدا یہی حساب لے گا کہ تو عیش کرتا تھا اور تیرے پاس ہی کوٹھی میں یہ نوکروں والا کمرہ ہوتا تھا۔ وہاں بیچارہ غریب سویا پڑا رہتا تھا' وہاں غریب رہتا تھا' وہ فاقوں مرتا تھا اور تو عیش کرتا تھا۔ لیکن یہ باتیں تو تب ہوں جب یہ ایمان ہو کہ اللہ ہے اور ہمیں مر کر اس کے پاس جانا ہے۔ ہمارا دنیا۔ فرمایا دنیا دار کیا ہے ؟ ھل ینظرون الا تاویلہ (7 : الاعراف : 53) اگر ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا جائے تو وہ نہیں مانتے کہ خدا کا عذاب ہے یا خدا کی کوئی پکڑ ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ھل ینظرون الا تاویلہ اس کی تاویل آ جائے۔ کب ہو گا ؟ کیسے ہو گا' خدا جس عذاب سے ڈراتا ہے وہ آئے تو ہم مانیں۔ فرمایا یقول الذین نسوہ من قبل پھر لوگ کہیں گے جنھوں نے دنیا میں اللہ کو یاد نہیں کیا وہ کہیں گے جاء ت رسل ربنا بالحق (7 : الاعراف : 53) کہ بھئی ہاں ! باتیں تو صحیح سنایا کرتے تھے اللہ کے رسول جو لے کر آتے تھے وہ تو حق ہی لے کر آتے تھے۔ باتیں تو وہ ٹھیک ہی کہتے تھے۔ لیکن اب فائدہ ؟

میرے بھائیو ! اب وقت ہے دنیا کی طرف نہ دیکھیں کہ دنیا کدھر جا رہی ہے۔ اب دنیاتو ہلاکت کی طرف جا رہی ہے ۔ آپ جمعہ پڑھنے آتے ہیں اللہ آپ کو ہلاکت سے بچائے لیکن طریقہ اس کا کیا ہے ؟ یہ کہ آپ دنیا کی جو ریس ہے اس سے نکل جائیں ' پیچھے ہٹ جائیں' رک جائیں' اس ریس میں آپ شریک نہ ہوں ۔ یہ ریس بڑی خطرناک ہے۔ اپنی آخرت کی فکر کریں' کوشش کریں کہ آپ کی بیوی بھی جنت میں جائے۔ اللہ اکبر ! دیکھو آپ کو بیوی کتنی

پیاری ہے؟ اولاد کتنی پیاری ہے' کبھی آپ کو یہ فکر ہوئی کہ یہ میری بیوی بھی میرے ساتھ وہاں بھی بیوی بنے۔ اب سوچئے جو خاوند نماز پڑھتا ہو' اگر اس کا نماز پر ایمان ہو نماز کے انجام کو جانتا ہو کہ نماز کیا چیز ہے تو وہ کبھی اپنی بیوی کو بے نماز رہنے دے گا؟ لیکن ہمارے ہاں سب معاملہ چلتا ہے۔ مجھے نماز کی عادت پڑ گئی۔ میری بیوی کو عادت نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ وقت گزر رہا ہے کوئی پرواہ نہیں۔ اور میرے بھائیو! قرآن صاف' بار بار یہ کہہ رہا ہے' بار بار یہ کہہ رہا ہے' یہ تعلقات' باپ کا' اولاد کا تعلق' خاوند اور بیوی کا تعلق' یہ گہرا تعلق ہے۔ اب دیکھ لو جو لوگ سعودیہ میں ہیں' یا لندن ہیں' یا امریکہ میں ہیں اور ان کے بیوی بچے یہاں ہیں۔ کتنی فکر رہتی ہے کہ ان کے لئے ویزے بنا رہا ہے۔ کب میری بیوی آئے؟ کب میری اولاد آئے؟ کب ہم اکٹھے ہوں۔ اللہ بھی انسان کی اس فطرت کو جانتا ہے۔ انسان کی اس کمزوری کو جانتا ہے۔ اور قرآن کہتا ہے الحقنا بھم ذریتھم اگر باپ نے کماحقہ کوشش کی ہے' اپنی اپنی اولاد کے لئے' لیکن وہ اس مقام کو نہیں پہنچا مگر اللہ کے امتحان میں پاس ہو گیا۔ وہ فرسٹ کلاس میں ہے۔ اس کو کو جنت میں فرسٹ کلاس مل گئی۔ اب اس کا دل نہیں لگے گا کہ یااللہ! میری بیوی' میرے بچے'؟ میں یہاں اکیلا۔ فرمایا الحقنا بھم ذریتھم ہم اس کی اولاد کو اسکے ساتھ ملا دیں گے۔ و ما التناھم من عملھن شیء (الطور 52 : 21) ہم باپ کو نہیں کہیں گے کہ نیچے آ جا۔ نہیں ان کو ترقی دے کر ان کے ساتھ کر دیں گے۔ لیکن میرے بھائیو! یہ کب ہو گا؟ یہ اس وقت ہو گا جب ہم ان کی آخرت کی فکر کریں گے۔ ہماری سوچ تو یہ ہے کہ یہ میٹرک کر لے' یہ بی۔اے کر لے' یہ ایف۔اے کر لے لیکن یہ بالکل فکر نہیں کہ میں ادھر کی بھی کوشش کروں کہ میرے ساتھ اس کی بھی نجات کی صورت بن جائے۔ یہ نقد وہ ادھار۔ اس کا ایمان ہی کوئی نہیں۔ یہ شام کو تیار ملتا ہے۔

میرے بھائیو! ایمان کسے کہتے ہیں؟ اللہ کا وعدہ دنیا کے نقد کے برابر ہے تو یہ ایمان ہے اور اگر دنیا کا نقد زیادہ یقین والا ہے تو اللہ کے وعدے کا یقین نہیں ہے۔ یہ کفر ہے اور ہم اس کے مریض ہیں۔ ہمیں کوئی یقین نہیں ہے' نہ اللہ کے وعدوں کا' یقین ہی نہیں جو اس نے قرآن میں کئے ہیں۔ ہمیں تو دنیا کا ہے۔ بیٹے کو پڑھاؤ' افسر لگ جائے گا' لڑکی کو پڑھاؤ' لیڈی ڈاکٹر بنا لو' یا اور اسکو پڑھا کر کچھ اور کروا لو۔ نوکری لگ جائے۔ اللہ اللہ! خیر سلا۔ لیکن دین کی طرف سے کورے کا کورا۔ لیکن دین کی طرف سے کورا' چٹ... میرے بھائیو! میں یہ باتیں بار بار اسلئے کہہ رہا ہوں کہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ یااللہ! ہمیں پتہ نہیں۔ آپ کا یہ عذر نہ ہو۔ دیکھئے! اس جگہ جمعہ پڑھنے میں' یہاں آنے میں نقصان بھی بڑا ہے اور فائدہ بھی بڑا ہے۔ اگر آپ درست ہو گئے تو آپ نے کمالیا۔ تو آپ کا فائدہ ہو گیا۔ اور اگر آپ جہاں تھے وہیں رہے پھر آپ جیسا بدبخت بھی کوئی نہیں۔ جو اور جگہ جاتے ہیں جہاں ان کو جھنجھوڑا نہیں جاتا پھر وہ آپ سے کم درجہ پر رہیں گے۔ اور میں تم کو ہر جمعے یہ بات بتاتا ہوں اور بعض لوگ اس پر تنگ بھی ہوتے ہیں کہ آپ پڑھائی کے بہت خلاف ہیں' آپ کہتے ہیں لڑکیوں کو نہ پڑھاؤ' آپ کہتے ہی یہ نہ کرو' آپ کہتے ہیں وہ نہ کرو اور جونہی آپ مریں گے سب باتیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔ اللہ اکبر!! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و نادی اصحاب الجنة اصحاب النار جنتی دوزخیوں کو آوازیں دیں گے۔ یہ قرآن میں اللہ نے نقشہ کھینچا ہے۔ قرآن میں مسائل کی تفسیر نہیں' قرآن میں مسائل کی تفسیر نہیں ہے لیکن بندے کو درست کرنے کے بارے میں قرآن جیسی کوئی مفصل کتاب بھی نہیں۔ و نادی اصحاب الجنة اصحاب النار جنتی دوزخیوں کو آواز دے کر کہیں گے ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا بھئی! جو اللہ نے ہم سے وعدے کئے تھے ہم نے سچے پا لئے' سچ مچ خدا ہمیں یہاں شرابیں پلا رہا ہے' عیش کروا رہا ہے' ہمیں کوئی تکلیف نہیں

ہے' اتنا عیش و آرام ہے یہاں ۔ اللہ نے سب وعدے پورے کر دیئے ہیں فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا (7 : الاعراف : 44) ارے دوزخیو! تم بتاؤ خدا کہتا تھا وہ ٹھیک نکلا کہ نہیں؟ اور یہی چکر آج ہے ۔ ہزار کہہ لو' ہزار کہہ لو داڑھی رکھنے کو دل چاہتا ہی نہیں۔ مولوی لگا رہے۔ ہم کیا داڑھی رکھ لیں اور مولوی کے کہنے پر؟ اسے یقین ہی نہیں آتا۔ آپ کا دل ہی نہیں چاہتا کہ میری سوسائٹی بدل جائے' میرا ماحول بدل جائے' میرا نام ان لوگوں میں لکھا جائے اور میرا نام کہیں اچھے مقام پر اچھے درجے میں لکھا جائے۔ ہزار کہہ لو اپنی لڑکی کو اپنے لڑکے کو' اپنی بیوی کو دیندار بنانے کی کوشش کرو۔ پرواہ ہی کچھ نہیں اور میں آپ سے بار بار کہتا ہوں بیوی کے برقعہ کو بدل دو' یہ کالا برقعہ اتار دو اور سفید دیسی برقعہ پہنا دو تاکہ تمہاری عورت دیسی نظر آئے' آپ کی بیوی دیسی' سادہ بالکل ہی سادہ نظر آئے۔ اور آج کل ذہن کیا ہے ؟ آج کل ذہن یہ ہے کہ برقعہ کالا ہو یا فیشنی چادر ہو اور ہم بالکل اپ ٹو ڈیٹ (Up to Date) نظر آئیں۔ ماڈرن نظر آئیں۔ اگر سفید برقعہ ہوا تو پرانی ٹائپ کا آدمی نظر آئے گا۔ یہ شیطانی اثر ہے۔ یعنی برقعہ کیوں نہیں بدلا۔ برقعہ اس لئے نہیں بدلا۔ جاتا کہ اگر آپ نے بیوی کو' یا لڑکی کو پہنا دیا تو پھر آپ کے ذہن میں بات آئے گی تو لوگ کہیں گے یہ بیچارہ غریب دیسی' کوئی پرانی ٹائپ کا آدمی ہے اور اگر وہ بالکل عریاں ہوگی' بے حیائی اس سے ٹپکتی ہوگی تو پھر یہ معلوم ہوگا یہ بڑی اونچی سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ بہت اپ ٹو ڈیٹ ہے۔ یہ بہت ماڈرن ہے اور یہ دوزخ میں لے جانے والی بات ہے۔ میرا فرض جو ہے اس منبر پر چڑھ کر آپ کی تیاری کروانا ہے اس امتحان کے لئے کہ آپ پاس ہو کر جنت میں چلے جائیں۔ اس سلسلے میں بار بار آپ کے کان کھینچتا ہوں' آپ کو جھنجوڑتا ہوں ۔ آپ کو ہوشیار کرتاہوں کہ چھوڑ دو یہ جو دل میں شک ہے اس کو نکال دو۔ جب تک آپ کے دل سے یہ باتیں نہیں نکلیں گی آپ کا ایمان کبھی ٹھیک نہیں

ہو گا۔ اللہ اکبر! اسود راعی کالا حبشی بکریاں چرانے والا یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا' جب اللہ کے رسول ﷺ خیبر فتح کرنے کے لئے گئے' خیبر کوئی ایک وہاں مقام نہیں تھا' وہاں کوئی آٹھ کے قریب ان کے مضبوط قلعے تھے۔ لڑائی ہوتی رہی اور ان کو اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ اللہ کے رسولؐ ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ تو تیاریاں شروع کر دیں۔ وہ حبشی چرواہا پوچھنے لگا یہ تیاریاں کیسی ہو رہی ہیں؟ وہ یہودی کہنے لگے یہ محمد ﷺ' یہ جو نبی پیدا ہوا ہے یہ ہم پر حملہ کرنے والا ہے' ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس نے کہا وہ کیا کہتا ہے؟ کہنے لگے وہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں انہوں نے اپنے انداز سے جو کچھ باتیں تھیں وہ بیان کیں۔ اتنے میں اللہ کے رسول ﷺ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ بکریاں چراتا چراتا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آکر کہنے لگا کہ آپ نبی ہیں؟ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نبی ہوں' آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا میں دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف' جنت کی کہ لوگو! تم جنت میں جاؤ گے۔ اگر یہ یہ کام کرو گے' یہ یہ تمہارا عقیدہ ہو گا' وہ کہنے لگا میں تو بالکل کالے رنگ کا ہوں' بڑا بدشکل ہوں اور پھر چرواہا' بالکل ذلیل' بدبو مجھ سے آتی ہے اللہ مجھے بھی جنت میں داخل کر دے گا؟ میرا تو یہ حال ہے۔ اس کے ذہن میں یہ کہ جیسے دنیا کا چکارا ہوتا ہے کہ بڑے اونچے لوگ وہی جائیں گے۔ کیا میں بھی جنت میں چلا جاؤں گا۔ میری تو یہ حالت ہے' شکل میری نہیں' رنگ میرا نہیں' بدبو مجھ سے آتی ہے' کیا میں بھی جنت میں جا سکتا ہوں۔ فرمایا جو مسلمان ہو جائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کر لے دین کو قبول کر لے وہ سب جنت میں چلے جائیں گے۔ وہ کہنے لگا آپ پھر مجھے بھی مسلمان کر لیں۔ آپ نے اس کو کلمہ پڑھایا مسلمان کر لیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں ان بکریوں کا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا ان بکریوں کو ہانک دے' لے جا ان کو ساتھ ادھر ہانک دے۔ وہ اپنے

گھروں میں چلی جائیں گی۔ چنانچہ اس نے بکریوں کو ان کے گھروں کی طرف ہانک دیا۔ وہ ادھر کو چلی گئیں۔ اور خود واپس آ گیا۔ اتنے میں حملہ ہوا۔ وہ بھی جہاد میں شریک ہوا۔ پہلے ریلے میں صاف ہو گیا۔ شہید ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' یہ حدیث کے لفظ ہیں کہ میں نے دو حوریں اس کے پاس دیکھیں ہیں۔ (زاد المعاد ج 2 ص 393 طبقات ابن سعد) یعنی اللہ نے فوری طور پر اس پر یہ احسان کیا' اس پر یہ انعام کیا ہے کہ سیدھا جنت میں داخل کر دیا۔ نہ کوئی نماز' نہ کوئی روزہ' نہ کوئی حج' نہ کوئی زکوۃ ' دین کا کوئی کام نہیں۔ صرف اسلام لایا' اسلام کو دل سے قبول کیا۔ زندہ رہتا تو نمازی بھی ہوتا' حج بھی کرتا' زکوۃ بھی دیتا۔ اس بات پر مسلمان ہو جاتا ہے' وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ کلمہ دین کے لئے پڑھ لیتا ہے۔ اس پر اس کی نجات ہوگی۔ اور جو کلمہ پڑھ لے اور پھرتا رہے اور یقین نہیں۔ حدیث میں آتا ہے خیبر کے موقع پر ایک اعرابی ایک دن آکر مسلمان ہو گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو اپنے اونٹ چرانے کے لئے بھیج دیا کہ تو میرا اونٹ چرانے لے جا۔ وہ اونٹ چرانے لے گیا' بعد میں مال غنیمت تقسیم ہوا اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا بھی مال غنیمت میں سے حصہ رکھا۔ جب وہ آیا تو لوگوں نے حصہ پیش کیا۔ کہنے لگا میں کوئی حصہ لینے کے لئے نہیں آیا۔ میں تو اس لئے آیا ہوں مسلمان ہوا ہوں اور جان اسلام کے لئے وقف کر دوں۔ میری جان اسلام کے راستے میں جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو پتہ لگا' لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ تو حصہ لیتا ہی نہیں۔ آپ نے اسے بلایا تو کہنے لگا یارسول اللہؐ! مجھے حصہ کی ضرورت نہیں' میں حصہ لینے کے لئے نہیں آیا' میں تو چاہتا ہوں کہ میری گردن آپ کے پیچھے کٹ جائے' میں آپ کے لئے شہید ہو جاؤں۔ فرمایا اگر تو سچ کہتا ہے تو اللہ تجھے یہ بھی نصیب کر دے گا۔ لیکن مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کو لے۔ اس نے مال رکھ لیا۔ اس کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ بے چارہ شہید ہو گیا۔(زاد المعاد 394) سو میرے بھائیو! یہ تو مفت کا سودا ہے' مفت کا سودا ہے۔ اگر آپ کا دل صاف ہو گیا۔ اور اگر دل چاہتا ہی نہیں کہ میں کیا کروں تو پھر فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم اس بات کو کبھی نہ بھولو۔ یہ قرآن کہتا ہے فلما ازاغوا ازاغ

الله قلوبھم (61 : الصف : 5) جب خود آدمی ٹیڑھا چلتا ہے تو اللہ اسے دھکا دے دیتا ہے۔ اب یہ بدبخت مولوی ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اللہ اکبر یہ مولوی قرآن کے دورے کروانے والے' تفسیر کے دورے کروانے والے' حدیث کے دورے کروانے والے' دن رات قرآن و حدیث پڑھنے والے کیسے پتھردل ہیں' دنیا ہی دنیا' دولت ہی دولت ' خواہ کسی طریقے سے آئے۔ تعویذوں کے ذریعے سے دولت' مال ہی مال ' دنیا ... دنیا... اور جتنا مولوی کا دل سخت ہوتا ہے اتنا عام آدمی کا بھی دل سخت نہیں ہوتا۔ تو یہ کیا ہے ؟ قرآن کی پھٹکار ہے۔ قرآن جس کو لگ جائے اس کو بچالیتا ہے اور جس کو نہ لگے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن کیا ہے و لا یزید الکافرین الا خسارا (35 : الفاطر : 39) یہ قرآن کافروں کو نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قرآن کیا ہے ؟ حجة لک او علیک قرآن کیا ہے حجة لک یا تو تیرا وکیل بن کر' تیرا وکیل بن جائے گا' تیرا Defence کرے گا۔ اور خدا سے تجھے چھڑائے یا تجھ پر چڑھ جائے۔ اس بدبخت کو بالکل نہ چھوڑ' یا یہ تیرے خلاف ہو جائے اور خلاف کس کے ہوگا ؟ ہم مسلمان سارے اس قسم کے ہیں۔ دیکھ لو تراویح ہم پڑھتے ہیں' قرآن ہمارے گھروں میں موجود ہے۔ اعلیٰ اعلیٰ غلافوں میں لپٹے ہوئے لیکن کوئی قران کی روشنی کاہمارے گھر میں نام و نشان نہیں۔ اب دیکھو جہاں وی۔سی۔ آر چلے' ٹی۔وی چلے وہاں قرآن بیچارہ کیا کرے۔ قرآن پڑھا ہے لیکن دنیا چل سو چل۔ اب ٹی۔وی کے لئے کیا؟ مولوی صاحب دیکھو ناں ! سارے محلے میں ٹی۔وی ہے اب ہم اپنے گھر میں نہ رکھیں تو بچے جاکر ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور یہ بری بات ہے کہ ہمارا بچہ دوسروں کے گھروں میں جائے اس لئے ہم نے اپنے گھر رکھ لیا۔ بچے کو تکلیف اٹھانی نہ پڑے۔ اس لئے مزے کرے' عیش کرے۔ یہ سب شیطانی باتیں ہیں۔ یہ تباہی و بربادی کی صورتیں ہیں۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جیسے ...اللہ اکبر ... اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کیا۔ میرے بھائیو ! توبہ کرلو۔ اللہ سے دعاکرو کہ آپ کو سیدھی راہ پر چلائے۔ اوریاد رکھو یہ تھوڑی دیر کی بات ہوتی ہے۔ جب آپ کے کان میں پڑ گئی آپ ڈر گئے تو اللہ آپ کو نیکی کی طرف رغبت دے گا۔

اللہ آپ کا ساتھ دے گا۔ اللہ آپ کو توفیق دے گا اور آپ بڑھتے چلے جائیں گے۔ آپ کی حالت بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے گی۔ اور اگر آپ چکنے ہو گئے کہ ہاں بات تو ٹھیک ہے اور آپ وہیں کے وہیں ہیں پھر نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ پھر دھکا دے گا' دور سے دور کرتا ہی چلا جائے گا اور اس کو کیا کہتے ہیں ؟ اللہ اکبر والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون جو میری آیتوں کو نہیں مانتا' میرا پیغام اس کو پہنچتا ہے وہ اس کو نہیں مانتا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون (7 : الاعراف : 182) میں بھی ان کے ساتھ چال چلتا ہوں میں بھی ان کے ساتھ چال چلتا ہوں۔ اسے تکلیف نہ بیماری' اسے نہ غربت نہ اسے کچھ اور۔ اسے خوب عیش کرواتا ہوں تاکہ وہ مست ہو جائے۔ وہ مست ہو جائے اور دین کی طرف سے بالکل غافل ہو جائے اور اسی طریقہ سے اپنی زندگی گزارتا چلا جائے۔ اب جب عین پورا سرے لگ جائے تو پھر اخذناھم بغتۃ میں اسے پھر اچانک پکڑ لیتا ہوں تاکہ اسے توبہ کا موقع نہ ملے۔ یہ قرآن کہتا ہے والذین کذبوا بایاتنا جو لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے ان کی تکذیب کرتے ہیں سنستدرجھم جیسے شکاری دانہ ڈال کر چھپ جاتا ہے' دانے بکھیرتا جاتا ہے اور آگے کو چلا جاتا ہے۔ سنستدرجھم ہم ان کے ساتھ استہزا کرتے ہیں' ہم ان کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں۔ من حیث لا یعلمون انہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔

میرے بھائیو ! سوچ لو۔ آپ کی زندگی گناہ کی ہو اور خدا آپ کو عیش کروائے تو سمجھ لو کہ خدا چال چل رہا ہے۔ میری بات سنی آپ نے کہ نہیں۔ آپ کی زندگی گناہ کی ہو ' آپ کی زندگی نافرمانی کی ہو اور خدا آپ کو عیش کروائے تو سمجھ لو کہ خدا آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ میں بڑا سخت لفظ کہہ رہا ہے... نگا.... تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے۔ اس کو استدراج کہتے ہیں۔ درجہ بدرجہ کھینچتے آتا ہے تاکہ آگے آ جائے اور آگے آ جائے۔ من حیث لا یعلمون تاکہ پتہ بھی نہ لگے واملی لھم میں تو ان کی مہلت دیتا ہوں۔ کہتا ہی کچھ نہیں۔ جا مزے کر۔ بیوی دن رات چمٹی جاتی ہے اور بچے دن بھر کھلونے کی طرح۔ عین ہر طرح سے اس کو دیکھ۔ بچوں کو دیکھو' بیوی کو دیکھو۔ مکان کو

دیکھو واملی لھم میں ان کو مہلت دیتا ہوں۔ ان کیدی متین (7 : الاعراف : 183) میری یہ تدبیر بڑی مضبوط تدبیر ہے۔ ولا یحسبن الذین کفروا فرمایا بدبخت وہ ہیں جو اللہ سے دور رہیں۔ اللہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ کافر یہ ہرگز خیال نہ کریں انما نملی لھم (7 : الاعراف : 178) میں نے یہ مہلت اس لئے دی کہ اور گناہ کریں' یہ قرآن ہے۔ کبھی ہو سکتا ہے میرے بھائیو! کہ تو داڑھی منڈائے اور خدا تجھ سے ناراض نہ ہو۔ تیری بیوی بے پردہ پھرے اور خدا تجھ سے ناراض نہ ہو۔ پھر تجھے کھانے کو بھی دے' پینے کو بھی دے۔ تیری بیوی بھی خوبصورت' تیرے بچے بھی کھلونے جیسے۔ تجھے عیش کروائے' کیا خدا تجھ سے راضی ہے۔ کہ تجھے عیش کروا رہا ہے۔ نہیں خدا تجھ سے چال چل رہا ہے۔ ہاں اس آدمی سے راضی ہے۔ اس پر خدا بڑا مہربان ہے۔ رشوت کا پیسہ جیب میں ڈال لیا۔ گھر لے آیا۔ تو دیکھا کہ بیوی بیچاری بیمار پڑی ہے۔ بچے کا کوئی حادثہ ہو گیا' روپے لئے تھے' دس رشوت کے پاسو لیا تھا لگ گیا ہزار۔ اس کے دل میں فورا خیال آیا کہ دیکھو ناں مجھ پر شامت آگئی۔ میں نے رشوت لی' مجھ پر شامت آگئی۔ اللہ میری توبہ میں آئندہ نہیں لیتا۔ اس پر خدا مہربان ہے جیسے باپ بچے کو تھپڑ مارتا ہے۔ باپ بچے کی پٹائی کرتا ہے لیکن یہ ڈرتا ہے کہ ہڈی نہ ٹوٹ جائے' اس کی جان نہ نکل جائے۔ میرا بچہ ہے۔ مر نہ جائے۔ لیکن مارتا بھی ہے۔ کیوں؟ ٹھیک ہو جائے۔ اور جو ڈاکو ہوں گے' بدمعاش ہوں گے وہ کھلائیں گے پلائیں گے۔ نشہ دیں گے۔ تو بالکل یاد رکھ لو اگر آپ کی زندگی نافرمانی کی ہے اور پھر آپ کو خدا عیش کروا رہا ہے سمجھ لو آپ قربانی کے بکرے ہیں اور اگر آپ سے کوئی گناہ ہو گیا خدا نے تھپڑ مار دیا' کوئی ٹھوکر لگ گئی اور آپ کو احساس ہو گیا کہ یہ میرے گناہ کی شامت ہے اللہ آپ پر مہربان ہے۔ آپ کو الٹے راستے پر جانے نہیں دیتا۔ ٹھوکر مار کر ہوشیار کرتا ہے۔ آئندہ بالکل نہیں کرنا۔ باز آ جا۔ خدا آپ پر مہربان ہو۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان....